

سید غوث اعظم کے فضائل و کرامات کا اولین مستند مجموعہ

قلندار خواجہ بہر فی مناقب

شیخ عبدالقادر گیلانی

کا اردو ترجمہ

غوثِ گیلانی



مکتبہ محمد بن یحییٰ انصاری

علاء محمد عبدالقادر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید غوث اعظم

کے فضائل و کرامات کا اولین مستند مجموعہ

قلائد الجواہر فی مناقب

شیخ عبدالقادر گیلانی

کا اردو ترجمہ

غوث گیلانی

تصنیف

علامہ محمد بن حکیم تادوی رحمہ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ محمد عبدالستار قادری



بیہ سٹور ہاؤس، سول ہائی کول، ایم ایو بازار لاہور
فون: 042-7246006

شہیر برادرز

martat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	•••••	قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر گیلانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
مصنف	•••••	علامہ محمد بن یحییٰ التازنی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
مترجم	•••••	حضرت علامہ مولانا عبدالستار
اشاعت	•••••	مارچ 2006ء
کیوزنگ	•••••	ورڈز میکر
صفحات	•••••	360
پروف ریڈنگ	•••••	شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی
مطبع	•••••	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	•••••	شبیر برادرز لاہور
قیمت	•••••	150/=

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹرنزد مسلم ماڈل ہائی سکول 40 اردو بازار لاہور

فہرست

- ۱۷ حمد و نعت ♦
- ۱۸ تمہید ♦
- " سبب تالیف ♦
- ۱۹ آپ کا سن و مقام پیدائش ♦
- ۲۰ مقام و سن وفات ♦
- ۲۲ آپ کا نسب ♦
- " آپ کے نانا حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ ♦
- ۲۳ آپ کے والد ماجد ♦
- " آپ کی والدہ ماجدہ ♦
- " آپ کا مدت شیر خواری میں رمضان کے ایام میں دودھ نہ پینا ♦
- ۲۴ آپ کا بغداد جانا ♦
- خضر علیہ السلام کا آپ کو بغداد میں داخل ہونے سے روکنا اور آپ کا سات برس تک
..... دجلہ کے کنارے پڑے رہنا اور پھر بغداد جانا ♦
- ۲۵ اشعار تہنیت آمیز ♦
- ۲۶ آپ کا علم حاصل کرنا ♦
- " آپ کا قرآن مجید یاد کرنا ♦
- ۲۷ آپ کا خرقہ پہننا ♦
- ۲۸ بغداد جا کر آپ کا وہاں کے مشائخ عظام سے شرف ملاقات حاصل کرنا ♦
- ۲۹ آپ کے مدرسہ کا وسیع کیا جانا ♦
- ۳۰ آپ کے تلامذہ ♦
- ۳۱ علیہ شریف ♦

- ۳۲ آپ کے خصائلِ حمیدہ
- ۳۵ آپ کا وعظ و نصیحت
- ۳۶ آپ کی مجلس میں سب کا یکساں ہونا
- " آپ کے واسطے غلہ علیحدہ بویا جانا
- ۳۷ ایک کند ذہن طالب علم کی آپ سے پڑھنے کی حکایت
- " آپ کی پھوپھی صاحبہ کی دعا سے پانی برسنا
- ۳۸ آپ کی راست گوئی کا بیان
- " آپ کے بغداد تشریف لے جانے کا سبب
- ۳۹ آپ کا بغداد رخصت ہونا، راستے میں قافلہ کا لوٹا جانا
- ۴۰ آپ کو اپنی ولایت کا حال بچپن سے ہی معلوم ہو جانا
- " آپکا بچوں کے ساتھ کھیلنے سے باز رہنا اور کئی کئی روز تک آپکا کھانا نہ کھانا
- ۴۱ اثنائے تنگدستی میں آپ کا کسی سے سوال نہ کرنا
- " بغداد کی قحط سالی کے متعلق آپ کی کئی حکایتیں
- ۴۲ ایک دفعہ اثنائے قحط سالی میں آپ کا بھوک سے نہایت عاجز آنا
- ۴۳ حتی الامکان آپ کا بھوک کو ضبط کرنا
- ۴۴ آپ کا صبر و استقلال
- " آپ کا بڑی بڑی ریاضتیں اور مجاہدے کرنا
- ۴۵ عراق کے بیابانوں میں آپ کا سیاحت کرنا
- ۴۶ آپ پر عجیب حالات کا طاری ہونا
- ۴۷ لڑنے کی غرض سے شیاطین کا آپ کے پاس مسلح ہو کر آنا
- ۵۰ بغداد سے جانے کا قصد اور شیخ حماد الدباس سے ملاقات
- ۵۲ آپ کی مجالس وعظ میں لوگوں کا کثیر تعداد میں حاضر ہونا
- حضور ﷺ کا آپ کو حکم وعظ اور حضور ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آپ کے منہ میں تھکارنا
- ۵۵ مسند ولایت کے سجادہ نشین میں بارہ خصلتوں کا ہونا ضروری ہے
- ۵۷ آپ سے نسبت (بغیر بیعت ہوئے) کا انعام

- ۶۱ آپ کا اپنے مریدوں کی شفاعت کرنا اور ان کا ضامن بننا
- ۶۲ آپ کا پانی پر چلنا
- ۶۳ شیخ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں آپ کا قول
- ۶۶ آپ کی کُل مدت و عطا و نصیحت
- " آپ کی مجلس میں یہود و نصاریٰ کا اسلام قبول کرنا
- ۶۷ آپ کا مجاہدہ
- ۶۸ آپ کے ہاتھ پر پانچ ہزار یہود و نصاریٰ کا اسلام قبول کرنا
- ۷۲ آپ کا شیطان کو دیکھنا اور اس کے مکر سے آپ کا محفوظ رہنا
- ۷۳ آپ کا طریقہ
- ۷۷ آپ کا قَدَمِیْ هَذِهِ عَلٰی رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ کہنا
- ۷۹ کرامت و استدراج کا فرق اور آپ کے گرامات کا بتواتر ثابت ہونا
- ۸۰ "قَدَمِیْ هَذِهِ عَلٰی رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" کے کیا معنی ہیں؟
- مشائخ کا آپ کی تعظیم کرنا اور آپ کے قَدَمِیْ هَذِهِ عَلٰی رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ کے کہنے کی خبر دینا
- ۸۱ جس مجلس میں کہ آپ نے قَدَمِیْ هَذِهِ عَلٰی رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ فرمایا اس میں تمام اولیائے وقت اور رجال الغیب کا حاضر ہونا اور ان کی طرف سے آپ کو مبارکباد سنانا
- ۸۸ آپ کے عہد میں دجلہ کا نہایت طغیانی پر ہونا اور آپ کے فرمانے سے ان کا کم ہونا
- ۸۹ آپ کا اپنا عصا زمین پر کھڑا کرنا اور اس کا روشن ہو جانا
- " ایک بزرگ کی حکایت
- " آپ کے ایک مرید کا بیت المقدس سے آن کرہوا میں چلنے سے تائب ہو کر آپ سے طریق محبت سیکھنا
- ۹۰ محبت الہی
- ۹۱ ایک گویے کا آپ کے ہاتھ پر تائب ہونا
- ۹۲ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر آپ کا دیر تک ٹھہر کر ان کیلئے دعا مانگنا
- ۹۳ آپ کے مقامات اور یہ کہ مواہب و عطائے الہی ہر شخص کو حاصل ہونا ضروری نہیں
- ۹۸ ایک وقت بارش ہونا اور آپ کے فرمانے سے صرف آپ کے مدرسہ سے بند ہو کر

- ۱۰۰ اطراف و جوانب میں برستے رہنا
- ۱۰۳ عجب و غرور سے بچنے کے متعلق آپ کا کلام
- " علم کلام و علم معرفت
- ابو الفرح ابن الہمامی کا بھولے سے بے وضو نماز پڑھنا اور بعد نماز اس بات سے
- ۱۰۴ آپ کا انہیں اطلاع دینا
- ۱۰۵ فقیر بے علم کی مرغ بے پر کی مثال ہے
- خلیفہ المستجد باللہ کا زینقندے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ کا اُس کو نہ لینا..."
- ۱۰۶ روانفص میں سے ایک جماعت کا آپ کی کرامت دیکھ کر اپنے رفص سے تائب ہونا ...
- ایک بچھو کا ساٹھ دفعہ آپ کے سر میں ڈنک مارنا اور پھر آپ کے فرمانے سے
- ۱۰۷ اُس کا مرجانا
- آپ کے رکابدار ابو العباس کو آپ کا دس بارہ سیر گندم دینا اور اُن کا پانچ سال تک
- " اُسے کھاتے رہنا
- ایک دفعہ قندیل کی طرح ایک روشن شے کا دو تین دفعہ آپ کے دہن مبارک سے
- ۱۰۸ قریب ہو ہو کر واپس ہونا
- " آپ کا طی الارض
- ۱۰۹ جنات کا آپ کی تابعداری کرنا
- ۱۱۱ ایک آسیب زدہ کی حکایت
- بغداد پر سے گذرتے ہوئے ایک صاحب حال کا فخر کرنا اور آپ کا اُس کا حال
- " سلب کر کے واپس دے دینا
- آپ کے مسافر خانہ کی چھت گرنا اور اُس کے گرنے سے پہلے آپ کا وہاں سے
- ۱۱۲ لوگوں کو ہٹانا
- " ایک فاضل کی حکایت
- ۱۱۳ ایک بد اخلاق بالغ لڑکے کی حکایت
- " شیخ مطر البازرانی رحمۃ اللہ علیہ کو اُس کے والد ماجد کی وصیت
- فقہائے بغداد کا جمع ہو کر آپ کا امتحان لینے کی غرض سے آپ کے پاس آنا
- ۱۱۵ بہت سے مخفیہ حالات کو آپ کا ظاہر کرنا

- ◆ آپ کی کرامات ۱۱۶
- ◆ مکان کی چھت سے ایک سانپ کا آپ کے سامنے گرنا اس وقت آپ کا استقلال
- اور آپ سے اس کا ہم کلام ہونا ۱۱۷
- ◆ ایک دفعہ جامع منصورى میں ایک جن کا اڑدھا بن کر آپ کے سامنے آنا ۱۱۸
- ◆ آپ کی دعا سے مریضوں کا شفا یاب ہونا "
- ◆ مریض استقاء ۱۱۹
- ◆ مریض بخار "
- ◆ آپ کی دعا سے کبوتری کا انڈے دینا اور قمری کا بولنے لگنا "
- ◆ آپ کے ایک مرید کا قول ۱۲۰
- ◆ ایک چوہے کا چھت پر سے کئی دفعہ آپ کے اوپر مٹی گرانا اور آپ کے فرمانے سے
- اس کا گر کر مر جانا ۱۲۱
- ◆ آپ کا قیمتی لباس پہننا اور باطن میں ابوالفضل احمد کا اس پر معترض ہونا ۱۲۲
- ◆ خواب میں آپ کے خادم کا ستر عورتوں سے ہمبستر ہونا اور آپ کا اُس کی وجہ بتلانا ۱۲۳
- ◆ آپ سے توسل کرنے کا بیان "
- ◆ ہر ماہ میں خلیفہ وقت کی طرف سے آپ کے واسطے خلعت آنا ۱۲۴
- ◆ دل بدست آدر کہ حج اکبر است "
- ◆ عبدالصمد بن ہمام کا آپ سے انحراف کرنے کے بعد آپ کی خدمت اختیار کرنا ۱۲۵
- ◆ آپ کا ایک مرغی کی ہڈیاں جمع کر کے باذنہ تعالیٰ اُس کا زندہ کرنا ۱۲۷
- ◆ اولیاء اللہ کی حیات و ممات میں ان کے تصرفات پر انعقاد اجماع "
- ◆ شیطان لعین کی دھوکہ دہی ۱۲۸
- ◆ آپ کا اظہار مافی الضمیر ۱۲۹
- ◆ شیخ جمال الدین ابن الجوزی کا آپ کی وسعت علم دیکھ کر قال سے حال کی طرف
- رجوع کرنا ۱۳۰
- ◆ آپ کا مشغلہ علمی ۱۳۱
- ◆ آپ کا فتویٰ دینا "
- ◆ ایک عجیب و غریب فتویٰ "

- ❖ محمد بن ابوالعباس کا ایک مجمع مشائخین میں آپ کو خواب میں دیکھنا ۱۳۲
- ❖ اولیائے وقت کا آپ سے تعہد "
- ❖ آپ کی مجلس وعظ میں جنات کا آنا ۱۳۳
- ❖ ایک بزرگ کا خواب "
- ❖ آپ کے بعض اقوال ۱۳۵
- ❖ مسلمان کے دل پر ستارہ حکمت و ماہتاب علم اور آفتاب معرفت کا طلوع ہونا "
- ❖ ایک صحابی جن سے ملاقات ۱۳۶
- ❖ دعا کے تین درجے "
- ❖ آپ کی ادعیہ (دعائیں) ۱۳۷
- ❖ آپ کے ازواج ۱۳۹
- ❖ آپ کی اولاد ۱۴۰
- ❖ شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ "
- ❖ شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۱
- ❖ جبال میں آپ کی ذریت ۱۴۳
- ❖ شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ "
- ❖ شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۴
- ❖ شیخ حافظ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ "
- ❖ شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۵
- ❖ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۶
- ❖ شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ "
- ❖ شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ "
- ❖ شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ "
- ❖ شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۷
- ❖ جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اولاد ۱۴۸
- ❖ شیخ سلیمان بن عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ "
- ❖ شیخ عبدالسلام بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ "

- ۱۴۶..... ❖ شیخ محمد بن شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴۹..... ❖ شیخ نصر بن شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۵۲..... ❖ شیخ عبدالرحیم بن شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہما
- ۱۵۳..... ❖ شیخ فضل اللہ بن شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ
- "..... ❖ اولاد ایشیخ ابی صالح نصر ابن ایشیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہم
- ۱۵۶..... ❖ آپ کی ذریت قاہرہ میں
- "..... ❖ آپ کی ذریت حمہ میں کثر ہم اللہ
- "..... ❖ مندرجہ بالا تینوں بزرگوں کی اولاد
- ۱۵۷..... ❖ اولاد ایشیخ الصالح لاصیل محی الدین عبدالقادر بن محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہم
- ۱۵۸..... ❖ کتاب پند اکاسن تالیف
- "..... ❖ اولاد ایشیخ بدرالدین حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہم
- ۱۵۹..... ❖ ان دونوں بزرگوں کی اولاد
- ۱۶۰..... ❖ اولاد ایشیخ حسین بن علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہم
- "..... ❖ آپ کی اولاد اور آپ کی اولاد اولاد
- ۱۶۳..... ❖ اولاد ایشیخ محمد بن شیخ عبدالعزیز الجلی البجالی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۶۳..... ❖ آپ کی ذریت مصر میں
- ۱۶۶..... ❖ آپ کی ذریت حلب میں
- "..... ❖ قاہرہ میں آپ کی ذریت
- ۱۶۷..... ❖ بغداد میں آپ کی ذریت
- ۱۶۹..... ❖ آپ کی توجہ سے آفتابہ کاروبقبلہ ہونا
- ۱۷۰..... ❖ محی الدین آپ کا لقب ہونے کی وجہ تسمیہ
- "..... ❖ رسول اللہ ﷺ کو آپ کا خواب میں دیکھنا
- ۱۷۱..... ❖ ایک بزرگ کی حکایت
- "..... ❖ ایک جوئے باز کا آپ کے دست مبارک پر تائب ہونا
- ۱۷۳..... ❖ ایک بزرگ کا خواب
- ۱۷۴..... ❖ ایک خیانت کا ذکر

- ❖ رجالِ غیب کا آپ کی مجلس میں آنا ۱۷۵
- ❖ رجالِ غیب کا ذکر ۱۷۶
- ❖ آپ کا خطبہ و عظ "
- ❖ عہد شکنی پر آپ کا گرفت کرنا ۱۸۱
- ❖ عمل صالح کے متعلق آپ کا کلام ۱۸۲
- ❖ آپ کا کلام فنا کے متعلق ۱۸۳
- ❖ آپ کا کلام صدق کے متعلق ۱۸۳
- ❖ تنزیہِ باری تعالیٰ کے متعلق ۱۸۶
- ❖ پیدائشِ انسان کے متعلق ۱۸۹
- ❖ اسمِ اعظم کے متعلق ۱۹۱
- ❖ علم کے متعلق ۱۹۲
- ❖ زہد و ورع کے متعلق ۱۹۳
- ❖ خلیفۃ المستجد کا آپ سے کرامت کی خواہش کرنا ۱۹۶
- ❖ ایک تاجر کے حق میں آپ کا دُعا کرنا "
- ❖ ایک بزرگ کا آپ کے مراتب و مناصب کی خبر دینا ۱۹۷
- ❖ ایک بزرگ کی حکایت ۱۹۸
- ❖ ایک رجالِ غیب کا ذکر ۲۰۰
- ❖ آپ کی بی بی صاحبہ کا حال ۲۰۱
- ❖ رجالِ غیب میں سے ایک شخص کا ذکر ۲۰۲
- ❖ ایک قافلہ کے متعلق آپ کی کرامت "
- ❖ آپ کی دعا سے ایک چیل کا مرکز زندہ ہو جانا ۲۰۳
- ❖ آپ کا پہلی دفعہ حج بیت اللہ کرنا ۲۰۴
- ❖ ایک بزرگ کا اپنے ایک مرید کو آپ کی خدمت میں تعلیم فقر حاصل کرنے کے لیے بھیجنا ۲۰۶
- ❖ صفات و ارادتِ الہیہ و طوارقِ شیطانیہ کے متعلق ۲۰۷
- ❖ محبت کی نسبت "

- ۲۰۷ توحید کے متعلق ♦
- " تجرید کے متعلق ♦
- ۲۰۸ معرفت کے متعلق ♦
- " ہمت کی نسبت ♦
- " حقیقت کے متعلق ♦
- " اعلیٰ درجات ذکر کے متعلق ♦
- ۲۰۹ شوق کے متعلق ♦
- " توکل کے متعلق ♦
- " امانت (توجہ الی اللہ) کے متعلق ♦
- ۲۱۰ توبہ کے متعلق ♦
- " دنیا کے متعلق ♦
- " تصوف کے متعلق ♦
- " تعزز (ذی عزت ہونے) ورتکبر (غرور کرنے) کے متعلق ♦
- " شکر کے متعلق ♦
- ۲۱۱ صبر کے متعلق ♦
- " حسن خلق کے متعلق ♦
- ۲۱۲ صدق کے متعلق ♦
- " فنا کے متعلق ♦
- " بقا کے متعلق ♦
- " وفا کے متعلق ♦
- ۲۱۳ رضائے الہی کے متعلق ♦
- " وجد کے متعلق ♦
- " خوف کے متعلق ♦
- " رجاء (امید رحمت) کے متعلق ♦
- ۲۱۴ حیاء کے متعلق ♦
- " مشاہدہ کے متعلق ♦

- ❖ ۲۱۵ سُکر (مستی عشق الہی) کے متعلق
- ❖ ۲۱۷ جیوش عجم کا آپ کے حکم سے واپس ہو جانا
- ❖ ۲۱۸ آپ کی مجلس میں سبز پرندے کا آنا
- ❖ ۲۱۹ سبز پرندوں کا وعظ سننے کے لئے حاضر مجلس ہونا
- ❖ " پرندے کا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑنا
- ❖ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کا آپ مجلس میں
- ❖ " جلوہ افروز ہونا
- ❖ ۲۲۲ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنا
- ❖ " ملائے اعلیٰ میں آپ کا لقب: باز اشہب
- ❖ ۲۲۳ شیخ ابو نصیر رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کی شان میں قول
- ❖ ۲۲۴ خلیفہ وقت کی دعوت ولیمہ میں آپ کی شرکت
- ❖ ۲۲۶ مشائخ کے نزدیک آپ کا ادب و احترام کے نزدیک
- ❖ ذکر سادات مشائخ کہ جنہوں نے آپ کی مدح سرائی کی ہے اور جن کے
- ❖ ۲۲۸ مناقب بیان کرنے کا ہم اوپر وعدہ کر آئے ہیں
- ❖ " شیخ ابو بکر بن ہوار البطاحی رحمۃ اللہ علیہ
- ❖ " آپ کے فرمودات عالیہ
- ❖ ۲۲۹ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی حالات
- ❖ ۲۳۰ آپ کو زیارت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما اور خرقہ عطاء ہونا
- ❖ " آپ کی فضیلت و کرامات
- ❖ ۲۳۲ شیخ محمد الشبنکی رحمۃ اللہ علیہ
- ❖ " آپ کا ابتدائی حال
- ❖ ۲۳۳ آپ کی کرامات و خرق عادات
- ❖ ۲۳۴ شیخ ابو الوفا محمد بن محمد زید الحلو انی رحمۃ اللہ علیہ
- ❖ ۲۳۵ آپ کے ابتدائی حالات
- ❖ " آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت
- ❖ ۲۳۶ سیدنا شیخ حماد بن مسلم بن دودۃ الدباس رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۳۷ فضائل و کرامات ❖
- ۲۳۸ شیخ عزیز بن مستودع البطاحی رحمۃ اللہ علیہ ❖
- " آپ کے فرمودات عالیہ ❖
- ۲۳۹ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کرامات ❖
- ۲۴۰ شیخ منصور البطاحی رحمۃ اللہ علیہ ❖
- ۲۴۲ سید العارفین ابوالعباس احمد بن علی بن احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ ❖
- " آپ کے مسائل و مناقب و کرامات ❖
- ۲۴۵ شیخ عدی بن مسافر بن اسماعیل الاموی اشامی رحمۃ اللہ علیہ ❖
- ۲۴۶ آپ کے فرمودات و کرامات ❖
- ۲۴۸ مردے کو باذن تعالیٰ زندہ کرنا ❖
- ۲۴۹ جماعت صوفیاء کا بغرض امتحان حاضر خدمت ہونا ❖
- " ایک بزرگ کا مبروص و تاجینا کو اچھا کرنا ❖
- ۲۵۱ آپ کا اپنے مریدوں کے احوال پر شکر خدا کرنا ❖
- ۲۵۲ آپ کی فضیلت ❖
- ۲۵۳ آپ کی خدمت میں تمیں فقراء کا حاضر ہونا ❖
- ۲۵۵ تاریخ ابن کثیر میں آپ کا تذکرہ ❖
- " تاریخ ذہبی میں آپ کی مدح سرائی ❖
- ۲۵۶ تاریخ ابن خلکان میں آپ کا تذکرہ ❖
- ۲۵۷ شیخ علی بن الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ❖
- ۲۵۸ جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری ❖
- ۲۵۹ آپ کے فرمودات ❖
- " آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات ❖
- ۲۶۱ آپ کا وصال ❖
- " شیخ ابوالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ❖
- " آپ کا کلام ❖
- ۲۶۲ آپ کے ابتدائی حالات و کرامات ❖

- ۲۶۳ آپ کا وصال ❖
- " شیخ ابو نعیمہ بن نعمتہ سروجی رحمۃ اللہ علیہ ❖
- ۲۶۵ شیخ عقیل النجفی رحمۃ اللہ علیہ ❖
- ۲۶۶ تصرفات و کرامات ❖
- ۲۶۷ آپ کا وصال ❖
- " شیخ علی وہب الربیع رحمۃ اللہ علیہ ❖
- ۲۶۸ آپ کا لقب "راؤ الغائب" ❖
- " آپ کے ابتدائی حالات ❖
- ۲۶۹ آپ کے فضائل و مناقب و کرامات ❖
- ۲۷۱ شیخ موسیٰ بن ہامان الزولی رحمۃ اللہ علیہ ❖
- ۲۷۳ آپ کا کلام ❖
- ۲۷۴ آپ کی کرامات ❖
- ۲۷۶ آپ کا وصال ❖
- " شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر البکری الشہیر بالسمروردی رحمۃ اللہ علیہ ❖
- ۲۷۷ معارف و حقائق میں آپ کا کلام ❖
- ۲۷۸ آپ کے کرامات ❖
- ۲۷۹ ولادت و وفات و نسب ❖
- ۲۸۰ شیخ محمد ابوالقاسم بن عبدالبصر رحمۃ اللہ علیہ ❖
- " آپ کا کلام ❖
- ۲۸۳ آپ کی فضیلت و کرامات ❖
- ۲۸۶ آپ کا وصال ❖
- " شیخ ابوالحسن الجوتی رحمۃ اللہ علیہ ❖
- " آپ کا کلام ❖
- ۲۸۷ دعائے مستجاب ❖
- ۲۸۸ آپ کی فضیلت و کرامات ❖
- ۲۹۰ شیخ عبدالرحمن الطفسونجی رحمۃ اللہ علیہ ❖

- ۲۹۰ آپ کی فضیلت و کرامات
- ۲۹۲ شیخ بقاء بن بطو رحمۃ اللہ علیہ
- " آپ کی فضیلت و کرامات
- ۲۹۳ آپ کا وصال
- ۲۹۵ شیخ مطر الباذرانی رحمۃ اللہ علیہ
- " آپ کی نظر کی میا اثر
- ۲۹۶ شیخ ماجد الکروی رحمۃ اللہ علیہ
- " آپ کی فضیلت و کرامات
- ۲۹۷ شیخ ابو مدین شعیب المغربی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۹۸ آپ کی فضیلت و کرامات
- ۳۰۰ شیخ ابو البرکات صحر بن صحر بن مسافر الاموی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۰۱ آپ کا کلام
- " آپ کی کرامات
- ۳۰۳ شیخ ابوالمفاخر عدی بن صحر بن صحر بن مسافر الاموی الہکاری رحمۃ اللہ علیہ
- " شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۰۵ آپ کا وصال
- " شیخ شہاب الدین عمر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۰۷ شیخ جاگیر الکروی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۰۹ شیخ عثمان بن مرزوق القرشی رحمۃ اللہ علیہ
- " آپ کا کلام
- ۳۱۰ شیخ سوید السنجاری رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۱۲ شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۱۳ شیخ ابو عمرو بن عثمان بن مزروۃ البطاحی رحمۃ اللہ علیہ
- " آپ کا کلام
- ۳۱۵ آپ کی کرامات
- ۳۱۷ شیخ ابو البناء محمود بن عثمان بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

- ❖ شیخ قزیب البان الموصلی رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۸
- ❖ شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۱
- ❖ شیخ مکارم بن ادیس النہر خالصی رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۲
- ❖ آپ کا کلام "
- ❖ شیخ خلیفہ بن موسیٰ النہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۵
- ❖ آپ کا کلام "
- ❖ شیخ عبداللہ بن محمد القرشی الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۶
- ❖ آپ کا کلام ۳۲۷
- ❖ شیخ ابواسحاق ابراہیم بن علی المقلب رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۱
- ❖ شیخ ابوالحسن بن ادیس الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۵
- ❖ شیخ ابو محمد عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۶
- ❖ شیخ ابوالحسن علی بن حمید المعروف بالصباغ رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۸
- ❖ آپ کی کرامات ۳۳۹
- ❖ خاتمۃ الکتاب للمؤلف ۳۴۳
- ❖ علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ۳۴۴
- ❖ شیخ عقیف الدین ابو محمد عبداللہ کی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ۳۴۵
- ❖ قصیدہ مدحیہ ۳۵۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و نعت

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَتَحَ لِأَوْلِيَآئِهِ طُرُقَ الْهُدَىٰ وَأَجْرِي عَلَىٰ أَيْدِيهِمْ
 أَنْوَاعَ الْخَيْرَاتِ وَنَجَّاهُمْ مِنَ الرَّهَىٰ فَسِنِ افْتَدَىٰ بِهِمِ انْتَصَرَ
 وَاهْتَدَىٰ وَمَنْ عَرَجَ عَنْ طَرِيقِهِمِ انْتَلَسَ وَتَرَدَّىٰ وَمَنْ أَمَرَ حَمَاهُمْ
 أَفْلَحَ وَسَلَكَ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْهُمْ بِالْإِنْكَارِ انْقَطَعَ وَهَلَكَ أَحْمَدُة
 حَمْدُة حَمْدَ عَلِيمٍ أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنْهُ إِلَّا إِلَيْهِ وَاشْكُرُة شُكْرًا مِنْ
 اعْتَقَدَ أَنَّ النِّعَمَ وَالتَّقَمَّ بِيَدَيْهِ وَأَصَلَّىٰ وَأَسْلِمَ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَعَلَىٰ آلِهِ عَدَدَ انْعَامِ اللَّهِ وَأَفْضَالِهِ

ترجمہ: تمام تعریفیں اس ذات پاک کے لئے ہیں جس نے ہدایت کے طریقے اپنے
 اولیاء رحمۃ اللہ علیہم پر واضح اور منکشف کر کے ہر ایک قسم کی خیر و برکت ان کے
 ہاتھوں پر رکھ دی اور ضلالت و گمراہی کی ہلاکت سے انہیں مامون و محفوظ رکھا۔ جو
 کوئی ان کی پیروی کرتا ہے۔ نفس و شیطان پر غالب ہو کر نیک راہ کی ہدایت پاتا
 ہے۔ اور جو ان کی پیروی سے گریز کرتا ہے وہ ٹھوکر یں کھا کر اوندھے منہ گرتا اور
 گمراہ ہو کر اپنی جان کھوتا ہے۔ اور ان کے زمرے میں داخل ہونے والا منزل
 مقصود کو پہنچ کر فائز المرام ہوتا ہے اور انہیں برا جان کر ان سے بھاگنے والا راہ
 راست سے دور ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ میں اس بات کا یقین کر کے اس کی حمد و ثنا
 کرتا ہوں کہ اس کے سوا اور کہیں میرا ٹھکانہ نہیں اور یہ اعتقاد کر کے میں اس کی
 شکرگزاری کرتا ہوں کہ دنیا کی نعمتیں دنیا اور پھر ان کا چھین لینا اسی کے قبضہ
 قدرت میں ہے اور جناب سرکار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی آل و
 اصحاب پر اللہ تعالیٰ کے کل انعام و احسانات کے برابر درود و سلام بھیجتا ہوں۔

حمد و صلوة کے بعد ضعیف و حقیر پر تقصیر گناہ گار امیدوار رحمت پروردگار محمد بن یحییٰ التازنی غفر اللہ لہ ولو اللدیہ واحسن الیہما والیہ عرض کرتا ہے کہ کتاب ”التاریخ المعتبر فی انباء من غیر“ قاضی القضاة مجیر الدین عبدالرحمن العلیسی العمیری المقدسی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تألیفات سے ہے میرے مطالعہ سے گزری میں نے دیکھا کہ مؤلف ممدوح نے سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحنبلی علیہ الرحمۃ کے سوانح بیان کرنے میں نہایت اختصار سے کام لے کر آپ کے صرف تھوڑے سے ہی مناقب کو ذکر کیا ہے جس سے بندے کو نہایت تعجب ہوا۔ بندے نے اپنے جی میں کہا کہ شاید مؤلف ممدوح نے باقی مناقب کو شہرت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے اور علامہ ابن جوزی کی پیروی کر کے آپ کے حالات کو ایک مختصر طریقہ میں بیان کیا ہے اور آپ کے مشہور واقعات کے لئے صرف شہرت کو کافی سمجھا ہے۔

سبب تالیف

اس لئے احقر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ کے پورے حالات کو ایک جگہ جمع کر کے بندہ بھی سعادت دارین حاصل کرے اور آپ کے ان تمام مناقب کو جنہیں بندہ نے متفرق کتابوں میں دیکھا یا ثقہ لوگوں سے سنا یا جو کچھ خود بندے کو یاد ہیں ایک جگہ لکھے اور اس کے بعد آپ کا نسب بیان کر کے آپ کے اخلاق و عادات آپ کے علم و عمل آپ کے طریقہ و عظ و نصیحت آپ کے اقوال و افعال آپ کی اولاد آپ کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کرتے ہوئے دیگر اولیائے عظام کی تعظیم کرنے کا حال لکھے اور جن اولیائے عظام نے آپ کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کر کے آپ کی مدح سرائی کی ہے ان کے اور جن لوگوں کو کہ آپ سے تعلق رہا ہے یا جنہوں نے آپ کی خدمت سے فیض پایا ہے ان کے مناقب بھی ذکر کرے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اتباع و پیروان کی عظمت و بزرگی بھی مقتداء و پیشوا کی مناقب منقبت کی جمع ہے جس کے معنی بزرگی و مایہ ناز اور فضیلت کے ہیں اور مناقب سے فضائل و اوصاف حمیدہ مراد ہوتے ہیں۔

عظمت و بزرگی سے ظاہر ہوا کرتی ہے اور نہروں کی نفع یابی چشمے کے زیادہ شیریں اور اس کے بڑے ہونے پر مبنی ہے اس کے بعد آپ کی پیدائش اور وفات کا حال لکھ کر خاتمہ میں بھی آپ ہی کے کچھ مناقب نیز آپ کے مناقب اور آپ کے کشف و کرامات کے متعلق اولیائے عظام کے کچھ اقوال ہیں مختصر طور سے بیان کر کے کتاب کو ختم کیا ہے تاکہ زیادہ طوالت ناظرین پر بارِ خاطر نہ گزرے چنانچہ احقر نے بعونہ تعالیٰ اپنی اس تالیف کو شروع کیا اور ”قَلَامُ الْجَوَاهِرِ فِي مَنَاقِبِ شَيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ“ اس کا نام رکھا۔

و بِاللّٰهِ اَسْتَعِيْنُ وَهُوَ حَسْبِيْ وَ نِعْمَ الْمُعِيْنُ .

آپ کا سن و مقام پیدائش

قطب الدین یونینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ آپ 470 ہجری میں پیدا ہوئے آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے آپ کا مقام پیدائش پوچھا: تو آپ نے فرمایا! مجھے اس کا حال ٹھیک طور سے معلوم نہیں مگر ہاں! مجھے اپنا بغداد آنا یاد ہے کہ جس سال تمیمی کا انتقال ہوا اسی سال میں بغداد آیا اس وقت میری اٹھارہ برس کی عمر تھی اور تمیمی نے 488ھ میں وفات پائی۔

علامہ شیخ شمس الدین بن ناصر الدین محدث دمشقی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت بمقام گیلان 470ھ میں واقع ہوئی اس کے بعد انہوں نے بیان کیا ہے کہ گیل دو مقام کا نام ہے۔

اول: ایک وسیع ناحیہ کا جو بلاد دیلم کے قریب واقع ہوا ہے اور بہت سے شہروں پر مشتمل ہے مگر ان میں کوئی بڑا شہر نہیں۔

دوم: سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر کا نام ہے جسے جیل بکسرہ جیم اور

نوٹ: مؤلف ممدوح نے آپ کی ولادت و وفات کا حال کتاب کے آخر میں خاتمہ سے پہلے بیان کیا مگر ہم نے مناسب خیال کر کے اسے شروع کتاب میں بیان کیا ہے اور آگے بھی اگر ہمیں ضرورت محسوس ہوگی تو تقدیم و تاخیر کو عمل میں لائیں گے ورنہ نہیں۔

کیل وکیل (بکاف عربی اور فارسی) بھی کہتے ہیں۔

اور حافظ ابو عبد اللہ محمد بن سعد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کال کہا ہے انہوں نے یہ لفظ ابن حاج شاعر کے اشعار سے اخذ کیا ہے کیونکہ ابن حاج شاعر نے اپنے بعض اشعار میں کیل کو کال کہا ہے جو بلاد فارس کے مضافات میں سے ایک قصبہ کا نام ہے۔

حافظ محبت الدین محمد بن نجار نے اپنی تاریخ میں ابو الفضل احمد بن صالح حنبلی کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 471ھ میں واقع ہوئی اور ابو عبد اللہ محمد الذہبی نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

الروض الظاہر کے مؤلف نے آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ مقام جیل (بکسر جیم و سکون یائے تحتانی) کی طرف منسوب ہیں جسے کیل وگیلان بھی کہتے ہیں۔

مؤلف ہیچہ الاسرار نے شیخ ابو الفضل احمد بن شافع کا قول نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 471ھ میں بمقام نیق جو بلاد جیلان سے متعلق ایک قصبہ کا نام ہے اور جیلان طبرستان کے قریب ایک چھوٹے سے حصہ (مثلاً ہندوستان میں اودھ) کا نام ہے جو شہروں اور بستیوں پر مشتمل ہے۔

مقام و سن وفات

آپ نے اپنی عمر بے بہا کا ایک بہت بڑا حصہ شہر بغداد میں گزارا اور وہیں پر شنبہ کی رات کو بتاریخ ہشتم ربیع الثانی 561ھ میں آپ نے وفات پائی اور دوسری شام کو اپنے مدرسہ میں جو بغداد کے محلہ باب الازج میں واقع تھا مدفون ہوئے۔ ابن جوزی کے نواسے علامہ شمس الدین ابوالمظفر یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ نے 561 ہجری میں وفات پائی اور ہجوم خلافت کی وجہ سے آپ شب کو مدفون ہوئے کیونکہ بغداد میں ایسا کوئی شخص نہ تھا جو آپ کے جنازے میں شریک نہ ہوا ہو۔ بغداد کے محلہ حلبہ کی تمام سڑکیں اور اس کے مکانات لوگوں سے بھر گئے تھے اسی لئے آپ کو دن میں دفن نہیں کر سکے۔ ابن اثیر اور ابن کثیر نے بھی اپنی اپنی تاریخ میں یہی بیان کیا ہے۔

ابن نجار نے بیان کیا ہے کہ شنبہ کی رات کو بتاریخ دہم ربیع الثانی 561ھ میں آپ نے وفات پائی اور آپ کی تجہیز و تکفین سے شب کو فراغت ہوئی آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب نے ایک بڑی جماعت کے ساتھ جس میں آپ کے دیگر صاحبزادے اور آپ کے خاص احباب اور آپ کے تلامذہ وغیرہ سب موجود تھے آپ کے جنازے کی نماز پڑھی اور آپ ہی کے مدرسہ کے سابقان میں آپ کو دفن کر کے دن نکلنے تک مدرسہ کا دروازہ بند رکھا پھر جب دروازہ کھلا تو آپ کے مزار پر لوگ نماز پڑھنے اور زیارت کرنے کے لئے بکثرت آنے لگے جس طرح سے جمعہ یا عید کو لوگ آیا کرتے ہیں۔

اس وقت بغداد کا خلیفہ المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف بن المقتضی العباسی تھا جو 518ھ میں پیدا ہوا اور 555ھ میں اپنے باپ المقتضی لا مر اللہ کی وفات کے بعد مسندِ خلافت پر بیٹھا اور اڑتالیس برس کی عمر میں صرف گیارہ برس خلافت کر کے 566ھ میں راہی ملک بقا ہوا۔ یہ خلیفہ عدل و انصاف سے موصوف صاحب الرائے تیز فہم تھا شعر و سخن کا مذاق اور اُصطرلاب (ستاروں کی بلندی، دوری اور رفتار دریافت کرنے کا آلہ) وغیرہ آلاتِ فلک میں مہارتِ تام رکھتا تھا۔ (مترجم)

حافظ زین الدین بن رجب نے اپنے طبقات میں بیان کیا ہے کہ نصیر النمیری نے جس شب کو آپ دفن ہوئے اس کی صبح کو آپ کے مرثیہ میں ایک قصیدہ کہا: جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

مشکل الامر ذا الصباح الجديد

ليس له الا مر من ذلك السنا المعهود

ترجمہ: یہ صبح کا جدید واقعہ نہایت مشکل ہے جس سے صبح کی مقررہ روشنی مطلق نہیں رہی۔

نیز بیان کیا ہے کہ نصیر النمیری نے آپ کے مرثیہ میں اس کے سوا ایک اور بھی قصیدہ کہا تھا۔

آپ کا نسب

القطب الربانی و الفرد الجامع الصمدانی سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مقتدائے اولیائے عظام سے ہیں جو کوئی آپ کی طرف رجوع کرتا اسے سعادت ابدی حاصل ہوتی محی الدین آپ کا لقب اور ابو محمد آپ کی کنیت اور عبدالقادر آپ کا نام ہے۔
 آپ کا نسب اس طرح ہے محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جنگی دوست یا بقول بعض جنگا دوست موسیٰ بن ابی عبداللہ یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ الحفص (جنہیں عبداللہ الجبل بھی کہتے تھے) بن حسن المثنیٰ بن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان القریشی الہاشمی العلوی الحسنی الجبلی الحسبلی۔

آپ کے نانا حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ

آپ سیدنا حضرت عبداللہ الصومعی الزاہد کے نواسے تھے۔ حضرت عبداللہ صومعی جیلان کے مشائخ و رؤسا میں سے ایک نہایت پرہیزگار و صاحب فضل و کمال شخص تھے آپ کی کرامتیں لوگوں میں مشہور و معروف تھیں عجم کے بڑے بڑے مشائخوں سے آپ نے ملاقات کی۔ شیخ ابو عبداللہ محمد قزوینی کہتے ہیں کہ شیخ عبداللہ صومعی مستجاب الدعوات شخص تھے اگر آپ کسی پر غصہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس سے آپ کا بدلہ لے لیتا اور جسے آپ دوست رکھتے خدا تعالیٰ اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرتا آپ کو ضعیف و نحیف اور محسن شخص تھے لیکن آپ نوافل بکثرت پڑھا کرتے ہمیشہ ذکر و اذکار میں مصروف رہتے۔ ہر ایک سے عاجزی و انکساری سے پیش آتے اپنا حال کسی سے نہ کہتے مصائب پر صبر اور اپنے اوقات کی حفاظت کیا کرتے اکثر امور واقعہ ہونے سے پہلے ان کی خبر دے دیا کرتے اور پھر جس طرح آپ ان کی خبر دیتے اسی طرح وہ واقعات ہوتے۔

ابو عبداللہ محمد قزوینی نے ہی بیان کیا ہے کہ ہمارے بعض احباب ایک قافلہ کے ساتھ

تجارت کا مال لے کر سمرقند کی طرف گئے جب وہاں ایک بیابان میں پہنچے تو ان پر بہت سے سوار ٹوٹ پڑے۔ قافلہ والے کہتے ہیں کہ ہم نے اس وقت شیخ عبداللہ صومعی کو پکارا تو ہم نے دیکھا کہ آپ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے **مُبْرُوحٌ فُذُوْمْ رَبَّنَا اللّٰهُ تَغْرَفِيْ يَا خَيْلُ عَنَّا** پڑھ رہے ہیں یعنی ہمارا پروردگار پاک اور بے عیب ہے تم اے سوارو! ہمارے پاس سے بھاگ کر منتشر ہو جاؤ آپ کا یہ کہنا تھا کہ تمام سوار منتشر ہو کر کچھ تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور کچھ بھاگ کر جنگل کی طرف چلے گئے اور ہم ان کی سوت برد سے مامون و محفوظ رہے اس کے بعد ہم نے آپ کو تلاش کیا تو ہم نے آپ کو نہیں پایا اور نہ ہم نے یہ دیکھا کہ آپ کہاں چلے گئے؟ جب ہم جیلان واپس آئے تو ہم نے لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے ہم سے قسمیہ کہا: کہ شیخ صاحب موصوف اس اثناء میں ہم سے جدا نہیں ہوئے۔

آپ کے والد ماجد

حافظ ذہبی و حافظ ابن رجب نے بیان کیا ہے کہ آپ یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت ابو صالح جنگلی دوست تھے۔ مؤلف کہتا ہے کہ جنگلی دوست فارسی لفظ ہے جس کے معنی جنگ سے انسیت رکھنے والے ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت أم الخیر اور امۃ الجباران کا لقب اور فاطمہ نام تھا آپ حضرت عبداللہ الصومعی الزاہد الحسینی کی دختر اور سراپا پخیر و برکت تھیں۔

آپ کا مدت شیر خواری میں رمضان کے ایام میں دودھ نہ پینا

آپ کی والدہ ماجدہ فرمایا کرتی تھیں کہ میرے فرزند ارجمند عبدالقادر پیدا ہوئے تو وہ رمضان کے دنوں میں دودھ نہیں پیتے تھے پھر انتیس ماہ رمضان کو جب مطلع صاف نہ تھا اور بدلی کی وجہ سے لوگ چاند نہ دیکھ سکے تو صبح کو لوگ میرے پاس پوچھنے آئے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالقادر نے دودھ پیا یا نہیں میں نے انہیں کہلا بھیجا کہ نہیں پیا جس سے انہیں

معلوم ہوا کہ آج رمضان کا دن ہے جیلان کے تمام شہروں میں اس بات کی شہرت ہو گئی تھی کہ شرفائے جیلان میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دودھ نہیں پیتا آپ کی والدہ ماجدہ جب حاملہ ہوئیں تو کہتے ہیں کہ اس وقت ان کی ساٹھ برس کی عمر تھی اور ساٹھ برس کی عمر میں کہتے ہیں قریش کے سوا اور پچاس برس کی عمر میں عرب کے سوا اور کسی عورت کو حمل نہیں رہتا۔

آپ کا بغداد جانا

جب آپ پیدا ہوئے تو آپ نے اپنے بغداد جانے کے وقت تک ناز و نعمت میں پرورش پائی اور ہمیشہ آپ پر توفیق الہی شامل حال رہی پھر آپ اٹھارہ برس کی عمر میں جس سال تمیمی نے وفات پائی آپ بغداد تشریف لے گئے اس وقت بغداد کا خلیفہ المستنصر بالله ابو العباس احمد بن المقتدی بامر اللہ العباسی تھا جو خلفائے عباسیہ میں سے تھا 470ھ میں پیدا ہوا اور سولہ برس کی عمر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد مسند خلافت پر بیٹھا اور 512ھ میں بمر بیالیس سال راہی ملک بقا ہوا۔

خضر علیہ السلام کا آپ کو بغداد میں داخل ہونے سے روکنا اور آپ

کا سات برس تک دجلہ کے کنارے پڑے رہنا اور پھر بغداد جانا

شیخ تقی الدین محمد واعظ بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”روضۃ الابرار و محاسن الاخیار“ میں لکھا ہے کہ جب آپ بغداد کے قریب پہنچے تو حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو اندر جانے سے روکا اور کہا کہ ابھی تمہیں سات برس تک اندر جانے کی اجازت نہیں اس لئے آپ سات برس تک دجلہ کے کنارے ٹھہرے رہے اور شہر میں داخل نہ ہوئے اور صرف ساگ وغیرہ سے اپنی شکم پُری کرتے رہے یہاں تک کہ اس کی سبزی آپ کی گردن سے نمایاں ہونے لگی پھر جب سات برس پورے ہو گئے تو آپ نے شب کو کھڑے ہو کر یہ آواز سنی کہ عبدالقادر! اب تم شہر کے اندر چلے جاؤ گو شب کو بارش ہو رہی تھی اور تمام شب اسی طرح ہوتی رہی مگر آپ شہر کے اندر چلے گئے اور شیخ حماد بن مسلم دباس کی خانقاہ پر اترے شیخ

موصوف نے اپنے خادم سے روشنی بھجوا کر خانقاہ کا دروازہ بند کر دیا اس لئے آپ دروازے پر ہی ٹھہر گئے اور آپ کو نیند بھی آگئی اور احتلام ہو گیا تو آپ نے اٹھ کر غسل کیا آپ کو پھر نیند آگئی اور احتلام ہو گیا آپ نے اٹھ کر پھر غسل کیا اسی طرح آپ کو شب بھر میں سترہ 17 دفعہ احتلام ہوا اور سترہ 17 ہی دفعہ آپ نے غسل کیا پھر جب صبح ہوئی اور دروازہ کھلا تو آپ اندر گئے شیخ موصوف نے آپ سے اٹھ کر معافہ کیا اور آپ کو سینہ سے لگا کر روئے اور کہنے لگے کہ فرزند عبدالقادر! آج دولت ہمارے ہاتھ ہے اور کل تمہارے ہاتھ میں آئے گی تو عدل کرنا۔

ہجرت الاسرار کے مؤلف شیخ ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر الشافعی اللحمی (منسوب بہ قبیلہ لحم) نے آپ کے بغداد جانے کا خیر مقدم لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ اس سرزمین کے لئے ایسے مبارک آنے والے کا قدم رکھنا جہاں اس کے آنے سے سعادت مندی کے جملہ آثار نمایاں ہو گئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ اس کا قدم پہنچنے سے رحمت کی بدلیاں چھا گئیں اور بارانِ رحمت برسنے لگا جس سے اس سرزمین میں ہدایت کی روشنی دگنی ہو گئی اور گھر گھر اجالا ہو گیا پے در پے قاصد مبارکبادی کے پیغام لانے لگے جس سے وہاں کا ہر ایک وقت عید ہو گیا اس زمین سے ہماری مراد عراق عرب ہے جس کا دل (یعنی بغداد) محبتِ بشری کے نور سے وجد میں آ گیا اور جس کے شگوفے دار درخت اس آنے والے کا منہ دیکھ کر اپنے شگوفوں کی زبان سے خدائے تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے لگے۔

اشعار تہنیت آمیز

لمقدمرا نھل السحاب واعشب العراق
وزال الفی واتضح الرشید
آپ کے قدم نے رحمت کی بدلیاں برسا کر عراق کو تروتازہ کر دیا
جس سے گمراہی زائل - اور ہدایت واضح ہو گئی

فصید انہ رتد وصحرا

وحصیائہ در و میاہہ شہد

اور وہاں کی لکڑیاں خوشبودار ہو گئیں اور جنگل بھیر ہو گیا
وہاں کی کنکریاں موتی ہو گئیں اور وہاں کا پانی شہد ہو گیا

یمیس بہ صدر العراق صباہ

وفی قلب نجد من محاسنہ وجد

عراق کا سینہ اس کی محبت سے بھر گیا

اور آپ کے محاسن سے نجد کے دل میں وجد پیدا ہو گیا

وفی الشرق بوق من محاسن نورة

وفی الغرب من ذکرى جلالته رعد

مشرق میں آپ کے نور ہدایت کی روشنی سے بجلی چمکنے لگی

اور مغرب میں آپ کی عظمت کے ذکر سے گرج پیدا ہو گئی

آپ کا علم حاصل کرنا

جب آپ نے دیکھا کہ علم کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر صرف فرض ہی نہیں بلکہ وہ
نفوسِ مریضہ کیلئے شفاءِ کلی ہے وہ پرہیزگاری کا ایک سیدھا راستہ اور پرہیزگاری کی ایک
حجت اور واضح دلیل ہے وہ یقین کے تمام طریقوں میں سب سے اعلیٰ و انسب ہے اور تقویٰ و
پرہیزگاری کا وہ ایک بڑا درجہ اور مناصبِ زمینی میں سب سے رافع نیک لوگوں کا مایہ فخر و ناز
ہے تو آپ نے اس کے حاصل کرنے میں جلد کوشش کی اور اس کے تمام فروع و اصول کو دور
و قریب کے علمائے کرام و مشائخِ عظام و ائمہ اعلام سے نہایت جدوجہد سے حاصل کیا۔

آپ کا قرآن مجید یاد کرنا

قرآن مجید آپ نے پہلے ہی یاد کر لیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے علم فقہ حاصل کیا۔ اور
عرصہ دراز تک آپ ابو الوفا علی بن عقیل حنبلی رضی اللہ عنہ ابو الخطاب محفوظ الکلوذانی رضی اللہ عنہ
ابو الحسن محمد بن قاضی ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ محمد بن الحسن بن محمد الفراء رضی اللہ عنہ قاضی ابو سعید یا
بقول بعض ابو سعید المبارک بن علی الحرمی رضی اللہ عنہ (منسوب بحرم محلہ بغداد) جو حنبلی مذہب

رکتے تھے مگر اپنے مذہب سے ان کے بعض اصولی و فروعی مسائل میں مخالف تھے۔

علم ادب آپ نے ابو زکریا بن یحییٰ بن علی التبریزی سے۔ اور علم حدیث بہت سے مشائخ سے پڑھا۔ جن میں محمد بن الحسن الباقلائی رحمۃ اللہ علیہ، ابو سعید محمد بن عبدالکریم بن حششا رحمۃ اللہ علیہ، ابوالغنائم محمد بن محمد علی بن میمون الفری رحمۃ اللہ علیہ، ابوبکر احمد بن المنظر رحمۃ اللہ علیہ، ابو جعفر بن احمد بن الحسین القاری السراج رحمۃ اللہ علیہ، ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی رحمۃ اللہ علیہ، ابوطالب عبدالقادر بن محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرحمن بن احمد ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ، ابوالغرم محمد بن المختار رحمۃ اللہ علیہ، ابونصر محمد رحمۃ اللہ علیہ، ابو غالب احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابو عبداللہ اولاد علی التباد رحمۃ اللہ علیہ، ابوالحسن بن المبارک بن الطیوری رحمۃ اللہ علیہ، ابو منصور عبدالرحمن القرزازی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالبرکات طلحہ العالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشائخ داخل ہیں۔

آپ مدت العمر ابوالخیر حماد بن مسلم بن درودۃ الدباس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور انہیں سے آپ نے بیعت کر کے علم طریقہ و ادب حاصل کیا۔

آپ کا خرقہ پہننا

خرقہ شریف آپ نے قاضی ابوسعید المبارک الحزومی موصوف الصدر سے پہنا اور انہوں نے شیخ ابوالحسن علی بن احمد القریشی سے انہوں نے ابوالفرح الطرطوسی سے انہوں نے ابوالفضل عبدالواحد التیمیگی سے انہوں نے اپنے شیخ شبلی سے انہوں نے شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی سے انہوں نے اپنے ماموں سری سقطی سے انہوں نے شیخ معروف کرخی سے انہوں نے داؤد طائی سے انہوں نے سید حبیب عجمی سے انہوں نے حضرت حسن بصری سے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے آپ نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیا آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے انہوں نے حضرت جل وعلیٰ سے تَقَدَّسَتْ اَسْمَانُهُ آپ سے کسی نے پوچھا: کہ آپ نے خدائے تعالیٰ سے کیا حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا: علم و ادب۔

خرقہ کا ایک اور بھی طریقہ ہے جس کی سند علی بن رضا تک پہنچتی ہے لیکن حدیث کی سند کی طرح وہ ثابت نہیں۔

قاضی ابوسعید الحجزومی موصوف الصدر لکھتے ہیں کہ ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنے کے لئے میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو اور انہوں نے مجھ کو خرقہ پہنایا۔
 مؤلف ”مختصر الروض الزاہر“ علامہ ابراہیم الدیری الشافعی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے تصوف شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب الہمدانی الزاہد سے (جن کا ذکر آگے آئے گا) حاصل کیا۔

بغداد جا کر آپکا وہاں کے مشائخ عظام سے شرف ملاقات حاصل کرنا

آپ جب بغداد تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں جا کر اکابر علماء و صلحاء سے شرف ملاقات حاصل کیا جن میں ابوسعید الحجزومی موصوف الصدر بھی داخل ہیں انہوں نے اپنا مدرسہ جو بغداد کے محلہ باب الازج میں واقع تھا آپ کو تفویض کر دیا تو آپ نے اس میں نہایت فصاحت اور بلاغت سے تقریر اور وعظ و نصیحت کرنا شروع کر دیا جس سے بغداد میں آپ کی شہرت ہو گئی اور آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔

آپ کے مدرسہ کا وسیع کیا جانا

آپ کی مجلس وعظ میں اس کثرت سے لوگ آنے لگے کہ مدرسہ کی جگہ ان کے لئے کافی نہ ہوتی اور تنگی کی وجہ سے آنے والوں کو مدرسہ کے اندر جگہ نہیں مل سکتی تھی تو لوگ باہر فصیل کے نزدیک سرائے کے دروازے سے باہر نکل کر بیٹھ جاتے اور ہر روز ان کی آمد زیادہ ہوتی جاتی تو قرب و جوار کے مکانات شامل کر کے مدرسہ کو وسیع کر دیا گیا۔ امراء نے اس کی وسیع عمارت بنوادینے میں بہت سامال صرف کیا اور فقراء نے اس میں اپنے ہاتھوں سے کام کر کے اس کی عمارت کو بنایا۔ منجملہ ان کے ایک مسکین عورت اپنے شوہر (اس کا شوہر معماری کا کام جانتا تھا) کو ہمراہ لے کر آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ یہ میرا شوہر ہے اس پر بیس دینار میرا مہر ہے اسے اپنا نصف معاف کرتی ہوں بشرطیکہ نصف باقی کے عوض یہ آپ کے مدرسہ میں کام کرے اس کے شوہر نے بھی اس بات کو منظور کر لیا عورت نے مہر وصول پانے کی رسید لکھوا کر آپ کے ہاتھ میں دیدی اس کا شوہر مدرسہ میں کام کرنے کے لئے آنے لگا

آپ نے دیکھا کہ یہ شخص غریب ہے تو آپ ایک روز اسے اس کے کام کی اجرت دیتے اور ایک روز نہیں دیتے تھے جب یہ شخص پانچ دینار کا کام کر چکا تو آپ نے اسے مہر کی رسید نکال کر دیدی اور فرمایا کہ باقی پانچ دینار تمہیں میں نے معاف کئے۔

528ھ میں یہ مدرسہ ایک وسیع عمارت کی صورت میں بن کر تیار ہو گیا اور آپ ہی کی طرف منسوب کیا گیا۔ اب آپ نے نہایت جدوجہد و اجتهاد کے ساتھ تدریس افتاء و وعظ کے کام کو شروع کیا دور دور سے لوگ آپ سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے کے لئے آنے لگے اور نذرانے گزارنے لگے۔ چاروں طرف سے دور دراز کے لوگ آ کر آپ کے پاس جمع ہو گئے اور علماء و صلحاء کی ایک بڑی جماعت آپ کے پاس تیار ہو گئی اور آپ سے علم حاصل کر کے پھر وہ اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے اور تمام عراق میں آپ کے مرید پھیل گئے اور آپ کے اوصاف حمیدہ و خصائل برگزیدہ کے لئے لوگوں کی زبانیں مختلف ہو گئیں۔ کسی نے آپ کو ذوالبیانین اور کسی نے آپ کو کریم الجدین و الطرفین اور کسی نے صاحب البرہانین کہا کسی نے آپ کا لقب امام الفریقین و الطریقین اور کسی نے ذوالسراجین و المنہاجین اسی لئے بہت سے علماء و فضلاء آپ کی طرف منسوب ہوئے ہیں اور خلق کثیر نے آپ سے علوم حاصل کئے جن کی تعداد شمار سے زائد ہے۔ منجملہ ان کے الامام القدوہ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمیر ابن سلامۃ القرشی نزیل مصر تھے۔

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد نے حج بیت اللہ کیا اور اس وقت میں بھی ان کے ہمراہ تھا تو میں نے دیکھا کہ عرفات کے میدان میں شیخ بن مرزوق اور شیخ ابو مدین کی آپ سے ملاقات ہوئی تو ان دونوں حضرات نے والد ماجد سے تبرک خرقہ پہنا اور آپ کے روبرو بیٹھ کر آپ سے کچھ حدیثیں سنیں۔

شیخ عثمان بن مرزوق موصوف الصدر کے صاحبزادے شیخ سعد بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد اکثر امور کی نسبت بیان کیا کرتے تھے کہ ہم سے ہمارے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی نے ایسا بیان کیا کبھی کہتے کہ ہم نے اپنے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی کو ایسا کرتے دیکھا یا آپ کو میں نے ایسا کہتے سنا کبھی اس طرح کہتے کہ ہمارے پیشوا و مقتدا شیخ عبدالقادر

رحمۃ اللہ علیہ ایسا کیا کرتے تھے۔

قاضی ابویعلیٰ محمد بن الفراء الحسبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبدالعزیز بن الاخضر نے بیان کیا کہ مجھ سے ابویعلیٰ کہتے تھے کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا اور شیخ فقیہ ابوالفتح نصرالمنی شیخ ابو محمد محمود بن عثمان البقال امام ابو حفص عمر بن ابونصر بن علی الغزال رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو محمد الحسن الفارسی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبداللہ بن احمد الخشاب رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو عمرو عثمان الملقب بشافعی زمانہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بن الکیمرانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ فقیہ رسلان عبداللہ بن شعبان رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد بن قائد الاوانی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن سنان الردینی رحمۃ اللہ علیہ، حسن بن عبداللہ بن رافع الانصاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ طلحہ بن مظفر بن غانم العنشمی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن سعد بن وہب بن علی البروی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن ازہر الصیرنی رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن البرکہ محفوظ الدبقی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن احمد بن وہب الازجی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی القضاة عبدالملک بن عیسیٰ بن ہریاس المرانی رحمۃ اللہ علیہ، عبدالملک بن کالبائی کے بھائی عثمان اور ان کے صاحبزادے عبدالرحمن عبداللہ بن نصر بن حمرة البکری رحمۃ اللہ علیہ، عبدالجبار بن ابوالفضل المقفصی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن ابوطاہر الانصاری رحمۃ اللہ علیہ، عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الحافظ رحمۃ اللہ علیہ، امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد قدامۃ القدسی الحسبلی رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم بن عبدالواحد المقدسی الحسبلی وغیرہ بھی آپ کی مجلس میں رہا کرتے تھے۔

شیخ شمس الدین عبدالرحمن بن ابو عمر المقدسی کہتے ہیں کہ شیخ موفق الدین نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اور حافظ عبدالغنی نے ایک ہی وقت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے خرقہ پہنا پھر آپ سے ہم نے علم فقہ اور حدیث پڑھی اور آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے مگر افسوس کہ ہم آپ کی حیات مستعار سے صرف بیس روز سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکے۔

آپ کے تلامذہ

محمد بن احمد بختیار رحمۃ اللہ علیہ، ابو محمد عبداللہ بن ابوالحسن الجبالی رحمۃ اللہ علیہ، فرزند عباس المصری رحمۃ اللہ علیہ، عبدالمنعم رحمۃ اللہ علیہ، بن علی الحرانی رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم الحداد الیمینی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ الاسد الیمینی رحمۃ اللہ علیہ، عطیف بن زیاد الیمینی رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن احمد الیمینی البجری رحمۃ اللہ علیہ، مدافع بن احمد ابراہیم بن بشارۃ

العدلی رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن مسعود البراز رحمۃ اللہ علیہ، استاد میر محمد البیلانی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بطاکی نزیل
 بعلبک رحمۃ اللہ علیہ، مکی بن ابوعثمان السعدی رحمۃ اللہ علیہ، وفرزندان عبدالرحمن و صالح ابوعثمان السعدی
 عبداللہ بن الحسن بن العکرمی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالقاسم بن ابوبکر احمد و عتیق برادران ابوالقاسم بن
 ابوبکر عبدالعزیز بن ابونصر خباندی رحمۃ اللہ علیہ، و محمد بن ابوالکارم الحجہ اللہ الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ، عبدالملک
 بن دیال و ابوالفرح فرزندان عبدالملک بن دیال رحمۃ اللہ علیہ، ابواحمد الفضیلہ و عبدالرحمن بن نجم
 الخرزجی رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ التکرینی رحمۃ اللہ علیہ، ہلال بن امید العدنی رحمۃ اللہ علیہ، یوسف بن مظفر العاقولی رحمۃ اللہ علیہ،
 احمد بن اسماعیل بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن المنصوری سدوتہ الصیر یقینی رحمۃ اللہ علیہ، عثمان
 الیاسری رحمۃ اللہ علیہ، محمد الواعظ الخياط رحمۃ اللہ علیہ، تاج الدین بن بطہ رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن المدائنی رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرحمن
 بن بقاء رحمۃ اللہ علیہ، محمد النحال رحمۃ اللہ علیہ، عبدالعزیز بن کلف رحمۃ اللہ علیہ، عبدالکریم بن محمد الصیر رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ
 بن محمد بن الولید رحمۃ اللہ علیہ، عبدالحسن بن دویرہ رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن ابوالحسین رحمۃ اللہ علیہ، دلف الحمری رحمۃ اللہ علیہ،
 احمد بن الدبیتی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن احمد المؤذن رحمۃ اللہ علیہ، یوسف ہدیتہ اللہ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ،
 علی بن النفیس المامونی محمد بن الیث الضریر رحمۃ اللہ علیہ، شریف احمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ، علی بن ابوبکر
 بن اوریس رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن نصرہ رحمۃ اللہ علیہ، عبداللطیف بن الحرانی وغیرہ بھی جن کے اسمائے گرامی
 بخوف طوالت نہیں لکھ سکے ہمارے دورے میں شریک تھے۔

حلیہ شریف

شیخ موفق الدین قدامتہ القدسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ، شیخ محی
 الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نحیف البدن اور میانہ قد تھے آپ کی بھنویں باریک اور
 ملی ہوئی تھیں اور آپ کا سینہ چوڑا تھا اور ریش مبارک بھی آپ کی بڑی اور چوڑی تھی آپ کی
 آواز بلند تھی آپ مرتبہ عالی اور علم وافر رکھتے تھے۔

علامہ ابوالحسن علی المقری الشطنونی المصری نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار میں
 جس میں انہوں نے آپ کے حالات اور آپ کے مناقب اور آپ کی کرامات کو بیان کیا
 ہے۔ قاضی القضاة ابو عبداللہ محمد بن الشیخ العماد ابراہیم عبدالواحد المقدسی سے منقول ہے کہ ان
 کے شیخ موفق الدین نے ان سے بیان کیا کہ جب وہ 561ھ میں بغداد تشریف لے گئے

تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ علمی و عملی ریاست کے مرکز بنے ہوئے تھے جب طلبہ آپ کے پاس آجاتے تو پھر انہیں اور کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہ ہوتی کیونکہ آپ مجمع علوم و فنون تھے اور کثرت سے طلبہ کو پڑھایا کرتے تھے اور نہایت عالی ہمت اور سیر چشم تھے۔

آپ کے خصائل حمیدہ

آپ کی ذات مجمع البرکات میں صفات جمیلہ و خصائل حمیدہ جمع تھے حتیٰ کہ انہوں نے بیان کیا کہ آپ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے پھر نہیں دیکھا۔

بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بہ نسبت کلام کرنے کے آپ کا سکوت زیادہ ہوا کرتا تھا آپ اپنے مدرسہ سے جمعہ کے دن کے سوا اور کبھی نہ نکلتے اور اس دن صرف آپ جامع مسجد یا مسافر خانہ کو جاتے آپ کے دست مبارک پر بغداد کے معزز لوگوں نے توبہ کی اسی طرح سے بڑے بڑے یہودی اور عیسائیوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا آپ حق بات کو منبر پر کھڑے ہو کر کہہ دیا کرتے اور اس کی تائید اور ظالموں کی مذمت کیا کرتے۔

خلیفۃ المقتضیٰ لامر اللہ نے جب ابوالوفاء یحییٰ بن سعید کو جو ابن المرجم الظالم کے نام سے مشہور تھا قاضی بنا دیا تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خلیفۃ المؤمنین سے کہہ دیا کہ تم نے ایک بہت بڑے ظالم شخص کو منصب قضاء پر مامور کیا تم کل پروردگار عالم کو جو اپنی مخلوق پر نہایت مہربان ہے کیا جواب دو گے؟ خلیفہ موصوف یہ سن کر کانپ اٹھا اور رونے لگا اور اسی وقت اس نے ابوالوفاء یحییٰ بن سعید کو منصب قضاء سے معزول کر دیا۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر بن طرخان نے بیان کیا کہ شیخ موفق الدین سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حال دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: کہ ہم آپ سے صرف آپ کی اخیر عمر میں مستفید ہوئے ہیں جب ہم آپ کی خدمت بابرکت میں گئے تو آپ نے ہمیں مدرسہ میں ٹھہرایا اور آپ بھی اکثر ہمارے پاس تشریف رکھا کرتے تھے۔ اکثر آپ اپنے صاحبزادے کو ہمارے پاس بھیج دیتے وہ آکر ہمارا چراغ روشن کر جایا کرتے اور اکثر اوقات آپ اپنے دولت خانہ سے ہمارے

لئے کھانا بھی بھیجا کرتے ہم لوگ آپ ہی کے پیچھے نماز پڑھا کرتے میں خود کتاب الخرقی پڑھا کرتا اور حافظ عبدالغنی آپ سے کتاب الہدایہ فی الکتاب پڑھا کرتے اور اس وقت ہمارے سوا آپ کے پاس اور کوئی نہیں پڑھتا تھا۔ ہم آپ کے زیر سایہ صرف ایک ماہ اور نو دن سے زیادہ قیام نہ کر سکے کیونکہ پھر آپ کا انتقال ہو گیا اور شب کو ہم نے آپ ہی کے مدرسہ میں آپ کے جنازے کی نماز پڑھی۔ آپ کی کرامات سے زیادہ میں نے کسی کی کرامات نہیں دینی بزرگی کی وجہ سے ہر کہ و مہ آپ کی نہایت عزت و تعظیم کرتا تھا۔

صاحب تاریخ الاسلام نے بیان کیا ہے کہ شیخ نخی الدین عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ جنگا دوست الجلیلی الزاہد صاحب کرامات و مقامات تھے۔ فقہاء و فقراء کے شیخ و امام و قطب وقت اور شیخ المشائخ تھے پھر اخیر میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل میں کامل تھے آپ کی کرامات بکثرت متواتر طریقہ سے ثابت ہیں زمانہ نے آپ جیسا پھر نہیں پیدا کیا۔

سیرۃ النبلا میں مذکور ہے کہ شیخ الامام العالم الزاہد العارف شیخ الاسلام امام الاولیاء تاج الاصفیاء محی الدین شیخ عبدالقادر بن صالح الجلیلی الحسلبی رحمۃ اللہ علیہ شیخ بغداد تھے۔ بدعت کو مٹاتے اور سنت کو جاری کرتے تھے آپ حسیب و نسیب و نجیب الطرفین تھے اپنے جد امجد سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی حدیث کے حافظ تھے۔

کتاب العمر میں بیان کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ جنگی دوست الجلیلی شیخ بغداد الزاہد شیخ وقت قدوة العارفین صاحب مقامات و کرامات تھے اور مذہب حنبلی کے ایک بہت بڑے مدرس تھے، وعظ گوئی اور مافی الضمیر بیان کرنا آپ ہی کا حصہ تھا۔

حافظ ابوسعید عبدالکریم بن محمد بن منصور السمعی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ابو محمد شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جیلان سے تھے اور حنابلہ کے امام اور ان کے شیخ وقت و فنیہ صالح اور نہایت ہی رفیق القلب تھے، ہمیشہ ذکر و فکر میں رہا کرتے تھے۔

محب الدین محمد بن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر بن ابی صالح جنگا دوست الزاہد اہل جیلان سے تھے، امام وقت اور صاحب کرامات طاہرہ تھے اس کے بعد

انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ بمر 18 سال 488ھ میں بغداد تشریف لے گئے اور وہاں جا کر آپ نے علم فقہ اور اس کے جملہ اصول و فروع اور اخلاقیات پر عبور کر کے علم حدیث حاصل کیا اس کے بعد آپ وعظ و نصیحت میں مشغول ہوئے اور آپ نے اس میں نمایاں ترقی حاصل کی پھر آپ نے تنہائی، خلوت، سیاحت، مجاہدہ، محنت و مشقت، مخالفت نفس، کم خوری و کم خوابی جنگل و بیابان میں رہنا وغیرہ سخت سخت امور اختیار کئے۔ عرصہ تک شیخ حماد الدباس الزاہد کی خدمت بابرکت میں رہ کر ان سے آپ نے علم طریقہ حاصل کیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مخلوق پر ظاہر کر کے اس کے دل میں آپ کی عزت اور عظمت اور بزرگی ڈال دی جس سے آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔

حافظ زین الدین بن رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ جنگلی دوست بن ابی عبداللہ الجلی ثم البغدادی الزاہد شیخ وقت و علامہ زمانہ قدوة العارفين، سلطان المشائخ اور سردار اہل طریقت تھے آپ کو خلق اللہ میں قبول عام حاصل ہوا۔ اہل سنت نے آپ کی ذات بابرکات سے تقویت پائی اور اہل بدعت و متبعان خواہش نے ذلت اٹھانا آپ کے اقوال و افعال آپ کے مکاشفات اور آپ کی کرامات کی لوگوں میں شہرت ہو گئی اور قرب و جوار کے بلاد و امصار سے آپ کے پاس فتوے آنے لگے، خلفاء و وزراء، امراء، غرباء غرض سب کے دل میں آپ کی عظمت و ہیبت بیٹھ گئی۔

قاضی القضاة محب الدین العلیسی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ حنبلی تھے۔ کتاب غنیۃ الطالبین و کتاب فتوح الغیب آپ ہی کی

۱۔ یہ ترجمہ ہے اصل کتاب کے لفظ امام الحنابلہ کا جس کا ترجمہ ہے کہ آپ حنبلیوں کے امام تھے پس اس میں مترجم سے تسامح ہوا ہے (فائدہ) کتاب غنیۃ الطالبین سرکار غوث پاک کی تصنیف ہے اس کا منکر مائل برنض ہے۔ غنیۃ الطالبین کا حضور کی تصنیفات سے ہونا اجلہ محدثین و اہل حق سے منقول ہے جیسا کہ متن کتاب ہذا سے ثابت ہے اور اسی طرح لکھا ہے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انبیاہ میں اور صاحب شفاء العلیل نے اور خواجہ نور محمد صاحب قبلہ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کتاب شعاع نور میں ہیچہ الاسرار اور قلائد الجواہر سے آپ کا حنبلی المذہب ہونا اظہر من الشمس ہے اور غنیۃ الطالبین سے بھی آپ کا حنبلی المذہب ہونا ثابت ہے جس سے ثابت ہوا کہ غنیۃ کا مصنف کوئی اور عبدالقادر نہیں بلکہ غوث پاک ہی ہیں پس اس کا منکر مؤید و رافض ہے۔

تصفیات سے ہیں جو طالبانِ حق کے لئے از بس مفید ہیں۔

امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد البرزالی الاشلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المشیخۃ البغدادیہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں حنابلہ و شافعیہ کے فقیہ اور دونوں مذہب والوں کے شیخ تھے آپ کو فقہاء و فقیر و خاص و عام غرض سب کے نزدیک قبولیت عامہ حاصل تھی۔ خاص و عام آپ سے مستفید ہوا کرتے تھے آپ مستجاب الدعوات اور نہایت رقیق القلب، علم دوست، نہایت خلیق اور سخی تھے آپ کا پسینہ خوشبودار تھا، ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ عبادت کی محنت و مشقت برداشت کرنے میں آپ نہایت مستقل مزاج اور راسخ القدم تھے۔

آپ کا وعظ و نصیحت

ابراہیم بن سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ علماء کا لباس پہنتے تخت پر بیٹھ کر کلام کرتے آپ کا کلام باوازِ بلند اور بہ سرعت ہوا کرتا تھا جب آپ کلام کرتے تو لوگ اسے بغور سنتے اور جب آپ کسی بات کا حکم دیتے تو لوگ فوراً آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتے جب کوئی سخت دل والا شخص آپ کو دیکھتا تو وہ رحم دل ہو جاتا۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ محی الدین شیخ عبدالقادر بن ابی صالح ابو محمد الحسلبلی جب بغداد تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں جا کر علم حدیث پڑھا اور اُس میں کمال حاصل کیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ علم فقہ و حدیث و علوم حقائق و وعظ گوئی میں آپ یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ نیک بات بتاتے۔ اور برائی سے روکنے کے سوا اور کسی امر میں نہ بولتے۔ خلفاء و وزراء، امراء و سلاطین، خواص و عوام کو مجلسوں میں منبر پر چڑھ کر ان کے روبرو نیک بات بتا دیتے۔ اور برائی سے انہیں روکتے جو کوئی ظالم کو حاکم بنا دیتا تو آپ اُسے منع کرتے۔ غرض آپ کو راہِ خدا میں قدم رکھنے، خلق اللہ کو نیک بات بتانے اور برائی سے روکنے میں کسی سے کچھ خوف و عار نہ ہوتا تھا۔ آپ بہت بڑے زاہد و متقی تھے۔ آپ کی کرامتیں اور آپ کے مکاشفات بکثرت ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ آپ ساداتِ مشائخ کبار سے تھے۔ قدس اللہ سرہ و نور صریح۔

روزانہ شب کو آپ کا دسترخوان وسیع کیا جاتا تھا۔ جس پر آپ اپنے مہمانوں کو ساتھ لے کر کھانا تناول فرماتے۔ غرباء و مساکین کے ساتھ آپ زیادہ بیٹھا کرتے۔ طالب علم آپ کے پاس ہمیشہ بکثرت موجود رہتے۔

آپ کی مجلس میں سب کا یکساں ہونا

آپ کی مجلس میں کسی بیٹھنے والے کو یہ گمان کبھی نہ ہوتا تھا کہ آپ کے نزدیک اس سے زیادہ اس مجلس میں کسی کی بھی وقعت و عزت ہے جو لوگ آپ کے فیضِ صحبت سے دور ہو جاتے تو آپ ان کا حال دریافت فرماتے رہتے انہیں یاد رکھتے اور بھول نہ جاتے ان سے کوئی قصور سرزد ہوتا تو آپ اس سے درگزر فرماتے جو کوئی آپ کے سامنے کسی بات پر قسم کھا لیتا تو آپ اس کی تصدیق کرتے اور اس کے متعلق اپنا حال مخفی رکھتے۔

آپ کے واسطے غلہ علیحدہ بویا جانا

آپ کے واسطے غلہ علیحدہ آپ ہی کے پیسے سے بویا جاتا تھا آپ کے دوستوں میں سے گاؤں میں ایک شخص تھے وہ ہر سال آپ کے واسطے غلہ بویا کرتے پھر آپ کے دوستوں میں سے ہی ایک شخص اسے پواتے اور روزانہ چار پانچ روٹیاں پکوا کر مغرب سے پہلے آپ کے پاس لے آتے آپ انہیں توڑ کر جو غرباء آپ کے پاس موجود ہوتے انہیں تقسیم کر دیتے اور جو کچھ بچ رہتا اسے آپ اپنے لئے رکھ لیتے پھر مغرب کے بعد آپ کا خادم مظفر نامی خوان میں روٹیاں لے کر کھڑا ہوتا اور پکار کر کہتا کہ کسی کو روٹی کی ضرورت ہے؟ کوئی بھولا بھٹکا مسافر کھانا کھا کر شب کو یہاں رہنا چاہتا ہو تو آئے اور یہاں کھانا کھا کر رہ جائے اسی طرح آپ کے لئے تحفہ و تحائف و ہدیہ وغیرہ آتے تو آپ اسے قبول فرماتے اور اس میں سے کچھ حاضرین کو بھی تقسیم کر دیتے اور ہدیہ بھیجنے والے سے بھی آپ اس کے ہدیہ کی مکافات کیا کرتے آپ کے پاس نذرانے آتے تو آپ انہیں بھی لے لیتے اور ان میں سے کھاتے بھی۔

علامہ ابن نجار اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ جبائی نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں نے تمام اعمال کی تفتیش کی تو کھانا کھلانے اور حسنِ خلق سے افضل و بہتر میں نے کسی کو نہیں پایا اگر میرے ہاتھ میں دنیا ہوتی تو میں یہی کام کرتا کہ بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا۔

علامہ ابن نجار بیان کرتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ میرے ہاتھ میں پیسہ ذرا نہیں ٹھہرتا اگر صبح کو میرے پاس ہزار دینار آئیں تو شام تک ان میں سے ایک پیسہ بھی نہ بچے۔

ایک کند ذہن طالب علم کی آپ سے پڑھنے کی حکایت

احمد بن المبارک المرفعانی بیان کرتے ہیں منجملہ ان لوگوں کے جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے علم فقہ پڑھتے تھے ایک عجمی شخص تھا اس کا نام اُبی تھا۔ یہ شخص نہایت غبی اور کند ذہن تھا نہایت دقت اور محنت سے سمجھائے ہوئے بھی یہ شخص کوئی بات نہیں سمجھ سکتا تھا ایک روز یہ شخص آپ سے پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کی ملاقات کے لئے ابنِ سحرل آئے انہیں آپ کے اس شخص کے پڑھانے پر نہایت تعجب ہوا جب وہ شخص اپنے سبق سے فارغ ہو کر چلا گیا تو انہوں نے آپ سے کہا: کہ مجھے آپ کے اس شخص کے پڑھانے پر نہایت تعجب ہے کہ آپ اس کے ساتھ حد درجہ مشقت اٹھاتے ہیں آپ نے ان کے جواب میں فرمایا: کہ اس کے ساتھ میری محنت و مشقت کے دن ایک ہفتہ سے کم رہ گئے ہیں، ہفتہ پورا نہ ہونے پائے گا کہ یہ بیچارہ رحمتِ الہی میں پہنچ جائے گا۔ ابنِ سحرل کہتے ہیں کہ ہم اس بات سے نہایت متعجب ہوئے اور ہفتہ کے دن گننے لگے یہاں تک کہ ہفتہ کے اخیر دن میں اس کا انتقال ہو گیا۔ ابنِ سحرل کہتے ہیں کہ میں اس کے جنازے کی نماز میں شریک ہوا تھا مجھے آپ کی اس پیشین گوئی سے جو آپ نے اس کے انتقال سے پہلے سنادی تھی نہایت تعجب رہا۔

آپ کی پھوپھی صاحبہ کی دعا سے پانی برسنا

شیخ ابوالعباس احمد ابوصالح مطہقی نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ جیلان میں خشک سالی

ہوئی لوگوں نے ہر چند دعائیں مانگیں نمازِ استسقاء بھی پڑھی مگر بارش نہ ہوئی لوگ آپ کی پھوپھی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعائے استسقاء کے خواستگار ہوئے آپ نیک بخت اور صالح بی بی تھیں اور آپ کی کرامات سب پر ظاہر تھیں آپ کی کنیت اُم محمد تھی آپ کا نام عائشہ اور آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ تھا آپ نے لوگوں کے حسب خواہش اپنے دروازے کی چوکھٹ سے باہر ہو کر زمین جھاڑی اور جناب باری کی بارگاہ میں عرض کرنے لگیں کہ اے پروردگار! میں نے زمین کو جھاڑ کر صاف کر دیا تو اس پر چھڑکاؤ کر دے آپ کے اس کہنے کو تھوڑی بھی دیر نہیں گزری تھی کہ آسمان سے موسلا دھار پانی گرنے لگا اور یہ لوگ پانی میں بھگتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس گئے۔

آپ کی راست گوئی کا بیان

شیخ محمد قائد روانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا اس روز میں نے آپ سے کئی باتیں پوچھیں میں نے آپ سے یہ بھی پوچھا کہ آپ کی عظمت و بزرگی کا دار و مدار کس بات پر ہے؟ آپ نے فرمایا: راست گوئی پر میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا حتیٰ کہ جب میں مکتب میں پڑھتا تھا تب بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

آپ کے بغداد تشریف لے جانے کا سبب

پھر آپ نے فرمایا: جب میں اپنے شہر میں صغیر سن تھا تو میں ایک روز عرفہ کے دن دیہات کی طرف نکلا اور کھیتی کے بیل کے پیچھے ہو لیا اس نے میری طرف دیکھا اور کہا: عبدالقادر! تم اس لئے پیدا نہیں ہوئے ہو میں گھبرا کر اپنے گھر لوٹ آیا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور لوگوں کو میں نے عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے دیکھا پھر میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے خدا کی راہ میں وقف کر دیں اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں کہ میں وہاں جا کر علم حاصل کروں آپ نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا تو میں نے انہیں یہی واقعہ سنا دیا آپ چشم بگریہ ہوئیں اور 80 دینار جو والد ماجد نے آپ کے پاس چھوڑے تھے میرے پاس لے کر آئیں میں نے ان

میں سے چالیس دینار لے لئے اور چالیس دینار اپنے بھائی کے لئے چھوڑ دیئے آپ نے میرے چالیس دینار میری گدڑی میں سی دیئے اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دی اور آپ نے مجھے خواہ میں کسی حال میں ہوں راست گوئی کی تاکید کی میں چلا اور آپ باہر تک مجھے رخصت کرنے آئیں اور فرمایا: اے فرزند! میں محض لوجہ اللہ (اللہ کے لئے) تمہیں اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت ہی کو دیکھنا نصیب ہوگا۔

آپ کا بغداد رخصت ہونا راتے میں قافلہ کا لوٹا جانا

پھر میں آپ سے رخصت ہو کر ایک چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ جو بغداد جاتا تھا ہولیا جب ہم ہمدان سے گزر کر ایک ایسے مقام میں پہنچے جہاں کچھ بکثرت تھی تو ہم پر ساٹھ سوار ٹوٹ پڑے اور انہوں نے قافلہ کو لوٹ لیا اور مجھ سے کسی نے بھی تعرض نہ کیا مگر تھوڑی دور سے ایک شخص میری طرف کو لوٹا۔ کہنے لگا کیوں تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے کہا: ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں اس نے کہا: پھر وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا: میری گدڑی میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں اس نے جانا میں اس کے ساتھ ہنسی کر رہا ہوں اس لئے وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا اس کے بعد میرے پاس دوسرا شخص آیا اور جو کچھ مجھ سے پہلے شخص نے پوچھا تھا وہی اس نے بھی پوچھا میں نے جو پہلے شخص کو جواب دیا تھا وہی اس سے بھی کہا اس نے بھی مجھے چھوڑ دیا ان دونوں نے جا کر اپنے سردار کو یہ خبر سنائی تو اس نے کہا: کہ اسے میرے پاس لاؤ وہ آ کر مجھے اس کے پاس لے گئے اس وقت یہ لوگ ایک ٹیلے پر بیٹھے ہوئے قافلہ کا مال آپ میں تقسیم کر رہے تھے ان کے سردار نے مجھ سے پوچھا: کیوں تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا: چالیس دینار اس نے کہا: کہ وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا: میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں اس نے میری گدڑی کے ادھیڑنے کا حکم دیا تو میری گدڑی ادھیڑی گئی اور اس میں چالیس دینار نکلے اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں ان کا اقرار کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا؟ میں نے کہا: میری والدہ ماجدہ نے مجھے راست گوئی کی تاکید کی ہے میں ان سے عہد شکنی نہیں کر سکتا۔

راہزنوں کا سردار میری یہ گفتگو سن کر رونے لگا اور کہنے لگا: کہ تم اپنی والدہ ماجدہ سے

عہد شکنی نہیں کر سکتے اور میری عمر گزر گئی کہ میں اس وقت تک اپنے پروردگار سے عہد شکنی کر رہا ہوں پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی پھر اس کے سب ہمراہی اس سے کہنے لگے کہ تو لوٹ مار میں ہم سب کا سردار تھا اب توبہ کرنے میں بھی تو ہمارا سردار ہے ان سب نے بھی میرے ہاتھ پر توبہ کر لی اور سب نے قافلہ کا سارا مال واپس کر دیا یہ پہلا واقعہ تھا کہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کر لی۔

آپ کو اپنی ولایت کا حال بچپن سے ہی معلوم ہو جانا

آپ سے کسی نے پوچھا: کہ آپ کو یہ بات کب سے معلوم ہے کہ آپ اولیاء اللہ سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جبکہ میں اپنے شہر میں بارہ برس کے سن میں تھا اور پڑھنے کے لئے مکتب جایا کرتا تھا تو میں اپنے ارد گرد فرشتوں کو چلتے دیکھتا تھا اور جب میں مکتب میں پہنچتا تو میں انہیں کہتے سنتا کہ ولی اللہ کو بیٹھنے کی جگہ دو۔

ایک روز میرے پاس سے ایک شخص گزرا جسے میں مطلقاً نہیں جانتا تھا اس نے جب فرشتوں کو یہ کہتے سنا کہ کشادہ ہو جاؤ اور ولی اللہ کے بیٹھنے کے لئے جگہ کر دو تو اس شخص نے فرشتوں سے پوچھا: کہ یہ کس کا لڑکا ہے؟ ایک فرشتہ نے ان سے کہا: کہ یہ ایک شریف گھرانے کا لڑکا ہے انہوں نے کہا: کہ یہ عظیم الشان شخص ہو گا پھر چالیس برس کے بعد میں نے اس شخص کو پہچانا کہ ابدال الوقت سے تھے۔

آپکا بچوں کے ساتھ کھیلنے سے باز رہنا اور کئی کئی روز تک آپکا کھانا نہ کھانا

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب میں اپنے گھر پر صغیر سن تھا اور کبھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا قصد کرتا تو مجھے کوئی پکار کر کہتا:

کہ آؤ تم میرے پاس آ جاؤ تو میں گھبرا کر بھاگ جاتا اور والدہ ماجدہ کی آغوش میں چھپ رہتا اور اب میں یہ آواز خلوت میں بھی نہیں سنتا۔

۱۔ ابدال سے اولیاء اللہ کا وہ گروہ مراد ہے جن کی برکت سے زمین قائم ہے ان کی کل تعداد 70 بیان کی گئی ہے 40 ملک شام میں اور 30 دیگر ممالک میں موجود رہتے ہیں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بجائے اس کے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے اور کسی کو اس کا قائم مقام کر دیتا ہے۔ (مترجم)

اثنائے تنگدستی میں آپ کا کسی سے سوال نہ کرنا

شیخ طلحہ بن مظفر علثمی بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا: کہ جب بغداد میں میں نے قیام کیا تو بیس روز تک مجھے کوئی چیز کھانے کو نہیں ملی اس لئے میں ایوان کسریٰ کی طرف گیا کہ شاید وہاں سے کوئی چیز مجھے دستیاب ہو مگر میں نے جا کر دیکھا کہ میرے سوا ستر اولیاء اللہ اور بھی اپنے کھانے کے لئے کوئی مباح چیز تلاش کر رہے ہیں میں نے اس حال میں انہیں تکلیف دینا خلاف مروت جانا اس لئے میں بغداد لوٹ آیا یہاں مجھے ایک شخص میرے شہر کا ملا جسے میں نہیں جانتا تھا اس شخص نے مجھے کچھ سونا چاندی کے ریزے دیئے اور کہا: یہ تمہارے لئے تمہاری والدہ ماجدہ نے بھیجے ہیں میں فوراً اس ویران محل کی طرف گیا اور ان ریزوں میں سے ایک ریزہ میں نے رکھ لیا اور باقی انہی اولیائے کرام کو جو میری طرح وہ بھی قوت لایموت تلاش کر رہے تھے تقسیم کر دیئے، انہوں نے مجھ سے پوچھا: کہ یہ کہاں سے لائے میں نے کہا: یہ میرے لئے میری والدہ ماجدہ نے بھیجے ہیں میں نے نامناسب جانا کہ میں اپنے حصہ میں آپ لوگوں کو شریک نہ کروں پھر میں بغداد لوٹ آیا اور اس ایک ریزے کا جسے میں نے اپنے لئے رکھ لیا تھا کھانا خریدا اور فقراء کو بلا کر یہ کھانا ہم سب نے مل کر کھا لیا۔

بغداد کی قحط سالی کے متعلق آپ کی کئی حکایتیں

ابوبکر التمیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ جب بغداد میں قحط سالی ہوئی تو مجھے اس وقت نہایت تنگ دستی پہنچی کئی روز تک میں نے کھانا مطلق نہیں کھایا بلکہ اسی اثناء میں کوئی پھینکی پھانگی ہوئی چیز تلاش کرتا اور اسے کھا لیتا ایک روز بھوک نے مجھے بہت ستایا اس لئے میں دجلہ کی طرف چلا گیا کہ شاید مجھ کو وہاں سے کچھ بھاجی ترکاری کے پتے جو پھینک دیئے جاتے ہیں مل سکیں تاکہ میں اس

۱۔ ایوان ایک بہت بڑی عمارت کو کہتے ہیں۔ مثلاً شاہی محل اور ایوان کسریٰ سے اس قسم کی ایک بہت بڑی عمارت یا شاہی محل مراد ہے۔ جو اس وقت کے مشہور مقامات میں سے اور شہر بغداد سے کچھ فاصلہ پر واقع تھا اور ویران پڑا ہوا تھا۔ (مترجم)

سے بھوک کی آگ بجھالوں مگر جب اس طرف گیا تو میں جدھر جاتا وہیں پر اور لوگ مجھ سے پہلے موجود ہوتے اور جو کچھ ملتا اسے وہ اٹھا لیتے اگر مجھے کوئی چیز ملتی بھی تو اس وقت بھی بہت سے فقراء میرے ساتھ موجود ہوتے اور ان سے میں مزاحمت اور پیش قدمی کر کے اس چیز کو لے لینا اچھا نہیں جانتا تھا آخر کو میں شہر میں لوٹ آیا یہاں مجھے کوئی ایسا موقع نہیں ملا کہ جہاں کوئی پینگی ہوئی چیز لوگوں نے مجھ سے پہلے نہ اٹھالی ہو۔

ایک دفعہ اثنائے قحط سالی میں آپ کا بھوک سے نہایت عاجز آنا

غرضیکہ میں پھرتے پھرتے سوق الریحانین (بغداد کی ایک مشہور منڈی) کی مسجد کے قریب پہنچا اس وقت مجھ کو بھوک کا ایسا غلبہ ہوا کہ جسے میں کسی طرح روک نہیں سکتا تھا۔ اب میں تھک کر اس مسجد کے اندر گیا اور اس کے ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ رہا اس وقت گویا میں موت سے ہاتھ ملارہا تھا کہ اسی اثناء میں ایک فارسی جوان مسجد میں نان اور بھنا ہوا گوشت لے کر آیا اور کھانے لگا۔ غلبہ بھوک کی وجہ سے یہ کیفیت تھی کہ جب کھانے کے لئے وہ لقمہ اٹھاتا تو میں اپنا منہ کھول دیتا حتیٰ کہ میں نے اپنے نفس کو اس حرکت سے ملامت کی اور دل میں کہا: کہ یہ کیا نازیبا حرکت ہے یہاں بھی آخر خدا ہی موجود ہے اور ایک دن مرنا بھی ضروری ہے پھر اتنی بے صبری کیوں ہے؟ اتنے میں اس شخص نے میری طرف دیکھا اور اس نے مجھ سے صلاح کی کہ بھائی آؤ تم بھی شریک ہو جاؤ میں نے انکار کیا اس نے مجھے قسم دلائی اور کہا: نہیں نہیں آؤ شریک ہو جاؤ میرے نفس نے فوراً اس کی دعوت کو قبول کر لیا میں نے کچھ تھوڑا سا ہی کھایا تھا کہ مجھ سے میرے حالات دریافت کرنے لگا آپ کون اور کہاں کے باشندے ہیں؟ اور کیا مشغلہ رکھتے ہیں؟ میں نے کہا: کہ میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور طلب علم مشغلہ رکھتا ہوں اس نے کہا: میں بھی جیلان کا ہوں اچھا آپ جیلان کے ایک نوجوان کو جس کا نام عبدالقادر ہے پہچانتے ہیں میں نے کہا: یہ وہی خاکسار ہے یہ جوان اتنا سن کر بے چین ہو گیا اور اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور کہنے لگا: بھائی خدا کی قسم! میں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا ہوں جب میں بغداد داخل ہوا تو اس وقت میرے پاس اپنا ذاتی خرچ بھی موجود تھا مگر جب میں نے تمہیں تلاش کیا تو مجھے کسی نے تمہارا پتہ نہیں بتلایا

اور میرے پاس کا اپنا خرچ پورا ہو چکا تھا آخر کو میں تین روز تک اپنے کھانے کو سوائے اس کے کہ تمہارا خرچ میرے پاس موجود تھا کچھ بندوبست نہ کر سکا جب میں نے دیکھا کہ مجھے تیسرا فاقہ گزرنے کو ہے اور شارع (ﷺ) نے پے در پے فاقہ ہونے کی حالت میں تیسرے روز مردار کھانے کی اجازت دیدی ہے اس لئے میں آج تمہاری امانت میں سے ایک وقت کے کھانے کے دام نکال کر یہ کھانا خرید لایا ہوں اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول کیجئے یہ آپ ہی کا کھانا ہے اور میں آپ کا مہمان ہوں گو بظاہر یہ میرا کھانا تھا اور آپ میرے مہمان تھے میں نے کہا: تو پھر اس کی تفصیل بھی بتلائیے اس نے کہا آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے لئے میرے ہاتھ آٹھ دینار بھیجے ہیں میں نے کھانا اسی میں سے خریدا ہے اور میں آپ سے اپنی اس خیانت کی معافی چاہتا ہوں کہ شارع (ﷺ) نے مجھے اس کی اجازت دی تھی میں نے کہا: یہ کوئی خیانت نہیں آپ کیا کہتے ہیں پھر میں نے اسے تسکین دی اور اطمینان دلا کر اس بات پر اپنی خوشنودی ظاہر کی پھر ہم دونوں سے کچھ بچ رہا وہ میں نے اسی نوجوان کو واپس کر دیا اور کچھ نقدی بھی دی اس نے قبول بھی کر لیا اور مجھ سے رخصت ہوا۔

حتی الامکان آپ کا بھوک گوضبط کرنا

شیخ عبداللہ سلمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں نے کئی روز تک کھانا نہیں کھایا اتفاق سے میں محلہ قطیہ شرقیہ میں چلا گیا وہاں مجھے ایک شخص نے ایک چٹھی دی جسے میں نے لے لیا اور ایک حلوائی کو دے کر حلوہ پوریاں لے لیں اور اپنی اس سنسان مسجد میں گیا جہاں میں تنہا بیٹھ کر اپنے اسباق کو دہرایا کرتا تھا میں نے یہ حلوہ پوری لے جا کر محراب میں اپنے سامنے رکھ دیا اور اب یہ سوچنے لگا کہ یہ حلوہ پوری میں کھاؤں یا نہیں اتنے میں میری نظر ایک پرچہ پر پڑی جو دیوار کے سایہ میں پڑا ہوا تھا میں نے اس کاغذ کو اٹھا لیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض اگلی کتابوں میں سے کسی کتاب میں فرمایا ہے کہ خدا کے شیروں کو خواہشوں اور لذتوں سے کیا مطلب خواہشیں اور لذتیں تو ضعیف اور کمزور لوگوں کے لئے ہیں تاکہ وہ اپنی خواہشوں اور لذتوں کے ذریعہ سے طاعت و عبادت الہی کرنے میں تقویت

حاصل کریں میں نے یہ کاغذ پڑھ کر اپنا رومال خالی کر لیا اور حلوہ پوری کو محراب میں رکھ دیا۔
 شیخ ابو عبد اللہ نجار نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے
 فرمایا: کہ مجھ پر بڑی بڑی سختیاں گزرا کرتی تھیں اگر وہ سختیاں پہاڑ پر گذرتیں تو پہاڑ بھی
 پھٹ جاتا۔

آپ کا صبر و استقلال

جب وہ مجھ پر بہت ہی زیادہ گزرنے لگتیں تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور یہ آہ کریمہ

”فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسراً“

پڑھتا یعنی ”بے شک ہر ایک سختی کے ساتھ آسانی ہے بے شک ہر ایک سختی کے ساتھ
 آسانی ہے“ پھر میں آسانی سے سر اٹھاتا تو میری ساری کلفتیں دور ہو جاتیں پھر آپ نے
 فرمایا: جبکہ میں طالب علمی کرتے ہوئے مشائخ و اساتذہ سے علم فقہ پڑھتا تھا تو میں سبق
 پڑھ کر جنگل کی طرف نکل جاتا اور بغداد میں نہ رہتا اور جنگل کے ویران اور خراب مقامات
 میں خواہ دن ہوتا یا رات ہوتی رہا کرتا اس وقت میں صوف کا جبہ پہنا کرتا تھا اور سر پر ایک
 چھوٹا سا عمامہ باندھتا تھا۔ ننگے پیر کانٹوں اور بے کانٹوں کی جگہوں میں پھرتا رہتا کاہو کا
 ساگ اور دیگر ترکاریوں کی کوئلیں اور خرئوب بری جو مجھے نہر اور دجلہ کے کنارے مل جایا
 کرتیں کھا لیا کرتا تھا۔

آپ کا بڑی بڑی ریاضتیں اور مجاہدے کرنا

کوئی مصیبت بھی مجھ پر نہ گزرتی مگر یہ کہ میں اسے نبھا دیتا اور اپنے نفس کو بڑی بڑی
 ریاضتوں اور مجاہدوں میں ڈالتا یہاں تک کہ مجھے دن کو یا رات کو غیب سے آواز آتی میں
 جنگلوں میں نکل جایا کرتا اور شور و غل مچاتا لوگ مجھے مجنوں و دیوانہ بناتے اور شفا خانے میں
 لے جاتے اور میری حالت اس سے بھی زیادہ ابتر ہو جاتی یہاں تک کہ مجھ میں اور مردے
 میں کوئی تمیز نہ رہتی لوگ کفن لے آتے اور غسل بلوا کر مجھے نہلانے کے لئے تخت پر رکھ
 دیتے اور میری حالت درست ہو جاتی۔

عراق کے بیابانوں میں آپ کا سیاحت کرنا

شیخ ابوالسعود الحرمینی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا: کہ میں 25 برس تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتا رہا اس اثناء میں نہ خلق مجھے جانتی تھی اور نہ میں خلق کو البتہ اس وقت میرے پاس جن آیا کرتے تھے میں انہیں علمِ طریقت و وصول الی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا جب میں عراق کے بیابانوں میں سیاحت کی غرض سے نکلا تو حضرت خضر علیہ السلام میرے ہمراہ ہوئے مگر میں آپ کو پہچان نہیں سکتا تھا پہلے آپ نے مجھ سے عہد لے لیا کہ میں آپ کی مخالفت ہرگز نہ کروں گا اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ یہاں بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا اور تین سال تک اس جگہ جہاں آپ مجھے بٹھا گئے تھے بیٹھا رہا آپ ہر سال میرے پاس آتے اور فرما جاتے میرے آنے تک یہیں بیٹھے رہنا اس اثناء میں دنیا اور دنیاوی خواہشیں اپنی اپنی شکلوں میں میرے پاس آیا کرتیں مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان کی طرف التفات کرنے سے محفوظ رکھتا اسی طرح مختلف صورتوں اور شکلوں میں میرے پاس شیاطین بھی آیا کرتے جو مجھے تکلیف دیتے اور مجھے مار ڈالنے کی غرض سے لڑا کرتے مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غالب رکھتا کبھی یہ اور دوسری صورتوں اور شکلوں میں آ کر اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی غرض سے مجھ سے عاجزی کیا کرتے تب بھی اللہ تعالیٰ میری مدد کرتا اور مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھتا میں نے اپنے نفس کے لئے ریاضت و مجاہدہ کا کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا جسے میں نے اپنے لئے لازم نہ کر لیا ہو اور جس پر ہمیشہ قائم نہ رہا ہوں مدتِ دراز تک میں شہروں کے ویران اور خراب مقامات میں زندگی بسر کرتا رہا اور نفس کو طرح طرح کی ریاضت اور مشقت میں ڈالا گیا چنانچہ ایک سال تک میں ساگ وغیرہ اور پھینکی ہوئی چیزوں سے زندگی بسر کرتا رہا اور اس اثناء میں سال بھر تک میں نے پانی مطلق نہیں پیا پھر ایک سال تک پانی بھی پیتا رہا پھر تیسرے سال میں صرف پانی ہی پیا کرتا تھا اور کھاتا کچھ نہیں تھا پھر ایک سال تک کھانا پانی اور سونا مطلق چھوڑ دیا ایک وقت میں شدتِ سردی کی وجہ سے شب کو ایوانِ کسریٰ میں جا کر سو رہا وہاں مجھے احتلام ہو گیا میں اسی وقت اٹھا اور دجلہ پر جا کر میں نے غسل کیا اس کے بعد جب میں واپس آیا تو مجھے احتلام ہو گیا میں اسی وقت

اٹھا اور دجلہ کے کنارے جا کر میں نے غسل کیا اس لئے جب میں واپس آیا تو مجھے احتلام ہو گیا میں نے جا کر پھر غسل کیا اس کے بعد نیند آ جانے کے خوف سے چھت پر چڑھ گیا۔ برسوں تک میں (بغداد) کے محلہ کرخ کے ویران مکانوں میں رہا کیا۔ اس اثناء میں سوائے کوندلوں کے میں کچھ نہ کھاتا تھا اس اثناء میں ہر شروع سال میں میرے پاس ایک شخص آیا کرتا تھا جو صوف کا جبہ پہنے ہوتا میں نے ہزار کی تعداد تک علوم و فنون میں قدم رکھا اور انہیں میں نے حاصل کیا تا کہ دنیا کے تمام جھگڑوں اور مخصوصوں سے نجات اور راحت حقیقی مجھے میسر نہ ہو۔

مجھے لوگ دیوانہ و مجنوں بتاتے میں کانٹوں اور بے کانٹوں کی زمین میں ننگے پیر پھرا کرتا اور جو کچھ بھی تکلیف دہتی مجھ پر گزرتی میں اسے نبھا جاتا اور نفس کو اپنے اوپر کبھی غالب نہ ہونے دیتا مجھے دنیاوی زیب و زینت کبھی بھی نہ بھاتی۔

آپ پر عجیب حالات کا طاری ہونا

شیخ عمر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا: کہ ابتدائے سیاحت میں (جو میں نے عراق کے بیابانوں میں کی تھی) مجھ پر بہت سے حالات طاری ہوتے تھے جن میں میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا تھا میں اکثر اوقات دوڑا کرتا تھا اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی تھی جب مجھ پر وہ حالت طاری ہوتی تھی تو میں اس وقت اپنے آپ کو ایک دور دراز مقام میں پاتا۔ ایک دفعہ مجھے ایک حالت طاری ہوئی میں اس وقت بغداد کے ایک ویران مقام میں تھا یہاں سے میں تھوڑی دور دوڑ کر آگے گیا اور مجھے کچھ خبر نہ ہوئی پھر جب مجھ سے یہ حالت جاتی رہی تو میں نے اپنے آپ کو بلاد شستر میں پایا جہاں مجھے بغداد سے بارہ روز کا فاصلہ ہو گیا میں اپنی اس حالت پر غور کر رہا تھا کہ ایک عورت نے پانی میں جو چیز کہ پیاز کے پتوں کی طرح گول مگر اس سے بہت بڑی اور اندر سے ٹھوس بکثرت آگتی ہے اسے عربی میں بردی اور فارسی میں لوخ اور اردو میں کوندل کہتے ہیں کسی قدر خصوصاً اس کے نیچے کے حصہ میں منھاس ہوتی ہے اس لئے دیہات کے بچے اسے گنے کی طرح چوستے ہیں ملک مالوے میں اور کہتے ہیں کہ مصر میں بکثرت ہوتی ہے۔ (مترجم)

مجھ سے کہا: تم اپنی اس حالت پر تعجب کر رہے ہو حالانکہ تم شیخ عبدالقادر ہو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

لڑنے کی غرض سے شیاطین کا آپ کے پاس مسلح ہو کر آنا

شیخ عثمان صیرفی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا: کہ میں شب و روز ویران اور خراب مقامات میں رہا کرتا تھا اور بغداد میں نہیں آتا تھا میرے پاس شیاطین مسلح ہو کر ہیبت ناک صورتوں میں صف بہ صف آتے اور مجھ سے لڑتے اور مجھ پر آگ پھینک کر مارتے مگر میں اپنے دل میں وہ ہمت اور اولوالعزمی پاتا جسے میں بیان نہیں کر سکتا اور غیب سے مجھے کوئی پکار کر کہتا کہ عبدالقادر! اٹھو! ان کی طرف آؤ ہم ان کے مقابلہ میں تمہیں ثابت قدم رکھیں گے اور تمہاری مدد کریں گے پھر جب میں ان کی طرف اٹھتا تو وہ دائیں بائیں یا جدمر سے آتے اس طرف بھاگ جاتے کبھی ان میں سے میرے پاس صرف ایک ہی شخص آتا اور مجھے طرح طرح سے ڈراتا اور کہتا کہ یہاں سے چلے جاؤ میں اسے ایک طمانچہ مارتا تو وہ بھاگتا نظر آتا پھر میں ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“ پڑھتا تو وہ جل کر خاک ہو جاتا ایک وقت میرے پاس ایک کریمہ منظر اور بدبودار شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں ابلیس ہوں مجھے اور میرے گروہ کو آپ نے ماز کر دیا ہے اس لئے اب میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں میں نے کہا: جا یہاں سے، چلا جا مجھے تجھ پر اطمینان نہیں ہے میرا یہ کہنا تھا کہ اوپر سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اس کے نالو میں اس زور سے مارا کہ وہ زمین میں دھنس گیا اس کے بعد یہ میرے پاس پھر دوبارہ آیا اس وقت اس کے پاس آگ کے شعلے تھے جن سے یہ مجھ سے لڑنا چاہتا تھا کہ ایک شخص سبزے لپڑا وار تھا اس نے آ کر مجھے ایک تلوار دی تو ابلیس اپنے لٹے پاؤں لوٹ گیا۔ تیسری دفعہ میں نے اس کو پھر دیکھا اس وقت یہ مجھ سے دور بیٹھا ہوا رو رہا تھا اور اپنے سر پر خاک ڈالتا جاتا تھا اور کہہ رہا تھا عبدالقادر! اب میں تم سے ناامید ہو گیا ہوں میں نے کہا: ملعون! یہاں سے دور ہو میں تیری جانب سے کسی حالت میں مطمئن نہیں تو اس نے کہا: کہ یہ بات میرے لئے عذاب

۱۔ سبزہ گھوڑوں کے اقسام میں سے ایک قسم کا نام ہے جو سفید رنگ مگر کسی قدر سبزی مائل ہوتا ہے۔

دوزخ سے بھی بڑھ کر ہے پھر اس نے مجھ پر بہت سے شرک اور وساوس شیطانی کے جال بچھا دیئے میں نے پوچھا: کہ شرک اور وساوس کے جال کیسے ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ دنیاوی وساوس کے دو جال ہیں جن سے شیطان تم جیسے لوگوں کا شکار کیا کرتا ہے تو میں نے اس ملعون کو ڈانٹا تو وہ بھاگ گیا اور سال بھر تک میں ان باتوں کی طرف توجہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے وہ دونوں جال ٹوٹ گئے پھر اس نے بہت سے اسباب مجھ پر ظاہر کئے جو ہر جانب سے مجھ سے ملے ہوئے تھے میں نے جب پوچھا کہ یہ کس طرح کے اسباب ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ خلق کے اسباب ہیں جو تم سے ملے ہوئے ہیں تو سال بھر تک میں ان کی طرف توجہ کرتا رہا یہاں تک کہ مجھ سے یہ اسباب منقطع ہو گئے اور میں ان سے جدا ہو گیا پھر مجھ پر میرے باطن کا انکشاف کیا گیا تو میں نے اپنے دل کو بہت سے علاقوں میں ملوث دیکھا میں نے دریافت کیا کہ یہ علاقے کیا ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ علاقے تمہارے ارادے اور تمہارے اختیارات ہیں پھر ایک سال تک میں ان کی طرف متوجہ رہا یہاں تک کہ وہ سب علاقے منقطع ہو گئے تو میرے دل کو ان سے خلاصی ہوئی۔

پھر مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے امراض بھی باقی ہیں اور اس کی خواہش ابھی زندہ ہے اور اس کا شیطان سرکش ہے تو سال بھر تک میں نے اس کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ نفس کے کل امراض جڑ سے جاتے رہے اور اس کی خواہش مر گئی اور اس کا شیطان مسلمان ہ گیا اور اب اس میں امر الہی کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہا اور اب میں تنہا ہو کر اپنی ہستی سے جدا ہو گیا اور میری ہستی مجھ سے الگ ہو گئی تب بھی میں اپنے مقصود کو نہیں پہنچا تو میں تو کل کے دروازے پر آیا تاکہ میں تو کل کے دروازے سے اپنے مقصود کو پہنچوں میں نے دیکھا کہ تو کل کے دروازے پر بہت بڑا ہجوم ہے میں اس ہجوم کو پھاڑ کر نکل گیا پھر میں شکر کے دروازے پر آیا اور مجھے اس دروازے پر بھی ایک بڑا ہجوم ملا میں اس کو بھی پھاڑ کر اندر چلا گیا اس کے بعد میں غنا کے دروازے پر آیا یہاں بھی بہت بڑا ہجوم مجھے ملا جسے میں پھاڑ کر اندر چلا گیا اس کے بعد میں مشاہدے کے دروازے پر آیا تاکہ میں اس دروازے سے داخل ہو کر مقصود حاصل کروں اس دروازے پر بھی مجھے بہت بڑا ہجوم ملا اسے

بھی پھاڑ کر میں اندر چلا گیا۔

پھر میں فقر کے دروازے پر آیا تو اس کے دروازے کو میں نے خالی پایا میں اس میں داخل ہوا اور اندر جا کر دیکھا تو جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا وہ سب کی سب یہاں موجود تھیں یہاں سے مجھے ایک بہت بڑے روحانی خزانے کی فتوحات ہوئی۔ روحانی عزت غنائے حقیقی اور سچی آزادی مجھے یہاں ملی میں نے یہاں آ کر اپنی زیست کو مٹا دیا اور اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا جس سے میری ہستی میں ایک دوسری حالت پیدا ہو گئی۔

شیخ ابو محمد عبداللہ جبائی کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک وقت جنگل میں بیٹھا ہوا میں اپنا سبق دہرا رہا تھا اور اس وقت حد درجہ کی تنگی مجھے دامن گیر تھی مجھے اس وقت کسی کہنے والے نے جسے میں نہیں دیکھ سکتا تھا یہ کہا کہ تم کسی سے قرض لے لو جس سے تمہیں تحصیل علم میں مدد ملے میں نے کہا: کہ میں تو فقیر آدمی ہوں میں کس سے اور کس امید پر قرض لوں؟ اس نے کہا: نہیں تم کسی سے کچھ قرض لے لو اس کا ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے بعد ازاں سبزی فروش کے پاس آیا میں نے اس سے کہا کہ بھائی اگر تم ایک شرط پر میرے ساتھ کچھ سلوک کر لو تو مجھ پر تمہاری از حد مہربانی ہوگی وہ شرط یہ ہے کہ جب کچھ ہاتھ آئے گا تو میں تمہیں اس کا معاوضہ ادا کر دوں گا اور اگر میں اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا تو تم اپنا حق مجھے معاف کر دینا میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ پر مہربانی کر کے روزانہ مجھے ڈیڑھ روٹی دے دیا کرو سبزی فروش میری یہ بات سن کر رو دیا اور کہنے لگا: کہ حضرت میں نے آپ کو اجازت دی جو کچھ آپ کا جی چاہے مجھ سے لے جایا کریں چنانچہ میں اس سے روزانہ ڈیڑھ روٹی لے آیا کرتا پھر جب مجھے اس شخص کی روزانہ ڈیڑھ روٹی لیتے ہوئے ایک مدت گزر گئی تو میں ایک روز بہت فکر مند ہوا کہ اسے میں اب تک کچھ بھی نہیں دے سکا تو مجھ سے کسی نے اس وقت کہا: کہ تم فلانی دکان پر جاؤ اور اس دکان پر تمہیں جو کچھ ملے اسے اٹھا کر سبزی فروش کو دے دو جب میں اس دکان پر آیا تو اس پر میں نے سونے کا ایک بڑا ٹکڑا پڑا دیکھا اسے میں نے اٹھا لیا اور جا کر سبزی فروش کو دے دیا۔

شیخ ابو محمد عبداللہ جبائی کہتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے یہ بھی بیان فرمایا: بغداد میں جس

جگہ کہ میں فقہ پڑھتا تھا وہیں پر اہل بغداد سے ایک اور بھی بہت بڑی جماعت فقہ پڑھتی تھی جب غلہ کی فصل قریب ہوتی تو یہ لوگ ایک گاؤں میں جو بعقوبا کے نام سے مشہور ہے جایا کرتے اور وہاں سے کچھ غلہ وغیرہ وصول کر لاتے ایک وقت انہوں نے مجھ سے بھی کہا کہ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ بعقوبا چلو ہم وہاں سے غلہ وغیرہ لائیں گے چونکہ میں اس وقت کم سن تھا اس لئے میں بھی ان کے ہمراہ گیا اس وقت بعقوبا میں ایک نہایت ہی بزرگ اور نیک بخت شخص تھے جو شریف یعقوبی کے لقب سے پکارے جاتے تھے میں ان بزرگ سے شرفِ نیاز حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں گیا تو انہوں نے اثنائے کلام میں مجھ سے فرمایا: کہ طالبِ حق اور نیک بخت لوگ کسی سے کبھی سوال نہیں کرتے پھر انہوں نے خصوصیت کے ساتھ مجھے اس بات سے منع فرمایا: کہ میں آئندہ کبھی کسی سے سوال نہ کروں پھر اس کے بعد میں کہیں نہیں گیا اور نہ کسی سے پھر میں نے سوال کیا۔

شیخ عبداللہ بن جبائی کہتے ہیں کہ مجھ سے آپ نے یہ بھی بیان کیا کہ وقت شب کو مجھے حالت طاری ہوئی اس وقت میں نے ایک بڑی چیخ ماری جس سے ڈکیتی لوگ گھبرا اٹھے انہوں نے جانا کہ شاید پولیس آن پہنچی یہ لوگ نکلے اور میرے پاس آئے میں زمین پر پڑا ہوا تھا یہ میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگا: یہ تو عبدالقادر مجنوں ہے اس بھلے آدمی نے ہمیں ڈرا دیا۔

بغداد سے جانے کا قصد اور شیخ حماد الدباس سے ملاقات

نیز! وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے آپ نے بیان کیا کہ بغداد میں بکثرت فتنہ و فساد کی وجہ سے ایک دفعہ میں نے قصد کیا کہ میں یہاں سے چلا جاؤں چنانچہ جنگل کی طرف نکل جانے کی غرض سے میں اٹھا اور اپنا قرآن مجید کندھے میں ڈال کر (بغداد کے) محلہ حلبہ کے دروازے کی طرف کو چلا تھا کہ کسی نے مجھ سے کہا: کہ کہاں جاتے ہو؟ اور ایک دھکا دیا کہ میں گر پڑا مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میری پیٹھ پیچھے سے کوئی کہہ رہا ہے کہ عبدالقادر! لوٹ جاؤ تمہارے سے خلق کو نفع پہنچے گا میں نے کہا: خلق کا مجھ پر کیا حق ہے؟ میں اپنے دین کی حفاظت کرنے کے لئے جاتا ہوں اس نے کہا: نہیں تم یہیں رہو تمہارا دین سلامت رہے گا

میں اس کہنے والے کو دیکھ نہیں سکتا تھا اس کے بعد مجھ پر چند ایسے حالات طاری ہوئے جو مجھ پر بہت ہی دشوار گزرے اور میں نے ان کے لئے خدائے تعالیٰ سے آرزو کی کہ وہ مجھے کسی ایسے آدمی سے ملائے جو ان حالات کو مجھ پر کشف کر دے اس لئے میں صبح کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے نکلا اور ایک شخص نے دروازہ کھول کر مجھ سے کہا: کہ کیوں عبدالقادر! تم نے خداتعالیٰ سے کل کس بات کی خواہش کی تھی؟ میں خاموش رہا اور کچھ بول نہ سکا پھر اس شخص نے غضبناک ہو کر زور سے دروازہ بند کر لیا کہ اس کی گردوغبار میرے منہ تک آئی میں اس دروازے سے واپس ہوا تھا کہ مجھے یاد آیا کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے کیا خواہش ظاہر کی تھی اور میرے دل میں یہ امر واقع ہوا کہ یہ شخص اولیاء اللہ سے تھے لہذا میں نے لوٹ کر ہر چند ان کا دروازہ تلاش کیا لیکن میں ان کے دروازے کو پہچان نہ سکا میرے دل پر اور بھی یہ بات گراں گزری پھر میں نے بہت دیر کے بعد انہیں پہچانا اور ان کی خدمت میں آمدرفت کرتا رہا۔ یہ بزرگ شیخ حماد الدباس تھے آپ مجھ پر میرے ان مشکل حالات کو منکشف کرتے رہے میں جب پڑھنے پڑھانے کے لئے آپ کے پاس سے چلا جاتا اور پھر واپس آتا تو آپ فرماتے کیوں عبدالقادر؟ یہاں کیسے آئے ہو؟ تم تو فقیہ ہو فقہاء میں جاؤ یہاں تمہارا کیا کام ہے؟ میں خاموش رہتا آپ مجھے سخت اذیت پہنچاتے حتیٰ کہ آپ مجھے مارا بھی کرتے اسی طرح سے جب میں آپ کی خدمت میں جاتا تو کبھی کبھی آپ مجھ سے فرماتے کہ آج ہمارے پاس بہت سا کھانا وغیرہ آیا تھا ہم نے کھا لیا اور تمہارے واسطے ہم نے کچھ نہیں رکھا میرے ساتھ آپ کا یہ معاملہ دیکھ کر آپ کی مجلس کے اور لوگ بھی مجھے ایذا تکلیف دینے لگے اور مجھ سے کہنے لگے کہ تم تو فقیہ ہو تم ہمارے پاس آ کر کیا کرتے ہو؟ تمہارا یہاں کیا کام ہے؟ یہ سن کر آپ کو حیرت غالب ہوئی اور آپ نے ان سے فرمایا: کہ نامعقولو! تم لوگ اسے کیوں تکلیف دیا کرتے ہو؟ تم میں تو کوئی بھی اس جیسا نہیں میں اگر اسے تکلیف دیتا ہوں تو صرف امتحان کے لئے اسے تکلیف دیتا ہوں مگر میں دیکھتا ہوں کہ وہ ایک نہایت مستقل مزاج شخص ہے اور پہاڑ کی طرح ہے کہ کسی طرح سے بھی جنبش نہیں کھا سکتا (رضی اللہ عنہ)۔

۱۔ انہیں سے آپ نے بیعت کی۔ اور علم طریقہ حاصل کیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

آپ کی مجالس و وعظ میں لوگوں کا کثیر تعداد میں حاضر ہونا

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے آپ نے یہ بھی بیان کیا کہ میں خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں نیک بات بتاتا اور برائی سے منع کرتا تھا۔ طاقتِ لسانی مجھ پر غالب تھی میرے دل میں پے در پے ہر وقت اس امر کا وقوع ہوتا تھا کہ اگر میں اپنی زبان کو روکوں گا تو ابھی میرا گلا گھونٹ دیا جائے گا مجھے اپنی زبان بند کرنے پر مطلق قدرت نہیں ہوتی تھی ابتداء میں میرے پاس دو یا تین آدمی بیٹھا کرتے تھے پھر جب لوگوں میں شہرت ہوئی تو اب میرے پاس خلقت کا ہجوم ہونے لگا اس وقت میں وعظ کے لئے عید گاہ میں جو کہ (بغداد کے) محلہ حلبہ میں واقع تھی بیٹھا کرتا تھا اور کثرتِ ہجوم کی وجہ سے جب تمام لوگوں کو آواز نہیں پہنچتی تھی تو میرا تخت وسط میں لایا گیا لوگ شب کو روشنی اور مشعلیں لیکر آتے اور اپنے بیٹھنے کے لئے جگہ مقرر کر جاتے اور اب اس کثرت سے لوگ آنے لگے کہ یہ عید گاہ لوگوں کے لئے کافی نہیں ہوتی تھی اس لئے میرا تخت شہر سے باہر بڑی عید گاہ میں رکھا گیا اور اب اس کثرت سے لوگ آنے لگے کہ بہت سے لوگ گھوڑوں، خچروں اور سواری کے گدھوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر آتے اور مجلس کے چاروں طرف کھڑے رہتے اس وقت مجلس میں قریباً ستر ہزار آدمی ہوا کرتے تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضور ﷺ کا آپ کو حکم و وعظ اور حضور ﷺ اور

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آپ کے منہ میں تھکارنا

نیز! آپ نے فرمایا: کہ ایک دن میں نے ظہر کے وقت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا: میرے فرزند! تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا میرے بزرگوار والد ماجد! میں ایک عجمی شخص ہوں فصحاءِ بغداد کے سامنے کس طرح سے زبان کھولوں آپ نے فرمایا: اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھولا آپ نے سات دفعہ میرے منہ میں تھکارا پھر آپ نے فرمایا: جاؤ تم وعظ و نصیحت کرو اور حکمتِ عملی سے لوگوں کو تھوکنے اور تھکارنے میں یہ فرق ہے کہ تھکارنے میں تھوک زیادہ نہیں نکلتا مگر صرف اس کے چھینٹے نکلتے ہیں۔

کو نیک بات کی طرف بلاؤ پھر میں ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھا تو خلقت میرے پاس جمع ہو گئی اور میں کچھ مرعوب سا ہو گیا اس کے بعد میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا آپ نے فرمایا: اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھولا آپ نے چھ دفعہ اس میں تھکارا میں نے عرض کیا آپ پوری سات دفعہ کیوں نہیں تھکارتے؟ آپ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا ادب کرتا ہوں پھر آپ مجھ سے پوشیدہ ہو گئے پھر میں نے دیکھا کہ غواصِ فکر دل کے دریا میں غوطے لگا لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکالنے لگا اور ساحلِ سینہ پر ڈال ڈال کر زبان مترجم و فسانہ گو کو پکارنے لگا۔ لوگ آ کر طاعت و عبادت کے بے بہا و گراں مایہ قیمتیں گزران کر انہیں خریدتے اور خدا کے گھروں کو ذکریٰ الہی سے آباد کرتے اور یہ شعر پڑھتے۔

عَلِيٍّ مِثْلٍ لَيْلِي يَقْتُلُ الْمَرْءَ نَفْسَهُ

وَمَحْلُولَةٌ لَهَا مُرَّ الْمَنَابِيَا وَالْعَذَبِ

لیلیٰ جیسے معشوق پر انسان اپنی جان قربان کر دیتا ہے اور اس کی ساری سختیاں حلاوت سے بدل کر شیریں ہو جاتی ہیں۔

بعض نسخوں میں اس طرح پر ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے باطنی طور پر کہا گیا کہ عبدالقادر! بغداد میں جاؤ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو آپ فرماتے ہیں میں بغداد کے اندر گیا اور لوگوں کو میں نے ایسی حالت میں دیکھا کہ وہاں رہنا مجھے ناپسند معلوم ہوا اس لئے میں یہاں سے چلا گیا پھر مجھے دوبارہ کہا گیا کہ عبدالقادر! بغداد میں جاؤ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو تم سے انہیں نفع پہنچے گا میں نے کہا: مجھے لوگوں سے کیا واسطہ مجھے اپنے دین کی حفاظت کرنی ضروری ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ نہیں تم جاؤ تمہارا دین سلامت رہے گا اس وقت میں نے اپنے پروردگار سے ستر دفعہ عہد لیا کہ وہ میرے دین کی حفاظت کرے گا اور کہ میرا کوئی مرید بے توبہ کے نہ مرے گا میں بغداد میں آیا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میری طرف کو انوار چلے آ رہے ہیں میں نے پوچھا: کہ یہ انوار کیا ہیں؟ تو مجھے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ فتوحات ہوئی ہیں رسول ﷺ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ آپ جنگل و بیابان میں رہا کرتے تھے اور شہر کے اندر بہت کم تشریف لاتے تھے۔

اللہ ﷺ تمہیں اس کی مبارکباد دینے تشریف لارہے ہیں پھر یہ انوار زیادہ ہو گئے اور مجھے ایک حالت طاری ہو گئی کہ میں جس میں خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا پھر میں نے ہوا میں منبر کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور میں بھی ہوا میں فرط خوشی سے چھ سات قدم آگے بڑھا تو آنجناب ﷺ نے میرے منہ میں سات دفعہ تھکارا اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور آپ نے میرے منہ میں چھ دفعہ تھکارا میں نے عرض کیا آپ بھی تعداد کو پورا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: کہ آنجناب ﷺ کی گستاخی نہ ہو پھر مجھے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلعت عطا فرمایا میں نے عرض کیا کہ یہ کیسا خلعت ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ اس ولایت کا خلعت ہے جو اقطاب اولیاء سے مخصوص ہے۔

ان فتوحات کے بعد میری زبان میں گویائی پیدا ہو گئی اور میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا اس کے بعد میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تاکہ جس طرح سے آپ اولیائے کرام کا امتحان لیا کرتے تھے آپ میرا بھی امتحان لیں۔ مجھ پر آپ کے راز و نیاز کا اور جو کچھ اس وقت آپ سے میری گفتگو ہونی تھی اس کا کشف کر دیا گیا پھر جبکہ آپ ایک سکوت کے عالم میں تھے میں نے آپ سے کہا: کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ تم میرے ہمراہ نہ رہ سکو گے میں کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے اگر آپ اسرائیلی ہیں تو آپ اسرائیلی ہوں گے اور میں محمدی ہوں آپ میرے ساتھ رہنا چاہیں تو میں حاضر ہوں اور آپ بھی موجود ہیں اور یہ معرفت کی گیند اور یہ میدان ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہ خدا تعالیٰ ہے اور میرا کسا ہوا گھوڑا اور یہ میرا تیر و کمان اور یہ میری تلوار ہے۔

آپ کے خادم خطاب نے بیان کیا ہے کہ آپ ایک روز لوگوں سے ہم کلام تھے آپ اثنائے کلام میں اٹھ کر ہوا میں چند قدم چلے اور آپ نے فرمایا: کہ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں آپ ذرا ٹھہر کر محمدی کا کلام بھی سنیں آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیسا واقعہ تھا؟ آپ نے فرمایا: کہ حضرت خضر علیہ السلام یہاں سے گزر رہے تھے تو میں انہیں کلام سنانے کے لئے انہیں ٹھہرانے گیا تھا تو آپ ٹھہر گئے۔ (رضی اللہ عنہ)

مسندِ ولایت کے سجادہ نشین میں بارہ خصلتوں کا ہونا ضروری ہے

نیز! آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص میں تا وقتیکہ بارہ خصلتیں نہ پائی جائیں ولایت کی مسند پر اسے سجادہ نشین ہونا ہرگز جائز نہیں وہ بارہ خصلتیں کہ جن کا ولایت کی مسند پر بیٹھنے والے کے لئے ضروری ہے، یہ ہیں۔

اول:- دو خصلتیں خدا تعالیٰ سے سیکھے۔ عیب پوشی و رحم دلی۔ اور دو خصلتیں جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھے۔ شفقت و رفاقت اور دو خصلتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ راستی اور راست گوئی اور دو خصلتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ ہر ایک کو نیک بات بتلانا اور برائی سے روکنا اور دو خصلتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ کھانا کھلانا اور شب بیداری کر کے عبادت الہی کرتے رہنا اور دو خصلتیں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے سیکھے۔ عالم بننا اور شجاعت و جوانمردی اختیار کرنا۔

پھر آپ نے فرمایا: کہ مقتداء بننے کے لائق وہ شخص ہے کہ جو علوم شرعیہ و طبئیہ سے ماہر اور اصطلاحاتِ صوفیہ سے واقف ہو۔ بدوں اس کے کوئی شخص مقتداء بننے کے لائق نہیں۔ شیخ الصوفیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا علم قرآن و حدیث میں دائر ہے جس شخص نے کہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کو ضبط نہ کیا ہو فقاہت (دینی فہم) نہ رکھتا ہو اصطلاحاتِ صوفیہ سے ناواقف ہو وہ مقتداء بننے کے لائق نہیں ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ شیخ کو مریدوں کی تربیت کے لئے جو طریقہ اختیار کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ جب کسی مرید کی تربیت کرے تو محض لوجہ اللہ اس کی تربیت کرے نہ کہ کسی دنیاوی غرض سے یا اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے چاہئے کہ اسے ہمیشہ نصیحت کرتا رہے اور اسے نہایت شفقت و مہربانی سے پیش آئے جب وہ عاجز ہو جائے تو اس سے نرمی کرے اور زیادہ ریاضت میں نہ ڈالے اس کے ماں باپ کی طرح اس پر مہربان رہے اسے محنت شاقہ میں جس کی وہ برداشت نہ کر سکے نہ ڈالے بلکہ حکمت عملی سے کام لے۔ ابتداء میں آسانی سے کام لے اور سہل سہل باتیں بتائے اور ہر گناہ و معصیت اور والدین کی نافرمانی سے بچنے کا اس سے عہد لے اور پھر مشکلات کو اس پر پیش کرے کیونکہ گناہ مصیبت سے بچنے کا اس سے

عہد لے اور پھر مشکلات کو اس پر پیش کرے کیونکہ گناہ مصیبت سے بچنے کا عہد لینا احادیث نبوی سے ثابت ہے جن کے ذکر کرنے کی ہم یہاں ضرورت نہیں سمجھتے۔

نیز! شیخ کو چاہئے کہ وہ اپنے مرید کو سلسلہ کے ساتھ ذکر کی تلقین کرے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! بندے کے لئے زیادہ آسان اور تمام طریقوں میں سب سے زیادہ افضل اور خدا تعالیٰ سے زیادہ نزدیک کون سا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: اے علی! تم تنہائی میں ذکر اللہ تعالیٰ کیا کرو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ذکر اللہ کی فضیلت ہے حالانکہ تمام لوگ ذکر اللہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے علی! جب تک کہ زمین پر کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا ہے اس وقت تک قیامت نہ ہوگی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں ذکر کس طرح سے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: اے علی! تم تین دفعہ مجھ سے سن لو اور پھر خود تین دفعہ میرے سامنے کہو پھر آپ نے تین دفعہ آنکھیں بند کر کے بلند آواز سے فرمایا: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" اور حضرت علی سنا کئے۔ پھر تین دفعہ آنکھیں بند کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے با آواز بلند کہا۔ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے رہے یہی تلقین ذکر اللہ تعالیٰ کی اصل ہے جو کلمہ توحید ہے خدائے تعالیٰ سب کو اسی کی توفیق دے۔

نیز! آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی ایسے شیخ سے کہ جسے رسول اللہ ﷺ سے نسبت متصلہ حاصل ہو ذکر شریف کی تلقین حاصل نہ کرے تو اسے یہ نسبت متصلہ ضرورت یعنی موت کے وقت حاصل ہونا بہت دشوار ہے اس لئے آپ اکثر اوقات اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔

مَلِيحَةُ التَّكْرَارِ وَالثَّنِي

لَا تَفِيلِينَ فِي الْوِدَاعِ عَنِّي

اے صورت زیبا اور اے ورد زبان! کوچ کے وقت تو مجھ سے بے توجہی نہ کرنا
مشائخ عظام آپ کی نہایت تعظیم اور آپ کا بہت ہی ادب کیا کرتے تھے آپ کے

مریدوں کی تعداد شمار سے زائد ہے اور وہ سب کے سب دنیا و آخرت میں فائز المرام ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی بے توبہ کے نہیں مراسمات درجہ تک آپ کے مریدوں کے مرید بھی جنت میں جائیں گے۔

شیخ علی الغریبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے دوزخ کے داروغہ مالک سے پوچھا: کہ تمہارے پاس میرے اصحاب میں سے کوئی بھی ہے تو اس نے کہا: نہیں پھر آپ نے فرمایا: مجھے خدائے تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم ہے میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر اس طرح سے ہے جس طرح کہ آسمان زمین پر اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں خدائے تعالیٰ کے نزدیک مجھے تو عالی رتبہ حاصل ہے میں اس کی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک خدائے تعالیٰ میرے اور تمہارے ساتھ جنت تک نہ جائے گا میں اس کے سامنے سے قدم نہ اٹھاؤں گا۔

آپ سے نسبت (بغیرت بیعت ہوئے) کا انعام

کسی نے آپ سے پوچھا: کہ ایسے شخص کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں جو آپ کا نام لے مگر درحقیقت نہ تو اس نے آپ سے بیعت کی ہو اور نہ آپ سے خرقہ پہنا ہو تو کیا یہ شخص آپ کے مریدوں میں سے شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص بھی میرا نام لے اور اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے گو ایک ناپسندیدہ طریقہ سے ہی سہی تو بھی اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا وہ شخص میرے مریدوں میں شمار ہوگا۔

نیز آپ نے فرمایا: ہے کہ جو شخص میرے مدرسے کے دروازے پر سے گزرے گا تو قیامت کے دن اسے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

ایک روز اہل بغداد سے ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا: کہ حضرت میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ آج صبح کو میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ قبر میں مجھے عذاب ہو رہا ہے تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ وہ میرے لئے دعا فرمائیں آپ نے پوچھا: کیا تمہارے والد میرے مدرسے کے دروازہ پر سے گزرے ہیں؟ اس شخص نے کہا: ہاں! آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے

یہ شخص دوسرے روز آپ کی خدمت میں پھر آیا اور کہنے لگا: حضرت آج میں نے اپنے والد کو خوشنود اور سبز لباس پہنے ہوئے دیکھا انہوں نے مجھ سے کہا: کہ اب مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی دعا کی برکت سے عذاب اٹھا دیا گیا اور یہ سبز لباس جسے تم دیکھ رہے ہو مجھے پہنایا گیا سو میرے فرزند! تم ان کی خدمت سے جدا نہ ہونا۔

پھر آپ نے فرمایا: کہ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازہ سے گزرے گا میں اس کے عذاب میں تخفیف کروں گا۔

آپ سے ایک دفعہ بیان کیا گیا کہ (بغداد کے) محلہ باب الازج کے مقبرے میں ایک میت کے چیخنے کی آواز سنائی دیتی ہے آپ نے لوگوں سے پوچھا: کہ کیا اس شخص نے مجھ سے خرقة پہنا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمیں علم نہیں آپ نے پوچھا: اچھا کبھی یہ میری مجلس میں بھی آیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہمیں علم نہیں آپ نے پوچھا: اچھا اس نے کبھی میرے پیچھے نماز بھی پڑھی ہے انہوں نے کہا: ہمیں علم نہیں آپ نے فرمایا: المغرط اولی بالخسارة (بھولا ہوا شخص ہی نقصان میں پڑتا ہے) آپ سر جھکا کر تھوڑی دیر خاموش ہو گئے اور آپ کے چہرے سے جلال و ہیبت اور وقار ظاہر ہونے لگا پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: فرشتے کہنے لگے کہ اس نے آپ کو دیکھا ہے اور آپ سے حسن ظن رکھتا ہے اور اب خدا تعالیٰ نے صرف اسی سبب سے اس پر اپنا رحم کیا پھر اس کے بعد اس قبر سے آواز نہیں سنائی دی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ ابو نجیب عبدالقادر سہروردی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے شیخ، شیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے ہر شب کو کچھ گنگناہٹ سی سنائی دیتی تھی آپ کے اصحاب نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کہ آپ حضرت سے اس کی وجہ دریافت کیجئے آپ اس وقت شیخ موصوف کی خدمت میں رہتے اور ان کی صحبت و بابرکت سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ یہ واقعہ 508 ہجری کا ہے آپ نے شیخ موصوف سے اس گنگناہٹ کا حال دریافت کیا تو شیخ موصوف نے فرمایا: کہ میرے کل بارہ ہزار مرید ہیں میں سب کو محض ازراہ شفقت ان کے نام لے کر ہر ایک کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ ان کی حاجتوں کو پورا

کرے اور اگر وہ گناہ کرنے کے قریب ہوں تو انہیں اس میں کامیابی حاصل نہ ہوتا کہ وہ اس سے تائب ہو جائیں۔

پھر آپ نے فرمایا: اگر خدائے تعالیٰ مجھے یہ مراتب و مناصب عطا فرمائے گا تو میں قیامت تک کے اپنے مریدوں کے لئے خدائے تعالیٰ سے عہد لے لوں گا کہ ان میں سے کوئی بھی بے توبہ کے نہ مرے اور کہ میں ان کا ضامن رہوں گا تو اس پر آپ کے شیخ شیخ حماد نے آپ کی تائید کی اور فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ مرتبہ عطا فرمائے گا اور ان کا سایہ ان کے مریدوں پر دراز کرے گا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

شیخ عبداللہ جبائی کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد تھا جسے عمر الحادی کہتے تھے، یہ شخص بغداد سے چلا گیا اور کئی برسوں تک غائب رہا جب بغداد واپس آیا تو میں نے اس سے کہا: کہ اتنے عرصہ تک تم کہاں رہے؟ اس نے کہا: کہ میں اس وقت بلادِ شام و مصر و بلادِ رُب میں پھرتا رہا۔ شیخ موصوف کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہے کہ اس نے بلادِ عجم کا بھی نام لیا پھر اس نے بیان کیا کہ میں نے اس اثنا میں تین سو ساٹھ مشائخ کرام سے شرفِ ملاقات حاصل کیا ان سب کو میں نے یہی کہتے سنا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ و پیشوا ہیں۔

ابن نجار نے اپنی تاریخ کے شروع میں بیان کیا ہے کہ میں نے ابو شجاع کی تاریخ میں دیکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ 526 ہجری میں بغداد کی شہر پناہ بنائی تھی تو اس وقت کوئی عالم اور کوئی واعظ ایسا نہ تھا جو اپنی اپنی جمعیت کو ساتھ لیکر اس کو تعمیر کرانے میں شریک نہ ہوا ہو پھر اس اثنا میں محلہ باب الازج کے پاس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمراہی اس واقعہ کے بیان میں دو تین غلطیاں واقع ہو گئی ہیں مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ غلطیاں کس طرح واقع ہوئی ہیں ہم نے اس کے تصحیح کرنے کی بابت بہت کوشش کی مگر ہمیں اس کا موقع نہیں ملا اول یہ کہ اس واقعہ میں شیخ حماد کی شرکت بیان کی گئی ہے اور ان کا انتقال 525ھ میں ہوا ہے اور یہ واقعہ 526ھ کا ہے۔ دوم یہ کہ اس واقعہ میں نو کہا گیا ہے ”آپ کی ہمراہی میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جانور پر سوار تھے اور اپنے سر پر دو اینٹیں لئے ہوئے تھے۔ اب یہ شخص معلوم نہیں کہ کون تھے مگر عبارت کا سیاق و سباق بتاتا ہے کہ یہ شخص شیخ حماد ہونا چاہئے مگر ان کو ایک شخص سے تعبیر کرنا بالکل بے معنی کیونکہ یہ کوئی اجنبی شخص نہ تھے بلکہ بغداد کے ایک مشہور و معروف اور بہت سے شیخ تھے غرضیکہ واقعات صحیح ہیں مگر سنہ اور نام وغیرہ میں کچھ غلطی واقع ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

میں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سواری پر بیٹھے ہوئے اپنے سر پر دو اینٹیں لئے جا رہے تھے۔ مؤلف کے واقعہ سے یہ بات واضح ہے کہ اس وقت بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ بزرگ اور کوئی شخص نہ تھا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت انہی کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوتے تھے آپ آئے اور حضرت شیخ حماد کے روبرو مودب ہو کر بیٹھ گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد اٹھ گئے تو آپ کے شیخ، شیخ حماد فرمانے لگے کہ اس عجمی کا مرتبہ بہت عالی ہو گا حتیٰ کہ اس کا قدم اولیائے زمانہ کی گردن پر رکھا جائے گا۔

ایک وقت آپ کے شیخ، شیخ حماد کے سامنے آپ کا ذکر آیا آپ اس وقت عالم شباب میں تھے تو حضرت شیخ حماد نے آپ کی نسبت فرمایا: کہ میں نے ان کے سر پر دو جھنڈے دیکھے جو زمین سے لے کر ملکوتِ اعلیٰ تک پہنچتے ہیں اور افاقِ اعلیٰ میں میں نے ان کے نام کی دھوم دھام سنی (رضی اللہ عنہ)۔

محمود النعال نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ میں شیخ حماد کی خدمت میں حاضر تھا اتنے میں شیخ عبدالقادر جیلانی آئے اس وقت آپ عالم شباب میں تھے۔ شیخ حماد آپ کی تعظیم کیلئے اٹھے اور فرمانے لگے۔ ”مرحبا بالجبل الراسخ والطود المنيف لا يتحرك“ اور اپنے بازو پر آپ کو بٹھا لیا جب آپ بیٹھ گئے آپ سے شیخ حماد نے پوچھا: کہ حدیث^۱ اور کلام میں کیا فرق ہے آپ نے بیان کیا کہ حدیث وہ ہے جس کی خواہش کی جائے جیسا کہ سوال و جواب میں ہوتا ہے اور کلام وہ ہے جو دل پر چوٹ کرے۔ (یعنی دل پر اپنا گہرا اثر ڈالے) اور دل کا بیدار ہونے کی خواہش سے بے قرار ہونا تمام اعمال سے افضل ہے یہ سن کر شیخ موصوف نے فرمایا تم سید العارفین ہو تمہارا عدل و انصاف مشرق سے

۱ ایسے مضبوط اور بلند پہاڑ کا آنا جو کسی طرح سے بھی جنبش نہیں کر سکتا (یعنی آپ کا آنا) مبارک ہو۔ نہایت عالی ہمتی اور اعلیٰ درجہ کے لحاظ سے آپ کو ایک عظیم الشان پہاڑ سے تشبیہ دی ہے جب کوئی آتا ہے تو عرب اپنے محاورہ میں اس وقت مرحبا بک بولتے ہیں جس سے اعلیٰ درجہ کی خوشنودی کا اظہار مد نظر ہوتا ہے۔

۲ عربی میں حدیث اور کلام دونوں کے بحیثیت لغت ایک ہی معنی ہیں مگر اصطلاح علمی اور عربی کے لحاظ سے اس میں تفریق کی گئی ہے اور اس مقام پر بحیثیت عربی ان دونوں میں فرق بیان کیا گیا ہے۔

مغرب تک پہنچے گا تمہارے پیر کے نیچے اولیائے زمانہ اپنی گردنیں بچھائیں گے تمہارا درجہ عالی ہو گا تم اپنے اقران و امثال سے فائق و ممتاز رہو گے۔ رضی اللہ عنہما۔

شیخ ابو نجیب سہروردی بیان کرتے ہیں کہ 523ھ کا واقعہ ہے کہ میں ایک وقت بغداد میں حضرت شیخ حماد کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طول طویل اور عجیب تقریر کی تو شیخ حماد نے فرمایا: عبدالقادر! تم عجیب عجیب تقریریں کرتے ہو تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ خدا تعالیٰ تمہاری کسی بات پر تم سے مواخذہ کرنے لگے تو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ پر رکھ دیا اور کہا: کہ آپ نورِ قلب سے ملاحظہ فرمائیے کہ میری ہتھیلی میں کیا لکھا ہوا ہے؟ پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا شیخ حماد نے فرمایا: کہ میں نے ان کی ہتھیلی میں لکھا دیکھا کہ انہوں نے اپنے پروردگار سے ستر دفعہ عہد لیا ہے کہ وہ ان سے مواخذہ نہ کرے گا پھر شیخ موصوف نے فرمایا: اب کوئی مضائقہ نہیں۔ ”ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ“ یہ خدائے تعالیٰ کا فضل ہے کہ جسے چاہے دے وہ اپنے فضل و کرم کا مالک ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ کا اپنے مریدوں کی شفاعت کرنا اور ان کا ضامن بننا

شیخ ابوسعود عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ و محمد الاوانی رحمۃ اللہ علیہ و عمر البزار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قیامت تک اپنے مریدوں کی اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی بے توبہ کے نہ مرے گا اور کہ سات درجہ آپ کے مرید اور آپ کے مریدوں کے مرید جنت میں جائیں گے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں سات درجہ تک اپنے مریدوں کے مرید کا کفیل ہوں اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں اس وقت مشرق میں ہوؤں تو میں اس کے ستر کو ڈھانک دوں گا۔

مشائخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ ہمیں آپ نے حکم دیا کہ ہم اپنی بقدر ہمت اپنے مریدوں کی نگہداشت کرتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا: جس نے مجھے دیکھا بڑا خوش نصیب ہے اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اس پر نہایت افسوس ہے۔

شیخ علی قرشی نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھے ایک نامہ دیا گیا ہے جس میں میرے احباب اور قیامت تک کے مریدوں کے نام درج ہیں پھر فرمایا گیا کہ یہ لوگ تمہیں دے دیئے گئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ کا پانی پر چلنا

سہیل بن عبداللہ تستری نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ اہل بغداد کی نظر سے آپ عرصہ تک غائب رہے لوگوں نے آپ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کو دجلہ کی طرف جاتے دیکھا تھا لوگ آپ کو تلاش کرتے ہوئے دجلہ کی طرف گئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ پانی پر سے ہماری طرف چلے آ رہے ہیں اور مچھلیاں بکثرت آپ کی طرف آن آن کر آپ کو سلام علیک کرتی جاتی ہیں ہم آپ کو اور مچھلیوں کو آپ کا ہاتھ چومتے دیکھتے تھے اس وقت نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا تھا اسی اثناء میں ہمیں ایک بڑی بھاری جائے نماز دکھائی دی اور تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی یہ جائے نماز سبز رنگ اور سونے چاندی سے مرصع تھی اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ پہلی سطر میں ”الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون“ اور دوسری سطر میں ”سلام علیکم اهل البيت انه حمیدٌ مجید“ لکھا ہوا تھا جب یہ جائے نماز بچھ چکی تو ہم نے دیکھا کہ بہت لوگ آئے اور جائے نماز کے برابر کھڑے ہو گئے ان لوگوں کے چہروں سے بہادری اور شجاعت عیاں تھی یہ لوگ سب کے سب سرنگوں اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہ لوگ ایسے خاموش تھے کہ گویا قدرت نے انہیں ایسا ہی بنایا ہے ان کے آگے ایک ایسے شخص تھے جس کے چہرے سے ہیبت، وقار اور عظمت ظاہر تھی جب تکبیر کہی گئی تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اس وقت ایک نہایت عظمت و ہیبت کا وقت تھا غرضیکہ اس وقت ان سب لوگوں نے اور ان کے سرداروں اور اہل بغداد نے آپ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی جب آپ تکبیر کہتے تو حاملانِ عرش بھی آپ کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے اور جب آپ تسبیح پڑھتے تو

ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی آپ کے ساتھ ساتھ تسبیح پڑھتے جاتے اور جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ دعا پڑھی:

”اللهم انى اسئلك بحق محمد حبيبك و خيرك من خلقك و ابائى انك لا تقبض روح مرید او مریده لاذوا بى الاتوبة“

ترجمہ: اے پروردگار! میں تیری درگاہ میں تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کی اور میرے مریدوں کے مریدوں کی جو کہ میری طرف منسوب ہوں روح قبض نہ کر مگر توبہ پر۔

سہیل بن عبداللہ تسری بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا جب آپ دعا ختم کر چکے تو پھر ہم نے یہ ندا سنی۔ ”ابشر فانی قد استجبت لك“ تم خوش ہو جاؤ میں نے تمہاری دعا قبول کر لی۔

شیخ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں آپ کا قول

حافظ محمد بن رافع نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ میں نے دسویں ذیقعد 639ھ کو ابراہیم بن سعد بن محمد بن غانم بن عبداللہ ثعلبی رومی سے قاہرہ کے دارالحدیث میں سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ جبکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ ان کے دعویٰ کا بازو چونکہ دراز ہو گیا تھا اس لئے شریعت کی مقراض سے تراش دیا گیا۔

شیخ عمر بزاز نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا: کہ حسین حلاج نے ٹھوکر کھائی۔ ان کے زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ ان کا ہاتھ پکڑ لیتا اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو میں ضرور ان کا ہاتھ پکڑ لیتا۔

پھر آپ نے فرمایا: کہ قیامت تک میرے دوستوں اور میرے مریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا تو میں اس کا ہاتھ پکڑ لوں گا۔

شیخ منصور علاج علیہ الرحمۃ کی نسبت آپ کے اور بھی بہت سے اقوال ہیں۔ اور کتاب دارالجواہر میں جو کہ حافظ ابوالفرج علامہ ابن جوزی کی تالیفات سے ہے اور کتاب ہجۃ الاسرار میں جو کہ شیخ امام نورالدین ابوالحسن علی اللخمی کی تالیفات سے ہے مذکور ہیں۔ اگر ناظرین ان اقوال کو تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو ان دونوں کتابوں میں انہیں دیکھ سکتے ہیں۔

شیخ ابوالفتح ہروی نے بیان کیا ہے کہ میں نے شیخ علی بن ہتی سے سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ کسی مرید کا شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کے شیخ سے زیادہ افضل نہیں ہو سکتا۔

شیخ علی بن ہتی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوسعید قیلوی یا بقول بعض ابوسعید سے سنا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی دنیا کی طرف نہیں لوٹے مگر اس شرط پر کہ جو کوئی آپ کا دامن پکڑے وہ نجات پائے۔

شیخ بقاء بن بطو بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب و مریدین کو میں نے صلحاء کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ دیکھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی نے آپ سے پوچھا: کہ حضرت آپ کے مریدوں میں پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہوں گے آپ نے فرمایا: پرہیزگار میرے لئے ہیں اور گنہگاروں کے لئے میں ہوں۔

شیخ عدی بن ابی البرکات صحیح بن صحیح بن مسافر نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے 554 ہجری میں اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے ان کی خانقاہ میں (جو بلاد جبل میں واقع تھی) انہوں نے بیان کیا کہ اگر کسی مشائخ کے مریدوں میں سے کوئی شخص مجھ سے خرقہ پہننا چاہے تو میں اسے خرقہ پہنادوں مگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کو میں خرقہ نہیں پہنا سکتا کیونکہ وہ سب کے سب رحمت میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ لوگ دریا کو چھوڑ کر نہر میں کیوں آنے لگے؟

شیخ علی بن ادریس یعقوبی نے بیان کیا ہے کہ 550 ہجری میں میرے شیخ، شیخ علی بن

بلاد جبل سے وہ شہر مراد ہیں جو آذربائیجان و عراق عرب و خوزستان و فارس اور بلاد دہلیم کے درمیان واقع ہوئے ہیں۔

ہتی مجھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے اور فرمایا: کہ یہ میرا مرید ہے آپ کے جسم مبارک پر ایک کپڑا تھا آپ نے اسے اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا: علی تم نے تندرستی کا قیص پہن لیا۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے اس کپڑے کو پہنا 65 سال تک مجھے کسی قسم کی بیماری نہیں ہوئی۔

انہی نے بیان کیا ہے کہ میرے شیخ مجھے ایک دفعہ اور 560 ہجری میں آپ کی خدمت میں لے گئے آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم مبارک سے روشنی ظاہر ہو ہو کر میرے جسم میں مل گئی اس وقت میں نے اہل قبور کو اور ان کے حالات اور ان کے مراتب و مناصب کو اور فرشتوں کو دیکھا اور مختلف آوازوں میں میں نے ان کی تسبیحیں سنیں اور ہر ایک انسان کی پیشانی پر جو کچھ لکھا تھا اس کو میں نے پڑھا اور بہت سے واقعات اور امور غریبہ مجھ پر منکشف ہوئے پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: تم انہیں پکڑ لو ڈرو مت تو میرے شیخ نے فرمایا: حضرت! مجھے اس کی عقل زائل ہونے کا ڈر ہے تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے مجھے باطن میں ہتھوڑے کی طرح ایک چیز محسوس ہوئی پھر جو کچھ میں نے دیکھا میں اس سے نہیں گھبرایا اور فرشتوں کی تسبیحوں کو میں نے پھر سنا اور اب تک میں عالم ملکوت میں اس روشنی سے مستفید ہوتا ہوں۔

نیز انہوں نے بیان کیا ہے کہ جب میں بغداد میں داخل ہوا تو میں اس وقت یہاں پر کسی کو نہیں پہچانتا تھا اور نہ یہاں کے کسی مقام سے اچھی طرح سے واقف تھا میں اس وقت آپ کے مدرسہ میں آیا تو میں نے مکان کے اندر سے ایک آواز سنی کہ عبدالرزاق (آپ کے صاحبزادے کا نام ہے) دیکھو! باہر کون آیا ہے؟ یہ باہر آئے اور چلے گئے اور کہا: کوئی نہیں، ایک لڑکا ہے آپ نے فرمایا: یہ لڑکا صاحب فضل و ذی شان و عظمت ہوگا پھر آپ میرے پاس کھانا لے کر آئے اس سے پہلے آپ کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا آپ نے فرمایا: علی یہاں بیٹھو پھر وہ کھانا میرے سامنے رکھ دیا اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”نفع بک“ (لوگ تم سے نفع اٹھائیں گے) پھر آپ نے فرمایا: عنقریب زمانہ آئے گا کہ لوگوں کو تمہاری ضرورت ہوگی اور تمہاری شان عالی ہوگی یہ کہتے ہیں کہ میں اب تک حضرت شیخ عبدالقادر

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے مستفید ہو رہا ہوں۔

آپ کی کل مدت وعظ و نصیحت

آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب بیان فرماتے ہیں کہ احقر کے والد ماجد ہفتہ میں تین دفعہ وعظ فرمایا کرتے تھے دو دفعہ اپنے مدرسہ میں جمعہ کی صبح اور منگل کی شب کو اور ایک دفعہ اپنے مہمان خانہ میں بدھ کی صبح کو آپ کی مجلس وعظ میں علماء فقہاء و مشائخ وغیرہ بھی بکثرت ہوتے تھے آپ کے وعظ و نصیحت کی کل مدت چالیس سال ہے جس کی ابتداء 521ھ اور انتہا 561ھ ہے اور آپ کے درس و تدریس اور افتاء کی کل مدت 33 سال ہے جس کی ابتداء 528ھ اور انتہا 561ھ ہے۔ دو شخص بھائی بھائی تھے وہ آپ کی مجلس میں بدوں الحان کے بلند آواز سے قرأت کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی مسعود ہاشمی بھی قرأت کرتے تھے اکثر آپ کی مجلس میں دو تین آدمی مر بھی جایا کرتے تھے آپ کی مجلس میں آپ کی تقریر لکھنے کے لئے چار سو دو تین ہوا کرتی تھیں اکثر آپ اپنی مجلس میں تخت پر سے اٹھ کر لوگوں کے سروں پر سے ہوا میں چل کر جاتے اور پھر اپنے تخت پر واپس آ جاتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ کی مجلس میں یہود و نصاریٰ کا اسلام قبول کرنا

شیخ عمر یمانے بیان کیا ہے کہ آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی کہ جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں یا قطاع الطریق (ڈاکو)، قاتل اور بداعتقاد لوگ آ کر توبہ نہ کرتے ہوں ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ایک راہب (جس کا نام سنان تھا) آیا اور آ کر اس نے اسلام قبول کیا، مجمع عام میں کھڑے ہو کر اس نے بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں اسلام قبول کر لوں پھر اس بات کا میں نے مستحکم ارادہ کر لیا کہ یمن میں جو شخص کہ سب سے زیادہ افضل ہوگا میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا میں اس بات کی فکر میں تھا کہ مجھے نیند آگئی میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا: سنان! تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح سے ایک دفعہ آپ کے پاس 13 شخص آئے اور انہوں نے بھی اسلام قبول کر کے بیان کیا کہ ہم لوگ نصاریٰ عرب سے ہیں۔ ہم نے اسلام قبول کرنے کا قصد کیا تھا لیکن ہم فکر میں تھے کہ کس کے ہاتھ پر اسلام قبول کریں اسی اثناء میں ہمیں ہاتھ نے پکار کر کہا کہ تم لوگ بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ اس وقت جس قدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھرا جائے گا اس قدر ایمان تمہارے دلوں میں بھرا جانا اور کسی جگہ ممکن نہیں۔

آپ کا مجاہدہ

آپ نے ایک دفعہ 558 ہجری میں اثنائے وعظ میں بیان فرمایا: کہ 25 سال تک میں بالکل تنہا رہ کر عراق کے بیابانوں اور ویران مقامات میں سیاحت کرتا رہا اور 40 سال تک میں عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا میں عشاء کے بعد ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر قرآن مجید شروع کرتا اور نیند کے خوف سے اپنا ایک ہاتھ کھوٹی سے باندھ دیتا اور اخیر رات تک قرآن مجید کو ختم کر دیتا ایک روز میں شب کو ایک ویران عمارت کی سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا کہ اس وقت میرے جی میں آیا کہ اگر میں تھوڑی دیر کہیں سو رہتا تو اچھا تھا جس سیڑھی پر مجھے یہ خیال گزرا تھا اسی سیڑھی پر میں ایک پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور میں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا اور تا اختتام قرآن مجید اسی طرح کھڑا رہا اور گیارہ برس تک میں اس برج میں جو کہ اب برج عجمی کے نام سے مشہور ہے رہا کیا اور اسی سبب سے اسے برج عجمی کہنے لگے آپ نے فرمایا: میں نے اس برج میں خدائے تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ جب تک میرے منہ میں لقمہ دیکر مجھے کھانا نہ کھلایا جائے گا اس وقت تک میں کھانا نہ کھاؤں گا اور جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائے گا تب تک میں پانی نہ پیوں گا چنانچہ میں 40 دن تک اسی برج میں بیٹھا رہا اس اثناء میں میں نے نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا جب چالیس روز پورے ہو چکے تو میرے سامنے ایک شخص کھانا رکھ گیا میرا نفس کھانے پر گرنے لگا میں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے جو خدا تعالیٰ سے معاہدہ کیا ہے وہ ابھی پورا نہیں ہوا پھر میں نے باطن میں ایک چیخ سنی کہ کوئی چلا کر بھوک بھوک کہہ رہا ہے میں نے اس کا مطلق خیال نہیں کیا اتنے میں شیخ ابوسعید مخزومی کا

میرے قریب سے گزر رہا انہوں نے بھی یہ آواز سنی اور مجھ سے آن کر کہا عبدالقادر! یہ کیا شور ہے میں نے کہا: یہ نفس کی بے قراری ہے اور روح مطمئن ہے وہ اپنے مولیٰ کی طرف لو لگائے ہوئے ہے پھر آپ مجھ سے یہ فرما کر چلے گئے کہ اچھا تم باب الازج میں چلے آؤ میں نے اپنے جی میں کہا تا وقتیکہ مجھے اطمینان نہ ہوگا میں اس برج سے باہر قدم نہ رکھوں گا اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے آ کر کہا کہ تم ابو سعید مخزومی کے پاس چلے جاؤ میں آپ کے پاس آیا تو آپ دروازے پر کھڑے ہوئے میرا انتظار کر رہے تھے آپ نے فرمایا: عبدالقادر! تمہیں میرا کہنا کافی نہ ہوا پھر آپ نے دست مبارک سے خرقہ پہنایا اس کے بعد میں آپ ہی کی خدمت میں رہنے لگا۔

آپ کے ہاتھ پر پانچ ہزار یہود و نصاریٰ کا اسلام قبول کرنا

شیخ عبدالقادر جبائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان فرمایا: کہ میں بہت چاہتا ہوں کہ پہلے کی طرح بیابانوں میں رہا کروں نہ مخلوق مجھے دیکھے نہ میں مخلوق کو دیکھوں مگر خدائے تعالیٰ کو مجھ سے خلق کو نفع پہنچانا منظور تھا کیونکہ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ قطاع الطریق اور مفسد لوگوں نے توبہ کی۔ رضی اللہ عنہ

ابراہیم الداری نے بیان کیا ہے کہ آپ جمعہ کے روز جامع مسجد کو تشریف لے جاتے تو لوگ سڑکوں پر آپ سے دعا کرانے یا آپ کی برکت سے دعا مانگنے کے لئے کھڑے رہتے آپ کو قبولیت عامہ اور نہایت درجہ کی شہرت حاصل تھی۔ ایک روز جامع مسجد میں آپ کو چھینک آئی لوگوں نے آپ کی چھینک کا جواب دیتے ہوئے یرحمک اللہ و یرحمہ بک کہا تو لوگوں کی آواز سے تمام مسجد گونج اٹھی حتیٰ کہ مسجد میں جس جگہ کہ خلیفہ المستجد باللہ بیٹھا کرتا تھا وہاں تک اس کی آواز پہنچی خلیفہ نے پوچھا: یہ کا ہے کی آواز ہے؟ لوگوں نے کہا: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو چھینک آئی ہے تو یہ سن کر خلیفہ موصوف پر خوف طاری ہو گیا۔ ابن نقطۃ الصرغینی نے بیان کیا ہے کہ شیخ بقا بن بطو اور شیخ علی بن الہیتی اور شیخ قیلوی آپ کے مدرسہ کا دروازہ جھاڑتے اور اس پر چھڑکاؤ کیا کرتے تھے اور آپ کی اجازت کے

بغیر آپ کے پاس اندر نہیں جاتے تھے اور جب اجازت لیکر یہ لوگ اندر جاتے تو آپ ان سے فرماتے، بیٹھو تو یہ لوگ آپ سے پوچھتے، ہمیں امن ہے آپ فرماتے ہاں! تمہیں امن ہے پھر یہ لوگ مودب ہو کر بیٹھ جاتے اور جب آپ سواری پر سوار ہوتے اور یہ لوگ اس وقت موجود ہو جاتے تو یہ لوگ زین پر ہاتھ رکھ کر دس پانچ قدم آپ کے ساتھ ہو جاتے آپ ہر چند انہیں منع کرتے مگر یہ لوگ کہتے اسی طرح سے خدائے تعالیٰ سے تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔

نیز! شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے عراق کے بہت سے مشائخوں کو جو آپ کے ہم عصر تھے دیکھا کہ جب آپ کے مدرسہ میں آتے تو مدرسہ کی چوکھٹ کو چوما کرتے۔

تراحم تيجان الملوك بباله

وبکتود في وقت السلام ازدها مها

ترجمہ: آپ کے دروازے پر بادشاہوں کے تاج ٹکراتے تھے جبکہ آپ کو سلام کرنے کے لئے ان کا ہجوم ہوتا تھا۔

اذعا يفتنه من بعيد ترجلت

وان هي لم تفعل ترجل هامها

جب وہ تاج آپ کو دور سے دیکھتے تو چلنے لگتے خود وہ نہیں بلکہ ان کے سردار چلنے لگتے۔

بقیہ السلف الشیخ ابوالغنائم مقدم البٹاکی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص عثمان بن مزورۃ البٹاکی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ موصوف نے ان سے فرمایا: کہ اے میرے فرزند! شیخ عبدالقادر اس وقت روئے زمین میں سب سے بہتر و افضل ہیں۔

شیخ معمر جرادة نے بیان کیا ہے کہ میری آنکھوں نے شیخ عبدالقادر جیسا خلیق، وسیع حوصلہ، رحم دل، پابند قول و قرار، بامروت و باوفا کسی کو نہیں دیکھا۔ باوجود آپ اپنی عظمت و بزرگی و فضیلت علمی کے چھوٹوں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے اور بڑوں کی تعظیم کرتے اور آپ

انہیں سلام کیا کرتے غرباء و فقراء کو آپ اپنے پاس بٹھاتے ان سے عاجزی سے پیش آتے امراء و رؤسا کی تعظیم کے لئے آپ کبھی کھڑے نہیں ہوئے اور نہ کبھی آپ وزراء و سلاطین کے دروازے پر گئے۔

شیخ ابو الغنائم بطلانگی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ چار شخص آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں جنہیں میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا جب یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ جاؤ تم ان سے اپنے لئے کچھ دعائے خیر وغیرہ کراؤ میں مدرسہ کے صحن میں ان سے آکر ملا اور ان سے اپنے لئے دعا کرانے کا خواستگار ہوا تو ان میں سے ایک بزرگ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ تم ایسے شخص کی خدمت میں ہو جس کی برکت سے خدائے تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا اور جس کی دعا کی برکت سے تمام خلائق پر رحم کرے گا۔ دیگر اولیاء کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایہ عاطفت میں رہ کر ان کے حکم کے تابع رہیں یہ کہہ کر وہ چاروں بزرگ چلے گئے پھر میں نے انہیں نہیں دیکھا میں آپ کے پاس متعجب ہو کر واپس آیا تو قبل اس کے کہ میں آپ سے کچھ کہوں آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ جو کچھ انہوں نے تم سے کہا ہے میری حیات میں تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا میں نے پوچھا: حضرت یہ کون لوگ تھے؟ آپ نے فرمایا: یہ لوگ کوہ قاف کے رؤسا تھے اور اب یہ اپنی اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

محمد بن خضر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: کہ میں تیرہ سال تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ نہ تو آپ کا رینٹھ (ناک کی رطوبت) نکلا اور نہ کبھی آپ کا بلغم نکلا اور نہ کبھی آپ کے جسم پر مکھی بیٹھی، نہ کبھی آپ امراء و رؤسا کی تعظیم کے لئے اٹھے اور نہ کبھی آپ وزراء و سلاطین کے دروازے پر گئے اور نہ کبھی ان کے فرش و فرش پر بیٹھے اور نہ آپ نے بجز ایک دفعہ کے ان کے یہاں کا کھانا کھایا آپ ان کے فرش و فرش پر بیٹھنے کو اپنے لئے بلائے ناگہانی خیال کرتے تھے، امراء و رؤسا اور وزراء و سلاطین آپ کے در دولت پر آتے اور آپ اس وقت

اگر باہر ہوتے تو آپ اٹھ کر اندر چلے جاتے اور جب یہ لوگ آکر بیٹھ جاتے تو اس کے بعد آپ اندر سے تشریف لاتے اور ان کی آمد کے وقت باہر نہ بیٹھے رہتے تاکہ ان کی تعظیم کے لئے آپ کو اٹھانا نہ پڑے پھر جب آپ ان لوگوں کے پاس آتے تو ان پر آپ سختی کرتے اور نصیحت فرماتے یہ لوگ آپ کا دست مبارک چومتے اور مودب ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ جاتے اگر آپ خلیفہ کو نامہ وغیرہ لکھتے تو اسے مندرجہ ذیل الفاظ میں لکھا کرتے۔

”عبدالقادر تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے“ یا ”تم پر اس کا حکم نافذ ہو اور اس کی

اطاعت واجب ہے وہ تمہارا پیشوا اور تم پر حجت ہے“

جب خلیفہ کے پاس یہ نامہ پہنچتا تو وہ اسے چومتا اور آنکھوں سے لگاتا اور کہتا کہ بیشک شیخ سچ فرماتے ہیں۔

شیخ فقیہ ابوالحسن نے بیان کیا ہے کہ وزیر ابن مہیرہ سے خلیفہ المقتدی لامر اللہ نے شکایت کی کہ شیخ عبدالقادر میری ہتک اور توہین کیا کرتے ہیں آپ کے مہمان خانے میں جو کھجور کا درخت ہے اسے آپ میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کھجور کے درخت تو سرکشی نہ کرورنہ میں تیرا سراژادوں گا“ لہذا تم میری طرف سے تنہائی میں آپ سے جا کر کہو کہ خلیفہ سے آپ کا تعرض کرنا نامناسب ہے خصوصاً جبکہ آپ کو خلافت کے حقوق معلوم ہیں ابن مہیرہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں گیا میں نے دیکھا کہ آپ کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے ہیں اس لئے میں آپ سے تنہائی ہونے کے انتظار میں بیٹھ گیا اور آپ کی گفتگو سننے لگا آپ نے اثنائے گفتگو میں فرمایا: بیشک میں اس کا سر کاٹوں گا میں نے سمجھ لیا کہ یہ آپ نے میری طرف اشارہ کیا ہے اس کے بعد میں اٹھ کر چلا آیا اور جو کچھ میں نے سنا تھا وہ آن کر خلیفہ موصوف کو سنا دیا اور میں نے رو کر کہا کہ واقعی شیخ کی نیک نیتی میں کوئی شک نہیں ہے پھر خلیفہ موصوف خود آپ کی خدمت میں گیا اور مودب ہو کر بیٹھ گیا آپ نے خلیفہ موصوف کو نصیحت کی اور نہایت مبالغہ کے ساتھ نصیحت کی یہاں تک کہ آپ نے اسے رلا دیا اس کے بعد اس سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئے۔

مفتی عراق محی الدین ابو عبداللہ محمد بن حامد بغدادی نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ رقیق القلب اور نہایت درجہ کے خدا ترس، رعب دار اور مستجاب الدعوات شخص تھے آپ کے چہرے سے مکارمِ اخلاق عیاں تھے آپ کا پسینہ خوشبو دار تھا آپ برائی سے دور تھے آپ مقبول بارگاہِ الہی تھے جب کوئی محارمِ الہی کی بے حرمتی کرتا تو آپ نہایت سختی سے اس پر گرفت کرتے آپ اپنے نفس کے لئے کبھی غصہ نہ کرتے اور نہ کبھی رضائے الہی کے سوا آپ کسی کی مدد کرتے سائل کو آپ اپنا کوئی کپڑا ہی کیوں نہ دے دیتے مگر اسے آپ کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتے توفیق و تائیدِ الہی آپ کے ساتھ تھی علم آپ کا مربی و مذہب اور قربِ الہی آپ کا اتالیق اور حضور آپ کا خزانہ اور معرفت آپ کا تعویذ اور کلام آپ کا شیر اور نظر آپ کا سفیر اور انس آپ کا مصاحب اور ببط آپ کی جان اور راستی آپ کا علم اور فتوحات روحانی آپ کی پونجی اور حلم آپ کا پیشہ اور ذکر آپ کا وزیر اور فکر آپ کا فسانہ گو اور مکاشفہ آپ کی غذا اور مشاہدہ آپ کی شفا اور آدابِ شریعت آپ کا ظاہر اور اوصاف و اسرارِ حقیقت آپ کا باطن تھا۔

آپ کا شیطان کو دیکھنا اور اس کے مکر سے آپ کا محفوظ رہنا

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو کہتے سنا کہ آپ اپنی بعض سیاحت میں ایک روز کسی ایسے جنگل کی طرف نکل گئے جہاں آب و دانہ کا نام و نشان نہ تھا آپ کئی روز تک وہیں رہے حتیٰ کہ آپ پر پیاس کا از حد غلبہ ہوا پھر آپ کے سر پر ایک بدلی کا ٹکڑا آیا اس سے آپ پر کچھ تری ٹپکی جس سے آپ سیراب ہو گئے اس کے بعد آپ نے فرمایا: پھر مجھے ایک روشنی دار صورت دکھائی دی جس سے آسمان کے کنارے روشن ہو گئے اس صورت سے مجھے یہ آواز سنائی دی کہ عبدالقادر! میں تمہارا رب ہوں میں نے تمام حرام باتیں تم پر حلال کر دیں میں نے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ کر اسے دھتکارا تو اس کی روشنی معدوم ہو گئی اور وہ صورت دھوئیں کی شبیہ دکھائی دینے لگی پھر اس صورت سے میں نے یہ آواز سنی کہ عبدالقادر! تم نے اپنے علم اور خدا تعالیٰ کے حکم سے میرے مکر سے نجات پائی ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر صاحبِ طریقت کو گمراہ کر چکا ہوں میں نے کہا: بیشک میرے پروردگار کا فضل و کرم میرے شامل

حال ہے اس کے بعد مجھ سے کہا گیا کہ تم نے شیطان کو کس طرح پہچانا؟ میں نے کہا: کہ میں نے اسے اس کے قول سے پہچانا کہ ”عبد القادر! میں نے تم پر تمام حرام باتیں حلال کر دیں“ اور مجھے معلوم تھا کہ خدائے تعالیٰ فحش باتوں کا کسی کو بھی حکم نہیں دیتا ہے۔

آپ کا طریقہ

شیخ علی بن ادریس یعقوبی بیان کرتے ہیں کہ شیخ علی بن ہتی سے آپ کا طریقہ دریافت کیا گیا میں اس وقت آپ کے پاس موجود تھا انہوں نے بیان کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قدم تفویض اور موافقت پر تھا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ نہ کرتے۔ تجرید و توحید تفرید با حضور بوقت عبودیت باسرقائم مقام عبودیت نہ بیٹھے و نہ برائے شے آپ کا طریقہ تھا آپ کی عبودیت محض کمان ربوبیت سے مؤید تھی آپ مصاحبت تفرقہ سے نکل کر مع احکام شریعت مطالعہ جمع میں پہنچ گئے تھے۔

شیخ عدی بن ابوالبرکات صحیح بن مسافر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میرے عم بزرگوار سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ دریافت کیا گیا تو میں اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے فرمایا: ”الذبول تحت فجادی الاقدام بسوافقة القلب والروح واتحاد الباطن والظاهر ونسیاناً خه عن صفات النفس مع الغیبه عن دویة النفع والضر والقرب والبعء“ یعنی آپ کا طریقہ ہر مقام پر فروتنی اور آپ کا قلب و روح اور ظاہر و باطن ایک تھا آپ صفات نفس و نفع و ضرر اور قرب و بعد سے نکل کر مقام غیبت میں پہنچے ہوتے تھے۔

خلیل بن احمد الصرصری بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ بقا بن بطو سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ قول و فعل کا اور نفس و وقت کا متحد رہنا اخلاص و تسلیم (رضا) اختیار کرنا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت و ہر لحظہ و ہر حال میں موافق رہنا اور تقرب الی اللہ میں زیادہ ہونا آپ کا طریقہ تھا۔

شیخ ابوسعید قیلوی نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ”مع اللہ و فی اللہ و باللہ جس کے سامنے بڑی بڑی قوتیں بیکار تھیں آپ بہت سے متقدمین میں

سے سبقت لے کر ایسے مقام پر پہنچے تھے کہ جہاں تنزل ممکن نہیں خدائے تعالیٰ نے آپ کی تحقیق و تدقیق کی وجہ سے آپ کو ایک بہت بڑے زبردست مقام پر پہنچایا تھا۔

شیخ مظفر بن منصور بن مبارک واسطی معروف بہ حداد بیان کرتے ہیں کہ جب میں عالم شباب میں تھا تو میں اس وقت ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں گیا میرے ساتھ اس وقت ایک کتاب تھی جو کہ علوم روحانیہ اور مسائل فلسفہ پر مشتمل تھی جب ہم لوگ آپ کے پاس جا کر بیٹھ گئے تو قبل اس کے کہ آپ میری کتاب دیکھیں یا اس کی نسبت مجھ سے کچھ دریافت کیا ہو آپ نے فرمایا: تمہاری یہ کتاب تمہارے لئے اچھا رفیق نہیں ہے، تم اٹھ کر اسے دھو ڈالو میں نے قصد کیا کہ میں آپ کے پاس جا کر کہیں ڈال دوں پھر اسے اپنے پاس نہ رکھوں تاکہ کہیں آپ کی خفگی کا باعث نہ ہو اس کتاب سے محبت کی وجہ سے میرا اسے دھونے کو جی نہ چاہا اس کے بعض بعض مسائل اور احکام میرے ذہن نشین بھی تھے میں اسی نیت سے اٹھنا چاہتا تھا کہ آپ نے میری طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھا اور میں اٹھ نہ سکا گویا میں کسی چیز سے بندھ رہا تھا پھر آپ نے فرمایا: کہاں ہے وہ تمہاری کتاب؟ لاؤ مجھے دو میں نے اس کتاب کو نکالا اور اسے کھول کر دیکھا تو وہ صرف سادے کاغذ تھے میں نے اسے آپ کو دے دیا آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا: یہ ابن ضریس کی کتاب فضائل القرآن ہے۔ اور مجھے واپس دے دی میں نے دیکھا تو وہ ابن ضریس کی کتاب فضائل القرآن ہے اور ایک نہایت عمدہ خط میں لکھی ہوئی ہے اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا: جو بات کہ تمہاری زبان پر نہیں مگر دل میں ہے تم اس سے توبہ کرنی چاہتے ہو میں نے کہا: بیشک حضرت میں اس سے توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا: اچھا اٹھو میں اٹھا تو جو کچھ مسائل فلسفہ احکام روحانیات مجھے یاد تھے وہ سب میرے ذہن سے نکل گئے اور میرا باطن ایسا ہو گیا کہ گویا کبھی میں نے ان کا خیال تک نہیں کیا تھا۔

انہیں نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے آپ سے اس وقت ایک بزرگ کا جو اس وقت کرامات و عبادات میں مشہور و معروف تھے نام لے کر بیان کیا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت یونس

نبی اللہ علیہ السلام کے مقام سے بھی گزر چکا ہوں تو یہ سن کر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور اٹھ کر بیٹھ گئے اور تکیہ ہاتھ میں لے کر اسے سامنے ڈال دیا اور فرمایا: مجھے معلوم ہے عنقریب ان کی روح پرواز کرنے والی ہے ہم لوگ جلدی سے ان کی طرف روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی اس سے پہلے یہ بزرگ بالکل صحیح و تندرست تھے۔ کوئی بیماری اور دکھ درد لاحق نہیں ہوا تھا اس کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی حالت میں ہیں میں نے ان سے پوچھا: کہ خدائے تعالیٰ نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام سے میرا کلمہ مجھے دلا دیا اس بات میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک حضرت یونس علیہ السلام میرے شفیع بنے۔ غرض! آپ کی برکت سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا۔

شیخ عبدالرحمن بن ابوالحسن علی بطاحی الرفاعی بیان کرتے ہیں کہ جب میں بغداد گیا تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوا اور جب آپ کے حال اور آپ کی فراغت قلبی وغیرہ کے علاوہ آپ کے دیگر حالات کو میں نے دیکھا تو میں حیران رہ گیا جب واپس آیا اور اپنے ماموں بزرگوار کو اس کی اطلاع دی تو وہ فرمانے لگے کہ میرے فرزند! حضرت شیخ عبدالقادر جیسی قوت کس کو نصیب ہے؟ اور جس حال پر کہ وہ بس کون رہ سکتا ہے اور جہاں تک کہ وہ پہنچے ہیں کون پہنچ سکتا ہے۔

ابومجرب حسن نے بیان کیا کہ میں نے شیخ علی قرشی کو بیان کرتے سنا کہ وہ ایک شخص سے لہہ رہے تھے کہ اگر تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تو گویا تم ایک ایسے شخص کو دیکھتے کہ جس نے اپنے پروردگار کی راہ میں اپنی ساری قوت مٹادی اور اہل طریقت بقوی کر دیا ہے آپ کا وصف حکماً و حالاً توحید تھا اور آپ کی تحقیق ظاہر و باطناً شریعت تھی فراغت قلبی اور ہستی فانی و مشاہدہ الہی آپ کا وصف تھا آپ ایسے مقام پر تھے کہ جہاں سب و شبہ کو مطلقاً گنجائش نہ تھی اور نہ آپ کے مقام سر میں اغیار کو جھگڑنے کا موقع مل سکتا تھا۔ نہ قلب میں کسی قسم کی پریشانی ممکن تھی ملکوت اکبر آپ کے پیچھے رہ گیا تھا اور ملک اعظم آپ کے قدموں کے نیچے تھا۔

شیخ محمد شبلیکی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ابو بکر بن ہوار سے سنا کہ اوتاد عراق آٹھ ہیں۔ حضرت معروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، بشر الحافی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سری السقطی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ میں نے عرض کیا۔ کون عبدالقادر؟ آپ نے فرمایا: شرفائے عجم سے ایک شخص بغداد میں آ کر رہے گا اس شخص کا ظہور پانچویں صدی میں ہوگا یہ شخص صدیقین اور اوتاد و اقطاب زمانہ سے ہوگا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا میں اس وقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور آپ سوار تھے اور آپ کی ایک جانب میں۔ دوسری جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے آپ نے فرمایا: موسیٰ تمہاری امت میں بھی کوئی ایسا شخص ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں پھر جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا: عبدالقادر! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت ہوا میں تھے آپ نے مجھ سے معاف کیا اس کے بعد آپ نے مجھے خلعت پہنایا اور فرمایا یہ میں نے تمہیں خلعت قطبیت پہنایا ہے پھر آپ نے میرے منہ میں تین دفعہ تھکارا اور مجھے اپنی جگہ واپس کر دیا اس کے بعد منبر پر بیٹھ کر میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا۔

ما شربہافی کل دیر و بیعة

واظہر للعشاق دینی و مذہبی

ہر ایک دیر و کنیہ میں جا کر عشق الہی کا جام پیوں گا اور تمام عشاق پر اپنا دین و

مذہب ظاہر کروں گا۔

واضرب فوق السطح بالدف حلوة

لکاساتہا لافی الزوايات منجبتی

میں سب کے سامنے بالا خانہ پر بیٹھ کر نوبت بجا کر اس کا اعلان کروں گا اور

کونوں میں بیٹھ کر خود ہی پی لوں گا۔

خضر الحسینی الموصلی نے بیان کیا ہے کہ میں نے شیخ قاضی البان موصلی سے سنا کہ آپ

فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اہل طریقت و محبت کے پیشوا، سالکوں کے مقتدا، امام صدیقین، حجتہ العارفین و صدر المرہین ہیں۔

آپ کا قدمیٰ ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کہنا

حافظ ابو العز عبدالمغیث بن حرب البغدادی نے بیان کیا ہے کہ ہم لوگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مجلس میں کہ جس میں آپ نے ”قدمیٰ ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ فرمایا ہے حاضر تھے آپ کی یہ مجلس آپ کے مہمان خانے میں جو کہ بغداد کے محلہ حلبہ میں واقع تھا منعقد ہوئی تھی اس مجلس میں ہمارے سوا عراق کے عموماً تمام مشائخ موجود تھے جن میں سے بعض مشائخین کے اسمائے گرامی ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ شیخ علی بن ابیہی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بقا بن بطور رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوسعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ موسیٰ ماہین یا بقول بعض ماہان رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالنجیب السمر وردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالکرام رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو عمر و عثمان القرشی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مکارم الاکبر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مطرو جاگیر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خلیفہ بن موسیٰ الاکبر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ صدیق بن محمد البغدادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ یحییٰ المرعش رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ضیاء الدین ابراہیم الحوفی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو عبد اللہ محمد القزوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو عمر و عثمان البطاکی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ قضیب البنان رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو العباس احمد الیمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو العباس احمد القزوی رحمۃ اللہ علیہ، ان کے شاگرد شیخ داؤد (یہ نمازیچ گانہ مکہ معظمہ میں پڑھا کرتے تھے۔) شیخ ابو عبد اللہ محمد الخاص رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو عمر عثمان العراقی الشوکی رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ رجال الغیب سیارہ (سیر کنندہ) سے تھے۔ شیخ سلطان المزین رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوبکر الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو العباس احمد بن الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو محمد الکونجی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مبارک الحمیری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالقادر البغدادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوسعود العطار رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو عبد اللہ الادانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالقاسم المزین رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب عمر السمر وردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالنقا البقال رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو حفص الغزالی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو محمد الفارسی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو محمد الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ

ابو حفص الکیمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوبکر المزین رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جمیل صاحب الخطوۃ والزعقہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو عمر والصریفینی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالحسن الجوسی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو محمد الحریمی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابویعلی الفراء رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا مشائخ کے علاوہ اور بھی دیگر مشائخ موجود تھے آپ ان سب کے روبرو وعظ فرما رہے تھے اسی وقت آپ نے یہ بھی فرمایا: "قَدِمْتُ هَذِهِ عَلَى رَقِيبَةٍ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ" (میرا یہ قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے) یہ سن کر شیخ علی بن ابیہتی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور تخت کے پاس جا کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں جھکا دیں۔

شیخ عدی بن البرکات صحیح بن صحیح بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس سے پہلے بجز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور بھی مشائخ میں سے کسی نے "قَدِمْتُ هَذِهِ عَلَى رَقِيبَةٍ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ" کہا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں میں نے پوچھا: اس کے معنی کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس سے محض مقام فردیت مراد ہے میں نے کہا: کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں مگر بجز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی فرد کو اس کے کہنے کا حکم نہیں ہوا پھر میں نے عرض کیا کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے اور تمام اولیاء نے اپنے سر جھکائے دیکھو فرشتوں نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تب ہی کیا جب کہ خدائے تعالیٰ نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

شیخ بقا بن بطون نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم الاغرب بن الشیخ ابی الحسن علی الرفاعی البطاحی رحمۃ اللہ علیہ نبیوں کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرے ماموں سیدی شیخ احمد الرفاعی سے پوچھا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو "قَدِمْتُ هَذِهِ عَلَى رَقِيبَةٍ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ" کہا ہے تو کیا آپ اس کے کہنے پر مامور تھے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: بے شک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے۔

شیخ ابوبکر ہوار رحمۃ اللہ علیہ سے باسناد بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز انہوں نے اپنے

مریدوں سے بیان کیا کہ عنقریب عراق میں ایک عجمی شخص جو کہ خدائے تعالیٰ کے اور لوگوں کے نزدیک مرتبہ عالی رکھتا ہو گا ظاہر ہو کر بغداد میں سکونت اختیار کرے گا اور "قَدِمِي هَذِهِ عَلَي رَقِيَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" کہے گا اور تمام اولیائے زمانہ اس کی پیروی کریں گے۔

شیخ ابوالاسلام شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے اس قول "قَدِمِي هَذِهِ عَلَي رَقِيَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" کے معنی پوچھے گئے تو شیخ موصوف نے فرمایا: کہ اس سے آپ کی کرامات کا بکثرت ظاہر ہونا مراد ہے کہ جن کا بجز ناحق پسند شخص کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

کرامت و استدراج کا فرق اور آپ کے کرامات کا تواتر ثابت ہونا

ائمہ کرام نے کرامت و استدراج میں فرق کرنے کے لئے یہ قانون بیان کیا ہے کہ خوارق عادات یعنی خلاف عادات امور سے جب کوئی امر کسی سے بطریق حق و راہ مستقیم واقع ہو تو وہ معجزہ کہلاتا ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام سے مخصوص کیا گیا ہے یا کرامت کہلاتا ہے، اور یہ اولیاء اللہ سے مخصوص ہے مثلاً جیسا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے کرامات اور اس کے ماسوا جو خرق عادات کہ بطریق راہ حق نہ ہو بلکہ بطریق باطل و مقرون بخر ہو اسے استدراج کہتے ہیں۔

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے بیان کیا ہے کہ اس قدر تواتر کے ساتھ کسی کی کرامات ہم تک نہیں پہنچیں۔ باوجود آپ سے خوارق عادات و کرامات بکثرت ظاہر ہونے کے آپ ہمیشہ حاضر الحس و ذکی فہم و متمسک بقوانین شریعت رہے آپ ہمیشہ شریعت کے قدم بقدم چلتے اور دوسروں کو اس کی طرف بلا تے رہے، شریعت کی مخالفت سے آپ کو سخت نفرت تھی، باوجودیکہ آپ ہمیشہ عبادات و مجاہدات میں مشغول رہتے تھے مگر ساتھ ہی آپ اپنا بہت سا وقت لوگوں کے ساتھ بھی خرچ کرتے رہتے تھے آپ صاحب اولاد و ازواج بھی تھے تو پھر جس شخص میں یہ تمام اوصاف جمع ہوں اس کے صاحب کمال ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے، قطع نظر اس کے خوارق عادات کا ظاہر ہونا صاحب شریعت علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کی بھی صفت ہے اسی لئے آپ نے "قَدِمِي هَذِهِ عَلَي رَقِيَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" کہا۔

شیخ موصوف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ کے ”قَدِمِيْ هَذِهِ عَلَي رَقِيْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ“ کہنے کی یہی وجہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں ایسا کوئی شخص نہیں تھا کہ مندرجہ بالا صفات میں آپ کا ہم پلہ ہو سکتا۔ غرض! آپ کے اس قول سے آپ کی تعظیم و تکریم مقصود ہے اور درحقیقت آپ تعظیم و تکریم کے مستحق و سزاوار بھی ہیں۔ ”وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ“ خدائے تعالیٰ جسے چاہتا ہے راہ راست پر لے جاتا ہے۔

”قَدِمِيْ هَذِهِ عَلَي رَقِيْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ“ کے کیا معنی ہیں؟

بیان کیا گیا ہے کہ قدم کے یہاں پر حقیقی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ یہاں پر اس کے مجازی معنی مراد ہیں چنانچہ شان ادب بھی اسی کی متقاضی ہے۔ قدم سے مجازاً طریقہ بھی مراد ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے فلان علی قدم حمید ای طریقہ حمیدۃ او عبادۃ عظیمۃ او ادب جمیل او نحو ذلك یعنی فلاں شخص قدم حمید پر ہے یعنی طریقہ حمید پر ہے یا عبادت عظیمہ یا ادب جمیل پر ہے غرض! قریب قریب اسی قسم کے معنی مراد ہوتے ہیں تو اب آپ کے قول ”قَدِمِيْ هَذِهِ عَلَي رَقِيْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ“ کے معنی واضح ہو گئے یعنی آپ کا قدم ہر ایک ولی کی گردن پر ہے یعنی آپ کا طریقہ آپ کے فتوحات تمام اولیاء کے طریقوں اور فتوحات سے اعلیٰ و ارفع ہے، یعنی انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے اور قدم کے حقیقی معنی تو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ مراد ہیں یا نہیں اس کے حقیقی معنی کئی وجوہ سے مناسب مقام بھی نہیں ہیں۔

اول: یہ کہ رعایت ادب ملحوظ رکھنا ایک ضروری امر ہے کیونکہ طریقت اسی پر مبنی ہے

۱۔ یہ ترجمہ ہے المل کتاب کے الفاظ لا بعرف فی عصرہ من کان یساویہ . اس سے ثابت ہے کہ ارشاد قلمی ہذہ الخ آپ کے وقت تک محدود تھا اولیائے اولین و آخرین اس سے خارج ہیں جیسا کہ تصریح فرمائی ہے امام ربانی قیوم دورانی قطب زمانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب دو صد و نو و سوم (293) کہ اگر اولیائے اولین و آخرین اس حکم میں داخل کئے جاویں تو صحابہ کرام اور تابعین پر آپ کی تفصیل لازم آتی ہے اور آخرین میں سے امام مہدی پر فضیلت لازم آئے گی جو بشر بالا حدیث ہیں۔ اور کتاب ہجرت الاسرار ص 5 میں ہے ”فسی وقتہا علی رقاب الاولیاء فی ذلك الوقت“ جس سے ثابت ہے کہ یہ حکم غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت تک محدود تھا۔

جیسا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دوم: یہ کہ یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ آپ جیسے عارف و کامل کے کلام کو فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ نمونہ پر محمول کرنا چاہئے جیسا کہ ہم اوپر تقریر کر آئے ہیں بعض لوگوں نے بجائے قدمی کے قادی وغیرہ کہا ہے سو اس کے معنی خدا ہی کو معلوم ہیں جو معنی کے ظاہر و متبادر تھے وہ ہم نے بیان کئے ہیں باقی خفیات و کنایات کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔

مشائخ کا آپ کی تعظیم کرنا اور آپ کے قَدَمِیْ ہِذِہِ عَلٰی رَقَبَہِ کُلِّ وَلَدِیْ

اللہ کے کہنے کی خبر دینا

شیخ مطربیان کرتے ہیں کہ میں بمقام قلمبیا ایک روز شیخ ابو الوفاء کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ مطر جاؤ دروازہ بند کر دو اور ایک عجمی نوجوان جو میرے پاس آنا چاہتے ہیں انہیں میرے پاس نہ آنے دو میں اٹھ کر گیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف لائے ہیں اور آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ شیخ موصوف نے اندر آنے کی اجازت چاہی مگر آپ نے انہیں اجازت نہیں دی اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ ایک بے چینی کے عالم میں ٹہلنے لگے پھر تھوڑی دیر بعد آپ نے شیخ موصوف کو اندر آنے کی اجازت دیدی۔ شیخ موصوف اندر تشریف لائے جب آپ نے انہیں دیکھا تو آپ نے دس پانچ قدم آگے بڑھ کر شیخ موصوف سے معانقہ کیا اور فرمایا کہ میں نے آپ کو اندر تشریف لانے سے اس لئے نہیں منع کیا تھا کہ میں آپ کے مرتبہ سے واقف نہیں ہوں بلکہ صرف آپ سے خوف کھا کر اندر آنے سے مانع ہوا تھا مگر جب مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ مجھ سے مستفید ہوں گے اور میں آپ سے مستفید ہوں گا تو پھر میں آپ سے بے خوف ہو گیا رضی اللہ عنہم ورضی عنہم۔

شیخ عبدالرحمن الطفونجی نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ تاج العارفین شیخ ابو الوفاء کی خدمت بابرکت میں تشریف لایا کرتے تھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت عالم شباب میں تھے آپ جب ہمارے شیخ موصوف

کی خدمت میں تشریف لاتے تو شیخ موصوف ان کی تعظیم کے لئے اٹھتے اور حاضرین سے بھی فرماتے کہ ولی اللہ کی تعظیم کے لئے اٹھو بعض اوقات آپ دس پانچ قدم آپ کے استقبال کے لئے بھی آگے بڑھتے، ایک دفعہ لوگوں نے آپ کے اس درجہ تعظیم کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ یہ نوجوان ایک عظیم الشان شخص ہوگا جب اس کا وقت آئے گا تو ہر خاص و عام اس کی طرف رجوع کرے گا اس وقت ہمارے شیخ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ گو بغداد میں میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک مجمع کثیر میں ”قَدِمِيْ هٰذِهِ عَلٰی رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ“ کہہ رہے ہیں وہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے اور تمام اولیائے وقت کی گردنیں ان کے سامنے نیچی ہوں گی یہ ان سب کے قطبِ وقت ہوں گے تم میں سے جو کوئی ان کا یہ وقت پالے تو اسے چاہئے کہ ان کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کر لے۔

ایک وقت شیخ مسلمہ بن نعمۃ السروجی سے کسی نے پوچھا: کہ اس وقت قطبِ وقت کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: کہ قطبِ وقت اس وقت مکہ میں ہیں اور ابھی وہ لوگوں پر مخفی ہیں۔ انہیں صالحین کے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا اور عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ عنقریب ایک نوجوان عجمی شخص کہ جن کا نام عبدالقادر ہوگا اور کرامات و خوارقِ عادات ان سے بکثرت ظاہر ہوں گے یہی غوثِ قطب ہیں کہ جو مجمع عام میں ”قَدِمِيْ هٰذِهِ عَلٰی رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ“ کہیں گے اور اپنے اس قول میں تن بجانب ہوں گے تمام اولیائے وقت آپ کے قدم کے نیچے ہوں گے خدائے تعالیٰ ان کی ذاتِ بابرکات اور ان کی کرامات سے لوگوں کو نفع پہنچائے گا۔

شیخ علی بن ہتی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے شیخ ابو الوفاء تحت پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے ہم سخن تھے کہ اتنے میں آپ کی خدمت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے آپ اس وقت خاموش ہو گئے اور شیخ موصوف کو مجلس سے نکال دینے کا حکم دیا شیخ موصوف کو مجلس سے نکال دیا گیا آپ پھر حاضرین سے مخاطب ہو گئے شیخ موصوف دوبارہ تشریف لائے اور آپ نے قطع کلام کر کے شیخ موصوف کو پھر نکلا دیا اور پھر بدستور لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے شیخ موصوف تیسری دفعہ پھر تشریف لائے تو اس دفعہ

آپ نے تخت سے اتر کر شیخ موصوف سے معاف کیا اور آپ کی پیشانی چومی اور حاضرین سے فرمایا: کہ اہل بغداد ولی اللہ کی تعظیم کے لئے اٹھو میں نے ان کی اہانت کرنے کی غرض سے ان کے نکالے جانے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ صرف اس لئے کہ تم انہیں اچھی طرح سے پہچان لو پھر آپ نے فرمایا: عبدالقادر! آج وقت ہمارے ہاتھ ہے اور عنقریب یہ وقت تمہارے ہاتھ آئے گا ہر ایک چراغ روشن ہو کر گل ہو جاتا ہے مگر تمہارا چراغ قیامت تک روشن رہے گا اس کے بعد آپ نے اپنی جائے نماز اور تسبیح اور قمیص اور پیالہ اور اپنا عصا شیخ موصوف کو دیا جب مجلس ختم ہو چکی تو آپ منبر پر سے اترے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا ہاتھ تھامے ہوئے اخیر سیرمی پر بیٹھ گئے اور لوگوں کے روبرو آپ سے فرمایا کہ عبدالقادر! تمہارا بھی عظیم الشان وقت ہو گا تو اس وقت تم اس سفید داڑھی کو یاد رکھنا یہی کہتے ہوئے آپ کی روح پر فتوح پرواز ہو گئی (رضی اللہ عنہما)۔

شیخ عمر المزاز نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس تسبیح کو جو کہ حضرت شیخ ابو الوفاء نے آپ کو دی تھی زمین پر رکھتے تو اس کا ہر ایک دانہ گھومنے لگتا تھا اور آپ کی وفات کے بعد اس تسبیح کو شیخ علی بن ہیتی نے لے لیا اور جو کوئی آپ کے اس پیالہ کو جو کہ شیخ موصوف نے آپ کو دیا تھا چھوتا تو کندھے تک اس کا ہاتھ کاٹنے لگتا۔

شیخ ابو محمد یوسف عاقولی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عدی بن مسافر سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں گیا تو شیخ موصوف نے احقر سے پوچھا: کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں بغداد کا رہنے والا ہوں اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ہوں آپ نے فرمایا: خوب خوب وہ تو قطب وقت ہیں جبکہ انہوں نے "قَدَمِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" کہا تو اس وقت تین سو اولیاء اللہ نے اور سات سو رجال غیب نے کہ جن میں سے بعض زمین پر بیٹھنے والے اور بعض ہوا میں چلنے والے تھے اپنی گردنیں جھکائیں یہ میرے نزدیک بڑی بات

ہے۔

۱۔ شیخ موصوف نے اس سفید داڑھی سے اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا تھا۔

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ پھر میں ایک مدت کے بعد شیخ احمد رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت شیخ عدی بن مسافر کا مقولہ جو کہ میں نے آپ سے اس وقت سنا تھا بیان کیا تو شیخ موصوف نے فرمایا: کہ بے شک عدی بن مسافر نے سچ فرمایا۔

شیخ ماجد الکروی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قَدِمِيْ هَذِهِ عَلٰی رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ“ فرمایا تھا تو اس وقت کوئی ولی اللہ زمین پر باقی نہ رہا کہ اس نے تواضع اور آپ کے مرتبہ کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی گردن نہ جھکائی ہو اور نہ اس وقت صلحائے جنات میں سے کوئی ایسی مجلس تھی کہ جس میں اس امر کا ذکر نہ ہوا ہو تمام آفاق کے صلحائے جنات کے وفد آپ کے دروازہ پر حاضر تھے ان سب نے آپ کو سلام علیک کہا اور سب کے سب آپ کے ہاتھ پر تائب ہو کر واپس آ گئے۔

شیخ مطر نے شیخ موصوف کے اس قول کی تائید کی ہے اور بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبداللہ سے دریافت کیا کہ جس مجلس میں آپ کے والد ماجد نے ”قَدِمِيْ هَذِهِ عَلٰی رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ“ کہا تھا آپ اس مجلس میں موجود تھے آپ نے فرمایا: ہاں! میں اس مجلس میں موجود تھا اور بڑے بڑے پچاس اعیان مشائخ موجود تھے۔

اس کے بعد شیخ مطر بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبداللہ اندر مکان میں تشریف لے گئے اور ہم دو تین آدمی شیخ مکارم و شیخ محمد الخالص و شیخ احمد العرینی باتیں کرتے ہوئے بیٹھے رہے تو اس وقت شیخ مکارم نے فرمایا: کہ میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے ”قَدِمِيْ هَذِهِ عَلٰی رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ“ فرمایا تھا اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء نے معائنہ کیا کہ آپ کی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوثیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا اور آپ تصرف تام کا خلعت جو کہ شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا زیب تن کئے ہوئے ”قَدِمِيْ هَذِهِ عَلٰی رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ“ فرما رہے تھے ان سب نے یہ سن کر ایک ہی آن میں اپنے سر جھکا کر آپ کے مرتبہ کا اعتراف کیا حتیٰ کہ دسوں ابدالوں نے بھی جو کہ سلاطین وقت تھے اپنے سر جھکائے۔

شیخ مطر کہتے ہیں کہ میں نے شیخ مکارم سے پوچھا وہ دس ابدال کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کہ وہ دس ابدال یہ ہیں۔

- (1) شیخ بقا بن بطور رحمۃ اللہ علیہ
- (2) شیخ ابوسعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ
- (3) شیخ علی بن ہتی رحمۃ اللہ علیہ
- (4) شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ
- (5) شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ
- (6) شیخ احمد بن الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ
- (7) شیخ عبدالرحمن الطفسونجی رحمۃ اللہ علیہ
- (8) شیخ ابو محمد بصری رحمۃ اللہ علیہ
- (9) شیخ حیات بن قیس الحمرانی رحمۃ اللہ علیہ
- (10) شیخ ابو مدین المغربی رحمۃ اللہ علیہ۔

تو یہ سن کر شیخ محمد الخالص و شیخ احمد العرینی نے کہا: بے شک آپ سچ فرماتے ہیں اور میرے برادر مکرم شیخ عبدالجبار شیخ عبدالعزیز نے بھی آپ کی تائید کی۔ رضی اللہ عنہم

قدوة العارفين شیخ ابوسعید القیلوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "قَدِمِيْ هَذِهِ عَلَي رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" فرمایا تو اس وقت آپ کے قلب پر تجلیات الہی ہو رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آپ کو ایک خلعت بھیجا گیا تھا یہ خلعت ملائکہ مقربین نے لا کر اولیائے کرام کے مجمع عام میں آپ کو پہنایا اس وقت ملائکہ و رجال غیب آپ کی مجلس کے گردا گرد صف بہ صف ہو میں اس طرح کھڑے ہوئے تھے کہ آسمان کے کنارے نظر نہیں آسکتے تھے اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا کہ جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

شیخ خلیفۃ الاکبر فرماتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا تو میں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! شیخ عبدالقادر جیلانی نے "قَدِمِيْ"

هَذِهِ عَلَيَّ رَقَبَةٌ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ“ کہا ہے آپ نے فرمایا: بے شک انہوں نے جج ہا ہے اور کیوں نہ کہتے؟ وہ قطبِ وقت ہیں اور میری نگرانی میں ہیں۔

قدوة العارفين شيخ حيات بن قيس حراني رحمة الله عليه کی خدمت میں ایک شخص آن کر آپ سے بیعت کا خواستگار ہوا شیخ موصوف نے اس سے فرمایا: تم پر میرے سوا کسی اور شخص کا نشان معلوم ہوتا ہے اس نے کہا: بے شک میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمة الله عليه کا نام لیوا ہوں مگر مجھے آپ سے یا کسی اور سے خرقة حاصل نہیں ہے شیخ موصوف نے فرمایا: ہم لوگ بھی عرصہ دراز تک آپ ہی کے سایہ عافیت میں رہے ہیں اور آپ ہی کے انہارِ معرفت سے پیالے بھر بھر کے پئے ہیں آپ کا نفس صادق تھا کہ جس سے نور کی شعاعیں اڑا کر آفاق میں پہنچتی تھیں اور اہل اللہ حسب مراتب ان شعاعوں سے مستفید ہوتے تھے جب آپ ”قَدَمِي هَذِهِ عَلَيَّ رَقَبَةٌ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ“ کہنے پر مامور ہوئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء کے دلوں کو ان کی گردنیں جھکانے کی برکت سے منور کر دیا اور ان کے علوم اور حال و احوال میں ترقی کی اس کے بعد آپ اس جہانِ فانی کو چھوڑ کر سلفِ صالحین کی طرح انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کے ہم قرین ہو گئے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

شیخ لولوالارمنی مخاطب بہ علی الانفاس بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابوالخیر عطاء المصری نے جب میرا مجاہدہ و اجتہاد دیکھا تو مجھ سے کہنے لگے کہ میں اولیاء اللہ میں سے کس کی طرف منسوب ہوں؟ تو اس وقت میں نے ان سے کہا کہ میرے شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمة الله عليه ہیں کہ جنہوں نے ”قَدَمِي هَذِهِ عَلَيَّ رَقَبَةٌ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ“ فرمایا ہے اور جب آپ نے یہ فرمایا تو اس وقت روئے زمین کے تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکائیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے کہ سترہ حریم شریفین میں اور ساٹھ عراق میں اور چالیس عجم میں اور تیس ملکِ شام میں اور بیس مصر میں اور ستائیس مغرب میں اور گیارہ حبشہ میں اور گیارہ سید یا جوج ماجوج میں اور سات بیابان سراندیپ میں اور سینتالیس کوہ قاف میں اور چوبیس جزائر بحر محیط میں اور کثیر التعداد بزرگوں مثلاً شیخ عدی بن مسافر رحمة الله عليه، شیخ ابوسعید قیلوی رحمة الله عليه، شیخ علی بن ہتی رحمة الله عليه، شیخ احمد بن رفاعی، شیخ ابوالقاسم

البصری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ حیات الحمرانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ آپ "قَدِمْتُ هَذِهِ عَلَيَّ رَقِيَّةٌ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ" کہنے پر مامور تھے۔ علاوہ ازیں جو کوئی اس کا انکار کرے آپ کو اس کے معزول کرنے کا بھی اختیار دیا گیا تھا۔

شیخ موصوف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے مشرق و مغرب میں اولیاء اللہ کو اپنی گردنیں جھکاتے دیکھا اور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی گردن نہیں جھکائی تو اس کا حال دگرگوں ہو گیا جن بزرگوں نے اپنی گردنیں جھکائیں ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

شیخ بقاء بن بطور رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوسعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ علی بن ہتی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ احمد بن الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے اپنی گردن جھکا کر فرمایا۔ علی رقبتی لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس وقت بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "قَدِمْتُ هَذِهِ عَلَيَّ رَقِيَّةٌ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ" فرمایا ہے اور شیخ عبدالرحمن الطفونجی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالنجیب السمروردی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے گردن جھکائی اور فرمایا: علی راسی اور شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ، حیات الحمرانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو محمد بن شیخ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالکرم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ماجد الکروی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سوید التجاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ارسلان الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے گردن بھی جھکائی اور اپنے مریدان و احباب کو اس کی خبر بھی دی اور شیخ ابودین المغربی رحمۃ اللہ علیہ نے مغرب میں اپنی گردن جھکائی اور فرمایا: "نعم وانا منهم اللهم اشهدك واشهد ملتكتك اني سمعت واطعتك" یعنی بے شک میں بھی انہی لوگوں سے ہوں کہ آپ کا قدم جن پر ہے اے پروردگار! میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے آپ کا قول "قَدِمْتُ هَذِهِ عَلَيَّ رَقِيَّةٌ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ" سنا اور اس کی تعمیل کی اور شیخ ابراہیم المغربی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عثمان بن مروۃ البطاحی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ رضی اللہ عنہم

جس مجلس میں کہ آپ نے قَدَمِيْ هَذِهِ عَلَي رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ فرمایا اس میں تمام اولیائے وقت اور رجال الغیب کا حاضر ہونا اور ان کی طرف سے آپ کو مبارکباد سنانا

شیخ موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نے ”قَدَمِيْ هَذِهِ عَلَي رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ“ فرمایا تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہو میں اڑتی ہوئی نظر آئی۔ یہ جماعت آپ کی طرف آرہی تھی اور حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا جب آپ یہ فرما چکے تھے تو تمام اولیائے کرام نے آپ کو مبارکباد دی اس کے بعد اولیائے کرام کی طرف سے یہ خطاب سنایا گیا:

يا مالك الزمان و يا امام المكان يا قائماً بامر الرحمن و يا وارث كتاب الله و نائب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و يا من السماء و الارض مائدة و من اهل وقته كلهم عانكته و يا من يتنزل القطر بدعوته و يدر الضرع ببركته و لا يحضرون عنده الامنكسته رء و سهم و لقف الغيبه بين يديه اربعين صفا كل صف سبعون رجلا و كتب في كفه انه اخذ من الله موثقاً ان لا يبكر به و كانت الملكة تبشى حو اليه و عمره عشر سنين و تبشره بالولايته“

اے بادشاہ! و امامِ وقت و قائمِ بامرِ الہی و وارثِ کتابِ اللہ و سنتِ رسولِ اللہ ﷺ اے وہ شخص! کہ آسمان و زمین گویا اس کا دسترخوان ہے! اور تمام اہل زمانہ اس کے اہل و عیال اور وہ شخص کہ جس کی دعا سے پانی برستا ہے اور جس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اترتا ہے اور جس کے روبرو اولیاء سر جھکائے ہوئے ہیں اور جس کے پاس رجالِ غیب کی چالیس صفیں کھڑی ہوئی ہیں جن کی ہر ایک صف میں ستر ستر مرد ہیں اور جس کی ہتھیلی میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ سے عہد لیا ہے کہ وہ میرے ساتھ مکر نہ کرے گا اور جس کی دس سالہ

عمر میں فرشتے اس کے اردگرد پھرتے تھے اور اس کی ولایت کی خبر دیتے تھے۔

آپ کے عہد میں دجلہ کا نہایت طغیانی پر ہونا اور آپ کے فرمانے سے ان کا کم ہونا

ایک وقت کا ذکر ہے کہ دریائے دجلہ نہایت طغیانی پر ہو گیا یہاں تک کہ اسی کی طغیانی کی وجہ سے اہل بغداد کو سخت خوف ہو گیا کہ کہیں وہ اس میں غرق نہ ہو جائیں اس لئے انہوں نے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر التجا کی کہ آپ ان کی مدد کریں آپ اپنا عصا لے کر دجلہ کے کنارے پر تشریف لائے اور اپنا عصا دجلہ کی اصلی حد پر گاڑ کر فرمایا: کہ بس یہیں تک رہو دجلہ کی طغیانی اسی وقت کم ہو کر پانی اپنی حد پر پہنچ گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اپنا عصا زمین پر کھڑا کرنا اور اس کا روشن ہو جانا

عبداللہ ذیال بیان کرتے ہیں کہ 560ھ کا واقعہ ہے کہ میں ایک وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں کھڑا ہوا تھا اتنے میں آپ اپنے دولت خانہ سے اپنا عصا لئے ہوئے باہر تشریف لائے اس وقت مجھے یہ خیال ہوا کہ مجھے آپ اپنے اس عصائے مبارک سے کوئی کرامت دکھلائیں تو آپ نے میری طرف مسکرا کر دیکھا اور اپنا عصا زمین میں گاڑ دیا تو وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور ایک گھنٹہ تک اسی طرح چمکتا رہا اس کی روشنی آسمان کی طرف چڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ اس کی روشنی سے تمام مکان روشن ہو گیا پھر ایک گھنٹہ کے بعد آپ نے اٹھالیا تو پھر وہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اس کے بعد مجھ سے فرمایا: کہ ذمہ تم یہی چاہتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک بزرگ کی حکایت

شیخ ابوالقاسمی محمد بن ازہر صیرفینی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سال تک خدائے تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا رہا کہ وہ مجھے رجال الغیب میں سے کسی بزرگ کی زیارت نصیب کرے تو میں نے ایک شب کو خواب دیکھا کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کر رہا ہوں وہاں پر ایک اور بزرگ بھی موجود ہیں مجھے خیال ہوا کہ یہ بزرگ رجال الغیب سے ہیں اس کے بعد میں بیدار ہو گیا پر میں نے چاہا کہ بیداری کی

حالت میں ان کی زیارت کروں چنانچہ میں اس امید پر حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کرنے آیا اور میں نے انہیں بزرگ کو دیکھا جن کی کہ میں ابھی خواب میں زیارت کر چکا تھا میں نے چاہا کہ جلد زیارت سے فارغ ہو کر ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوؤں مگر وہ مجھ سے پہلے فارغ ہو کر واپس آئے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے آیا یہاں تک کہ وہ دجلہ پر آئے اور دجلہ کے دونوں کنارے اس قدر قریب ہو گئے کہ یہ بزرگ اپنا ایک قدم اس کنارے پر اور دوسرا اس کنارے پر رکھ کر دجلہ سے پار ہو گئے میں نے اس وقت انہیں قسم دلائی کہ وہ ذرا ٹھہر کر مجھ سے کچھ ہم سخن ہوں چنانچہ وہ ٹھہر کر میری طرف متوجہ ہوئے میں نے ان سے پوچھا: کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ" اس سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ بزرگ حنفی المذہب ہیں اس کے بعد میں واپس ہونے لگا تو مجھے خیال ہوا کہ میں اب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بھی یہ واقعہ بیان کروں جبکہ آپ کے مدرسہ میں آ کر آپ کے دولت خانہ کے دروازے پر کھڑے ہوا آپ نے اندر سے ہی پکار کر مجھ سے فرمایا: کہ محمد اس وقت مشرق سے مغرب تک روئے زمین پر ان کے سوا حنفی المذہب ولی اللہ اور کوئی نہیں ہے۔

آپ کے ایک مرید کا بیت المقدس سے آن کر ہوا میں چلنے سے تائب ہو کر آپ سے طریق محبت سیکھنا

ایک وقت آپ وعظ فرمانے کی غرض سے تخت پر رونق افروز ہوئے۔ ابھی آپ نے کچھ فرمایا نہیں تھا کہ حاضرین وجد میں ہو گئے اور ان پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی۔ بعض حاضرین کو خیال ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ میرا ایک مرید بیت المقدس سے آیا ہوا ہے اور وہاں سے یہاں تک کی کل مسافت اس نے صرف ایک قدم میں طے کی ہے اس نے آن کہ میرے ہاتھ پر توبہ کی آج تم سب اس کے مہمان ہو بعض حاضرین کو خیال گزرا کہ جس شخص کا یہ حال ہو اس نے کس بات سے توبہ کی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اس نے

ہوا میں چلنے سے توبہ کی ہے اب یہ واپس نہ جائے گا اور میرے پاس ہی رہے گا تاکہ میں اسے طریقِ محبت کی تعلیم دوں۔ خود آپ رؤس الاشہاد مجالس میں ہوا پر چلا کرتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ شمس طلوع نہیں ہوتا مگر یہ کہ وہ مجھے سلام کرتا ہوا نکلتا ہے اور اسی طرح سے سال اور مہینے مجھے سلام کرتے ہیں اور تمام واقعات کی مجھے اطلاع دیتے ہیں نیک بخت و بد بخت بھی میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں میری نظر لوح محفوظ پر ہے اور میں اس کے علوم و مشاہدات کے سمندروں میں غوطہ لگا رہا ہوں میں نائبِ رسول اللہ ﷺ اور آپ کا وارث اور تم پر حجت ہوں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قدم بقدم ہوں آپ نے اپنا کوئی قدم نہیں اٹھایا مگر یہ کہ وہاں پر بجز اقدامِ نبوت کے میں نے اپنا قدم رکھا میں ملائکہ و انس و جنِ کل کا پیشوا ہوں۔

ایک دفعہ آپ نے اثنائے وعظ میں فرمایا: کہ جب خدائے تعالیٰ سے دعا کرو تو مجھے وسیلہ بنا کر دعا مانگا کرو اور اے کل روئے زمین کے باشندو! میرے پاس آ کر مجھ سے علمِ طریقت حاصل کرو اور اے اہلِ عراق! میرے نزدیک احوال اس طرح سے ہیں کہ جس طرح گھر میں لباس لٹکے رہتے ہیں کہ جسے چاہو اتار کر پہن لو تو تمہیں چاہئے کہ تم سلامتی اختیار کرو ورنہ میں تم پر ایک ایسے لشکر کے ساتھ چڑھائی کروں گا کہ جس کو تم کسی طرح سے بھی دفعہ نہ کر سکو گے اے فرزند! تم سفر کرو گو ایک ہزار سال کا سفر کیوں نہ ہو مگر وہاں بھی تم میری آواز سنو گے۔ اے فرزند! ولایت کے مدارج یہاں سے یہاں تک نہیں مجھے کئی دفعہ خلعتیں عطا کی گئیں اور تمام انبیاء و اولیاء میری مجلس میں رونق افروز ہوئے ہیں زندہ اپنے جسموں سے اور مردہ اپنی روحوں سے اے فرزند! تم قبر میں منکر نکیر سے میرا حال پوچھنا تو وہ میری خبر دیں گے۔

محبتِ الہی

آپ کے خادم ابو الرضیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے روح کے متعلق کچھ ان فرمانا شروع کیا پھر آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے اس کے بعد آپ پھر کھڑے ہوئے تو پ نے یہ دو شعر پڑھے:

روحی الفت بحکم فی القدم

من قبل وجودها وهی فی العدم

میری روح پہلے ہی سے تم سے مانوس ہو چکی تھی جبکہ اس کا وجود بھی نہ تھا بلکہ وہ پردہ عدم میں تھی۔

هل یجمل بی من بعد عرفانکم .

ان انقل عن طرف هواکم قدم

اب کیا مجھے زیبا ہے کہ تمہیں پہچان لینے کے بعد تمہاری محبت کے کوچہ سے اپنا قدم ہٹالوں۔

ایک گویے کا آپ کے ہاتھ پر تائب ہونا

یہی آپ کے خادم ابوالرضیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ ایثار یعنی دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دینے کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں آپ نے اوپر کودیکھا اور آپ خاموش ہو گئے پھر آپ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ نہیں صرف سو دینار کے لئے کہتا ہوں بہت سے لوگ آپ کے پاس سو سو دینار لے کر آئے آپ نے صرف ایک شخص سے لے لئے اور باقی لوگ واپس آئے لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپ نے یہ سو دینار کس واسطے طلب فرمائے ہیں؟ اس کے بعد آپ نے مجھے بلا کر فرمایا: کہ تم یہ مقبرہ شو نیزیہ پر لے جاؤ وہاں ایک بوڑھا شخص بربط بجا رہا ہوگا اسے یہ سو دینار دے دو اور میرے پاس لے آؤ میں حسب ارشاد مقبرہ شو نیزیہ پر گیا وہاں پر ایک بوڑھا شخص بربط بجا رہا تھا میں نے اسے سلام علیک کیا اور یہ سو دینار اسے دے دیئے۔ وہ یہ دیکھ کر چلایا اور بے ہوش ہو کر گر گیا جب وہ ہوش میں آیا تو میں نے اس سے کہا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تمہیں بلا رہے ہیں یہ شخص بربط اپنے کندھے پر رکھ کر میرے ساتھ ہو لیا جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے اسے اپنے نزدیک منبر پر بلوا کر اس سے فرمایا: کہ تم اپنا جو کچھ قصہ ہے اسے بالتفصیل بیان کرو اس نے کہا: کہ حضرت میں اپنی صغریٰ میں گاتا بجاتا بہت عمدہ تھا اور بہت اشتیاق سے لوگ میرے گانے کو سنا کرتے تھے جب میں سن کبر کو پہنچا تو لوگوں کا میری طرف التفات بالکل کم ہو گیا

اسی لئے میں عہد کر کے شہر سے باہر نکل گیا کہ اب آئندہ سے میں مُردوں کے سوا اور کسی کو اپنا گانا نہ سناؤں گا میں اس اثناء میں قبرستان میں پھرتا رہا ایک دفعہ ایک قبر سے ایک شخص نے اپنا سر نکال کر مجھ سے کہا: کہ تم مُردوں کو اپنا گانا کہاں تک سناؤ گے؟ اب تم خدا کے ہو جاؤ اور اسے اپنا گانا سناؤ اس کے بعد مجھے نیندی آگئی پھر میں نے اٹھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

یارب م۔ لی عدة یوم اللقا

الارجا قلبی و نطق لسانی

الہی قیامت کے دن کے لئے میرے پاس کوئی سامان نہیں ہے بجز اس کے کہ
دل سے امیدِ مغفرت رکھتا ہوں اور زبان سے تیری حمد و ثنا کرتا ہوں۔

قدامک الراجون یفون المنی

واخیتان عدت بالحرمان

کل امید رکھنے والے تیری درگاہ میں فائز المرام ہوں گے اگر میں محروم رہ
جاؤں تو میری بد قسمتی پر سخت افسوس ہے۔

ان کان لا یرجوا الامحسن

فیمن یلوذو یرجوا الجانی

اگر صرف نیک لوگ ہی تیری بخشش کے امیدوار ہوتے تو گنہگار لوگ کس کے
پاس جا کر پناہ لیتے؟

شیبی شفیع یوم عرضی اللقا

فساک تنقذنی من النیران

میرا بڑھا پا قیامت کے دن تیری درگاہ میں میرا شفیع بنے گا۔ امید ہے کہ تو مجھے
اس پر نظر کر کے دوزخ سے بچالے گا۔

میں کھڑا ہوا یہی اشعار پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کے خادم نے آن کر مجھے یہ دینار
دے دیئے اب میں گانے بجانے سے تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں پھر اس شخص
نے اپنا بربط توڑ ڈالا اور گانے بجانے سے تائب ہو گیا۔

اس وقت آپ نے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے فقراء! دیکھو جب کہ اس شخص نے ایک لہو و لعب کی بات میں راست بازی اور سچائی اختیار کی تو خدائے تعالیٰ نے بھی اسے اپنے مقاصد میں کامیاب کیا تو اب خیال کرو جو شخص کہ فقر و طریقت اور اپنے تمام حال و احوال میں سچائی سے کام لے اس کا کیا حال ہو گا تم ہر حال میں سچائی اور نیک نیتی اختیار کرو اور یاد رکھو کہ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں تو کسی شخص کو تقرب الی اللہ کبھی نہ حاصل ہوتا دیکھو اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے ”وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا“ جب تم بات کہو تو انصاف کی (یعنی سچ بولا کرو)

جب آپ نے اس وقت سو دینار طلب کئے تھے تو چالیس شخص آپ کی خدمت میں سو سو دینار لے کر حاضر ہوئے آپ نے صرف ایک شخص سے لے کر باقی لوگوں کو واپس کر دیئے یہ گویا جب تائب ہو گیا تو پھر ان سب لوگوں نے بھی اپنے اپنے دینار اسی کو دے دیئے یہ واقعہ دیکھ کر پانچ شخص جاں بحق تسلیم ہوئے۔

شیخ حماد علیہ الرحمۃ کے مزار پر آپ کا دیر تک ٹھہر کر ان کیلئے دعا مانگنا

کیمیائی و بزاز اور ابوالحسن علی المعروف بالسقا بیان کرتے ہیں کہ 523 ہجری کا واقعہ ہے کہ 27 ذی الحجہ کو چہار شنبہ کے دن ہمارے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قبرستان شونیزیہ کی زیارت کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو اثنائے زیارت میں آپ حضرت حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لائے اس وقت اور بھی بہت سے لوگ آپ کے ہمراہ تھے۔ شیخ موصوف کے مزار پر آپ بہت دیر تک کھڑے رہے حتیٰ کہ آفتاب کی تپش حد درجہ بڑھ گئی تھی جب آپ یہاں سے واپس ہوئے تو آپ کے چہرے پر نہایت سرور نمایاں ہوا۔ لوگوں نے آپ سے اس کی اور شیخ موصوف کے مزار پر آپ کے زیادہ دیر تک ٹھہرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: کہ 499ھ کا واقعہ ہے کہ ہم لوگ ایک وقت پندرہویں شعبان کو جمعہ کے روز آپ کے (یعنی شیخ موصوف کے) ساتھ جامع الرصافہ میں نماز پڑھنے کی غرض سے بغداد سے نکلے اس وقت آپ کے ساتھ آپ کے دیگر اصحاب بھی موجود تھے جب ہم قنطرة اليهود (یعنی یہودیوں کے پل) کے پاس پہنچے تو آپ نے مجھے پانی میں

دھکیلا دیا اس وقت نہایت سردی کے دن تھے جب آپ نے مجھے دھکیلا تو میں بسم اللہ نویت غسل الجمعه کہتا ہوا پانی میں کود پڑا میں اس وقت صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھا اور میری آستین میں ایک جبہ اور دبا ہوا تھا میں نے اپنا یہ ہاتھ اونچا کر لیا تاکہ یہ جبہ نہ بھگنے پائے آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے بعد میں میں نے پانی میں سے نکل کر اپنے جبہ کو نچوڑا اور پھر آپ کے پیچھے ہولیا مجھے اس وقت سردی سے تکلیف پہنچی آپ کے بعض اصحاب نے مجھے پھر پانی میں دھکیلنا چاہا تو آپ نے انہیں ڈانٹا اور فرمایا کہ میں نے انہیں امتحان کی غرض سے پانی میں دھکیلا تھا مجھے معلوم ہے کہ وہ پہاڑ کی طرح ایک نہایت مضبوط آدمی ہیں۔

غرض یہ کہ آج میں نے آپ کو (یعنی شیخ موصوف کو) حلہ نورانی جو کہ جواہر سے مرصع تھا پہنے ہوئے اور تاج یا قوتی سر پر رکھے ہوئے پیروں میں سونے کی نعلین دیئے ہوئے ایک عمدہ صورت میں دیکھا نیز میں نے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھوں میں سونے کے ٹکڑے لئے ہوئے ہیں مگر آپ کا ایک ہاتھ چلتا اور ایک بے کار ہے میں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ میں نے تمہیں اس ہاتھ سے پانی میں دھکیلا تھا تو کیا تم مجھے اس کی معافی دے سکتے ہو میں نے کہا: ہاں! بے شک میں آپ کو اس کی نسبت معافی دیتا ہوں تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اچھا تو تم میرے لئے خدائے تعالیٰ کی جناب میں دعا مانگو کہ وہ میرے اس ہاتھ کو درست کر دے اس لئے میں اتنی دیر خدائے تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوا کھڑا رہا پانچ ہزار اولیاء اللہ اور بھی میرے ساتھ ہو کر دعا مانگنے لگے کہ اللہ تعالیٰ میری دعا کو قبول فرمائے پھر جب تک کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کے دست مبارک کو درست نہیں کیا اس وقت تک میں آپ کے لئے اس کی جناب میں دعا کرتا رہا چنانچہ خدائے تعالیٰ نے آپ کے دست مبارک کو درست کر دیا اور اسی ہاتھ سے آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا جس سے آپ کو اور مجھے حد درجہ خوشنودی حاصل ہوئی جب بغداد میں یہ خبر مشہور ہو گئی تو حضرت شیخ مناد الدباس کے اصحاب میں سے بڑے بڑے مشائخ صوفیہ مجتمع ہوئے کہ آپ سے اس کی حقیقت و اصلیت کا مطالبہ کریں۔ ان بزرگوں کے ساتھ فقراء کی اور بہت سی خلقت بھی شریک ہو گئی یہ جملہ مشائخ آپ کے مدرسہ پر تشریف لائے مگر آپ کی عظمت و ہیبت کی وجہ

سے کسی کو آپ کے سامنے بولنے کی جرأت نہیں ہوئی آخر آپ ہی نے ان سے پیش قدمی کر کے فرمایا کہ آپ لوگ اپنی جماعت میں سے دو شخصوں کو منتخب کر لیں تاکہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے ان کی زبانی تمہیں اس کی تصدیق ہو جائے ان جملہ مشائخ نے یوسف ہمدانی نزیل بغداد اور شیخ عبدالرحمن الکروی مقیم بغداد کو اس کے لئے منتخب کیا۔ دونوں مشائخ موصوف اہل کشف حاذق و صاحب احوال فاخرہ تھے جملہ مشائخ نے ان دونوں بزرگوں کو منتخب کر کے آپ سے کہا کہ آپ کو مہلت ہے کہ جمعہ تک آپ ہمیں ان دونوں بزرگوں کی زبانی آپ اپنی اصلیت و حقیقت دریافت کرادیں آپ نے فرمایا: نہیں، نہیں یہاں سے اٹھنے سے پہلے تمہیں انشاء اللہ میرے قول کی تحقیق ہو جائے گی اس کے بعد آپ نے اپنا سر جھکایا اور آپ کے ساتھ ہی تمام فقراء مشائخ نے بھی اپنے سر جھکا دیئے تھے کہ اتنے میں مدرسہ کے باہر سے تمام فقراء چیخ اٹھے اور شیخ یوسف ہمدانی ننگے پیر دوڑتے ہوئے آئے جس طرح سے کوئی اپنے دشمن کی طرف سے بھاگتا ہے اور آپ نے مدرسہ میں آن کر فرمایا کہ مجھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس بات کا مشاہدہ کرادیا کہ شیخ حماد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کہ تم جلدی شیخ عبدالقادر کے مدرسہ میں جا کر مشائخ سے کہہ دو کہ ابو محمد شیخ عبدالقادر نے میرے متعلق جو کچھ خبر دی ہے صحیح ہے یہ اتنا کہہ کر ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ اتنے میں شیخ ابو محمد عبدالرحمن الکروی بھی تشریف لائے اور جو کچھ کہ شیخ ہمدانی نے بیان کیا تھا وہی انہوں نے بھی بیان کیا اس کے بعد تمام مشائخ نے اٹھ کر آپ سے اس کی معافی مانگی (رضی اللہ عنہم ورضی اللہ عنہم)۔

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق و شیخ عبدالوہاب بیان فرماتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ شیخ بقابن بطو پانچویں رجب کو جمعہ کے دن صبح کے وقت ہمارے والد ماجد کے مدرسہ میں تشریف لائے اور ہم سے فرمایا: کہ آج شب کو میں نے دیکھا کہ شیخ عبدالقادر کے جسم سے ایک بہت بڑی روشنی نکل رہی ہے اور اس وقت جس قدر فرشتے کہ زمین پر اترے تھے سب نے آن کر آپ سے مصافحہ کیا تمام فرشتے آپ کو شاہد و مشہود کے نام سے یاد کرتے تھے آپ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ ہم نے آ کر آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے

آج صلوٰۃ الرغائب پڑھی ہے تو آپ نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنائے۔

ذانظرت عینی وجوہ جائبی
فتلك صلوتی فی لیالی والرغائب
جب میری آنکھ اپنے ہم نشینوں کے چہروں کو دیکھتی ہے تو بڑی بڑی راتوں میں
یہی میری نماز ہوتی ہے۔

وجوہ اذا ما اسفرت جمالها
اضاءت لها الالوان من كل جانب
وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے جب چمکنے لگتے ہیں تو ان کی روشنی سے کائنات
کا ہر ایک حصہ روشن ہو جاتا ہے۔

حرمت الرضی لم اکن باذلا دمی
ازا حم شجعان الوغی بالمناكب
میں مقام رضا سے محروم رہ جاتا اگر سینے کی طرح اپنا خون نہ بہاتا اور میدان
جنگ کے بہادروں کو چیرتا ہوا نکل جاتا

اشق صفوف العارفين بعزيمة
تعلی مجدی فوق تلك المراتب
میں عارفوں کی صفوں کو دلیری سے پھاڑتا ہوا چلا گیا جس سے میرا مرتبہ ان کے
مراتب سے عالی ہو گیا۔

ومن لم یوف الحب ما يستحقه
فذاك الذی لم یات قط بوجوب
جس نے محبت الہی کا حق جیسا کہ چاہئے پورا ادا نہ کیا تو اس نے اب تک اپنے
اوپر سے امر واجب کو نہیں اتارا۔

کسی نے آپ سے پوچھا: کہ مقام ابتداء و انتہاء میں جو حالات آپ کو پیش آئے ہیں

انہیں بیان فرمائیے تاکہ ہم ان کی پیروی کر سکیں تو آپ نے اس وقت مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنائے۔

انار اغب فیمن تقرب وصفه

ومناسب لفتی بلاطف لطفه

میں اس کی طرف مائل ہوں کہ جس کی صفت تقرب ہے اور ہر ایک جو انمرد کو کہ اس جیسی مہربانی کرنی ضروری ہے۔

ومفاوض العشاق فی اسرارهم

من کل معنی لم یسعی کشفه

جو کہ عشاق کا ہراز ہے ان کی ہر طرح کی آرزوؤں سے کہ جن کو زبان بیان نہیں کر سکتی واقف ہے۔

قد کان یسکر لی مزاج شرابه

والیوم یصحینی لدیہ صرفه

جس کی شرابِ محبت کی بو کہ مجھے مست کر دیتی تھی مگر آج اس کے بکثرت پینے سے میری ہوشیاری بڑھتی ہے۔

واغیب عن رشدی باول نظرة

والیوم استجلیہ ثم ازفہ

میں ابتداء میں اول نظر ہی میں بے ہوش ہو جاتا تھا اور اب میں اس کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہوں اور اس کے سامنے آتا ہوں۔

آپ کے مقامات اور یہ کہ مواہب و عطائے الہی ہر شخص کو حاصل ہونا

ضروری نہیں

اس کے بعد آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کی طرح سے ہم لوگ بھی نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں اور ریاضت و مشقت بھی کرتے ہیں لیکن آپ کے حال و احوال سے ہمیں

کچھ بھی بہرہ یابی نہیں ہوتی آپ نے فرمایا: کہ تم نے ہم سے اعمال میں مقابلہ کیا ہے اس لئے مواہب و عطاءے الہی میں تم سے مقابلہ کیا جاتا ہے خدا کی قسم! جب تک کہ مجھ سے یہ نہیں کہا گیا کہ تم کھاؤ اس وقت تک میں نے کھانا نہیں کھایا اسی طرح سے جب تک مجھ سے یہ نہیں کہا گیا کہ تم پانی پیو اس وقت تک میں نے پانی نہیں پیا اسی طرح میں نے کوئی کام نہیں کیا جب تک کہ مجھے اس کام کے کرنے کے لئے نہ کہا گیا ہو ابتداء میں جبکہ مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہتا تھا تو ایک وقت کا ذکر ہے کہ مجھے نیند غالب ہوئی تو اس وقت میں نے کسی کو کہتے سنا ”یا عبدالقادر ما خلقتک للنوم وقد احییناک ولم تک شیئاً فلا تفضل عنا وانت شیء“ کہ اے عبدالقادر! ہم نے تمہیں سونے کے لئے پیدا نہیں کیا اور ہم نے تمہیں جبکہ تم موجود ہی نہ تھے اس وقت سے زندہ کیا ہے تو اب جبکہ تم موجود ہو ہم سے غافل نہ رہو۔

آپ کے خادم ابوالنجا البغدادی المعروف بالخطاب بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ ہمارے شیخ سیدی عبدالقادر پر دو سو پچاس دینار قرض ہو گئے تو اس اثناء میں ایک شخص جسے ہم مطلق نہیں پہچانتے تھے بدون اذن کے آپ کے پاس آیا یہ شخص بہت دیر تک آپ کے پاس بیٹھا رہا اس کے بعد اس نے آپ کو سونا نکال کر دیا اور کہا کہ یہ آپ کا قرضہ اتارنے کے لئے ہے پھر یہ شخص چلا گیا اور آپ نے مجھ سے کہا کہ میں جا کر اس سے کل قرضہ ادا کر دوں میں نے آپ سے دریافت کیا کہ حضرت یہ کون بزرگ تھے؟ آپ نے فرمایا: کہ یہ شخص صیرنی القدر تھے میں نے پوچھا کہ صیرنی القدر سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: صیرنی القدر وہ فرشتہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا قرض اتارنے کے لئے بھیجا کرتا ہے رضی اللہ عنہ۔

آپ کے خادم ابوالرضی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپ کے خلوت خانہ کے دروازے کو کھٹ کھٹایا تو مجھے اندر سے کچھ آوازیں سنائی دیں میں دروازہ کھول کر حجرے کے اندر گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ چھت پر سے مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہوئے میری طرف اترے۔

طافت بکعبہ حسنکم اشواقی

فسجدت شکر اللجلال الباقی

میرے اشتیاق تمہارے حسن کے کعبہ کا طواف کر چکے ہیں اس لئے میں نے
خدائے تعالیٰ کا سجدہ شکر ادا کیا۔

ورمیت فی قلبی جمار ہواکم

بیدالمنیٰ ویقیت فی احراقی

آرزوؤں کے ہاتھوں نے میرے دل پر تمہاری خواہشوں کے کنکر مارے اور
میں ویسا ہی تڑپتا رہا۔

سکران عشق لا یزال مولہا

یالیت شعریما سقالی الساقی

جامِ عشق کا پیاسا رہ کر ہمیشہ اس پر حریص رہتا ہوں کاش! مجھے ساقی جامِ محبت
نہ پلاتا تو بہتر تھا۔

ایک وقت بارش ہونا اور آپ کے فرمانے سے صرف آپ کے مدرسہ سے

بند ہو کر اطراف و جوانب میں برستے رہنا

شیخ عدی بن ابوالبرکات بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے اپنے عم بزرگوار شیخ
عدی بن مسافر سے نقل کر کے بیان کیا کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ عنہ اہل مجلس سے ہم کلام تھے کہ اتنے میں بارش ہونے لگی آپ نے آسمان کی طرف
نظر اٹھا کر فرمایا: کہ میں تو تیرے لئے لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو انہیں بکھیرتا ہے آپ کا یہ کہنا
تھا کہ بارش کترا کر مدرسہ کے ارد گرد برستی رہی اور صرف آپ کے مدرسہ میں برسنا موقوف ہو
گئی اس مقام پر آپ کے چند اشعار نقل کئے گئے ہیں جنہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

ما فی الصباہ منہل مستعذب

الاولیٰ فیہ الا لذلایطیب

وادی عشق میں کوئی ایسی نہر نہیں ہے جو کہ میری نہر عشق سے زیادہ لذیذ و شیریں ہو۔

او فی الوصال مکانة مخصوصة
الا ومنزلتی اعز واقرب
اور نہ مکان وصال میں کوئی خاص مقام ہے جو کہ میرے مقام وصال سے زیادہ
ذی عزت اور زیادہ قریب ہو۔

وہبت لی الایام رونق صفوہا
محلّت مناہلہا وطاب المشرب
مجھے زمانہ نے اس کی رونق اور صفائی کا موقع دیا ہے جس سے وادی عشق کے
پانی نہایت شیریں اور خوش مزہ ہو گئے۔

وغدوت مخطوباً لکل کریمۃ
لا یہتدی فیہا الیب فیخطب
اور جس سے ہر ایک جو ان مرد و بامروت عورت نے مجھے پیغام دیا جس کی طرف
کہ بڑے دانشمند کو پیغام بھیجنے کی رہنمائی نہیں ہو سکتی۔

انامن رجال لا یخاف جلیسہم
رعب الزمان ولا یری مایرہب
میں ان لوگوں سے ہوں کہ جن کے ندیموں پر کوئی خوف نہیں زمانہ خوف زدہ
ہو رہا ہے مگر خبر نہیں کہ وہ خوفزدہ کیوں ہے۔

قوم لہم فی کل مجد رتبه
غلوۃ وبکل جیش مرکب
میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ جنہیں ہر فضیلت میں ان کا رتبہ عالی اور ہر ایک
لشکر میں ان کا گزر رہے۔

انابلل الافراح املا دوحہا
طرباً و فی العلیاء باز اشہب

میں خوشنودی کا بلبل ہوں جب اس کے ہرے بھرے درختوں پر بیٹھتا ہوں تو
اس وقت خوشی سے پھولا نہیں سماتا یا میری مثال بازِ اشہب کی ہے۔

اضحت جیوش الحب تحت مشیتی

طوعا ومہمارمة لا یغرب

ملک محبت کا تمام لشکر میرے قبضہ تصرف میں ہو کر میرا مطیع ہو گیا ہے جہاں
کہیں کہ میں اسے ڈال دوں وہ وہاں سے ہل نہیں سکتا۔

ماذلت ارتع فی میادین الرضی

حتی وہبت مکانة لا توهب

میں ہمیشہ میدانِ رضا میں دوڑ رہا ہوں یہاں تک کہ مجھے وہ مقام دیا گیا جو کہ
اوروں کو نہیں دیا جاتا۔

اضحی الزمان کحلہ مرقومة

تزهوا ونحن لها اطراز المذهب

زمانہ کی مثال گویا کہ ایک خلعتِ مرصع کی ہے جو کہ نہایت ہی خوشنما ہو اور ہم
گویا اس کے طلائی نقش و نگار ہیں۔

ا کے بعد آپ نے فرمایا: کہ تمام پرندے کہتے ہیں مگر کرتے نہیں اور شکرہ (باز)
کرتا ہے مگر کہتا نہیں اسی لئے بادشاہوں کی ہتھیلی پر اس کو جگہ ملتی ہے اس کے جواب میں
ابوالمنظف منصور بن المبارک نے مندرجہ ذیل ابیات کہے۔

بک الشهور تهنی والمواقیت

یامن بالفاظہ تغلوا لیواقیت

آپ کو مہینے اور اوقات بھی مبارکباد دیتے ہیں آپ کا کلام یا قوت و جواہر سے
وزن کیا جاتا ہے۔

الباز انت فان تفخر فلا عجب

وسائر الناس فواخیت

باز آپ ہیں آپ کتنا ہی فخر کریں زیبا ہے آپ کے مقابلہ میں اور باقی لوگ
فاختہ کا حکم رکھتے ہیں۔

اشم من قدمك الصدق مجتهدا

لانها قدم من نعلها صیت

جب میں کوشش کرتا ہوں تو آپ کے قدموں سے راستی کی بو پاتا ہوں اور
کیوں نہ ہو وہ آپ کا قدم ہے وہ قدم کہ شہرت و عزت جس کے نیچے ہے۔

عجب و غرور سے بچنے کے متعلق آپ کا کلام

شیخ عبداللہ الجبالی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ عجب و غرور سے بچنے کے متعلق
کچھ بیان فرما رہے تھے اثنائے تقریر میں آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا: کہ جب تم
تمام اشیاء کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے جانو اور سمجھو کہ تم کو نیک کام کرنے کی وہی توفیق دیتا
ہے اور نفس کا اس سے کچھ بھی لگاؤ نہ رکھو تو تم اس عجب و غرور سے بچ جاؤ گے۔

علم کلام و علم معرفت

شیخ الصوفیہ شیخ شہاب الدین عمر السہروردی بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے عالم شباب
میں علم کلام میں بہت مشغول رہتا تھا حتیٰ کہ میں نے اس فن کی بہت سی کتابیں زبانی یاد کر لی
تھیں میرے عم بزرگ مجھے اس میں کثرت اشتغال سے منع کیا کرتے بلکہ سخت ناراض
ہوتے تھے لیکن میرا مشغلہ اس سے روز بروز بڑھتا جاتا تھا ایک وقت آپ حضرت شیخ
عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے آپ کے ساتھ اس وقت میں بھی
تھا۔ اثنائے راہ میں میرے عم بزرگ نے مجھ سے فرمایا: کہ عمر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ
(مسلمانوں! جب تم پیغمبر کے کان میں کوئی بات کہنے جاؤ تو پہلے اس کے سامنے صدقہ لے
جا کر (رکھ دو) ہم بھی اس وقت ایک ایسے شخص کے پاس جا رہے ہیں کہ جن کا دل خدا کی
باتوں کی خبر دیتا ہے تو تم سوچ لو کہ ان کے روبرو کس کس طرح سے رہو گے تاکہ ان کے

برکات سے مستفید ہو سکو پھر جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے اور بیٹھ گئے تو میرے عم بزرگوار نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! یہ میرا بھتیجا ہے ہمیشہ یہ علم کلام میں مشغول رہتا ہے میں نے کئی دفعہ اس کو منع کیا لیکن یہ نہیں مانتا آپ نے یہ سن کر فرمایا: عمر تم نے اس فن میں کون سی کتاب یاد کی ہے؟ میں نے عرض کیا فلاں فلاں کتاب آپ نے میرے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور جب آپ نے اپنا دست مبارک اٹھایا تو مجھے ان کتابوں میں سے کسی کتاب کا ایک لفظ بھی یاد نہیں رہا میرے دل سے اس کے تمام مسائل نسبتاً منسیا ہو گئے اور اسی وقت بجائے اس کے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں علم لدنی بھر دیا جب میں آپ کے آستانہ سے واپس ہوا تو حکمت و علم لدنی میری زبان پر تھا نیز آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ تم عراق کے اخیر مشاہیر سے ہو۔

شیخ عبداللہ جبائی فرماتے ہیں غرضیکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علی التحقیق امام اہل طریقت تھے۔ (رضی اللہ عنہ)

ابوالفرح ابن الہمامی کا بھولے سے بے وضو نماز پڑھنا اور بعد نماز اس بات سے آپ کا انہیں اطلاع دینا

ابوالفرح ابن الہمامی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر ایسی باتیں سنا کرتا تھا جن کا وقوع مجھے بعید و ناممکن معلوم ہوتا اس لئے میں ان باتوں کی تردید کیا کرتا تھا مگر ساتھ ہی میں آپ سے ملنے کا شائق بھی رہتا تھا ایک وقت کا ذکر ہے کہ ایک روز مجھے (بغداد کے محلہ) باب الازج جانے کی ضرورت لاحق ہوئی جب میں وہاں سے واپس ہوا تو آپ ہی کے مدرسہ کے قریب سے میرا گزر ہوا اس وقت آپ کی مسجد میں عصر کی نماز کی تکبیر کہی جا رہی تھی اس وقت مجھے یہ خیال ہوا کہ میں بھی عصر کی نماز پڑھتا ہوا آپ کو سلام کرتا چلوں اس وقت مجھے یہ خیال نہیں رہا کہ میں اس وقت با وضو نہیں میں نماز میں شریک ہو گیا جب آپ نماز پڑھ کر دعا سے فارغ ہوئے تو آپ نے میری طرف التفات کر کے فرمایا: کہ فرزند من! اگر تم میرے پاس اپنا کام لے کر آتے تو میں تمہارا

کام پورا کر دیتا مگر تمہیں نسیان بہت غالب ہے تم نے اس وقت بھولے سے بے وضو کی نماز پڑھ لی تو آپ کے یہ فرمانے سے مجھے تعجب ہوا اور دہشت غالب ہو گئی کہ آپ کو میرا معنی حال کیونکر معلوم ہو گیا میں نے اسی وقت آپ کی صحبت اختیار کی اور اب مجھے آپ سے خصوصاً آپ کی خدمت میں رہنے سے حد درجہ محبت ہو گئی اور اب میں نے آپ کے فیوض و برکات کی قدر شناسی کی۔

فقیر بے علم کی مرغ بے پر کی مثال ہے

شیخ عبداللہ: بانی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت میں کتاب حلیۃ الاولیاء ابن ناصر کوسنا رہا تھا کہ اس اثناء میں مجھے رقت ہوئی اور خیال ہوا کہ میں مخلوق سے قطع تعلق کر کے گوشہ نشینی اختیار کروں اور عبادت الہی کرتا رہوں میں اسی غرض سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں آپ کے سامنے ہو کر بیٹھ گیا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: تم مخلوق سے قطع تعلق کرنا چاہتے ہو مگر ابھی نہیں اول تم علم کلام حاصل کرو۔ مناسخ طریقت کی خدمت میں رہ کر ان سے ادب و سلوک سیکھو تو تمہیں اس وقت مخلوق سے انقطاع کرنا جائز ہوگا اگر تم اس سے پہلے گوشہ نشینی اختیار کرو گے تو تمہاری مثال مرغ بے پر کی ہوگی جب تمہیں کوئی دینی مشکل درپیش ہوگی تو اس کو پوچھنے کے لئے باہر نکلو گے۔ گوشہ نشین ایسا شخص ہونا چاہئے جو کہ شمع کی طرح روشن ہو تاکہ لوگ اس کی نورانی روشنی سے فائدہ اٹھا سکیں۔

خلیفہ المستنجد باللہ کا زینت لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ کا

اُس کو نہ لینا

شیخ ابوالعباس الخضر الحسین موملی نے بیان کیا ہے کہ ہم کئی لوگ ایک شب کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں حاضر تھے کہ خلیفہ المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف بن المقتضی لامر اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کر کے آپ کے سامنے مودب ہو کر بیٹھ گیا خلیفہ موصوف اس وقت آپ سے نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے آیا

اور اپنے ساتھ دس تھیلیاں زرنقذ بھروا کر لایا، یہ تھیلیاں خلیفہ موصوف نے آپ کے سامنے پیش کیں آپ نے ان کے لینے سے انکار کر دیا خلیفہ موصوف نے آپ سے بہت اصرار کیا کہ آپ اسے قبول فرمائیں مگر آپ نے اس کے اصرار سے صرف دو عمدہ سی تھیلیاں اٹھالیں ایک اپنے دائیں اور ایک اپنے بائیں ہاتھ میں پھر آپ نے ان دونوں تھیلیوں کو دونوں ہاتھوں سے نچوڑا تو ان سے خون ٹپکنے لگا آپ نے خلیفہ موصوف سے فرمایا: کہ تم خدائے تعالیٰ سے نہیں شرماتے لوگوں کا خون کر کے تم اس مال کو میرے پاس لائے ہو خلیفہ موصوف یہ سن کر بے ہوش ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: کہ اگر رسول اللہ ﷺ سے اس کے نسب متصل ہونے کی عزت و حرمت مد نظر نہ ہوتی تو میں اس خون کو اس کے محلات تک بہا دیتا۔

روافض میں سے ایک جماعت کا آپ کی کرامت دیکھ کر اپنے رخصت سے

تائب ہونا

قدوة العارفين شیخ ابوالحسن علی القریشی بیان فرماتے ہیں کہ 559ھ کا واقعہ ہے کہ روافض کی ایک بہت بڑی جماعت دو خشک کدو جو کہ سلے ہوئے اور مہر شدہ تھے لے کر آئے ان لوگوں نے آپ سے پوچھا: کہ آپ بتلائیے کہ ان دونوں کدوؤں میں کیا چیز ہے؟ آپ نے اپنے تخت سے اتر کر ایک کدو پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: اس میں آفت رسیدہ بچہ ہے اور اپنے صاحبزادے عبدالرزاق کو اس کدو کے کھولنے کے لئے فرمایا: جب وہ کدو کھولا گیا تو اس میں سے وہی آفت رسیدہ بچہ نکلا اس کو اپنے دست مبارک سے اٹھا کر فرمایا: ”قم باذن اللہ“ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو گیا پھر آپ نے دوسرے کدو پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا: کہ اس میں صحیح و سالم و تندرست بچہ ہے اسے بھی آپ نے اپنے صاحبزادے کو کھولنے کا حکم دیا یہ کدو بھی کھولا گیا اور اس میں سے ایک بچہ نکلا اور اٹھ کر چلنے لگا آپ نے اس کی پیشانی پکڑ کر فرمایا: بیٹھ جاؤ تو وہ باذنہ تعالیٰ بیٹھ گیا آپ کی یہ کرامت دیکھ کر یہ لوگ اپنے رخصت سے تائب ہو گئے نیز اس وقت آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مجلس کے تین شخصوں کی روح پرواز ہو گئی۔

نیز شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ مجھے اس وقت ایک ضرورت پیش آئی میں اسے پوری کرنے کی غرض سے اٹھا آپ نے فرمایا چاہو تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں امر کا خواستگار ہوں میں نے اس وقت امورِ باطنی میں سے ایک امر کی خواہش کی تھی چنانچہ اس وقت وہ مجھے حاصل بھی ہو گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

ایک بچھو کا ساٹھ دفعہ آپ کے سر میں ڈنک مارنا اور پھر آپ کے فرمانے

سے اُس کا مرجانا

آپ کے رکابدار ابوالعباس احمد بن محمد بن القریشی البغدادی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ سواری پر جامع منصورى تشریف لے گئے جب آپ وہاں سے واپس آئے تو آپ نے اپنی چادر اتاری اور چادر اُتار کر پیشانی پر سے ایک بچھو نکال کر زمین پر ڈالا جب یہ بچھو بھاگنے لگا تو آپ نے اس سے فرمایا: کہ مُت باذن اللہ بامر الہی تو مرجاتا تو اسی وقت یہ بچھو مر گیا پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ اس نے مجھ کو جامع منصورى سے یہاں تک ساٹھ دفعہ

کاٹا۔

آپ کے رکابدار ابوالعباس کو آپ کا دس بارہ سیر گندم دینا اور اُن کا پانچ سال تک اُسے کھاتے رہنا

نیز یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بغداد کی قحط سالی میں میں نے آپ سے تنگدستی و ناقہ کشی کی شکایت کی تو آپ نے مجھے قریباً دس بارہ سیر گندم دیئے اور فرمایا: کہ اسے لے جاؤ اور کوٹھے میں بند کر کے رکھ دو اور صرف ایک طرف سے اس کا منہ کھول کر حسبِ ضرورت اس میں سے نکال لیا کرو مگر اسے کبھی وزن نہ کرنا چنانچہ اس گندم کو پانچ سال تک کھاتے رہے ایک دفعہ میری زوجہ نے اس کوٹھے کا منہ کھول کر دیکھا کہ اس میں کتنے گندم ہیں تو اس میں جس قدر اول روز ڈالے تھے اتنے ہی معلوم ہوئے پھر یہ گندم سات روز میں ختم ہو گئے میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: کہ اگر تم اسے نہ دیکھتے تو تم اسی طرح سے اس میں سے کھاتے رہتے۔

ایک دفعہ قندیل کی طرح ایک روشن شے کا دو تین دفعہ آپ کے دہن
مبارک سے قریب ہو ہو کر واپس ہونا

عمر بن حسین بن خلیل الطیب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں
حاضر تھا اور آپ کے روبرو ہی منہ گھٹے ہوئے بیٹھا تھا اس وقت میں نے قندیل کی طرح
ایک روشنی سی دیکھی جو آپ کے دہن مبارک سے دو تین دفعہ قریب ہو کر واپس ہو گئی میں نے
نہایت متعجب ہو کر اپنے جی میں کہا: کہ میں لوگوں سے ضرور اس کا ذکر کروں گا آپ نے اسی
وقت فرمایا: کہ تم خاموش بیٹھے رہو، مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں پھر میں نے آپ کی وفات
تک اس کا کسی سے ذکر نہیں کیا۔

آپ کا طی الارض

شیخ ابوالحسن المعروف بابن القسطنطیۃ البغدادی بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضرت شیخ
عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر آپ سے تحصیل علم کرتا تھا تو اس وقت
آپ ہی کا کوئی کام کرنے کی غرض سے اکثر اوقات شب بیداری کیا کرتا تھا چنانچہ 553
ہجری کا واقعہ ہے کہ ایک شب کو آپ اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے میں آپ کی
خدمت میں آفتابہ بھر کر لایا مگر آپ نے نہیں لیا اور سیدھے آپ مدرسہ میں تشریف لائے
مدرسہ کا دروازہ آپ ہی سے کھلا اور پھر آپ سے ہی بند ہو گیا آپ باہر نکلے میں بھی آپ
کے پیچھے ہو لیا اس کے بعد آپ بغداد کے دروازے پر پہنچے یہ دروازہ بھی آپ سے ہی کھلا
اور پھر آپ ہی سے بند ہو گیا اس کے بعد ہم ایک شہر میں پہنچے جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا
اس میں پہنچ کر آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جو کہ آپ کے مسافر خانہ سے شبیہ تھا اس
مکان پر چھ اشخاص تھے انہوں نے آپ کو سلام کیا آپ ذرا آگے چلے گئے اور میں ایک کھنبے
کے پاس ٹھہر گیا۔ یہاں سے میں نے نہایت پست آواز سے کسی کے کراہنے کی آواز سنی۔
کچھ منٹ بعد یہ آہٹ بند ہو گئی اس کے بعد جہاں سے کہ یہ آہٹ سنائی دیتی تھی ایک شخص
اسی طرف گیا اور وہاں سے ایک شخص کو اپنے کندھے پر اٹھالایا اس کے بعد ایک اور شخص جس

کی موٹھیں دراز تھیں، سر برہنہ تھا آیا اور آ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اس کو کلمہ شہادت تین دفعہ پڑھا کر اس کی موٹھیں تراشیں اور اسے ٹوپی پہنائی اور محمد اس کا نام رکھا اور ان اشخاص سے فرمایا: کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ یہ شخص متونی کا قائم مقام ہوگا۔ ان سب نے کہا: سبعا و طاعة (بسر و چشم) پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے ہم تھوڑی دور چلے تھے کہ بغداد کے دروازے پر آن پہنچے جس طرح سے کہ پہلا دفعہ دروازہ کھلا اور بند ہوا اسی طرح سے اس دفعہ بھی کھلا اور بند ہوا اس کے بعد آپ، مدرسہ تشریف لائے اور اندر مکان میں چلے گئے جب صبح کو میں آپ سے سبق پڑھنے بیٹھا تو میں نے آپ کو قسم دلا کر پوچھا کہ یہ کیا واقعہ تھا آپ نے فرمایا: یہ جو شہر تم نے دیکھا یہ نہاوند تھا جو کہ اطراف و جوانب کے بلاد بعیدہ میں سے ایک شہر کا نام ہے اور یہ چھ شخص ابدال و نجباء سے تھے اور ساتویں شخص کہ جن کی آہٹ سنائی دیتی تھی یہ بھی انہی میں سے تھے۔ اور اس وقت وہ وفات پانے والے تھے اس لئے میں ان کے پاس گیا اور جس شخص کو کہ میں نے کلمہ شہادت تین پڑھایا وہ نصرانی اور قسطنطنیہ کا رہنے والا شخص تھا مجھے حکم ہوا تھا کہ یہ شخص ان کا قائم مقام ہوگا اسی لئے وہ میرے پاس لایا گیا اور اس نے اسلام قبول کیا اور اب وہ ابدال و نجباء سے ہے اور جو شخص کہ اپنے کندھے پر ایک شخص کو لایا تھا وہ ابو العباس حضرت خضر علیہ السلام تھے آپ اسے لے کر آئے تھے تاکہ وہ متونی کا قائم مقام بنایا جائے۔ یہ بیان فرمانے کے بعد آپ نے مجھ سے اس بات کا عہد لے لیا کہ میں آپ کی زیست تک اس واقعہ کو کسی سے بیان نہ کروں اور فرمایا: کہ تم میری زندگی میں کسی راز کا بھی افشاء نہ کرنا۔ (رضی اللہ عنہ)

نات کا آپ کی تابعداری کرنا

ابوسعید احمد بن علی البغدادی الازہجی بیان کرتے ہیں کہ 537ھ کا واقعہ ہے کہ میری بہ دختر مسماة فاطمہ ایک خانہ کی چھت پر گئی تو اسے کوئی جن اٹھالے گیا اس کی ہنوز شادی میں ہوئی تھی اور سولہ برس کا اس کا سن تھا میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی رمت میں حاضر ہو کر آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ تم (بغداد کے لئے) کرخ کے ویرانے میں جا کر پانچویں میلہ کے نزدیک بیٹھ جاؤ اور اپنے گرداگرد زمین پر

حصار کھینچ لو اور حصار کھینچتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ عَلٰی نِیَّۃِ عَبْدِ الْقَادِرِ
 پڑھو جب نصف شب گزرے گی تو تمہارے پاس سے مختلف صورتوں میں جنات کا گزر ہوگا
 تم ان سے کچھ خوف نہ کھانا پھر صبح کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ تمہارے پاس ان کے
 بادشاہ کا گزر ہوگا وہ تم سے تمہاری ضرورت دریافت کرے گا تو تم اس سے صرف یہ کہنا کہ
 مجھے عبدالقادر جیلانی نے تمہارے پاس بھیجا ہے اس کے بعد تم اپنی دختر کا واقعہ بیان کر دینا
 ابوسعید عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں آپ کے حسب ارشاد کرخ کے ویرانہ میں جا کر مقام
 مذکورہ پر حصار کھینچ کر بیٹھ گیا وہاں سے جنات کے متعدد گروہ کا ہیبت ناک صورتوں میں گزر
 ہوتا رہا مگر میرے پاس یا میرے حصار کے پاس کوئی نہیں آسکتا تھا، آخر ایک لشکر کے ساتھ
 ان کے بادشاہ کا گزر ہوا ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار تھا اور میرے حصار کے سامنے آ کر ٹھہر
 گیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ تمہیں کیا ضرورت درپیش ہے؟ میں نے کہا: کہ حضرت شیخ
 عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے جب اس نے آپ کا نام سنا تو
 گھوڑے پر سے اتر کر نیچے بیٹھ گیا اور اسی طرح سے اس کے ساتھ اس کا سب لشکر بھی بیٹھ گیا
 پھر اس نے مجھ سے کہا: کہ اچھا پھر انہوں نے تم کو کس لئے بھیجا ہے؟ میں نے اپنا قصہ بیان
 کیا اس نے اپنے تمام لشکر سے دریافت کیا کہ ان کی دختر کو کون اٹھالے گیا ہے؟ تو ان سب
 نے کہا: کہ معلوم نہیں کون لے گیا ہے؟ اس کے بعد ایک جن لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ چین کے
 جنات میں سے ہے دختر اس کے ساتھ تھی اس بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا تھا جو
 تو اسے قطب وقت کی رکابداری میں سے اٹھا کر لے گیا؟ اس نے کہا: کہ یہ دختر مجھے اچھی
 معلوم ہوئی تھی اس لئے میں اس کو اٹھا لے گیا بادشاہ نے اس کا کلام سنتے ہی اس کی گردن
 اڑوا ڈالی اور لڑکی کو میرے حوالے کیا اس کے بعد میں نے بادشاہ سے کہا: کہ آج کے سوا مجھے
 آپ لوگوں کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تابعداری کرنا معلوم نہ تھا تو وہ کہنے لگا: کہ
 شک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہم میں سے تمام سرکش لوگوں پر نظر رکھتے ہیں اس لئے وہ
 آپ کے خوف سے بھاگ کر دور دراز مقامات میں جا بے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو قطع
 وقت کرتا ہے تو جن وانس دونوں پر اسے حاکم بنا دیتا ہے۔ رضی اللہ عنہ

ایک آسیب زدہ کی حکایت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص اصفہان کا رہنے والا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ سے بیان کیا کہ میں اصفہان کا رہنے والا ہوں میری زوجہ کو آسیب ہو گیا ہے اور اس کثرت سے اسے دورے آتے ہیں کہ میں نہایت پریشان ہوں۔ تمام عامل بھی عاجز آ گئے ہیں کسی سے آرام نہیں ہوا آپ نے فرمایا: یہ بیابان سرانڈیپ کا ایک سرکش جن ہے جس کا نام خانس ہے اب کی دفعہ جب تمہاری زوجہ کو دورہ آئے تو اس کے کان میں کہنا کہ اے خانس عبدالقادر جو کہ بغداد میں مقیم ہیں تجھ سے کہتے ہیں کہ تو سرکشی نہ کر۔ آج سے پھر اگر تو آیا تو تو ہلاک کر دیا جائے گا اس کے بعد وہ شخص اصفہان چلا گیا پھر جب دس برس کے بعد واپس آیا تو وہی واقعہ اس سے دریافت کیا گیا اس نے بیان کیا کہ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا میں نے اس کی تعمیل کی پھر اس وقت سے کبھی میری زوجہ کو دورہ نہیں آیا۔

ماہرین فنِ عملیات نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات باسعادت میں چالیس برس تک بغداد میں کسی کو آسیب نہیں ہوا جب آپ وفات پا گئے تو بغداد میں آسیب پھر شروع ہو گئے۔

بغداد پر سے گذرتے ہوئے ایک صاحب حال کا فخر کرنا اور آپ کا اُس کا حال سلب کر کے واپس دے دینا

شیخ عبداللہ محمد بن ابی الغنائی الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ شیخ ابوالحسن الہبتی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے میں بھی اس وقت آپ ہی کے ساتھ تھا اس وقت ہم نے آپ کے دولت خانہ کی دہلیز پر ایک نوجوان کو چت پڑا دیکھا یہ نوجوان شیخ ابوالحسن علی الہبتی سے کہنے لگا: کہ حضرت آپ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میری سفارش کیجئے پھر جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو بدوں اس کے کہ شیخ ابوالحسن علی الہبتی نے آپ سے کچھ کہا ہوا آپ نے ان سے فرمایا: کہ میں نے یہ نوجوان آپ کو دیدیا شیخ موصوف باہر آئے اور آپ کے ساتھ میں بھی باہر آیا آپ نے

باہر آ کر اس نوجوان کو اس بات کی اطلاع دی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے تمہارے بارے میں میری سفارش منظور کر لی یہ نوجوان اس بات کی اطلاع پاتے ہی دہلیز سے نکلا اور ہوا میں اڑ کر چلا گیا پھر ہم آپ کی خدمت میں واپس آئے تو ہم نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا واقعہ تھا آپ نے فرمایا: یہ نوجوان ہوا میں اڑتا ہوا بغداد پر سے گزرا اور اس نے اپنے جی میں کہا: کہ بغداد میں مجھ جیسا شخص کوئی بھی نہیں ہے اس لئے میں نے اس کا حال سلب کر لیا تھا اور اتر شیخ علی سفارش نہ کرتے تو میں اسے نہ چھوڑتا۔

آپ کے مسافر خانہ کی چھت گرنا اور اُس کے گرنے سے پہلے آپ کا

وہاں سے لوگوں کو ہٹانا

شیخ عبداللہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ماہِ محرم الحرام 559 ہجری کا واقعہ ہے کہ ایک روز آپ کے مسافر خانہ میں آپ کی زیارت کے لئے قریباً تین سو اشخاص جمع تھے اس وقت آپ بعجلت دولت خانہ سے نکلے اور چار پانچ دفعہ بلند آواز سے سب سے کہا: دوڑ کر میرے پاس آ جاؤ تمام لوگ دوڑ کر آپ کے پاس چلے آئے جب اس کے نیچے کوئی بھی نہ رہا تو اس کی چھت گر پڑی اور لوگ بچ گئے آپ نے فرمایا: کہ میں ابھی مکان میں تھا تو اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ اس کی چھت گرنے والی ہے اس لئے مجھے خوف ہوا کہ کوئی دب نہ جائے اور میں نے تمہیں جلدی سے اپنے پاس بلا لیا۔ رضی اللہ عنہ

ایک فاضل کی حکایت

شیخ عبداللہ البجالی عبدالعزیز بن تمیم الشیبانی سے یہ عبدالغنی بن عبدالواحد سے یہ خود ابو محمد الخشاب النحوی سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ ابو محمد الخشاب النحوی نے ان سے بیان کیا کہ میں عین عالم شباب میں علم نحو پڑھتا تھا اس وقت اکثر لوگوں سے بسا اوقات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے اوصاف حمیدہ سننے میں آتے اور کہ آپ نہایت فصاحت و بلاغت سے وعظ فرماتے ہیں اس لئے میں آپ کا وعظ سننے کا نہایت شائق تھا مگر مجھے عدم فرصتی کی وجہ سے اس کا موقع نہیں ملتا تھا غرضیکہ میں ایک روز لوگوں کے ساتھ آپ کی مجلس وعظ میں گیا میں اس

وقت کہ جس جگہ جا کر بیٹھا تھا آپ نے التفات کر کے فرمایا: کہ تم ہمارے پاس رہو تو تمہیں سیویہ زمانہ بنا دیں گے چنانچہ میں نے اسی وقت سے آپ کی خدمت میں رہنا اختیار کیا اور تھوڑی سی مدت میں مجھے وہ کچھ حاصل ہوا جو کہ مجھے اس عمر تک حاصل نہیں ہوا تھا اور مسائلِ نحویہ و علومِ عقیلہ و نقلیہ جو کہ مجھے اب تک کسی سے بھی معلوم نہیں ہوئے تھے اچھی طرح سے یاد ہو گئے اور اس سے پیشتر جو کچھ مجھ کو یاد تھا وہ تمام میرے ذہن سے نکل گیا۔ رضی اللہ عنہ

ایک بد اخلاق بالغ لڑکے کی حکایت

نیز شیخ عبداللہ الجبالی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن ملاعب القواس نے ان سے بیان کیا کہ میں ایک روز ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت کے لئے گیا یہ لوگ اپنی ایک مہم کے لئے آپ سے دعا کرانے جا رہے تھے۔ راہ میں اور بھی بہت سے لوگ ان کے ہمراہ ہو گئے۔ انہی میں ایک لڑکا بھی ساتھ ہو گیا تھا جس کی نسبت مجھے معلوم تھا کہ اس کے اخلاق اچھے نہ تھے وہ اکثر اوقات ناپاک رہتا تھا اور بول و براز کے بعد استنجا بھی نہیں کیا کرتا تھا۔ اتفاق سے اس وقت آپ راستے ہی میں مل گئے ان لوگوں نے آپ سے اپنا مافی الضمیر بیان کیا اور آپ سے اس کی نسبت دعاء کے خواستگار ہوئے اس کے بعد آپ سے ہماری ملاقات ہوئی ہم نے آپ کی دست بوسی کی اور چاروں طرف کے لوگ بھی آپ کی دست بوسی کے لئے آرہے تھے جب اس لڑکے کی باری آئی اور اس نے آپ کا دست مبارک پکڑنا چاہا تو آپ نے اپنے ہاتھ کو اپنی آستین میں دبایا اور اس کی طرف ایک نظر دیکھا تو وہ لڑکا بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا پھر جب ہوش میں آیا تو اسی وقت اس کے چہرے پر داڑھی نمودار ہو گئی پھر یہ اٹھا اور آپ کے دست مبارک پر تائب ہوا پھر آپ نے اس سے مصافحہ کیا آپ کے دولت خانے تک یہی حال رہا پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور ہم لوگ واپس آئے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ مطر البازرانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے والد ماجد کی وصیت

قدوة العارفين شیخ مطر البازرانی کے خلف الصدق ابوالخیر کروم بیان کرتے ہیں کہ

جب میرے والد ماجد کی وفات کا وقت قریب ہوا تو میں نے آپ سے پوچھا: کہ مجھے بتلائیے کہ میں آپ کے بعد کس کی پیروی کروں؟ تو آپ نے فرمایا: شیخ عبدالقادر کی مجھے خیال ہوا کہ معلوم نہیں آپ قصداً کہہ رہے ہیں یا غلبہ مرض کی وجہ سے آپ کی زبان سے نکل گیا ہے اس لئے ایک ساعت کے بعد میں نے دوبارہ آپ سے پوچھا: کہ میں آپ کے بعد کس کی پیروی کروں آپ نے فرمایا: شیخ عبدالقادر جیلانی کی پھر تیسری بار ایک ساعت کے بعد آپ سے میں نے پوچھا کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں؟ تو اس دفعہ بھی آپ نے فرمایا: عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ اس وقت صرف شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہی پیروی کی جائے گی غرضیکہ میں اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد بغداد آ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کی مجلس میں شیخ بقاء بن بطور رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی بن الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اعیان مشائخ بھی موجود تھے اس وقت میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ میں دیگر واعظوں کی طرح نہیں بلکہ میں خدائے تعالیٰ کے حکم پر ہوں اور رجال الغیب سے جو کہ ہوا پر رہتے ہیں گفتگو کرتا ہوں اس وقت آپ اپنا سرا پر اٹھاتے جاتے، تھے میں نے بھی سراٹھا کر اوپر کود دیکھا تو مجھ کو رجال الغیب کی صفیں آپ کے سامنے ہوا میں دکھائی دیں یہاں تک کہ آسمان میری نظر سے چھپ گیا یہ لوگ خود بھی نورانی تھے اور نورانی ہی گھوڑوں پر سوار تھے یہ سب لوگ اپنے سر جھکائے خاموش تھے۔ کوئی ان میں آب دیدہ اور کوئی لرز رہا تھا مجھ کو یہ حالت دیکھ کر غشی ہو گئی پھر جب ہوش آیا تو میں دوڑ کر لوگوں کے درمیان سے نکلتا ہوا آپ کے تحت پر چڑھ گیا آپ میری وجہ سے تھوڑی دیر خاموش ہو گئے اور فرمانے لگے کہ تم کو اپنے والد ماجد کی وصیت ایک دفعہ ہی کافی نہ ہوئی میں خوف زدہ ہو کر خاموش رہ گیا رضی اللہ عنہ۔

فقہائے بغداد کا جمع ہو کر آپ کا امتحان لینے کی غرض سے آپ کے پاس آنا

مفرج بن بہان بن برکات الشیبانی نے بیان کیا ہے کہ جب ہمارے شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بغداد میں شہرت ہوئی تو بغداد کے بڑے بڑے فقہاء میں سے ایک سو فقہاء آپ کا امتحان لینے کی غرض سے جمع ہوئے ان سب کی رائے اس بات پر

قرار پائی کہ ان سے ہر ایک شخص علوم و فنون میں سے ایک نئے مسئلہ پر سوال کرے غرضیکہ یہ تمام فقہاء آپ کی مجلس وعظ میں تشریف لائے میں اس وقت آپ کی مجلس وعظ میں شریک تھا تب یہ لوگ آ کر بیٹھ گئے تو آپ اپنا سر جھکا کر خاموش ہوئے اس وقت آپ کے منہ سے ایک نورانی شعلہ نکلا جس کو کسی نے دیکھا اور کسی نے نہیں دیکھا وہ شعلہ ان تمام فقہاء کے سینے پر سے گزر گیا جس کے سینے پر وہ شعلہ پہنچتا گیا وہ نہایت حیران و پریشان سا رہ گیا اس کے بعد وہ سب کے سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور برہنہ سر ہو گئے اور منت پر چڑھ کر آپ کے قدموں پر اپنے سر ڈال دیئے۔ مجلس میں ایک شور پیدا ہو گیا ایسا علوم ہوتا تھا کہ گویا بغداد مل رہا ہے اس کے بعد آپ نے ایک ایک کو اپنے سینے سے لگانا شروع کیا جب سب کو آپ اپنے سینے سے لگا چکے تھے تو ان میں سے ایک ایک کی طرف ناطب ہو کر فرمایا: کہ تمہارے سوال کا یہ جواب ہے کہ اسی طرح سے آپ نے ہر ایک کے وال کا نام لے کر اس کا جواب بیان فرما دیا جب آپ سب کے سوالوں کے جواب بیان فرما چکے اور مجلس ختم ہو گئی تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس وقت آپ لوگوں کا کیا حال ہو گیا ما تو انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ وہاں جا کر بیٹھے تو جس قدر ہمارا علم تھا وہ سب ہم سے سلب ہو گیا گویا ہم نے کبھی کچھ پڑھا ہی نہ تھا پھر جب آپ نے ہمیں اپنے سینے سے لگایا ہمارا وہی علم بدستور لوٹ آیا پھر آپ نے ہم سے ہر ایک کے سوال کو بیان کر کے اس کے وہ جواب بیان فرمائے کہ جنہیں ہم مطلق نہیں جانتے تھے۔ (رضی اللہ عنہ)

ہت سے مخفیہ حالات کو آپ کا ظاہر کرنا

خطیب ابو الجرحر حامد الحمرانی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر یلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی جائے نماز بچھا کر آپ کے نزدیک بیٹھ لیا آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا، تم امراء و سلاطین کی بساط پر بیٹھو گے جب میں حران پس آیا تو سلطان نور الدین الشہید نے مجھ کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کیا اور مجھے اپنا مصاحب کرنا ظم اوقاف کر دیا اس وقت مجھ کو آپ کا قول یاد آیا۔ رضی اللہ عنہ

آپ کی کرامات

ابوالحسن شیخ رکن الدین علی بن ابی ظاہر بن نجاب بن غنائم الانصاری الفقیہ الحسینی الواعظ نزیل مصر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور میرا ایک رفیق شفیق ہم دونوں حج کر کے بغداد آئے اور اس وقت ہمارے پاس سوائے ایک قبضہ کے اور کچھ نہ تھا اسے ہم نے فروخت کر کے چاول خریدے اور پکا کر کھائے مگر اس قدر چاولوں سے نہ تو ہم سیر ہی ہوئے اور نہ ہی ہمیں کچھ لطف حاصل ہوا بعد ازاں ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے آپ نے اپنا کلام قطع کر کے فرمایا: حجاز سے چند فقراء مساکین آئے ہیں ان کے پاس سوائے ایک قبضہ کے اور کچھ نہ تھا اس کو انہوں نے فروخت کر کے چاول لے کر پکائے اور کھائے مگر اس سے نہ تو وہ سیر ہوئے اور نہ ہی اس میں ان کو کچھ مزا آیا ہمیں یہ سن کر بہت تعجب ہوا اس کے بعد آپ نے دسترخوان بچھوایا میں نے اپنے رفیق سے آہستہ سے پوچھا: کہ تمہیں کس چیز کی خواہش ہے؟ اس نے کہا: کہ مجھ کو کشک و راجی کی خواہش ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھ کو شہد کی اشتہا ہے آپ نے فوراً اپنے خادم سے یہ دونوں چیزیں منگوائیں اور ہماری طرف اشارہ کر کے فرمایا: کہ ان دونوں کے سامنے رکھ دو خادم نے کشک و راجی میرے سامنے اور شہد میرے رفیق کے سامنے رکھ دیا آپ نے فرمایا: نہیں نہیں اسے الٹ دو یعنی شہد کی جگہ کشک و راجی اور کشک و راجی کی جگہ شہد رکھو میں اس وقت گھبرا کر چیخ اٹھا اور دوڑ کر آپ کے پاس گیا آپ نے فرمایا: ”اہلاً بواعظ الدیار المصریہ“ (واعظ مصر مرحبا مرحبا) میں نے عرض کیا حضرت آپ کیا فرماتے ہیں؟ میں تو اس لائق نہیں مجھ کو تو سورۃ فاتحہ پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے آپ نے فرمایا: نہیں! نہیں! مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں تم کو ایسا کہوں۔

ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ پھر میں آپ سے تحصیل علم میں مشغول ہو گیا اور ایک ہی سال میں مجھ کو اس قدر روحانی فتوحات حاصل ہوئیں جس قدر کہ کسی اور شخص کو بیس سال میں بھی حاصل نہ ہو سکیں اس کے بعد میں بغداد میں وعظ کہتا رہا پھر میں نے آپ سے مصر واپس جانے کی اجازت لی آپ نے مجھ کو اجازت دی اور فرمایا کہ جب تم دمشق پہنچو گے تو

وہاں تم کو ترکی کی فوج ملے گی جو مصر پر قبضہ کرنے کی غرض سے آئی ہوگی تم ان سے کہنا کہ تم اس سال اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے اس لئے تم واپس جاؤ پھر آئندہ دوسرے سال تم کامیاب ہو سکو گے چنانچہ جب میں دمشق میں پہنچا تو مجھ کو ترکی کی فوج ملی جو کچھ آپ نے ان کی بابت مجھ سے فرمایا تھا وہ میں نے ان سے کہہ دیا لیکن انہوں نے میرا کہنا نہ مانا بعد ازاں جب مصر میں پہنچا تو وہاں جا کر دیکھا کہ خلیفہ مصر ان سے مقابلہ کی تیاریاں کر رہا تھا میں نے اس سے کہا کہ کوئی خوف کی بات نہیں ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے بلکہ تمہاری ہی فتح ہوگی بالآخر ترکی فوج نے مصر پر حملہ کیا اور شکست کھا کر واپس ہوئی خلیفہ مصر نے میری بڑی عزت کی اور مجھ کو اپنا مصاحب اور رازدار بنا لیا دوسرے سال ترکی سپاہ نے پھر چڑھائی کی اور اس دفعہ وہ مصر پر قابض ہو گئے اور انہوں نے بھی میری عزت کی غرضیکہ آپ کی صرف ایک بات سے مجھ کو دونوں دولتوں کی طرف سے ڈیڑھ لاکھ دینار حاصل ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالحسن شیخ زین الدین مذکور زمانہ سابقہ میں ہی مصر کی طرف آ رہے تھے، ابتداء میں ان کو تفسیر کی صرف ایک ہی کتاب یاد تھی مگر وہ مقبول خاص و عام ہو کر مصر میں بہت شہرت حاصل کر چکے تھے۔ بعد ازاں یہ اکابر محدثین سے ہو گئے اور لوگ ان سے بہت مستفید ہوئے اصل میں ان کی پیدائش دمشق تھی لیکن مصر میں آ کر بود و باش اختیار کر لی تھی اور ماہ رمضان المبارک 599 ہجری میں یہیں ان کا انتقال ہوا۔

مکان کی چھت سے ایک سانپ کا آپ کے سامنے گرنا اس وقت آپ کا استقلال اور آپ سے اس کا ہمکلام ہونا

احمد بن صالح الجلیلی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت (بغداد کے) مدرسہ نظامیہ میں آپ کے ساتھ موجود تھا اس وقت بہت سے علماء و فقراء آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ اس وقت قضاء و قدر کی بابت کچھ بیان فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک بہت بڑا سانپ آپ کے سامنے چھت سے گرا تمام لوگ ڈر کے مارے اٹھ کر بھاگ گئے مگر آپ نے باستقلال جنبش تک نہ کی اور اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تقریر فرماتے رہے۔ یہ سانپ

آپ کے کپڑوں میں گھس کر آپ کے تمام جسم پر پھرنے کے بعد آپ کے گلے کے پاس سے اتر کر زمین پر کھڑا ہو گیا اور آپ سے کچھ باتیں کر کے چلا گیا مگر اس کی باتوں کو کسی نے کچھ سمجھا نہیں اس کے بعد تمام لوگ پھر بدستور آ کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ اس نے آپ سے کیا کیا باتیں کیں آپ نے فرمایا: اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا مگر آپ جیسا کسی کو نہیں پایا اس کے جواب میں میں نے اس سے کہا کہ میں قضاء قدر میں گفتگو کر رہا تھا اس لئے تو میرے اوپر گرا کہ تو ایک زمین کا کیرا ہے قضاء و قدر ہی تجھ کو متحرک کرتی ہے تو نے چاہا کہ میرا قول و فعل دونوں برابر ہو جائیں۔
رضی اللہ عنہ

ایک دفعہ جامع منصورى میں ایک جن کا اژدھا بن کر آپ کے سامنے آنا

آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار شیخ عبدالقادر سے سنا آپ نے بیان فرمایا کہ میں ایک دفعہ جامع منصورى میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اثنائے نماز میں میں نے بورئے پر سے کسی چیز کے آنے کی آواز سنی بعد ازاں ایک اژدھا میرے سجدے کی جگہ منہ پھاڑ کر بیٹھ گیا جب میں سجدہ کرنے لگا تو میں نے اسے الگ کر کے سجدہ کیا پھر جب میں قعدہ میں بیٹھا تو یہ میری رانوں پر سے ہو کر میری گردن پر چڑھ گیا اس کے بعد جب میں سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا تو پھر وہ مجھ کو نظر نہیں آیا پھر دوسری صبح کو جامع موصوف کے ایک ویران حصہ میں پہنچ گیا تو یہاں مجھ کو ایک شخص آنکھیں پھاڑے ہوئے دکھائی دیا۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ جن ہے اس نے مجھ سے بیان کیا کہ کل آپ کے پاس اثنائے نماز میں میں ہی آیا تھا اسی طرح سے میں نے اکثر اولیاء اللہ کو آزمایا مگر آپ کی طرح کوئی ثابت قدم اور مستقل نہیں رہا بلکہ کسی کے ظاہر میں اور کسی کے باطن میں اضطراب پیدا ہو گیا اور آپ ظاہر و باطن دونوں میں ثابت قدم رہے ہیں پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی درخواست کی تو میں نے اسے توبہ کرائی۔ (رضی اللہ عنہ)

آپ کی دعا سے مریضوں کا شفا یاب ہونا

شیخ خضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ کی خدمت میں قریباً عرصہ تیرہ سال تک رہا اس اثناء میں میں نے آپ کے بہت سے خوارق عادات دیکھے۔ منجملہ ان کے ایک یہ واقعہ ہے کہ جس بیمار کے علاج سے اطباء عاجز آ جاتے تھے۔ وہ مریض آپ کے پاس آ کر شفا یاب ہو جاتا آپ اس کے لئے دعاء صحت فرماتے اور اس کے جسم پر اپنا دست مبارک رکھتے، خدائے تعالیٰ اسی وقت اسے صحت عطا فرماتا۔ رضی اللہ عنہ

مریض استسقاء

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ المستجد باللہ کے عزیزوں میں سے ایک مریض استسقاء آپ کے پاس لایا گیا اس کا پیٹ مرض استسقاء کی وجہ سے بہت ہی بڑھ گیا تھا آپ نے اس کے اوپر اپنا دست مبارک پھیرا تو اس کا پیٹ بالکل چھوٹا ہو گیا گویا کہ وہ بیماری ہی نہیں ہوا تھا۔ رضی اللہ عنہ

مریض بخار

ایک دفعہ ابو المعالی احمد البغدادی الحسینی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے انہوں نے آن کر بیان کیا کہ میرے فرزند محمد کو سو سال سے بخار آ رہا ہے اور کسی طرح سے نہیں اترتا آپ نے فرمایا: کہ تم اس کے کان میں جا کر کہہ دو کہ اے بخار! میرے لڑکے سے دور ہو کر (قریب) حلقہ میں چلا جا پھر ہم نے کئی سالوں کے بعد ان سے ان کے فرزند کا حال دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ جس طرح سے آپ نے مجھ کو فرمایا تھا وہی میں نے اس کے کان میں کہہ دیا۔ بعد ازاں اسے بخار نہیں ہوا اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ جب میں بغداد جاتا ہوں تو وہاں سے یہ خبر ضرور سنتا ہوں کہ اہل حلقہ اکثر بخار میں مبتلا رہتے ہیں۔

آپ کی دعا سے کبوتری کا انڈے دینا اور قمری کا بولنے لگنا

خضر الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ ابوالحسن علی الازجی بیمار ہو گئے تو آپ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے ایک کبوتری اور قمری کو دیکھا کبوتری کی بابت آپ سے بیان کیا گیا کہ عرصہ چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی اور قمری کی نسبت آپ سے

یہ بیان کیا گیا کہ اتنی ہی مدت سے یہ بولتی نہیں ہے آپ نے کبوتری کے نزدیک کھڑے ہو کر فرمایا: کہ تو اپنے مال سے فائدہ پہنچا اور قمری کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: کہ اپنے خالق کی تسبیح کر۔ خضر الحسینی کہتے ہیں کہ اسی وقت کبوتری انڈے دینے لگی اور بچے نکالے اور اس کی نسل بڑھی اور قمری بولنے لگ گئی حتیٰ کہ بغداد میں اس کی شہرت ہو گئی اور لوگ قمری کی باتیں سننے کے لئے آنے لگے۔

560 ہجری کا ذکر ہے کہ ایک دن آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ خضر! تم موصل چلے جاؤ وہاں پر تمہارے ہاں اولاد ہوگی اور پہلی دفعہ لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمد ہے جب اس کی عمر سات برس کی ہوگی تو اس کو بغداد کا ایک نابینا جس کا نام علی ہے اسے عرصہ چھ ماہ میں قرآن مجید زبانی یاد کرادے گا اور تم خود 94 سال چھ ماہ اور سات دن کی عمر پا کر شہر اربل میں انتقال کرو گے اور تمہاری قوت شنوائی و بینائی اور قویٰ اس وقت تک صحیح و تندرست رہیں گے چنانچہ ان کے فرزند ابو عبد اللہ محمد نے بیان کیا کہ میرے والد ماجد شہر موصل میں آکر رہے۔ وہاں غرہ ماہ صفر 561 ہجری میں پیدا ہوا جب میں سات برس کا ہوا تو میرے والد ماجد نے میرے لئے ایک جید حافظ کو مقرر فرمایا میرے والد بزرگوار نے ان کا نام اور وطن دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرا نام علی ہے اور بغداد کا رہنے والا ہوں اس کے بعد میرے والد ماجد نے ان سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ان واقعات کے متعلق پہلے ہی سے خبر دینا بیان کیا پھر جب 9 ویں صفر 625 ہجری کو شہر اربل میں میرے والد ماجد نے انتقال کیا تو اس وقت ان کی عمر پوری 94 سال چھ ماہ اور سات یوم تھی اور ان کے تمام حواس و قویٰ اس وقت بالکل ٹھیک تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔

آپ کے ایک مرید کا قول

عمر بن مسعود البزاز نے بیان کیا ہے کہ میری آنکھوں نے معارف و حقائق میں آپ جیسا عارف نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ آپ کے ایک مرید کی نسبت آپ سے بیان کیا گیا کہ وہ کہتا ہے کہ میں بعینہ اپنی انہی آنکھوں سے خدائے تعالیٰ کو دیکھتا ہوں آپ نے اسے بلوا کر اس امر کی بابت دریافت کیا کہ یہ جو تمہاری نسبت بیان کیا گیا ہے سچ ہے؟ اس نے اس کا

اقرار کیا تو آپ اس پر بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ پھر آئندہ تم کو ایسا نہیں کہہنا چاہئے۔

اس کے بعد آپ سے پوچھا گیا کہ آیا یہ شخص اپنے قول میں حق بجانب ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: حق بجانب ہے مگر اس کا حق بجانب ہونا ابھی اس پر ملتہس ہے کیونکہ اس نے اپنی بصیرت سے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور اس کی بصیرت کی شعاعیں اس کے نور شہود سے متصل ہیں اس سے اسے گمان ہوا کہ اس نے اپنی بصیرت سے دیکھا ہے وہ بعینہ اپنی بصارت سے، حالانکہ اس کی بصارت نے صرف بصیرت کو دیکھا مگر اسے اس کی خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ“ اللہ تعالیٰ نے دو دریا نکالے۔ (بیٹھے اور کھاری) جو ملتے ہیں اور پھر بھی وہ ایک دوسرے کی حد سے تجاوز نہیں کرتے۔

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے بندوں کے دلوں پر انوارِ جلال و جمال اتارتا ہے تو انوارِ جلال و جمال سے ان کے دل وہ شے حاصل کرتے ہیں جو کہ صورتوں کو صورتیں حاصل ہوا کرتی ہیں مگر درحقیقت یہاں پر صورتیں نہیں ہوتیں پھر انوارِ جلال و جمال کے بعد ردائے کبریائے الہی ہے جو کسی طرح سے چاک نہیں ہو سکتی اس وقت آپ کی خدمت میں بہت سے علماء و مشائخ حاضر تھے سب کے سب آپ کی اس فصیح تقریر سے نہایت محظوظ ہوئے اور ساتھ ہی آپ کی اس احسن بیانی سے کہ آپ نے کس خوبی سے اپنے مرید کا حال بیان فرمایا مرعوب بھی ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک چوہے کا چھت پر سے کئی دفعہ آپ کے اوپر مٹی گرا نا اور آپ کے فرمانے سے اس کا گر کر مر جانا

شیخ معمر جرادہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے کہ اس اثنا میں چھت سے دو تین بار کچھ مٹی گری آپ سے جھاڑتے گئے جب چوتھی دفعہ گری تو آپ نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا کہ ایک چوہا مٹی کھود کھود کر

گرارہا ہے آپ نے اس سے فرمایا: کہ تو اپنا سراڑا دے آپ کا یہ فرمانا تھا کہ فوراً اس چوہے کا سر ایک طرف اور دھڑ ایک طرف جا پڑا اس کے بعد آپ اپنا لکھنا چھوڑ کر بڑے آبدیدہ ہوئے میں نے عرض کیا حضرت! آپ اس وقت کیوں اس قدر آبدیدہ ہوئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ مبادا کسی مسلمان سے مجھ کو ایذا پہنچے تو اس کا بھی یہی حال ہو جو اس چوہے کا ہوا ہے۔

شیخ عمر بن مسعود کا بیان ہے کہ ایک روز آپ وضو کر رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کر دی یہ چڑیا اسی وقت گر کر مر گئی جب آپ وضو کر چکے تو آپ نے کپڑے کا اتنا حصہ دھویا اور اتار کر مجھ کو دیا کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دو یہ اس کا بدلہ ہے۔

آپ کا قیمتی لباس پہننا اور باطن میں ابوالفضل احمد کا اس پر معترض ہونا

ابوالفضل احمد بن القاسم بن عبدان القرشی البغدادی المزاز بیان کرتے ہیں کہ آپ قیمتی لباس زیب تن کیا کرتے تھے ایک دن آپ کا خادم میرے پاس آیا اور کہنے لگا مجھ کو ایک کپڑا دو، جو فی گز ایک دینار قیمت کا ہو اس سے کم قیمت کا نہ ہو اور نہ زیادہ قیمت کا غرضیکہ میں نے وہ کپڑا اسے دے دیا اور پوچھا کہ یہ کس کے لئے ہے؟ آپ کے خادم نے کہا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر کے لئے میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ نے امراء و سلاطین کا کوئی لباس نہیں چھوڑا میرے دل میں ابھی یہ بات نہیں گزری تھی کہ میرے پاؤں میں ایک میخ آ گئی جس سے میں مرنے کے قریب ہو گیا لوگوں نے میرے پاؤں سے اس میخ کے نکالنے کی بہت کوشش کی مگر کسی سے وہ میخ باہر نہ نکل سکی میں نے کہا: مجھ کو آپ کی خدمت میں لے چلو چنانچہ لوگوں نے مجھ کو لے جا کر آپ کے سامنے ڈال دیا آپ نے فرمایا: ابوالفضل! تم نے اپنے باطن میں مجھ سے کیوں تعرض کیا؟ خدا کی قسم میں نے یہ لباس نہیں پہنا مگر تا وقتیکہ مجھ سے اس کی نسبت کہا گیا کہ تم ایسی قمیص پہنو کہ جو فی گز ایک دینار قیمت کی ہو، ابوالفضل یہ مردوں کا کفن ہے اور مردوں کا کفن خوشنما ہوا کرتا ہے یہ میں نے ایک ہزار موت کے بعد پہنا ہے پھر آپ نے میرے پیر پر اپنا دست مبارک پھیرا تو اسی وقت درد جاتا رہا اور میں اٹھ کر بخوبی دوڑنے لگا اور بجز اپنے پیر کے میں نے اور کہیں اس میخ کو نہیں دیکھا نہ معلوم وہ

کہاں سے آئی تھی اور کہاں چلی گئی؟ پھر آپ نے فرمایا: جس کسی کو بھی مجھ پر اعتراض ہوگا اس کا وہ اعتراض اسی کی صورت میں بن جائے گا۔ رضی اللہ عنہ

خواب میں آپ کے خادم کا ستر عورتوں سے ہمبستر ہونا اور آپ کا اُس کی وجہ بتلانا

ابن الحسینی نے بیان کیا ہے کہ ایک رات کا واقعہ ہے کہ اس شب کو خواب میں آپ کے خادم نے ستر عورتوں سے جماع کیا جن سے بعض کو یہ جانتے تھے اور بعض کو نہیں جب یہ صبح کو اٹھے تو بہت حیران ہوئے اور آپ کی خدمت میں اپنی حالت بیان کرنے گئے آپ نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا: کہ گھبراؤ مت میں نے شب کو لوح محفوظ میں دیکھا کہ تم ستر عورتوں سے مرتکب زنا ہو گے اس لئے میں نے خدائے تعالیٰ کی جناب میں تمہارے لئے دعا کی کہ ان واقعات کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دے چنانچہ وہ بیداری سے خواب میں تبدیل کر دیئے گئے۔

آپ سے توسل کرنے کا بیان

شیخ علی النجاذ کا بیان ہے کہ شیخ ابوالقاسم عمر نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا: کہ جو کوئی اپنی مصیبت میں مجھ سے مدد چاہے یا مجھ کو پکارے تو میں اس کی مصیبت کو دور کروں گا اور جو کوئی میرے توسل سے خدائے تعالیٰ سے اپنی حاجت روائی چاہے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کرے گا یا جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص یعنی قل ہو اللہ احد پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور مجھ پر بھی سلام بھیجے اور اس وقت اپنی حاجت کا نام بھی لے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہوگی۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ دس پانچ قدم جانب مشرق میرے مزار کی طرف چل کر میرا نام لے اور اپنی حاجت کو بیان کرے۔ بعض کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل دو شعروں کو بھی پڑھے۔

اَيُّدِرْكُنِي ضَيْمٌ وَاَنْتَ ذَخِيْرَتِي

وَاُظْلَمُ فِي الدُّنْيَا وَاَنْتَ نَصِيْرِي

کیا مجھ کو کچھ تنگ دستی پہنچ سکتی ہے جبکہ آپ میرا ذخیرہ ہیں اور کیا دنیا میں مجھ پر ظلم ہو سکتا ہے جبکہ آپ میرے مددگار ہیں۔

وَعَارَ عَلٰی حَامِي الْحَمِي وَهُوَ مُنْجِدِي
اِذَا ضَلَّ فِي الْبِيْدَاءِ عِقَالُ بَعِيْرِي

بھیڑ کے محافظ پر خصوصاً جبکہ وہ میرا مددگار ہونگے و ناموس کی بات ہے کہ بیابان میں میرے اونٹ کی رسی گم جائے۔

ہر ماہ میں خلیفہ وقت کی طرف سے آپ کے واسطے خلعت آنا

شیخ عبداللہ الجبالی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اگر کوئی زینت لیکر آتا تو آپ اسے اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے تھے بلکہ آپ اسے فرما دیتے تھے کہ تم کچھ لائے ہو تو مصلے کے نیچے رکھ دو پھر بعد ازاں آپ اپنے خادم سے فرماتے کہ یہ زینت لے جا کر باورچی اور سبزی فروش کو دیدو ہر مہینے آپ کے واسطے خلیفہ کی طرف سے خلعت آیا کرتا تھا یہ خلعت آپ ابوالفتح الطحان کو دلوادیا کرتے تھے آپ ان کے ہاں سے فقراء اور مہمانوں کے واسطے آنا قرض لیا کرتے تھے خود آپ نے اس خلعت کو کبھی نہیں پہنا۔

خضر الحسینی بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن آپ کے ہمراہ جامع مسجد گیا ہوا تھا یہاں پر ایک تاجر نے آکر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس علاوہ زکوٰۃ کے کچھ مال ہے جس کو میں فقیروں اور مسکینوں کو دینا چاہتا ہوں لیکن مجھ کو اس وقت تک کوئی اس کا مستحق نہیں ملا لہذا آپ جس کو فرمائیں اس کو یہ مال دیدیا جائے یا خود آپ لیکر جسے چاہیں دیدیں آپ نے فرمایا: تم یہ مال مستحقین وغیر مستحقین دونوں کو دیدو۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نے ایک شکستہ دل فقیر کو دیکھا آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں دجلہ کے دوسرے کنارے جانا چاہتا ہوں اس

لئے میں ملاح کے پاس گیا تھا کہ مجھ کو کشتی پر سوار کرا کے عبور کرا دے مگر اس نے انکار کر دیا اس لئے وہ فقیر تنگ دستی کے سبب شکستہ دل ہو رہا تھا اسی اثناء میں ایک شخص 30 دینار آپ کے پاس نذرانہ میں لایا آپ نے یہ 30 دینار اس غریب کو دیکر فرمایا: کہ جاؤ، یہ 30 دینار اس ملاح کو جا کر دے دو اور کہہ دو کہ آئندہ پھر وہ کسی غریب کو واپس نہ کرے نیز اس فقیر کو آپ نے اپنا قمیص اتار کر دے دیا اور پھر بیس دینار میں آپ نے یہ قمیص اس سے خرید لیا۔

عبدالصمد بن ہمام کا آپ سے انحراف کرنے کے بعد آپ کی خدمت اختیار کرنا

ابوالیسر عبدالرحیم بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد بن ہمام جو ایک ثقہ اور ذی ثروت شخص گزرے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت انحراف رکھتے تھے صرف اس وجہ سے کہ لوگ آپ کے عجیب و غریب خوارق عادات بیان کرتے تھے مگر بعد میں انہوں نے آپ کی خدمت نہایت اہتمام سے اختیار کی اس سے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا جب آپ کی وفات ہو گئی تو میں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں ابتداء میں جو آپ سے انحراف رکھتا تھا، میرا آپ سے یہ انحراف محض میری بے نصیبی کی وجہ تھا۔ ایک وقت کا ذکر ہے کہ جمعہ کے روز مجھے آپ کے مدرسہ کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا میں اس وقت پیشاب پاخانہ بھی جانا چاہتا تھا مگر نماز عنقریب ہونے والی تھی اس لئے مجھ کو خیال ہوا کہ میں جلدی سے پہلے نماز پڑھ لوں پھر پیشاب پاخانہ جاؤں گا میں مسجد میں گیا اور منبر کے پاس جگہ خالی تھی میں وہاں بیٹھ گیا مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ جمعہ کی نماز آپ ہی پڑھائیں گے غرض لوگ بکثرت آگئے میں اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ گو اس وقت مجھ کو حاجت زیادہ معلوم ہوئی اس لئے میں رفع حاجت کے لئے اٹھنا بھی چاہتا تھا لیکن لوگوں کی کثرت آمد کی وجہ سے میں اٹھ نہ سکا اس کے بعد مجھ کو حاجت بے شدت معلوم ہوئی جسے میں کسی طرح روک نہیں سکتا تھا اتنے ہی میں آپ منبر پر چڑھے جس سے میری حالت اور بھی متغیر ہو کر آپ کا بغض میرے دل میں زیادہ ہو گیا مجھے اس وقت نہایت پریشانی ہوئی کہ میں کیا کروں۔ علاوہ بریں حاجت کے بے شدت ہونے کی وجہ سے قریب تھا کہ میرے کپڑے ناپاک ہو جاتے اس لئے میں نہایت مغموم ہو رہا تھا کہ اگر میرا پیشاب پاخانہ نکل گیا اور نکلنے

کے قریب تھا ہی تو لوگوں کو ضرور بدبو معلوم ہوگی اور میرے ہلنے زلت و رسوائی کا باعث ہوگا اس مصیبت سے بس میں لقمہ اجل ہو رہا تھا کہ اتنے میں آپ نے منبر پر سے دو تین سیڑھیاں اتر کر اپنی آستین مبارک میرے سر پر رکھی جس سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک باغیچہ میں ہوں جہاں پانی بہ رہا ہے میں نے یہاں استنجا وغیرہ کیا اور وضو کی دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد آپ نے اپنی آستین اٹھالی تو میں وہیں اپنی جگہ منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس سے مجھے نہایت تعجب ہوا بعد ازاں میں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو دیکھا تو مقامات وضو کی نمی میرے کپڑوں میں موجود تھی مجھے اس سے اور بھی زیادہ حیرت ہوئی غرضیکہ جب نماز ہو چکی اور میں واپس ہونے لگا تو مجھے اپنا رومال دستی جس میں میری کنجیاں بندھی ہوئی تھیں نہیں ملا جس جگہ پر میں بیٹھا ہوا تھا میں نے وہاں بہت ڈھونڈا مگر کچھ پتہ نہ چلا میں گھر چلا آیا اور اپنے صندوق کو قفل ساز سے کھلوا لیا میں اسی وقت اپنی کسی مہم کی وجہ سے عراق عجم کا قصد کر رہا تھا چنانچہ میں اسی روز کی صبح کو روانہ بھی ہو گیا جب ہم دو منزلیں طے کر کے تیسری منزل پر جا رہے تھے تو اس راہ میں ایک مقام ملا جہاں ایک باغیچہ بھی لگا ہوا تھا اور پانی بہ رہا تھا میرے رفقاء نے مجھ سے کہا: کہ ہمیں آگے پانی ملتا نظر نہیں آتا اس لئے ہم یہیں اتر کر نماز پڑھ لیں اور کھانا وغیرہ بھی کھالیں۔ غرض میں نے اتر کر دیکھا تو بے شک وہی مقام تھا کہ جسے میں اس جمعہ کے روز دیکھ چکا تھا میں نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے قصد سے آگے بڑھا ہی تھا کہ وہی اپنا دستی رومال مع کنجیوں کے پڑا مل گیا مجھے نہایت ہی حیرت ہوئی آخر میں اپنا سفر پورا کر کے واپس ہوا تو واپسی سے میرا اصلی مقصد یہ تھا کہ بغداد پہنچتے ہی آپ کی خدمت اختیار کروں میں اس واقعہ کو کسی سے بیان نہیں کرتا ہوں کہ کہیں سامعین کو اس میں شک گزرے اور وہ مجھے جھوٹا سمجھیں میں نے کہا: کہ نہیں آپ نے جو کچھ دیکھا ہے وہ سب بیان کیجئے آپ کی نسبت کسی کو ایسا خیال نہیں ہو سکتا اس کے بعد انہوں نے کہا: کہ بس مجھ کو اب اس سے زیادہ بیان کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ بہت سے ثقہ لوگوں نے اس قسم کے واقعات بکثرت بیان کئے ہیں میں نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا بڑا فضل و کرم کیا تو یہ کہنے لگے کہ میں بے شک خدائے تعالیٰ کا بڑا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس حال

میں نہیں مارا۔ الحمد لله حمداً كثيراً۔

آپ کا ایک مرغی کی ہڈیاں جمع کر کے باذنہ تعالیٰ اُس کا زندہ کرنا

شیخ محمد بن قائد الاوانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک عورت اپنے لڑکے کو لیکر آئی اور کہنے لگی میں نے اس لڑکے کو دیکھا کہ وہ آپ سے بہت انسیت رکھتا ہے اس لئے میں اپنا حق چھوڑ کر اسے محض لوجہ اللہ آپ کو دیتی ہوں آپ نے اس لڑکے کو لے لیا اور اسے محنت و مجاہدہ میں ڈال دیا۔ ایک دفعہ یہ عورت آئی تو اپنے لڑکے کو دبلا پتلا اور زرد رو پایا اور اس نے آپ کو دیکھا کہ جو کی چپاتیاں مرغی کے گوشت سے تناول فرما رہے ہیں، یہ عورت کہنے لگی کہ آپ تو مرغی کے سالن سے روٹی کھاتے ہیں اور میرے لڑکے کو جو کی روکھی روٹیاں کھلاتے ہیں آپ نے اس کی ہڈیاں جمع کیں اور ان پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا ”قَوْمِي بِإِذْنِ اللَّهِ الَّذِي يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ“ تو بحکم الہی جو کہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے اٹھ کھڑی ہو مرغی اٹھ کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ وَلِيُّ اللَّهِ“ پھر آپ نے اس عورت سے فرمایا: تیرا لڑکا جب اس قابل ہو جائے گا تو اس وقت اس کا اختیار ہے جو چاہے سو کھائے۔

اولیاء اللہ کی حیات و ممات میں ان کے تصرفات پر انعقاد اجماع

جمہور علماء و فقراء کا اس بات پر اتفاق ہے اور کتب قدیم اس سے بھری ہوئی ہیں کہ جو اولیاء اللہ کہ صاحب تصرف تام ہوتے ہیں جن کو خدائے تعالیٰ منتخب کر کے اپنے بندگان خاص میں داخل و شامل فرماتا ہے جس طرح سے کہ ان سے تصرفات و خوارق عادات زندگی میں صادر ہوتے ہیں اسی طرح ان کی وفات کے بعد بھی ان کی قبور پر ظہور میں آنے ہیں۔

منجملہ ان کے سیدنا و مولانا قد و تالی اللہ تعالیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ

۱۔ قال حجة الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه من يستمد فی حیاته يستمد بعد مماته (یعنی جس سے بحالت حیات مدد لی جاسکتی ہے اس سے بعد ممات بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے ویکے از مشائخ گفتہ کہ چہار کس از اولیاء دیدم کہ در قبور خود تصرف میکنند مثل تصرف ایشان در حیات یا بیشتر۔

از ان جملہ شیخ معروف کرنی و شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

الشیوخ معروف بابن محفوظ فیروز الدین مرزبان الکرخی رحمۃ اللہ علیہ و شیخ واصل الی اللہ عقیل
 المنجی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ کامل حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سادات و قواد اولیائے
 کرام سے ہیں اور چار پانچ مشائخ سادات صلحاء سے ہیں جو کہ باذن اللہ مردے کو زندہ اور
 اندھے کو بینا اور مبروص، کوڑھی کو اچھا کرتے تھے وہ القطب الربانی و الغوث الصمدانی
 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی موصوف الصدر اور شیخ جلیل القدر سیدی احمد الرفاعی رضی اللہ
 عنہ و قدوة السالکین شیخ علی بن الہبتی رحمۃ اللہ علیہ و قدوة الصلحاء شیخ بقاء بن بطوہیں۔ رضی
 اللہ عنہم اسی طرح سادات سلوک چار ہیں۔ شیخ کامل موصلی سلمۃ بن نعمہ الروجی رحمۃ اللہ علیہ
 و قدوة العارفین شیخ حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ علیہ و حجۃ الشیوخ تاج العارفین ابو الوفاء محمد
 کاکیس رحمۃ اللہ علیہ و العابد الزاہد المجاہد شیخ محمد بن مسافر۔ نَفَعْنَا اللَّهُ بِهِمْ فِي الدُّنْيَا
 وَالْآخِرَةِ

مندرجہ بالا مشائخ کے مناقب و فضائل بالتفصیل جیسا کہ ہم اوپر بھی بیان کر چکے ہیں
 عنقریب آگے مذکور ہوں گے۔

شیطان لعین کی دھوکہ دہی

شیخ علی الخباز بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے شیخ ابو الحفص الکیمانی نے بیان کیا کہ میں ایک
 دفعہ اپنے خلوت خانہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دیوار میں سے ایک نہایت مکروہ صورت شخص نکلا میں
 نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: کہ میں ابلیس ہوں۔ تمہیں ایک نصیحت کرنے
 آیا ہوں میں نے پوچھا: وہ کیا؟ تو کہنے لگا کہ میں تمہیں نشست مراقبہ سکھاتا ہوں اور سرین
 کے بل آ کر وہ بیٹھ گیا پنڈلیوں کو ہاتھوں سے لپیٹ لیا اور سردنوں گھٹنوں پر ڈال کر کہنے لگا:
 کہ یہ نشست مراقبہ ہے پھر صبح کو میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
 بابرکت میں حاضر ہوا تاکہ آپ سے اس واقعہ کو بیان کروں میں نے آ کر آپ سے مصافحہ کیا
 تو آپ سے میرے ہاتھ رکے رہے، میرے بیان کرنے سے پہلے آپ نے فرمایا: کہ عمر اس
 نے سچ کہا لیکن وہ بڑا جھوٹا ہے آئندہ سے اس کی کوئی بات نہ ماننا۔ شیخ ابوالحسن موصوف بیان
 کرتے ہیں کہ پھر شیخ ابو حفص سیمانی قریباً 40 سال تک اسی طرح مراقبہ کرتے رہے۔ رضی

آپ کا اظہار مافی الضمیر

شیخ بدیع الدین خلط بن عیاش الشارعی الشافعی بیان کرتے ہیں کہ شافعی زمانہ ابو عمرو عثمان السعدی نے کتاب مسند الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تلاش کرنے کے لئے مجھ کو بغداد بھیجا جب میں بغداد گیا تو میں نے وہاں دیکھا کہ ہر خاص و عام کی زبان پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام مذکور ہے اس لئے مجھے خیال ہوا کہ اگر فی الحقیقت آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں تو آپ میرے مافی الضمیر کو ضرور پہچان لیں گے میں اس وقت عادت امور کا خیال کر کے آپ کی خدمت میں گیا۔ وہ یہ کہ میں نے خیال کیا کہ جب میں آپ کی خدمت میں پہنچوں گا اور آپ کو سلام کروں گا تو آپ میرے سلام کا جواب نہ دیں گے بلکہ میری طرف سے منہ پھیر لیں گے اور اپنے خادم سے فرمائیں گے کہ جاؤ ایک ٹکڑا کھجور کا جو کہ ان کی پیشانی کے داغ کے برابر ہو ایک سبز (ترکاری کا ٹکڑا) جو وزن میں دو دانگ کے برابر ہو اور اس سے کم یا زیادہ نہ ہو لے آؤ پھر جب یہ ٹکڑے آپ کے پاس لائے جائیں گے تو اب آپ بدوں میرے کہے میرے سر پر ٹوپی رکھیں گے اس کے بعد آپ مجھے سلام کا جواب دیں گے۔ شیخ بدیع الدین بیان کرتے ہیں کہ پھر فوراً یہ خیال کر کے میں آپ کی خدمت میں گیا آپ اس وقت اپنے مدرسہ کی محراب میں تشریف رکھتے تھے آپ نے میری طرف ایک نظر دیکھا جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ نے میرے مافی الضمیر کو دریافت کر لیا غرضیکہ میں نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے سلام کا جواب نہ دیا اور میری جانب سے منہ پھیر کر اپنے خادم سے فرمایا: کہ ان کی پیشانی کے داغ کے برابر ایک کھجور کا ٹکڑا اور دو دانگ کے برابر ایک سبز ترکاری کا ٹکڑا جو کہ اس سے نہ تو کم ہو اور نہ زیادہ لے آؤ۔ خلاصہ مرام (مراد۔ مطلب۔ مقصد) یہ کہ میں نے جو کچھ خیال کیا تھا وہ بحسنہ آپ نے پورا کر دکھایا اور اس میں سرموذرا بھی فرق نہ ہوا پھر جب آپ کا خادم وہ ٹکڑے لے کر آ گیا تو آپ نے کھجور کا ٹکڑا میری ٹوپی میں رکھ دیا تو ایسا معلوم ہوا کہ میری ٹوپی بعینہ اسی کا قالب ہے اور ترکاری کا ٹکڑا آپ نے میرے سامنے رکھ دیا پھر آپ نے مجھے ٹوپی پہنا کر

سلام کا جواب دیا اور فرمایا کیوں تم نے یہی خیال کیا تھا؟ اس کے بعد میں نے آپ کی خدمت اختیار کی اور آپ سے علم حاصل کیا اور حدیث بھی آپ ہی کو سنائی۔ (مؤلف بیان کرتے ہیں) کہ پھر یہ آپ سے علم و فضل حاصل کر کے مصر میں جا کر رہے اور مشاہیر علماء و صلحاء اور اکابر علمائے محدثین سے ہوئے اور انہوں نے ہی اپنے تلامذہ کو خرقہ قادر یہ پہنایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

شیخ جمال الدین ابن الجوزی کا آپ کی وسعتِ علم دیکھ کر قال سے حال کی

طرف رجوع کرنا

حافظ ابو العباس احمد بن احمد البزنجی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ میں اور شیخ جمال الدین ابن الجوزی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ترجمہ پڑھا رہے تھے۔ قاری نے ایک آیت پڑھی اور آپ نے اس کے وجوہات بیان فرمانے شروع کئے میں نے پہلی وجہ پر شیخ جمال الدین موصوف سے پوچھا کہ آپ کو یہ وجہ معلوم ہے تو انہوں نے کہا: ہاں! پھر آپ نے ایک وجہ بیان فرمائی میں نے شیخ موصوف سے پوچھا: کہ یہ وجہ آپ کو معلوم ہے انہوں نے کہا: ہاں! یہاں تک کہ آپ نے اس آیت کریمہ کے متعلق گیارہ وجوہات بیان فرمائیں اور ہر ایک وجہ پر میں شیخ موصوف سے پوچھتا گیا کہ آپ کو یہ وجہ معلوم ہے تو شیخ موصوف ہر ایک وجہ کی نسبت کہتے گئے کہ ہاں یہ وجہ مجھے معلوم ہے اس کے بعد آپ نے ایک اور وجہ بیان کی جس کی نسبت شیخ موصوف سے میں نے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: کہ یہ وجہ مجھ کو معلوم نہیں اسی طرح آپ نے پوری چالیس وجوہات بیان فرمائیں اور ہر ایک وجہ کو اس کے قائل کی طرف بھی منسوب کرتے گئے اور اخیر تک ہر وجہ پر شیخ موصوف نے کہا: کہ مجھے اس کا علم نہیں آپ کی وسعتِ علم پر نہایت متعجب ہو کر کہنے لگے کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ) ان کا یہ کہنا تھا کہ مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا اور شیخ موصوف نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

آپ کا مشغلہ علمی

محمد بن حسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تیرہ علوم میں تقریر فرمایا کرتے تھے آپ کے مدرسہ میں ایک درس فروعات مذہبی پر اور ایک اس کے خلافت پر ہوا کرتا تھا ہر روز دن کو اول و آخر آپ تفسیر و حدیث اور اصول و علم نحو وغیرہ کا درس دیتے تھے اور قرآن مجید (یعنی اس کا ترجمہ) آپ بعد ظہر پڑھایا کرتے تھے۔

آپ کا فتویٰ دینا

عمر الہمز از بیان کرتے ہیں کہ عراق کے سوادِ مگر بلاد سے بھی آپ کے پاس فتویٰ آیا کرتے تھے جب آپ کے پاس کوئی فتویٰ آتا تو آپ کو اس میں غور و فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی تھی، کسی فتویٰ کو بھی آپ اپنے پاس نہ رکھتے تھے بلکہ اسے پڑھ کر اسی وقت اس کے ذیل میں اس کا جواب تحریر فرمادیتے تھے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے مذہب پر آپ فتویٰ دیا کرتے تھے آپ کے فتوے علمائے عراق پر بھی پیش ہوتے تھے تو ان کو آپ کے سرعت جواب پر نہایت تعجب ہوتا جو کوئی بھی آپ کے پاس علومِ دینیہ میں سے کوئی سا بھی علم حاصل کرنے آتا تو وہ آپ کے علم میں آپ کا ہمیشہ محتاج اور دوسروں پر فائق رہتا۔

ایک عجیب و غریب فتویٰ

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بلادِ عجم سے ایک فتویٰ آپ کے پاس آیا اس سے پیشتر یہ فتویٰ علمائے عراق پر پیش ہو چکا تھا مگر کسی نے بھی اس کا جواب شافی نہ دیا۔

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اکابر علمائے شریعت مندرجہ ذیل مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ

۱۔ سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضلعی المذہب تھے مذہبِ شافعی کے مطابق گاہے گاہے فتویٰ دینا مسائلِ افتائیہ میں تماثلہم۔ ولائکن من القاصرین۔ مترجم

ایک شخص نے طلاقِ ثلاثہ کے ساتھ اس بات کی قسم کھائی کہ وہ ایک ایسی عبادت کرے گا کہ جس میں وہ یہ عبادت کرتے وقت تمام لوگوں سے محترم ہوگا۔ بینوا توجروا۔ جب آپ کے پاس یہ فتویٰ آیا تو آپ نے اسے پڑھ کر فوراً لکھ دیا کہ یہ شخص مکہ معظمہ جا کر خانہ کعبہ کو خالی کرائے اور سات دفعہ اس کا طواف کر کے اپنی قسم اتارے چنانچہ یہ جواب ملتے ہی مستفتی اسی روز مکہ معظمہ روانہ ہو گیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

محمد بن ابوالعباس کا ایک مجمع مشائخین میں آپ کو خواب میں دیکھنا

محمد بن ابی العباس الخضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ 551ھ کا واقعہ ہے کہ آپ کے مدرسہ میں میں نے خواب میں دیکھا کہ مشائخ بحر و بر جمع ہیں جن کے صدر آپ ہیں ان میں سے بعض کے سر پر صرف عمامہ اور عمامہ پر ایک چادر اور بعض کے عمامہ پر دو چادریں اور آپ کے عمامہ پر تین چادریں دیکھیں میں اپنے خواب میں سوچتا رہا کہ آپ کے عمامہ پر تین چادریں کیسی ہیں؟ اتنے میں میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے سر ہانے کھڑے فرما رہے ہیں کہ ایک شریعت کی اور دوسری حقیقت کی اور تیسری بزرگی و عظمت کی۔

اولیائے وقت کا آپ سے تعہد

شیخ ابوالبرکات صخر بن صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں کہ اولیائے زمانہ میں سے آپ سے ہر ایک کا عہد تھا کہ وہ اپنے ظاہر و باطن میں آپ کے بدوں (بغیر اجازت) کچھ تصرف نہ کر سکیں گے آپ کو مقام حضرت القدس میں ہم کلام ہونے کا مرتبہ حاصل تھا آپ ان اولیائے کرام میں سے ہیں کہ جن کو حیات و ممات دونوں میں تصرف تام حاصل ہوتا ہے رضی اللہ عنہ و رضی اللہ عنابہ

شیخ علی بن ابیہتی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور شیخ بقاء بن بطوہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر زیارتِ قبر کے لئے گئے اس وقت میں نے مشاہدہ کیا کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قبر سے نکل کر آپ کو اپنے سینے سے لگایا کہ شیخ عبدالقادر میں علم شریعت و علم حقیقت و علم حال میں تمہارا محتاج

ہوں۔

ایک دفعہ میں آپ کے ساتھ معروف کرنی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لئے گیا آپ نے فرمایا: ”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخَ مَعْرُوفَ عَبْرَتِنَاكَ بِدَرَجَتَيْنِ“ (یعنی ہم تم سے دو درجہ بڑھ گئے) تو شیخ موصوف نے اپنی قبر میں سے جواب دیتے ہوئے فرمایا ”وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ يَا سَيِّدَ أَهْلِ زَمَانِهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ“

آپ کی مجلس وعظ میں جنات کا آنا

ابونظر بن عمر البغدادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک دفعہ بذریعہ عمل جنات کو بلایا تو اس وقت ان کے حاضر ہونے میں معمول سے زیادہ دیر ہوئی جب وہ میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ جس وقت ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں ہوں اس وقت تم ہم کو نہ بلایا کرو میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ کی مجلس میں تم لوگ بھی جایا کرتے ہو انہوں نے کہا: کہ آپ کی مجلس میں بہ نسبت انسانوں کے ہم لوگ بکثرت ہوتے ہیں۔

ایک بزرگ کا خواب

ابوالفرح الدوریہ و عبدالحکیم الاثری و یحییٰ الصرصری علی بن محمد الشہر بانی وغیرہ مشائخ بیان فرماتے ہیں کہ 610ھ کا واقعہ ہے کہ ہم لوگ ایک دن شیخ علی بن ادریس یعقوبی کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتنے میں شیخ عمر المریدی المعروف تبریدہ آپ کی خدمت میں آئے آپ نے ان سے فرمایا: کہ تم اپنا خواب بیان کرو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور انبیاء اور ان کے ہمراہ ان کی امتیں چاروں طرف سے چلی آرہی ہیں کسی کے ہمراہ ایک اور کسی کے ہمراہ دو آدمی ہیں اتنے میں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کی امت دریا کی موجوں یا شب کی طرح چھائی ہوئی چلی آرہی ہے انہیں میں بہت سے مشائخ ہیں اور ہر ایک مشائخ کے ساتھ ان کے مرید ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے حسب مراتب فضیلت رکھتے ہیں پھر

ان مشائخ میں میں نے ایک اور بزرگ کو دیکھا کہ جن کے ہمراہ بہت سی خلقت ہے جو دوسروں پر فضیلت رکھتی ہے میں نے ان کی نسبت پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں میں نے آگے بڑھ کر آپ سے کہا کہ حضرت کل مشائخ میں میں نے آپ سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا اور نہ آپ کے اتباع سے دوسروں کے اتباع کو بہتر دیکھا تو آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنائے۔

إِذَا كَانَ مِنَّا سَيِّدٌ فِي عَشِيرَةٍ
عَلَاهَا وَإِنْ ضَاقَ الْخُنَاقُ حَمَاهَا

جس قبیلہ میں ہمارا سردار موجود ہوگا تو وہ سب پر غالب رہے گا اور اگر ان پر کوئی سختی آئے گی تو وہ ان کی حمایت کرے گا۔

وَمَا اخْتَرْتُ إِلَّا وَأَصْبَحَ شَيْخَهَا
وَلَا أَفْتَخَرْتُ إِلَّا وَكَانَ فَتَاهَا

اور وہ آزمائش میں پورا نہ اترے گا مگر جب سے کہ یہ اس کا سردار ہے اور نہ وہ کسی بات پر فخر کر سکے گا مگر تب ہی کہ یہ ان میں موجود ہو۔

وَمَا ضُرِبَتْ بِأَلَا بُرَيْقِينَ خِيَامُنَا
فَأَصْبَحَ مَأْوَى الطَّارِقِينَ سِوَاهَا

اور جہاں کہیں بھی خواہ ابرقان ہی میں جب ہمارے خیمے گاڑے تو اس طرف سے ہر گزرنے والے نے اپنا راستہ موڑا۔

جب میں پیدا ہوا تو یہ اشعار میری زبان پر تھے شیخ محمد الخياط بھی اس وقت موجود تھے۔ شیخ علی بن ادیس موصوف نے آپ سے کہا کہ اسی مضمون سے متعلق آپ کے اشعار اگر آپ کو یاد ہوں تو سنائیے تو آپ نے اس وقت مندرجہ ذیل اشعار سنائے۔

هِنِيَاءٌ لِصَاحِبِي أَنِّي قَائِدُ الرَّكْبِ
أَسِيرُ بِهِمْ قَصْدًا إِلَى مَنْزِلِ الْمَرْجَبِ

میرے احباب کو مبارک ہو کہ میں امیر لشکر ہوں میں انہی کے لئے جاتا ہوں

ایک وسیع میدان میں انہیں جاتا رہا۔

وَ أَكْنِفُهُمْ وَالْكُلُّ فِي سُغْلِ أَمْرِهِ

وَ أَنْزَلَهُمْ فِي حَضْرَةِ الْقُدْسِ مِنْ رَبِّي

وہ سب کے سب اپنے کام میں مصروف ہیں اور ان کی رہائش مقام کی فکر مجھ کو

ہے میں ان کو لے جا کر مقامِ حضرت القدس میں جاتا رہا

وَلِي مَعَهذُ كُلِّ الطَّائِفِ دُونَهُ

وَلِي مُنْهَلٌ عَذْبُ الْمَشَارِبِ وَالشَّرْبِ

مجھ کو ایک ایسی منزل معلوم ہے کہ تمام آسائشیں جس کے آگے ہیج ہیں جہاں

ایسا پانی ہے کہ جو تمام پانیوں سے زیادہ شیریں و خوش مزہ ہے۔

وَ أَهْلُ الصَّفَا يَسْعُونَ خَلْفِي وَ كُتْلُهُمْ

لَهُمْ هِمَّةٌ أَمْضَى الصَّادِمِ الْعَضْبِ

اہلِ باطن میرے پیچھے پیچھے دوڑے چلے آ رہے ہیں ان کی عالی ہمتی ایسی ہے

جو تلوار سے زیادہ کام دیتی ہے۔

آپ کے بعض اقوال

حافظ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ شیخ عبداللہ الجبالی نے مجھ کو خط لکھا انہی کے خط سے میں مندرجہ ذیل مضمون نقل کرتا ہوں۔

شیخ موصوف نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا اشغال اور آخرت اہوال ہے بندہ انہی دونوں کے درمیان رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا ٹھکانا جنت یا دوزخ میں قرار پاتا ہے۔ ”رَبَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِحَبِيبِكَ الْمُخْتَارِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“

مسلمان کے دل پر ستارہ حکمت و ماہتاب علم اور آفتاب معرفت کا طلوع ہونا

شیخ عبداللہ الجبالی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی بعض مجالس میں بیان فرمایا ہے کہ

پہلے مسلمان کے دل پر حکمت کا ستارہ طلوع کرتا ہے کہ اس کے بعد ماہتاب علم پھر آفتاب معرفت طلوع کرتا ہے۔ ستارہ حکمت کی روشنی سے وہ دنیا کو اور ماہتاب علم کی روشنی سے وہ آخرت کو اور آفتاب معرفت کی روشنی سے وہ مولا کو دیکھتا ہے۔

نیز! آپ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ دہنوں کی طرح چشم اغیار سے مخفی رہتے ہیں۔ ذو محرم و صاحب راز کے سوا انہیں (یعنی ان کے مراتب کو) اور کوئی نہیں جانتا اور نہ پہچانتا ہے۔

ایک صحابی جن سے ملاقات

علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن العماد الاقفسی الشافعی اپنی کتاب نظم الدرر فی ہجرت خیر البشر میں جس جگہ انہوں نے جنات کا جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن مجید سن کر اسلام لانا بیان کیا ہے اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ منجملہ ان کے ایک جن سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ملاقات ہوئی۔

دعا کے تین درجے

کسی نے آپ سے دعا کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: دعا کے تین درجے ہیں۔ اول: تعریض، دوم: تصریح، سوم: اشارہ۔ تعریض سے دعا بکنایہ کرنا اور امر ظاہر کو کر کے امر مخفی طلب کرنا مراد ہے جیسا کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "لا تکلنا الی تدبیرا نفسنا طرفۃ عین" (یعنی اے پروردگار! تو ہمیں صرف ظاہری اسباب پر ایک لمحہ کیلئے بھی نہ چھوڑ) اور تصریح یہ ہے کہ جسے صاف لفظوں میں بیان کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ" (اے پروردگار! تو اپنے آپ کو دکھلا کہ میں بھی تجھے ایک نظر دیکھوں) اور اشارہ یہ ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ نُحِی الْمَوْتِی" جس میں آپ نے احیاء مولیٰ کی طرف اشارہ کیا یعنی اے پروردگار! تو مجھ کو دکھا کہ تو (قیامت کے دن) مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔

آپ کی ادعیہ (دعائیں)

آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد اپنی مجالس میں مندرجہ ذیل ادعیہ پڑھا کرتے تھے۔ بعض مجالس میں آپ یہ دعا فرماتے:

”اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِوَصْلِكَ مِنْ صَدِّكَ وَبِقُرْبِكَ مِنْ طَرْدِكَ وَبِقَبُولِكَ مِنْ رَدِّكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ أَهْلِ طَاعَتِكَ وَوَدِّكَ وَاهْلُنَا بِشُكْرِكَ وَحَمْدِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“

اے اللہ! ہم تیرے وصال کے بعد روک دیئے جانے سے اور تیرے مقرب بن کر نکال دیئے جانے سے اور تیرے مقبول ہونے کے بعد مردود ہونے سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ! تو ہمیں اپنی اطاعت و عبادت کرنے والوں میں سے کر دے اور ہمیں توفیق دے کہ تیرا شکر ادا کریں اور تیری حمد کرتے رہیں۔

بعض مجالس میں آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

”اللهم نسئلك ايما ناصح للعرض عليك و ايقانا نقف به في القيامة بين يديك وعصمة تنقذنا بها من ورطات الذنوب و رخصه تطهرنا بها من دنس العيوب و علما نفقه به اوامرک ونواهيك و فهما نعلم به كيف نناجيك واجعلنا في الدنيا والاخرة من اهل ولايتك و املاء قلوبنا بنور معرفتك و اكحل عيون عقولنا بائمه هدايتك و احرس اقدام افكارنا من مزلق مواطى الشبهات و امنع طيور نفوسنا من الوقوع في شبك موبقات الشهوات و اعنا في اقامه الصلوة على ترك الشهوات و امح سطور سياتنا من جرائد اعبالنا بايد الحسنات كن لنا حيث ينقطع الرجاء منا اذا اعرض اهل الجود بوجوههم عنا حين تحصل في ظلم الحدود اهائن افعالنا الى يوم الشهود و انجر عبدك الضعيف على ما الف و اعصمه من الزلل و وقفه و الحاضرين لصحاله القول و العمل و اجر على لسانه ما ينتفع به

السامع وتذرف له المدامع ويكمن القلب العاشع واغفرله
وللحاضرين ولجميع المسلمين۔“

ترجمہ: اے اللہ! تو ہمیں اس درجہ کا ایمان دے کہ جو تیرے حضور میں پیش
ہونے کے لائق ہو اور اس درجہ کا یقین عطا فرما جس کی قوت سے ہم قیامت
کے دن تیرے رو برو ٹھہر سکیں اور ایسی عصمت نصیب کر کہ جو ہمیں گناہ و
معصیت کے گرداب سے نجات دے۔ ہم پر اپنی رحمت نازل کرتا کہ ہم ہمیشہ
عیوب کی گندگی سے پاک و صاف رہیں ہمیں وہ علم سکھلا جس سے ہم تیرے
احکام کو سمجھیں اور وہ فہم دے جس سے ہم تیری درگاہ میں دعا کرنا سیکھیں۔
اے اللہ! تو ہمیں دنیا و آخرت میں اہل اللہ سے کر اور ہمارے دلوں میں اپنی
معرفت بھر دے۔ (اے اللہ!) ہماری عقل کی آنکھوں میں اپنی ہدایت کا سرمہ
لگا اور افکار کے قدم شبہات کے موقعوں پر پھسلنے سے اور ہماری نفسانیت کے
پرندوں کو خواہشات کے آشیانوں میں جانے سے روک لے۔ ہماری شہوات
سے ہمیں نکال کر نمازیں پڑھنے روزے رکھنے میں ہماری مدد کر ہمارے
گناہوں کے نقوش کو ہمارے اعمال نامہ سے نیکوں کے ساتھ مٹا دے۔ اے
اللہ! جبکہ ہمارے افعال مرہونہ ظلم کی قبروں میں مدفون ہونے کے قریب ہوں
اور تمام اہل جو دو سخا ہم سے منہ موڑنے لگیں اور ہماری امیدیں ان سے منقطع
ہو جائیں تو اس وقت تو ہمارا قیامت میں والی اور مددگار بن اور ناچیز بندے کو
جو کچھ کہہ کر رہا ہے اس کا اجر دے اور لغزشوں سے اسے محفوظ رکھ اے اور کل
حاضرین کو نیک بات اور نیک کام کی توفیق دے اور اس کی زبان سے وہ بات
نکلوا جس سے سامعین کو نفع ہو اور جس کے سننے سے آنسو بہنے لگیں اور سخت دل
بھی نرم ہو جائیں خداوند! اے اور تمام حاضرین اور کل مسلمانوں کو بخش
دے۔

آپ اپنے وعظ کو مندرجہ ذیل الفاظ سے ختم کیا کرتے تھے۔

جعلنا الله واياكم ممن تنبه لخدمته و تنزه عن الدنيا و تذكر
يوم حشره واقضى اثار الصالحين. اللهم انت ولي ذلك و القادر
عليه يا رب العالمين.

ترجمہ: ہمیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں سے کرے جو اس کی اطاعت و
فرمانبرداری سے متنبہ اور دنیا و مافیہا سے بے لوث ہو کر میدان حشر کو یاد رکھتے
اور سلف صالحین کے قدم بقدم چلتے ہیں اے اللہ! تو بیشک ایسا کر سکتا ہے اور
ایسا کرنے پر تجھ کو ہر وقت قدرت حاصل ہے۔

اسی کے حسب حال یہاں ایک شعر بھی لکھا گیا ہے۔ وهو هذا

وَمَنْ يَتْرُكْ الْاَثَارَ قَدْ ضَلَّ سَعِيَهُ

وَهَلْ يَتْرُكْ الْاَثَارَ مَنْ كَانَ مُسْلِمًا

جو شخص آثار اسلاف کو چھوڑ دیتا ہے اس کی کوشش رایگاں جاتی ہے مسلمان کا کام نہیں
اپنے اسلاف کے قدم بقدم نہ چلے۔

پ کے ازواج

شیخ الصوفیہ شیخ شہاب الدین عمر السمر وردی اپنی کتاب عوارف المعارف کے
رہویں باب میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی
پوچھا: کہ آپ نے نکاح کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: بیشک میں نکاح نہیں کرتا تھا مگر
س اللہ ﷻ نے فرمایا: کہ تم نکاح کرو نیز آپ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ
ن سے میں نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس وجہ سے مجھے نکاح کرنے کی جرأت نہیں
تھی کہ میرے اوقات میں کدورت پیدا ہو جائے گی عرصہ تک میں اپنے ارادے سے باز
رکھاں تک ”كُلُّ امْرِئٍ هُوْنَ بِاَوْقَاتِهَا“ (ہر کام کا ایک وقت مقرر ہو چکا ہے) جب یہ
آیات تو خدا تعالیٰ نے مجھے چار بیبیاں عنایت کیں جن میں سے ہر ایک مجھ سے کامل محبت
تھی۔

آپ کی اولاد

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق سے میں نے سنا انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے والد ماجد کی کل اولاد انچاس تھی جن میں سے اولاد ذکور 27 اور باقی اولاد اناث تھی۔

شیخ عبداللہ جبائی نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی نے بیان کیا ہے کہ جب میرے گھر بچہ تولد ہوتا تو میں اسے اپنے ہاتھ میں لیتا اور یہ کہہ کر کہ یہ مردہ ہے اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتا پھر اگر وہ مر جاتا تو مجھے اس کی موت سے کچھ رنج محسوس نہ ہوتا۔ شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ چنانچہ آپ کی مجلس وعظ کے دن اگر آپ کی کوئی اولاد فوت ہو جاتی تو اس روز آپ کے معمول میں کچھ فرق نہ آتا بلکہ بدستور سابق آپ مجلس میں تشریف لا کر وعظ فرماتے جب غسل و کفن دیکر آپ کے پاس لایا جاتا تو اس وقت آپ نماز جنازہ پڑھاتے۔ رضی اللہ عنہ و رضی اللہ عنابہ۔

شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی اولاد کبار میں سے شیخ عبدالوہاب ہیں ماہ شعبان 522ھ بمقام بغداد آپ کا تولد ہوا اور وہاں ہی بتاریخ 25 شعبان 593ھ شب کو وفات پا کر مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔

آپ نے تفقہ اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور آپ ہی کو حدیث بھی سنائی علاوہ ازیں ابو غالب ابن النبا وغیرہ دیگر شیوخ کو بھی حدیث سنائی آپ نے طلب علم کے لئے بلا عجم کے دور دراز شہروں کا بھی سفر کیا اور 543ھ میں جب کہ آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز تھی اپنے والد ماجد کے سامنے ہی آپ کی جگہ پر نیابت درس و تدریس کا کام نہایت سرگرمی سے انجام دیا اور پھر اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد وعظ گوئی کی فتوے دیئے بہت لوگوں نے علم و فضل آپ سے حاصل کیا۔ منجملہ ان کے شریف حسینی بغدادی اور احمد بن عبدالواسع بن امیر وغیرہ فضلاء ہیں آپ کے برادران میں اور کوئی ایسے نہیں ہیں کہ جن کو آپ پر ترجیح

ی جا سکے آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ بہت بڑے فاضل اور نہایت شیریں کلام تھے مسائلِ خلافیہ
عظ گوئی خوش بیانی میں آپ یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ دلچسپ اور ظرافت آمیز فقرے آپ کی
بان زد تھے آپ نہایت بامروت کریم النفس و صاحبِ جود و سخا شخص تھے۔ خلیفہ ناصر الدین
نے ستم رسیدہ اور مظلوموں کی معاونت اور ان کی فریادری پر آپ کو مامور کیا تھا۔ ذہبی نے
ان کیا ہے کہ آپ نے حدیث بیان فرمائی و عظمیٰ کہا فتوے دیئے دیوان شاہی سے بھی آپ
کے پاس مراسلات آیا کرتے تھے آپ اعلیٰ درجے کے متین و ادیبِ کامل تھے۔

ذہبی اور ابنِ خلیل وغیرہ اور دیگر بہت سے لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔ ابن
جب نے بھی اپنی طبقات میں بیان کیا ہے کہ آپ نے ابنِ الحسین و ابنِ الرعوبی و ابو
الب بن النبا وغیرہ سے حدیث سنی آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ و زاہد اور بہت بڑے واعظ تھے
رقبولیتِ عامہ آپ کو حاصل تھی مظلوم و ستم رسیدہ لوگوں کی فریادری کے لئے آپ خلیفہ کی
رف سے مامور تھے۔

شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ عیسیٰ ہیں آپ نے بھی اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی اور ابوالحسن بن ضرما وغیرہ سے بھی آپ نے
حدیث سنی پھر آپ نے درس و تدریس بھی کی حدیث بیان فرمائی فتوے دیئے و عظمیٰ کہا اور
صوف میں ”جواہر الاسرار“ ”لطائف الانوار“ وغیرہ کتابیں تصنیف کیں پھر آپ مصر تشریف
لے گئے اور وہاں جا کر بھی آپ نے وعظ گوئی کی اور حدیث بھی بیان کی۔ اہالیانِ مصر میں
سے ابوتراب ربیعہ بن الحسن الحصری الصنعائی رحمۃ اللہ علیہ مسافر بن یحییٰ المصری رحمۃ اللہ
یہ حامد بن احمد الارتابی رحمۃ اللہ علیہ محمد بن محمد الفقیہ المحدث رحمۃ اللہ علیہ عبدالخالق بن
مالح القرشی الاموی المصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی۔

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد
56ھ میں ملک شام چلے گئے تھے اور دمشق جا کر علی بن مہدی ابن مفرح الہلالی سے بھی
حدیث سنی اور اپنے والد ماجد کی سند سے حدیث بیان فرمائی وہاں سے پھر آپ مصر تشریف

لے گئے اور وہاں ہی آپ نے سکونت اختیار کی یہاں بھی آپ وعظ فرمایا کرتے اور مقبول خاص و عام ہوئے اور حدیث بھی بیان کی۔ احمد بن میسرہ بن احمد الہلال الحسلبی وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی۔

منذری نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے کہ آپ مصر تشریف لے گئے اور وہاں بھی آپ نے حدیث بیان فرمائی وعظ بھی فرماتے رہے اور وہیں وفات پائی۔ ابن نجار کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے مزار شریف پر لکھا دیکھا کہ بارہویں تاریخ ماہ رمضان المبارک 573ھ کو آپ نے وفات پائی آپ کو شعر و سخن کا مذاق بھی حاصل تھا۔ مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں۔

تَحْمِلَ سَلَامِي نَحْوَ اَرْضِ اَحْتِي
وَقُلْ لَهُمْ اِنَّ الْغَرِيبَ مُشَوِّقٌ

تم میرے دوستوں کی طرف جاؤ تو ان سے میرا سلام پہنچا کر یہ کہہ دینا کہ وہ غریب تمہارے اشتیاقِ محبت سے بھرا ہوا ہے۔

فَاِنْ سَأَلُوكُمْ كَيْفَ حَالِي بَعْدَهُمْ
فَقُولُوا بِنِيرَانِ الْفِرَاقِ حَرِيقٌ

پھر اگر وہ تم سے میرا اور کچھ حال دریافت کریں تو کہہ دینا کہ وہ بس تمہاری آتشِ ہجر سے سوزاں ہے۔

فَلَيْسَ لَكَ اَلْفٌ يَسِيرٌ بِقُرْبِهِمْ
وَلَيْسَ لَكَ نَحْوُ الرَّجُوعِ طَرِيقٌ

اس کا کوئی بھی ایسا رفیق نہیں ہے کہ جو اسے اس کے احباب کے پاس پہنچا دے غرض اس کو تمہارے پاس آنے کی کوئی بھی صورت نہیں ہے۔

غَرِيبٌ يُقَاسِي الْهَمَّ فِي كُلِّ بَلَدَةٍ
وَمَنْ لِغَرِيبٍ فِي الْبِلَادِ صَدِيقٌ

اپنی غربت کی وجہ سے وہ جہاں جاتا ہے سختیاں جھیلتا ہے اور ظاہر ہے کہ بلادِ

لاحیہ میں مسافر کا کون غم خواہ بنتا ہے۔

ایضاً

وَأَنسَى أَصُومَ الْبَدْرِانِ لَمْ أَرَ أَكُمُ

وَيَوْمَ أَرَ أَكُمُ لَا يَجِلُّ صِيَامِي

میں صائم الدہر ہوں گا اگر تم کو نہ دیکھ سکا اور جس روز کہ تم کو دیکھوں اس دن میرا روزہ میرے لئے جائز نہیں۔

أَلَا إِنَّ قَلْبِي قَدْ تَذَمَّمْ فِي الْهَوَى

إِلَيْكُمْ فَجَدَلِي مُنْعِمًا بِذَمَامِي

مرے دل نے تمہاری محبت میں مجھے عار دلایا ہے اس میں اس نے منعموں کی طرح احسان کر کے مجھ پر بڑا سلوک کیا ہے۔



جبال میں آپ کی ذریت

شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ 27 یا 28 شوال 532 ہجری میں آپ کا تولد ہوا اور 28 ربیع الاول 602ھ کو جبال میں آپ نے وفات پائی۔

آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور آپ ہی سے حدیث بھی سنی اور ابن منصور عبدالرحمن بن محمد القرزاز وغیرہ سے بھی حدیث سنی۔ علم و فضل حاصل کرنے کے بعد آپ نے بھی وعظ کہا۔ درس و تدریس بھی کی۔ بہت سے علماء و فضلاء آپ سے مستفید ہوئے۔ 580ھ میں آپ جبال چلے گئے اور وہیں آپ نے سکونت اختیار کی اور اب تک آپ کی ذریت وہاں موجود ہے۔

شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ عبدالجبار ہیں آپ نے بھی والد ماجد سے ہی تفقہ حاصل کیا اور آپ سے اور ابو منصور اور قزاز وغیرہ سے بھی حدیث سنی آپ خوشنویس بھی تھے اور ہمیشہ آپ اربابِ قلوب کے ہم صحبت رہتے تھے۔ شیخ عبدالرزاق نے بھی کہ جن کا ذکر آگے آئے گا آپ سے کچھ حدیث سنی آپ بھی ایک نہایت صوفی شخص تھے اور ہمیشہ فقراء اور اربابِ قلوب کے ہم صحبت رہتے تھے آپ کا خطبہ بھی نہایت نفیس تھا شیخ عبدالجبار موصوف کا آپ سے بھی پہلے عین عالم شباب میں مورخہ 9 ذی الحجہ 575 ہجری کو انتقال ہوا اور (محلہ) علیہ میں اپنے والد ماجد کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔

شیخ حافظ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوة العارفين شیخ حافظ عبدالرزاق ہیں۔ 18 ذیقعد 520 ہجری کو بوقت شب متولد ہوئے اور 7 شوال 603ھ کو ہفتہ کے دن بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور بابِ حرب میں مدفون ہوئے۔

ابن تجار نے بیان کیا ہے کہ آپ کی نمازِ جنازہ کا اعلان کیا گیا تو بڑی خلقت جمع ہو گئی اور بیرون شہر لے جا کر آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد آپ کا جنازہ جامعہ رصافہ میں لایا گیا یہاں بھی آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اسی طرح بابِ تربۃ الخلفاء و بابِ الحرم و مقبرہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور کئی مقامات پر آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد آپ کو دفن کر دیا گیا آپ کے جنازے میں اس قدر لوگ شریک تھے جس قدر جمعہ یا عید کے دن ہوا کرتے ہیں۔

آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی اور ابوالحسن ضرما وغیرہ سے بھی آپ نے حدیث سنی آپ نے حدیث سنائی اور لکھوائی بھی اور دیگر علوم کی درس و تدریس بھی کی آپ بحث و مباحثہ کا مشغلہ بھی رکھتے تھے۔

اسحاق بن احمد بن غانم الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ بن علی خطیب زوباء رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ

جماعت کثیرہ نے آپ سے روایت کی ہے کہ حافظ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حدیث اپنے والد ماجد سے اور ابو الحسن محمد بن الصالح رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابو الفضل محمد الاموی رحمۃ اللہ علیہ ابو القاسم سعید بن النبأ رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ ابو بکر بن الراغوانی رحمۃ اللہ علیہ ابو المظفر محمد البہاشمی رحمۃ اللہ علیہ ابو المعانی احمد بن علی بن السمین رحمۃ اللہ علیہ ابو الفتح محمد بن البطر وغیرہ سے بخانی سنی آپ حافظ حدیث و فقیہ حنبلی المذہب تھے آپ کی ثقاہت و صداقت آپ کی تواضع آپ کا صبر و شکر اور آپ کے اخلاق حسنہ آپ کی عفت معروف ہر خاص و عام تھی آپ بالعموم لوگوں سے کنارہ کش رہتے تھے اور ضروریات دینی کے بغیر ہرگز باہر نہ نکلتے تھے باوجود عسرت کے بھی آپ سخی تھے اور طلبہ سے ہایت محبت رکھتے تھے۔

حافظ ذہبی نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام میں بیان کیا ہے کہ ابو بکر شیخ عبدالرزاق تلمیسی ثم البغدادی الحسبلی المحدث الحافظ الثقه الزاہد نے حسب اشارہ اپنے والد ماجد ساعت کثیرہ سے حدیث سنی اور بطور خود بھی بہت سے مشائخ سے حدیث سنی اور جا بجا سے ترائے حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تلاش کئے آپ حلبی مشہور تھے منسوب بحلبہ جو نہ بغداد کے ناحیہ شرقیہ میں ایک مشہور محلہ کا نام ہے۔

مولفہ الروض الزاہر نے بیان کیا ہے کہ ذہبی وابن النجار و عبداللطیف و تقی البلدانی وغیرہ بہت سے مشاہیر نے آپ سے روایت کی ہے نیز آپ نے شیخ شمس الدین عبدالرحمن اور شیخ کمال دار الرحیم اور احمد بن شیبان و خدیجہ بنت الشہاب بن راجح و اسماعیل العسقلانی وغیرہ کو ازت حدیث دی۔

شہید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ ابراہیم ہیں آپ نے بھی اپنے والد ماجد جی سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی دیگر مشائخ سے بھی آپ نے حدیث سنی آپ واسطہ چلے گئے تھے اور 592 ہجری میں آپ نے وہیں وفات پائی۔

شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ نے بھی اپنے والد ماجد ہی سے تفقہ حاصل کیا اور آپ ہی سے حدیث سنی اور سعید بن البناء و ابو الوقت وغیرہ دیگر شیوخ سے بھی آپ نے حدیث سنی بہت سے لوگ آپ سے مستفید بھی ہوئے۔ 25 ذیقعد 600ھ کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں آپ مدفون ہوئے۔

شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ عبداللہ ہیں آپ نے بھی حدیث اپنے والد ماجد اور سعید بن البناء سے حدیث سنی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کا سن تولد 508ھ یا بقول بعض 507ھ ہے۔ اپنے تمام بھائیوں میں آپ ہی سب سے بڑے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ یحییٰ ہیں 550ھ میں اپنے والد ماجد کی وفات سے گیارہ سال پہلے آپ تولد ہوئے اور 600ھ میں آپ نے وفات پائی اور اپنے والد ماجد کے مسافر خانہ میں اپنے برادر مکرم شیخ عبدالوہاب کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے ہی تفقہ حاصل کیا اور حدیث بھی سنی۔ محمد بن عبدالباقی وغیرہ سے بھی آپ نے حدیث سنی۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے آپ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے آپ اپنے صغرن سے ہی مصر چلے گئے تھے اور وہیں آپ کے ہاں فرزند تولد ہوئے جس کا نام آپ نے عبدالقادر رکھا تھا پھر آپ اپنی کبر سنی میں بمعہ فرزند بغداد واپس آگئے اور یہیں آپ نے وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبدالوہاب نے بیان کیا ہے کہ ہمارے والد ماجد ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ کسی کو بھی اس وقت آپ کی صحت کی امید نہ رہی اس لئے ہم سب آپ کے گرد بیٹھے

ہوئے آب دیدہ ہو رہے تھے کہ اتنے میں آپ کو کسی قدر افاقہ ہوا آپ نے فرمایا: میں ابھی نہیں مروں گا تم مت روؤ میری پشت میں ابھی یچی باقی ہے اس کا تولد ہونا ضروری ہے ہم نے جانا شاید آپ بے ہوشی کی حالت میں فرما رہے ہیں۔ غرض پھر آپ کو صحت ہو گئی اور آپ اپنی ایک حبشیہ لونڈی سے ہم بستر ہوئے اور اس سے آپ کے ہاں ایک فرزند تولد ہوئے جس کا نام آپ نے یچی رکھا یہی آپ کی اخیر اولاد ہے اس کے بعد بھی آپ عرصہ دراز تک زندہ رہے۔

شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ موسیٰ ہیں اخیر ربیع الاول 535ھ کو تولد ہوئے اور شروع جمادی الاخریٰ 618ھ میں محلہ عقبیہ دمشق میں وفات پا کر سبخ قاسیون میں مدفون ہوئے آپ نے اپنے برادران میں سب سے اخیر وفات پائی۔

آپ نے بھی اپنے والد ماجد ہی سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی اور سعید بن النبأ وغیرہ سے بھی آپ نے حدیث سنی آپ دمشق چلے گئے تھے اور وہیں آپ نے سکونت بھی اختیار کی اور لوگوں کو نفع پہنچایا بعد میں آپ مصر چلے گئے لیکن وہاں سے پھر دمشق ہی کو واپس آ گئے۔

شیخ عمر بن حاجب نے اپنی کتاب معجم میں بیان کیا کہ آپ حنبلی المذہب شیخ حدیث زاہد و متورع اور ممتاز لوگوں میں سے تھے آپ دمشق چلے گئے تھے وہیں سکونت اختیار کی۔ اخیر عمر میں آپ پر امراض کا غلبہ رہتا تھا دمشق میں ہی آپ نے وفات پائی مدرسہ مجاہدہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور جبل قاسیون میں آپ کو دفن کیا گیا۔



جناب غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد الاولاد

شیخ سلیمان بن عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ سلیمان بن عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الحسبلی الاصل الحسینی البغدادی المولد ہیں۔ 553ھ میں آپ پیدا ہوئے اور 9 جمادی الآخر 611ھ کو اپنے برادر عبدالسلام سے کل بیس یوم پہلے آپ نے وفات پائی اور اپنے والد ماجد کے قریب مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے آپ نے بھی بہت سے شیوخ سے حدیث سنی اور آپ کے خلف الصدق شیخ داؤد بن سلیمان بن عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر بن ابی صالح القرشی البہاشمی نے اپنے جد امجد شیخ عبدالوہاب سے حدیث سنی اور پھر آپ سے حافظ دمیاطی وغیرہ نے سنی۔ 18 ربیع الاول 648ھ میں آپ نے وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں اپنے جد امجد کے قریب مدفون ہوئے۔

شیخ عبدالسلام بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ عبدالسلام بن عبدالوہاب ہیں آٹھ ذی الحجہ 548ھ میں آپ تولد ہوئے اور 3 رجب المرجب 613ھ کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں آپ مدفون ہوئے آپ حنبلی المذہب تھے۔

آپ نے اپنے والد ماجد اور اپنے جد امجد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے تفقہ حاصل کیا اور درس و تدریس کے فتوے دیئے۔ متعدد امورِ مذہبی کے آپ متولی رہے منجملہ اس کے کسوتہ بیت اللہ شریف کے بھی آپ متولی رہے اور اس اثناء میں آپ نے حج بھی ادا کیا۔

شیخ محمد بن شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ محمد بن شیخ عبدالعزیز بن الشیخ عبدالقادر الحسبلی رحمۃ اللہ علیہم ہیں

آپ نے بھی بہت سے شیوخ سے حدیث سنی جہاں میں آپ نے سکونت اختیار کی وہیں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

منجملہ ان کے آپ کی ہمشیرہ شیخۃ النساء زہرہ رحمۃ اللہ علیہا ہیں آپ نے بھی حدیث سنی اور بیان کی اور بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی۔

ہمیں آپ کے برادر شیخ محمد بن شیخ عبدالعزیز کے سن پیدائش یا وفات کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا۔ رحمہما اللہ تعالیٰ

شیخ نصر بن شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوة العارفين ابو صالح شیخ نصر بن شیخ عبدالرزاق بن سیدنا شیخ عبدالقادر الاصل البغدادی المولد ہیں آپ نے اپنے والد ماجد کے علاوہ اور بھی بہت سے فضلاء وقت سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی اور اپنے عم بزرگ شیخ عبدالوہاب سے بھی آپ نے حدیث سنی آپ نے درس و تدریس کی حدیث بیان کی اور لکھوائی بھی اور فتوے بھی دیئے آپ حنبلی المذہب تھے اور بحث مباحثہ بھی کیا کرتے تھے۔ آٹھ ذی القعدہ 622ھ کو آپ خلیفہ الظاہر بامر اللہ کی طرف سے قاضی القضاة مقرر ہوئے اور تازیت خلیفہ موصوف آپ منصب قضا پر مامور رہے اور آپ کے اخلاق و عادات اور آپ کی تواضع و انکساری میں مطلقاً کچھ بھی تغیر نہیں ہوا بلکہ بدستور سابق ہمیشہ ویسے خلیق کریم النفس اور متواضع رہے آپ کے اجلاس میں شہادتیں بند کر کے لی جایا کرتی تھیں آپ حنابلہ میں سے پہلے شخص ہیں کہ قاضی القضاة کے لقب سے پکارے گئے پھر خلیفہ المستنصر باللہ نے اپنے ابتدائی عہد خلافت کے چار ماہ کے بعد 623ھ میں آپ کو منصب قضا سے سبکدوش کر دیا آپ اعلیٰ درجہ کے محقق عارف حدیث میں ثقہ نہایت شیریں کلام خوش طبع اور متین تھے۔ فروعات مذہبیہ میں آپ کے معلومات نہایت وسیع تھے۔

حافظ ابن رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ آپ قاضی القضاة شیخ الوقت فقیہ مناظر محدث عابد زاہد اور واعظ تھے۔ حدیث آپ نے بہت سے شیوخ خصوصاً اپنے والد ماجد اور عم بزرگ شیخ عبدالوہاب سے سنی۔ ابو العلاء الہمدانی و ابو موسیٰ المدینی

وغیرہ نے بھی آپ کو اجازت حدیث دی آپ اعلیٰ درجہ کے مقرر و محرر فاضل تھے آپ اپنے جد امجد کے مدرسہ کے متولی بھی بنے۔ خلیفۃ الظاہر جو نہایت دیانتدار خلیق کریم النفس حق پسند خلیفہ گزرا ہے جب اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد مسندِ خلافت پر بیٹھا تو اس نے بہت سے مظالم اور ناجائز محمول اور بے اعتدالیوں کی تیغ کنی کی اور احکام شرعیہ کے اجراء میں معمول سے زیادہ کوشش کی۔

ابن اثیر نے اپنی تاریخ کامل میں خلیفہ موصوف کی نسبت لکھا ہے کہ ”اگر کوئی یہ کہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے بعد اس جیسا خلیفہ بجز خلیفہ طاہر کے اور کوئی نہیں گزرا تو اس کا یہ کہنا حق بجانب ہوگا۔“

وہ ہر محکمہ پر زیادہ لائق اور مستحق لوگوں ہی کو مقرر کیا کرتا تھا منجملہ ان کے اس نے آپ کو اپنی تمام سلطنت کا قاضی القضاة بنایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب خلیفہ نے آپ کو قاضی القضاة بنانا چاہا تو آپ نے فرمایا: کہ میں اس شرط پر منصب قضا منظور کرتا ہوں کہ میں ذوی الارحام کو بھی وارث بناؤں گا تو خلیفہ موصوف نے کہا: ”اَعْطِ كُلَّ ذِي حَقِّ حَقَّهُ اِنَّ اللّٰهَ وَاَلَاتَّسِقِ سِوَاہُ“ بیشک ہر حق دار کو اس کا حق پہنچاؤ اور سوائے خدا تعالیٰ کے کسی سے مت ڈرو۔ خلیفہ موصوف نے آپ کو حکم دے دیا تھا کہ جس کسی کا بھی بطریق شرعی حق ثابت ہو جائے فوراً آپ اس کا حق اس کو پہنچادیں اور ذرا بھی اس میں توقف نہ کریں۔

خلیفہ مذکور نے آپ کے پاس دس ہزار دینار صرف اس غرض کے لئے بھیجے تھے کہ اس روپیہ سے جس قدر کہ مفلس قرض دار محبوس ہیں ان کا قرض اتار کر انہیں رہا کر دیا جائے نیز خلیفہ موصوف نے آپ ہی کو اوقاف عامہ مثلاً مدارس شافعیہ و حنفیہ و جامع السلطان و جامع ابن المطلب وغیرہ سب کا ناظر بنا کر آپ کو اس میں ہر طرح کی ترمیم و ترمیم اور ہر طرح کی بحالی و برطرفی کا پورا پورا اختیار دے دیا تھا حتیٰ کہ مدرسہ نظامیہ کی بحالی و برطرفی بھی آپ ہی کے متعلق ہو گئی تھی آپ آثار سلف صالحین کے قدم بقدم چلتے اور نہایت سرگرمی و اہتمام کے ساتھ اپنے منصب قضا کو انجام دیا کرتے تھے آپ کے عہد ولایت میں آپ کے اجلاس ہی میں اذان دے دی جاتی تھی اور آپ سب کو شریک کر کے جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے

اور جمعہ کی نماز کے لئے آپ جامع مسجد سواری پر نہیں بلکہ پیادہ پا تشریف لے جایا کرتے تھے پھر جب خلیفہ موصوف نے وفات پائی اور اس کا بیٹا خلیفہ المستنصر مندر خلافت پر بیٹھا تو کچھ مدت کے بعد اس نے آپ کو منصب قضا سے معزول کر دیا اس وقت آپ نے مندرجہ ذیل دو شعر کہے۔

حَمِدْتُ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا

قَضَى لِي بِالْخَلَاصِ مِنَ الْقَضَاءِ

میں خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے قضا سے نجات پانا میرے لئے پورا کر دیا۔

وَلِلْمُتَنَصِّرِ الْمَنْصُورِ أَشْكُرُ

وَأَدْعُوا فَوْقَ مُعْتَادِ الدُّعَاءِ

میں خلیفہ مستنصر منصور کا بھی شکر گزار ہوں اور اس کے لئے معمول سے زیادہ دعائے خیر کرتا ہوں۔

ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے اصحاب مذہب (یعنی حنابلہ) میں سے آپ کے سوا کوئی اور بھی قاضی القضاة کے لقب سے پکارا گیا یا مستقل طور پر منصب قضا پر مامور ہوا ہو پھر معزول ہو جانے کے بعد آپ مدرسہ حنابلہ میں درس و تدریس اور افتاء کا کام کرنے لگے فقہ میں آپ نے کتاب ارشاد البتدین تصنیف کی۔ جماعت کثیرہ نے آپ سے تفقہ حاصل کیا۔ انہی امور کا بیان کرتے ہوئے صرصری نے آپ کی مدح میں قصیدہ لامیہ لکھا جس کا ایک شعر مندرجہ ذیل ہے۔

وَفِي عَصْرِ نَاقِدٍ كَانَ فِي الْفِقْهِ قِدْوَةٌ

أَبُو صَالِحٍ نَصْرٌ لِكُلِّ مُؤْمَلٍ

اس وقت فقہ میں شیخ ابوصالح نصر امام وقت ہیں اور وہ ہر ایک مقصد کا معین و مددگار ہیں۔

بعد میں خلیفہ موصوف نے آپ کو اپنے مسافر خانہ کا جو کہ اس نے دیر روم بنوایا تھا

متولی کر دیا۔ اس نے آپ کو منصبِ قضا سے معزول کر دیا تھا تاہم وہ آپ کی ویسی ہی عزت و تعظیم کرتا رہا اکثر اوقات وہ آپ کے پاس مال بھیجا کرتا تھا کہ آپ اس کو اس کے مصرف پر خرچ کیا کریں۔ اتمی کلام الحافظ۔

ابن رجب نے بیان کیا کہ 14 ربیع الاول 534ھ میں آپ تولد ہوئے اور 6 شوال 632ھ بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور بابِ حرب میں مدفون ہوئے۔

مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں ان میں آپ نے قبر میں اپنی بے کسی کی حالت پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ وَهُوَ هَذَا

أَنَا فِي الْقَبْرِ مُفْرِدٌ وَرَهِيْنٌ غَارِمٌ مُفْلِسٌ عَلَيَّ ذُبُونٌ

میں قبر میں تنہا رہوں گا وہ بھی قرض دار و مفلس ہو کر مجھ پر بہت سے واجب الادا ہوں گے۔

قَدْ انْخَبَتِ الزَّكَابُ عِنْدَ كَرِيْمٍ . عِتَقَ مِثْلِي عَلَيَّ الْكَرِيْمِ هَوْنٌ

پیشک بیٹھی ہیں سواریاں نزدیک نخی کے مجھ جیسے کا آزاد کرنا نخی پر آسان ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ تاج النساء ام الکرام بنت فضائل التریکی تھیں آپ نے بھی حدیث سنی اور بیان کی آپ اعلیٰ درجہ کی صاحب خیر و برکت بی بی تھیں بغداد ہی میں آپ کا انتقال ہوا اور بابِ حرب میں آپ بھی مدفون ہوئیں۔ (رحمۃ اللہ علیہا)۔

شیخ عبدالرحیم بن شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہما

منجملہ ان کے شیخ عبدالرحیم ابن الشیخ عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر جبلی ہیں آپ نے حدیث شہرہ بنت الابری و خدیجہ بنت احمد النہروانی وغیرہ سے سنی۔ 14 ذیقعد 530ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد ہی میں 606ھ میں آپ نے وفات پائی اور بابِ حرب میں مدفون ہوئے۔ منجملہ ان کے شیخ عبدالرحیم بن شیخ عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر الجبلی ہیں آپ نے بھی بہت سے لوگوں سے تفقہ حاصل کیا حدیث سنی اور بیان کی بغداد ہی میں آپ کا بھی انتقال ہوا اور مقبرہ حضرت امام احمد بن حنبل میں مدفون ہوئے آپ کی تاریخِ پیدائش و سن وفات کے متعلق کچھ ہمیں معلوم نہیں۔

شیخ فضل اللہ بن شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ ابوالحسن فضل اللہ ابن الشیخ عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی ہیں آپ نے بھی بہت سے شیوخ خصوصاً اپنے والد ماجد اور اپنے عم بزرگ شیخ عبدالوہاب سے حدیث سنی اور ماہ صفر 606ھ بغداد ہی میں آپ تا تاریخوں کے ہاتھوں شہید ہوئے آپ کی دو ہمشیرہ تھیں۔ سعادت بنت عبدالرزاق آپ نے شیخ عبدالحق وغیرہ سے حدیث سنی اور بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور شیخہ النساء عائشہ بنت عبدالرزاق آپ نے عبدالحق وغیرہ سے حدیث سنی اور بیان کی آپ اعلیٰ درجہ کی صاحب خیر و برکت بی بی تھیں۔ بغداد میں آپ نے بھی وفات پائی اور باب حرب میں مدفون ہوئیں۔

اولاد الشیخ ابی صالح نصر ابن الشیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہم

منجملہ ان کے ابو موسیٰ یحییٰ ہیں قطب الدین الیویانی نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ ابن نصر بن الشیخ عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی نے تفقہ اپنے والد ماجد و دیگر شیوخ سے بھی حاصل کیا اور حدیث سنی اور بیان کی آپ وعظ بھی کیا کرتے تھے اور شعر و سخن سے بھی آپ کو دلچسپی تھی۔ مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کی تصنیف سے ہیں۔

يَسْقِي وَيَشْرَبُ لَا تُلْهِهِ سُكْرَتُهُ عَنِ النَّدِيمِ وَلَا يُلْهُو عَنِ الْكَاسِ
أَطَاعَهُ سُكْرُهُ حَتَّى تَحْكُمَ فِي حَالِ الصَّحَاةِ وَذَامِنُ أَعْجَبِ النَّاسِ

میں جامِ محبت پلاتا اور خود بھی پیتا ہوں اور مجھے اس کا نشہ جامِ محبت دوستوں کو پلانے یا خود پینے سے غافل نہیں کرتا۔ میرا سکر میرے تابع ہے حتیٰ کہ وہ ہوشیاری میں بھی میرا تابع رہتا ہے اور یہ عجائبات سے ہے۔

وَيَشْرَبُ ثُمَّ يُسْقِيهَا النَّدَامِي وَلَا يُلْهِهِ كَأْسٌ عَنِ النَّدِيمِ
لَهُ مَعَ سُكْرِهِ تَأْنِيدُ صَبَاحٍ وَنَشْوَةُ شَارِبٍ وَنَدَى كَرِيمِ

پہلے خود میں پیتا ہوں اور پھر دوستوں کو پلاتا ہوں مگر کوئی جام بھی دوستوں کو چھوڑ کر نہیں پیتا اس کے سکر سے میری ہوشیاری بڑھتی ہے اور مستی شراب اور

سخاوت و کرم زیادہ ہوتا ہے۔

آپ کا سن پیدائش و وفات کی نسبت ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ
منجملہ ان کے زینب بنت ابی صالح نصر بن ابی بکر عبدالرزاق ابن الشیخ ابی محمد عبدالقادر
ابن ابی صالح الجبلی ہیں۔ حدیث آپ نے زید بن یحییٰ بن ہبہ اللہ سے سنی اور شیخ قراء
الحرین الشریفین برہان الدین ابراہیم بن الجحیری کو اجازت دی۔ کذا نقلہ مؤلف الروض
الزہر

آپ کے سن تولد یا سن وفات کی نسبت ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ
منجملہ ان کے شیخ ابونصر بن محمد عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الاصل البغدادی
المولد ہیں بہت سے شیوخ خصوصاً اپنے والد ماجد وغیرہ سے آپ نے تفقہ حاصل کیا اور
حدیث بھی سنی اور آپ اپنے جد امجد حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی علیہ الرحمۃ کے ہم شبیہ
تھے۔

ابوالفرح حافظ زین الدین عبدالرحمن ابن احمد ابن رجب نے اپنی کتاب طبقات میں
بیان کیا ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد اور حسن بن علی ابن مرتضیٰ العلوی و ابوالحق یوسف بن
محمد بن الفضل الاموی و عبدالعظیم الاصفہانی و ابن المشتری وغیرہ سے حدیث سنی آپ اعلیٰ
درجے کے زاہد و عابد اور جید فاضل تھے اپنے جد امجد کے مدرسہ میں آپ درس و تدریس کیا
کرتے تھے۔ حافظ الدمیاطی نے آپ سے حدیث سنی اور اپنی کتاب معجم میں آپ کا ذکر کیا
ہے۔ ابن الدرینی نے بھی آپ سے حدیث سنی۔ 12 شوال 656ھ کو آپ کا انتقال ہوا اور
اپنے جد امجد حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ میں آپ کے قریب مدفون
ہوئے۔

آپ نے اپنی وفات کے بعد تین فرزند چھوڑے۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ و شیخ
عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ و ابوسعود شیخ احمد ظہیر الدین الجبلی الاصل البغدادی المولد نہایت خوش
بیان تھے آپ اپنے جد امجد کے مدرسہ میں وعظ کہا کرتے تھے۔ ابوالمعالی حافظ محمد بن رافع
السلامی نے تاریخ میں آپ کا ذکر کیا ہے اور شریف عز الدین الحسینی نے آپ کی نسبت بیان

کیا ہے کہ آپ ایک جید فاضل تھے، 27 ربیع الاول 681ھ کو آپ مفقود ہوئے اور بعد میں ایک کنوئیں میں مقتول پائے گئے۔

آپ کے چچیرے بھائی شیخ عبدالسلام بن عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بن نصر عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الاصل البغدادی المولدا الحسبلی نے اپنے عم بزرگ شیخ عبداللہ سے حدیث سنی برزلی نے بیان کیا ہے کہ آپ صاحب خیر و برکت حسن سیرت طلیق اللسان ذی مراتب و مناصب علماء سے تھے آپ امراء و رؤسا سے بھی مخالفت رکھتے تھے۔ 27 جمادی الاولیٰ 730ھ میں آپ نے وفات پائی اور سنی قاسیون میں شیخ ابراہیم الاموی کے قریب آپ مدفون ہوئے۔

ہمیں آپ کے والد ماجد شیخ عبدالقادر جیلانی اور آپ کے عم بزرگ شیخ عبداللہ کی سن وفات وغیرہ کے متعلق کچھ معام نہیں ہوا۔

آپ کے چچیرے بھائی ابوالسعود ظہیر الدین شیخ احمد موصوف الصدر نے ایک فرزند غلف الصدق شیخ سیف الدین یحییٰ چھوڑا۔

مؤلف الروض الزاہر لکھتے ہیں کہ علامہ تقی الدین بن قاضی شہید نے ”تاریخ الاعلام تاریخ الاسلام“ میں بیان کیا ہے کہ ابوزکریا سیف الدین یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی رحمۃ اللہ علیہم عابد و زاہد اور نہایت متقی تھے آپ حمہا چلے گئے اور وہاں ہی بود و باش اختیار کی وہیں آپ نے وفات پائی۔

حافظ محمد الشہیر با بن ناصر الدین دمشقی نے بیان کیا ہے کہ حدیث آپ نے اپنے والد جد سے سنی تھی آپ کے بیٹے ہیں شمس الدین محمد بن یحییٰ بن احمد حافظ ابن ناصر الدین دمشقی نے بیان کیا ہے کہ ابو عبداللہ (شمس الدین) محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی رحمۃ اللہ علیہم علماء و فضلاء سے تھے آپ نے بیت مقدس جا کر جماعت کثیرہ سے حدیث سنی اور ابوزکریا یحییٰ نے آپ سے روایت کی ہے رحمۃ اللہ علیہم آپ کے دو فرزند تھے۔

اول: شیخ عبدالقادر آپ کی نسبت علامہ ابوالصدیق ابن قاضی شبہ نے اپنی تاریخ میں

بیان کیا ہے کہ محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحموی 787ھ میں حج کو گئے اس وقت آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز تھی وہیں آپ کی وفات ہوئی اور امام تقی الدین علی المقریزی نے اپنی کتاب دارالعقود میں بیان کیا ہے کہ آپ کا انتقال حج سے واپسی کے بعد ہوا ہے اور یہ کہ آپ اعلیٰ درجہ کے دیندار عابد و زاہد اور دنیاوی مخلصوں سے کنارہ کش تھے۔

آپ کی ذریت قاہرہ میں

دوم: شیخ علاؤ الدین علی بن شمس الدین محمد بن یحییٰ بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی رحمۃ اللہ علیہم 24 جمادی الاخریٰ 793ھ کو قاہرہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ذریت حماہ میں کثرہم اللہ

منجملہ ان کے شیخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن علاؤ الدین علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحموی ہیں۔ حماہ میں ہی آپ نے وفات پائی اور وہیں تربتہ المخلصہ میں مدفون ہوئے۔

منجملہ ان کے شیخ بدر الدین حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحموی ہیں۔ حماہ میں وفات پائی اور وہیں زاویہ قادریہ کے سامنے تربت باب الناعورہ میں اپنے جد امجد شیخ سیف الدین یحییٰ کے قریب مدفون ہوئے۔

منجملہ ان کے شیخ بدر الدین حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحموی ہیں آپ کا انتقال بھی حماہ میں ہوا اور وہیں تربت مذکور میں آپ مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہم۔

مندرجہ بالا تینوں بزرگوں کی اولاد

منجملہ ان کے شیخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن علاؤ الدین کے چار فرزند تھے۔
اول: شیخ صالح محی الدین عبدالقادر بن شمس الدین محمد بن علاؤ الدین علی بن محمد بن

یحییٰ ابن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحموی آپ حماہ میں پیدا ہوئے اور وہیں آپ نے وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہم

دوم: شیخ اصیل شمس الدین محمد بن علاؤ الدین علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحموی المولد والمولد والجد والدار الوفات ہیں۔ احقر کو حماہ میں آپ سے ملنے کا بارہا اتفاق ہوا ہے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد تھے آپ تمام لوگوں اور دنیاوی مخلصوں سے بالکل کنارہ کش رہتے تھے حماہ ہی میں آپ تولد ہوئے اور وہیں آپ نے وفات پائی اور تربت المخلصیہ میں اپنے بزرگوں کے قریب مدفون ہوئے۔

سوم: الشیخ الصالح الاصلیح محی الدین عبدالقادر بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحموی المولد والدار الوفات ہیں آپ اعلیٰ درجہ کے خلیق کریم النفس وجیہ متواضع حلیم و بردبار اور نہایت متین تھے۔ عام و خاص سب آپ کی عزت و حرمت کرتے تھے۔ حکام کے دلوں پر آپ کی ہیبت بیٹھی ہوئی تھی آپ حلب بھی چلے گئے تھے اور عرصہ تک وہاں رہے۔ شادی بھی کی مگر پھر مع اپنی بی بی صاحبہ اور دو فرزند جن کا عنقریب ہم ذکر کریں گے حماہ واپس آگئے اور یہیں 930ھ میں وفات پائی آپ باب ناعورہ میں مدفون ہوئے۔ اَتَغَمَّذُهُ اللهُ بِرَحْمَتِهِ

چہارم: آپ ہی کے اخیانی بھائی شیخ صالح مبارک یحییٰ بن محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ ابن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحموی الاصل والمولد والدار الوفات ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم

ولاد الشیخ الصالح الاصلیح محی الدین عبدالقادر بن محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہم

منجملہ ان کے شیخ درویش محمد بن محی الدین عبدالقادر بن محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحسنی الحموی الاصل والدار الوفات ہیں آپ بھی اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد، ظریف خوش طبع تھے حماہ میں ہی آپ نے وفات پائی اور وہیں زاویہ قادریہ کے سامنے مدفون ہوئے۔

منجملہ ان کے شیخ اصیل شرف الدین عبداللہ بن محی الدین بن عبدالقادر بن محمد بن علی

بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحسنی الحموی الاصل والدار الحلی المولد ہیں آپ بھی اعلیٰ درجہ کے کریم النفس خوش سیرت وجیہ متواضع اور نہایت متین تھے آپ قرآن مجید اور کچھ علم نحو و فقہ پڑھ کر مصر و شام دمشق اور حلب کی طرف بھی گئے اور پھر حمہام میں ہی واپس آ گئے۔ 922ھ میں آپ حلب میں تولد ہوئے اور پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ واپس آئے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

کتاب ہذا کا سن تالیف

منجملہ ان کے شیخ اصیل عقیف الدین حسین بن محی الدین عبدالقادر بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحسنی الحموی الاصل والدار الحلی المولد ہیں آپ شافعی المذہب تھے قرآن مجید اور فقہ پڑھ کر 950ھ میں بندہ سے آپ نے حدیث سنی۔ اسی 950 ہجری میں کتاب ہذا کی تالیف کا اتفاق ہوا۔

آپ کے احباب و اتباع و مریدین بکثرت تھے آپ نہایت خلیق ذی وقار و ہیبت خوش بیان اور متواضع تھے اور مشائخ قادریہ سے ایک بہت بڑے مشائخ تھے۔ مصر دمشق طرابلس اور حلب وغیرہ کی آپ نے سیاحت کی وہاں بھی آپ کو قبول عام حاصل ہوا جب آپ دمشق آئے تو یہاں کے فقراء و مشائخ علماء و فضلاء اور اکابر و اعیان سلطنت سے بھی آپ نے ملاقات کی نائب السلطنت امیر الامراء عیسیٰ پاشا ابن ابراہیم ادہم پاشا بھی آپ سے ملے انہوں نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم و خاطر و مدارت کی۔ اس وقت احقر بھی مجلس میں موجود تھا یہاں کے بہت لوگوں نے آپ سے خرقہ قادریہ پہنا ہر جمعہ کی نماز کے بعد آپ جامع اموی میں حلقہ ذکر کیا کرتے تھے۔ بہت سے علماء و مشائخ اور بہت بڑی خلقت اس وقت جمع ہوتی۔ 26 شعبان 948ھ کو آپ یہاں تشریف لائے اور 5 شوال 951ھ کو آپ نے یہاں سے کوچ کیا تمام علماء و فضلاء اور مشائخ قابون تک آپ کو رخصت کرنے آئے۔ 926ھ حلب میں آپ تولد ہوئے تھے۔ حفظہ اللہ تعالیٰ۔

اولاد الشیخ بدرالدین حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہم

اول: شیخ صالح شمس الدین محمد بن حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن شیخ عبدالقادر الجبلی الحسنی الحموی المولد والدارالوفات ہیں۔ حمہ میں ہی آپ پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی اور باب ناعورہ میں آپ دفن کئے گئے۔

دوم: آپ ہی کے بھائی شیخ صالح اصیل احمد بن حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن شیخ عبدالقادر الجبلی الحسنی المولد والدارالوفات ہیں آپ اور آپ کے برادر موصوف دونوں اپنے خاندان کے چراغ تھے آپ کا انتقال بھی حمہ میں ہی ہوا اور اپنے بزرگوں کے قریب باب ناعورہ میں مدفون ہوئے۔

ان دونوں بزرگوں کی اولاد

منجملہ ان کے شیخ اصیل عبدالرزاق بن شمس الدین محمد بن حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحسنی الحموی المولد والدارالوفات ہیں آپ بھی اکابرین مشائخ سے تھے اکثر سفر میں رہا کرتے تھے آپ کے مرید بھی بکثرت تھے امراء و حکام آپ کی عزت کرتے اور آپ کا کہا مانتے تھے ہر خاص و عام کے دل میں آپ کی ہیبت و عظمت تھی آپ کے پاس اگر کوئی تحفہ و تحائف آتا تو آپ حاضرین میں تقسیم کر دیتے آپ کا دسترخوان بھی وسیع اور مہمانوں سے کبھی بھی خالی نہیں رہتا تھا۔ بلادِ شام میں سب جگہ آپ کے معتقدین تھے۔ احقر کے جد امجد قاضی القضاة جمال الدین یوسف التازنی الحسلبی اور احقر کے والد ماجد قاضی القضاة نظام الدین ابوالدارم یحییٰ التازنی الحسلبی قاضی حلب اور احقر کے عم بزرگ قاضی القضاة کمال الدین محمد التازنی الشافعی و علامہ برہانی ابواسحاق ابراہیم التازنی الحصر وغیرہ اور بہت سے احقر کے خاندان کے لوگوں نے آپ سے خرقہ قادریہ پہنا۔ 6 صفر 901ھ کو حمہ میں آپ کا انتقال ہوا اور اپنے جد امجد کے قریب آپ مدفون ہوئے آپ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ صالح اصیل ابن الباسط بن حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحسنی الحموی الدارالوفات ہیں آپ بھی مشائخ کبار سے تھے آپ قاہرہ تشریف لے گئے اور مدت تک وہیں رہ کر پھر حمہ میں واپس

آگئے یہیں آپ نے وفات پائی اور بابِ ناعورہ میں مدفون ہوئے آپ نے بھی کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

منجملہ ان کے آپ ہی کے بھائی شیخ صالح ابوالنجا بن احمد بن حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحموی الحسینی ہیں۔ 910ھ کو آپ نہر العاصی میں غرق ہو گئے۔ رحمۃ اللہ علیہم

اولاد الشیخ حسین بن علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہم

آپ کے تین فرزند تھے:

اول: شیخ صالح محی الدین یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی والحموی المولد والدار الوفات ہیں آپ بھی حمہ کے مشائخ عظام میں سے تھے۔ بلا د شام میں آپ کی بہت عظمت و حرمت تھی۔ باوجود اہل ثروت ہونے کے آپ متواضع تھے اہل علم سے آپ کو بہت انسیت تھی اسی (۸۰) سال سے زائد عمر پا کر آپ نے وفات پائی اور وہیں بابِ ناعورہ میں آپ مدفون ہوئے۔

دوم: شیخ صالح شرف الدین قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحموی الاصل والمولد والدار الوفات ہیں۔ مشائخ کبار میں سے تھے مریدوں کی تربیت اس وقت آپ ہی کی منتہی تھی آپ ذی ہیبت و وقار اور نہایت خلیق تھے۔ 910ھ کو حمہ میں مجھ کو اپنے والد ماجد کی ہمراہی میں آپ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ عرصہ تک آپ نے اپنے خلوت خانہ میں ہمیں ٹھہرایا اور ہماری خاطر مدارت میں آپ نے معمول سے زیادہ تکلیفیں اٹھائیں آپ کے برکات سے ہم بہت کچھ مستفید ہوئے 6 ربیع الآخر 916ھ کو آپ نے وفات پائی آپ کی عمر اس وقت پچاس سے متجاوز تھی۔

آپ کی اولاد اور آپ کی اولاد الا اولاد

منجملہ ان کے شیخ صالح شمس الدین محمد بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ

بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجلی الحوی الاصل والدار الحسنی الشافعی آپ اکابرین مشائخ قادریہ سے ہیں اور ہمارے شیخ و ابن الشیخ مجمع مکارم اخلاق کریم النفس اور نہایت دریادل ہیں کوئی بھی شخص آپ کے پاس سے محروم نہیں جاسکتا جو کوئی بھی کہ آپ کے پاس آتا ہے آپ اس کی خاطر مدارت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتے بلکہ اپنے اسلاف کی طرف سے آپ بھی اس کے حوائج کو پورا کرنے میں امکان سے زیادہ کوشش کرتے ہیں آپ تحفہ تحائف بھی لیتے ہیں ہمیں آپ کی ہی زبانی معلوم ہوا ہے کہ 985ھ میں آپ تولد ہوئے آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے ہیں۔ **أَحْيَاةُ اللَّهِ الْحَيَاةِ الطَّيِّبَةِ**

آپ کے پہلے فرزند ہیں شیخ صالح عبداللہ آپ نہایت نیک سیرت متواضع بامروت ذکی و ذہین اور اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے ہیں آپ کی پیدائش 926ھ میں ہوئی آپ نجیب الطرفین ہیں آپ کی والدہ مرحومہ سیدۃ الاصلہ بنت الشیخ محی الدین عبدالقادر موصوف الصدر کی صاحبزادی تھیں۔ حفظہ اللہ تعالیٰ

اور آپ کے دوسرے فرزند تاج العارفین الشیخ الصالح ہیں آپ ایک نوجوان صالح ہیں۔ حفظہ اللہ تعالیٰ۔

منجملہ ان کے شیخ شہاب الدین احمد بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجلی الحسنی الحوی الاصل والمولد والدار والوفات ہیں آپ نہایت متین خوش طبع نہایت خلیق اور وجیہ تھے مجھ کو آپ سے ملنے کا حلب میں بارہا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ آپ تفتیش اوقات کی غرض سے حلب تشریف لائے تو اس دفعہ ہم نے آپ کو اور آپ کے رفقاء کو اپنے غریب خانہ میں ٹھہرایا ایک دفعہ آپ سے میری ملاقات قاہرہ میں ہوئی اس وقت آپ مع اپنے دونوں برادران شیخ عبدالقادر شیخ ابوالوفا کہ جن کا ہم انشاء اللہ آگے ذکر کریں گے حجاز جا رہے تھے آپ کو امراء و سلاطین کی طرف سے اعلیٰ درجہ کی عزت اور وقعت حاصل تھی پھر آپ صحیح و تندرست مصری قافلہ کے ساتھ حجاز سے حمہ واپس تشریف لائے۔ 6 رمضان المبارک 886ھ کو آپ تولد ہوئے اور 936ھ میں

وہیں آپ نے وفات پائی۔

منجملہ ان کے شیخ عبدالقادر بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحسنی الحموی المولد والدار ہیں آپ اعلیٰ درجہ کے محقق اور اہل علم کو بہت دوست رکھتے تھے اور ہمیشہ عبادت الہی میں مشغول رہتے تھے 6 محرم الحرام 993ھ کو آپ تولد ہوئے۔ حفظہ اللہ تعالیٰ۔

آپ کے صاحبزادے شمس الدین الحموی الاصل المولد ہیں آپ ایک صالح نوجوان ہیں قرآن مجید پڑھ کر آپ نے کتب فقہ شافعیہ پڑھیں اور احقر سے حدیث سنی۔

منجملہ ان کے شیخ صالح الاصل برکات بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحسنی المولد والدار ہیں آپ بھی اپنے خاندان کے چراغ ہیں کسی سے خلط ملط نہیں رکھتے۔ ہمیشہ عبادت الہی میں مشغول رہتے ہیں آپ کے بھائی عبدالقادر سے ہم نے آپ کی تاریخ تولد دریافت کی تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھ کو آپ کی تاریخ تولد معلوم نہیں۔ بجز اس کے کہ میں آپ سے قریباً پانچ سال چھوٹا ہوں۔ حفظہما ارشد تعالیٰ

منجملہ ان کے شیخ صالح محمد ابوالوفاء بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحسنی الحموی الاصل والمولد والدار ہیں آپ بھی ایک اعلیٰ درجہ کے عالم باعمل محدث اور قدوة المشائخ قادریہ ہیں۔ قرآن مجید فقہ اور حدیث پڑھ کر آپ نے مصر و شام اور حجاز و حلب کی سیاحت بھی کی بہت سے مشائخ نے آپ سے خرقہ پہنا آپ کے مریدین بکثرت ہیں عوام و خواص غرض سب کے دلوں میں آپ کی عزت و حرمت اور آپ کی ہیبت ہے آپ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے مگر قدر و منزلت میں سب سے بڑے ہیں۔ ابقاہ اللہ تعالیٰ

اب ہم شیخ علاؤ الدین علی موصوف الصدر کی ذریت جو کہ جمہ میں آباد ہے کثر ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے بعد اولاد الشیخ محمد ابن الشیخ عبدالعزیز الجبلی البجالی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہیں۔

اولاد الشیخ محمد بن شیخ عبدالعزیز الجبلی رحمۃ اللہ علیہ

مجملاً ان کے شیخ صالح شریق بن محمد بن عبدالعزیز ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی الحسنی الجبالی المولد ہیں آپ جبال میں تولد ہوئے آپ نے عین عالم شباب میں وفات پائی۔

حافظ ابو عبداللہ الذہبی نے آپ کا سن وفات 652ھ بیان کیا ہے۔

آپ کے فرزند شیخ صالح شمس الدین محمد الکمل بن شریق بن شیخ محمد بن عبدالعزیز بن الشیخ عبدالقادر جبلی الحسنی الجبالی المولد والدار الوقات ہیں۔

حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ بقیۃ المشائخ ابوالکارم شمس الدین بن الشیخ شریق بن محمد عبدالعزیز ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی ثم البخاری الجبالی الحسبلی 551ھ کو قصہ جبال میں پیدا ہوئے آپ کے آباؤ اجداد کی قبور بھی یہیں ہیں۔

فخر النجار رحمۃ اللہ علیہ احمد بن محمد النصیبی سے اور مکہ معظمہ جا کر عبدالرحیم زجاج رحمۃ اللہ علیہ سے اور مدینہ منورہ جا کر عقیف مزروع سے آپ نے حدیث سنی اور بغداد و دمشق آ کر بیان کی۔ کئی مرتبہ آپ نے حج بیت اللہ کیا حسام عبدالعزیز و بدر حسن و غریب اور شمس الدین سعد وغیرہ آپ کے کئی فرزند تھے قرب و جوار کے کل بلاد میں آپ کی بہت کچھ وقعت تھی۔ لوگ آپ کے فضائل سن کر دور دور سے آپ سے شرف نیاز حاصل کرنے آیا کرتے تھے 739ھ میں آپ نے وفات پائی اور اپنے بزرگوں کے قریب مدفون ہوئے۔

شمس الدین محمد بن ابراہیم الجزری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ 651ھ کو آپ بلدہ جبال میں جو سنجار کے قرب و جوار کی بستیوں میں سے ایک بستی کا نام ہے تولد ہوئے۔ ان بلاد کے بہت بڑے مشاہیر سے ہیں آپ کی یہاں پر بہت کچھ عزت و وقعت ہے۔ عموماً لوگ آپ سے خرقہ پہنتے ہیں اور دور دراز سے آپ کی قدم بوسی کرنے کے لئے آتے ہیں جب آپ حلب و دمشق وغیرہ اور دیگر بلاد میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی آپ کی بہت عزت و وقعت ہوئی۔ فقراء و مشائخ عظام نے آپ سے ملاقات کی اعیان مملکت بھی آپ کے پاس آئے اور نائب السلطنت سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی اور بہت بڑی خلقت نے آپ سے خرقہ قادریہ پہنا۔

حافظ تقی الدین ابوالمعالی محمد بن رافع السلامی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ نے فخر علی بن احمد النجار و احمد بن محمد بن عبدالقادر النصبی سے کتاب الشمائل الترمذیہ سنی اور بغداد جا کر آپ نے حدیث بیان کی۔ ابن الرقوتی و ابن السیر جی وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی آپ بہت بڑے خلیق عابد و زاہد فاضل تھے۔ عموماً لوگوں کو آپ سے حسن عقیدت تھی۔

شیخ الاسلام شہاب الدین علامہ احمد ابن حجر عسقلانی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ نے قرآن مجید پڑھ کر تفقہ حاصل کیا اور پھر فخر علی بن نجار وغیرہ سے حدیث سنی اور دمشق و بغداد و جبال میں آپ نے حدیث بیان کی آپ عبادت و صلاح و تقویٰ میں مشہور و معروف تھے آپ نے عمر بھر اپنے ہاتھ میں سونا چاندی نہیں لیا اور باوجود اس کے آپ اعلیٰ درجہ کے سخی اور صاحب جاہ و حشمت تھے۔ کذافی روض الزاہر

حافظ محمد بن رافع نے اپنی کتاب معجم میں بیان کیا ہے کہ بدر الحسن بن شریق بن محمد بن عبدالعزیز ابن الشیخ عبدالقادر الجبلی البجالی آپ کے فرزند تھے آپ نے اپنے والد ماجد سے حدیث سنی اور بغداد جا کر حدیث بیان کی۔ 741ھ میں آپ حج بیت اللہ کو جاتے ہوئے دمشق آئے اور زاویہ سلاریہ میں ٹھہرے ہماری بھی اس وقت آپ سے ملاقات ہوئی حج سے واپسی کے بعد بھی آپ یہیں آ کر ٹھہرے اس وقت بھی ہماری ان سے ملاقات ہوئی۔

علامہ ابن حجر نے کتاب انباء النعمر بابناء العمر میں بیان کیا ہے کہ آپ کی اس طرف کے بلاد و امصار میں بہت کچھ عزت و حرمت تھی بہت بڑی عمر پا کر 775ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ذریت مصر میں

منجملہ شیخ محمد ابن الشیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ کی اولاد کے شیخ صالح علاؤ الدین علی بن شمس الدین محمد الاکل بن حسام الدین شریق بن شمس الدین محمد بن الشیخ ابی بکر عبدالعزیز ابن الشیخ محی الدین عبدالقادر الجبلی الحسنی البجالی ہیں آپ نے اور آپ کی اولاد کثر ہم اللہ نے مصر میں توطن اختیار کیا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ ملک الشرف برسیا شہر آمد سے لوٹ کر قاہرہ میں داخل ہو چکا تھا۔

مؤلف الروض الزاہر نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ علاؤ الدین نہایت خلیق

باعزت ووقار اور ذی حرمت بزرگ تھے۔ دیارِ مصریہ میں مشائخِ قادریہ میں سے صرف آپ ہی کا وجود بابرکت مغننمات سے تھا آپ کو حج کرنے کا دو دفعہ موقع ملا۔

785ھ میں آپ تولد ہوئے اور 853ھ میں بعارضہ طاعون وفات پا کر آپ نے درجہ شہادت حاصل کیا اور تربت معروض بترت سیدی عدی بن مسافر میں آپ مدفون ہوئے آپ کی جملہ اولاد بھی یہیں ہوئی۔

آپ کے چچیرے بھائی شیخ شمس الدین محمد بن نور الدین علی بن عزالدین حسین بن شمس الدین محمد الاکل شریف بھی 840ھ میں وفات پا کر یہیں مدفون ہوئے اور 841ھ میں آپ کے دو فرزند شیخ شرف الدین موسیٰ و شیخ بدر الدین نے بھی بعارضہ طاعون وفات پائی مگر شیخ شرف الدین نے دو فرزند اور شیخ بدر الدین نے ایک دختر چھوڑی۔ اس وقت ہمارے شیخ علاؤ الدین کے کل تین فرزند تھے جن میں سے 841ھ والے طاعون میں دو مندرجہ فرزند ان کے انتقال کے بعد صرف ایک فرزند باقی رہے تھے۔ انہیں لے کر آپ حجاز کی طرف جا رہے تھے کہ راہ میں ان کو بھی طاعون ہو کر ان کا بھی انتقال ہو گیا اور جامع طور میں ان کو دفن کیا گیا اس وقت ان کی عمر بیس سال سے کم تھی۔ بعد ازاں بھی آپ کے ہاں بہت اولاد ہوئی مگر اکثر نے وفات پائی اور آپ کے انتقال کے بعد آپ کے دو فرزند اور دو صاحبزادیاں باقی رہیں جن میں سے آپ کے انتقال کے بعد آپ کے ایک فرزند کا بھی انتقال ہو گیا اور باقی آپ کے ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں موجود رہیں آپ کے ایک حقیقی بھائی بھی تھے۔ شیخ عبدالقادر مگر 841ھ میں بعارضہ طاعون دمشق میں آپ نے بھی وفات پائی اور مقبرہ صوفیہ میں مدفون ہوئے۔ انتہی کلام مؤلف الروض الزاہر غرض! شیخ عبدالعزیز ممدوح کی ذریت جبال میں اب تک موجود ہے۔

منجملہ ان کے شیخ حسام الدین ہیں آپ اعلیٰ درجہ کے کریم النفس بااخلاق و بامروت ہیں آپ کی اور آپ کے جمیع اعزہ و اقارب کی ان شہروں میں بہت کچھ عزت و وقعت ہے آپ خود بھی صاحب ثروت و وجاہت ہیں حکامِ بلاد آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ عموماً جا بجا سے لوگ آ کر آپ سے خرقہ قادریہ پہنتے ہیں۔ اَبْقَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ نَفَعْنَا

بِرَّكَاتِهِمْ وَبَرَكَاتِ أَسْلَافِهِمُ الطَّاهِرَةِ آپ کی ذریت حلب میں

بلاد حلب میں بھی اس وقت تک سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذریت ہے۔ خصوصاً قریہ باعو میں اولاد الشیخ باعو کے لقب سے پکاری جاتی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ وہ شیخ عیسیٰ ابن الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ عام و خاص سب ان کی نہایت عزت و وقعت کرتے ہیں۔

منجملہ ان کے شیخ عبدالعزیز کا بھی یہی انتقال ہوا اور اپنے آباؤ اجداد کے قریب آپ بھی مدفون ہوئے مگر آپ کے بھائی شیخ احمد الدین ہنوز زندہ اور قریہ مذکورہ ہی میں سکونت پذیر ہیں۔ منجملہ ان کے شیخ عثمان ابن الشیخ عبدالعزیز موصوف الصدر ہیں آپ بھی اعلیٰ درجہ کے خلیق متواضع لوگوں سے کنارہ کش اور قریہ مذکورہ میں ہی اپنے عم بزرگ شیخ احمد کے ہمراہ سکونت پذیر تھے یہیں پر آپ کا بھی اپنے والد ماجد شیخ عبدالعزیز سے پہلے انتقال ہوا۔ آپ کے دو فرزند تھے:

اول: شیخ عبدالرزاق آپ کا انتقال بھی اپنے والد ماجد سے پہلے ہوا آپ بھی نہایت خلیق و وجیہ تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ

دوم: شیخ زین الدین عمر کان آپ کی بھی بہت کچھ عزت و وقعت تھی حکام پر بھی آپ کے احکام نافذ ہوتے تھے۔ حلب و دمشق میں آپ عرصہ تک بہت اعزاز کے ساتھ رہے آپ کی وفات دمشق میں ہوئی دمشق و قاہرہ میں اب تک آپ کی اولاد موجود ہے۔

منجملہ ان کے قاہرہ میں آپ کے دو بھائی موجود ہیں جو کہ سید عبدالقادر و سید احمد کے نام سے پکارے جاتے ہیں سید عبدالقادر نقابت الاشراف اور ان کے اوقاف کے متولی اور قاہرہ میں ہی اب تک سکونت پذیر ہیں۔

قاہرہ میں آپ کی ذریت

غرض! قاہرہ میں سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذریت بکثرت

موجود ہے مگر ان کی نسبت ہمیں تحقیق یہ معلوم نہیں کہ وہ شیخ عیسیٰ ابن الشیخ عبدالقادر المتونی بالقاہرہ کی اولاد سے ہیں جیسا کہ حافظ محبت الدین ابن التجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے یا یہ کہ وہ شیخ عبدالعزیز جبالی کی اولاد سے ہیں۔ شیخ عبدالعزیز موصوف الصدر اور ان کی اولاد نے ملک اشرف برسیا کی آمد سے واپسی کے بعد مصر میں توطن اختیار کیا اور وہیں وفات پائی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ قاہرہ میں ان کی بہت کچھ وقعت و منزلت تھی اور اب بھی ہے دور دور سے لوگ ان سے شرفِ نیاز حاصل کرنے آیا کرتے ہیں۔ نفعنا اللہ بہم

بغداد میں آپ کی ذریت

بغداد میں آپ ہی کے مقام پر ایک بہت بڑی جماعت ہے جن کا خود بیان ہے کہ وہ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں یہاں پر ان کے بہت کچھ مراتب و مناصب ہیں عام و خاص ان کی نہایت عزت و وقعت کرتے ہیں۔ شاہ اسماعیل سلطان العجم جب بغداد کا مالک ہوا تو اس وقت ان کا زاویہ شکستہ ہو گیا اور یہ لوگ متفرق ہو کر اطراف و جوانب کے بلاد میں منتشر ہو گئے۔ منجملہ ان کے یہ جماعت حلب میں بھی آئی اور ہمیں اپنے مکان میں انہیں ٹھہرانے کی عزت حاصل ہوئی۔

منجملہ ان کے بعض اعیان کا ہم ذکر بھی کرتے ہیں ان ہی میں شیخ اجل علاؤ الدین علی اور آپ کی اولاد اور آپ کے دونوں بھائی شیخ محی الدین و شیخ زین العابدین اور آپ کے بھتیجے شیخ یوسف بھی تھے یہ بزرگ یہاں عرصہ تک رہے اور پھر قاہرہ چلے گئے وہاں پر ملک اشرف سلطان ابوالنصر قانصوہ الغوری نے شیخ علاؤ الدین کا نہایت اعزاز و اکرام کیا۔ زاویہ برقیہ وغیرہ کا آپ کو ناظر بنا دیا پھر جب قاہرہ سے آپ واپس ہو کر حلب آئے تو یہیں پر آپ کا اور آپ کی اولاد کا انتقال ہو گیا اور اب ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا البتہ! آپ کے بھتیجے شیخ یوسف اور آپ کے عم بزرگ شیخ زین العابدین قاہرہ میں ہی رہے اور 923ھ میں آپ وہاں سے حلب واپس آئے اور پھر دمشق چلے گئے وہیں پر آپ نے وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور آپ کے عم بزرگ شیخ زین العابدین نے مصر جا کر وفات پائی اور اب بلاد مصر و شام میں ان کی اولاد میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔

پھر جب سلطان سلیمان خلد اللہ ملک بغداد کے مالک ہوئے تو انہوں نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زاویہ کی تعمیر کرائی اور شیخ علاؤ الدین موصوف الصدر کے برادران واعزہ واقارب پھر بغداد واپس آگئے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اب وہ سب کے سب بدستور سابق وہیں مقیم ہیں اور ان کے مراتب و مناصب اور اوقاف وغیرہ بلکہ اس سے کچھ اور زائد انہیں واپس ملے اور عام و خاص سب کے نزدیک وہی ان کی تعظیم و تکریم جو پہلے تھی اب بھی ہے۔ ان میں سے قسطنطنیہ میں ایک بزرگ سے کہ جن کا اسم گرامی شیخ زین الدین ہے میری ملاقات ہوئی آپ نہایت وجیہ اور باہمت و وقار اور متین ہیں آپ نے احقر سے بیان کیا کہ آپ شیخ علاؤ الدین موصوف الصدر کے عم بزرگ کی اولاد سے ہیں اور آپ زاویہ کے اوقاف حاصل کرنے کے لئے بغداد گئے اور امید سے زیادہ آپ کو کامیابی بھی ہوئی۔ نیز یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مشائخ مذکورین آپ کی اولاد زینہ سے نہیں بلکہ شیخ طفسونجی کی اولاد سے ہیں اور شیخ طفسونجی سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی ایک صاحبزادی کے بطن سے ہیں جنہیں آپ نے شیخ عبدالرزاق الطفسونجی کے فرزند ارجمند کے نکاح میں دیا تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

علامہ ابن ناصر الدین دمشقی المحدث نے بیان کیا ہے کہ منجملہ ان کے جو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں۔ تاج الدین ابوالفتح نصر اللہ بن عمر بن محمد بن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر بھی ہیں مگر ہم سے بعض حفاظ نے بیان کیا ہے کہ عراق میں ہمیں ایک بہت بڑی جماعت سے ملنے کا موقع ملا۔ انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ یہ شخص ابن سیمین کے نام سے مشہور اور آپ کے بعض مریدین کی اولاد سے تھے اور خود آپ کی اولاد سے نہیں تھے۔

یہ آپ کی ذریت کا مختصر حال ہے جو کہ ہمیں معلوم ہے اور جن کی تمام شہروں اور بستیوں میں تعظیم و تکریم کی جاتی ہے اور جن کو کہ کسی نے کچھ اذیت نہیں پہنچائی مگر یہ کہ خود اس کے اور اس کی اولاد کے حق میں خرابی کا باعث ہوا اور ہم نے پچشم خود اس کا معائنہ بھی کیا چنانچہ اسی زمانہ کا واقعہ ہے کہ نائب حمہا جو نضوح کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ مرحوم شیخ احمد ابن الشیخ قاسم موصوف الصدر کو سخت اذیت پہنچائی آپ کو اس سے اذیت پہنچنے کے بعد تھوڑا

زمانہ گزرا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے اس کی جڑ و بنیاد اکھیڑ دی اور اس کی ذریت میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا اور یہ آریہ کریمہ صادق آنے لگی۔ ”فَهَلْ تَرَىٰ لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ“ (کیا تمہیں ان میں سے کسی کا کچھ نشان بھی نظر آتا ہے؟) اور ایسا ہی ہونا بھی چاہئے کیونکہ ان کے جد امجد کا قول ہے۔

وَنَحْنُ لِمَنْ قَدْ سَاءَ نَاسٌ قَاتِلٌ
فَمَنْ لَمْ يَصُدُقْ فَلْيَحْرَبْ وَ يَعْتَدِي

جو کوئی بھی ہمیں اذیت پہنچائے ہم اس کے لئے سم قاتل ہیں جسے اس کا یقین نہ ہو وہ اذیت پہنچا کر اس کا تجربہ کر لے۔

بعض نے بیان کیا ہے کہ ابن یونس وزیر ناصر الدین نے سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو طرح طرح کی اذیت پہنچائی یہاں تک کہ اس نے بغداد سے انہیں جلا وطن کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے خاندان کو برباد کر دیا اور وہ خود بھی نہایت بری طرح سے مرا۔ بِرَّكَتِهِ سَلَفَهُمُ الطَّاهِرُ

شیخ ابوالبقاء العکبری بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ کے قریب سے میرا گزر ہوا۔ میں نے اپنے جی میں کہا: کہ آؤ اس عجمی کا کلام بھی سنتے چلیں اس سے پہلے مجھے آپ کا وعظ سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا غرض میں اس وقت آپ کی مجلس میں گیا آپ وعظ فرما رہے تھے اس وقت آپ نے قطع کلام کر کے فرمایا: کہ آنکھوں اور دل کا اندھا شخص عجمی کا کلام سن کر کیا کرے گا میں آپ کا یہ کلام سن کر ضبط نہ کر سکا اور آپ کے تحت پر چڑھ کر اپنا سر کھول دیا اور آپ سے عرض کیا کہ آپ احقر کو خرقہ پہنائیں چنانچہ آپ نے احقر کو خرقہ پہنایا اور فرمایا: کہ عبد اللہ! اگر خدا تعالیٰ تمہارے انجام کی مجھے خبر نہ دیتا تو تم گناہوں سے ہلاک ہو جاتے اب تم ہماری پناہ میں داخل ہو کر ہم میں سے ہو جاؤ۔ رضی اللہ عنہ

آپ کی توجہ سے آفتابہ کار و بقبلہ ہونا

شیخ ابو عبد اللہ قزوینی و شیخ احمد نجو بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہوئی تو جیلان سے تین بزرگ آپ سے ملاقات کرنے کے لئے تشریف لائے جب یہ بزرگ آپ کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور اجازت لے کر سامنے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کا آفتابہ رو بقبلہ نہیں ہے اور آپ کا خادم آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہے ان بزرگوں نے یہ حال دیکھ کر گویا اس حال سے نفرت کر کے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے آپ نے کتاب رکھ کر خادم کی طرف نظر اٹھائی تو وہ اسی وقت گر کر مر گیا پھر آپ نے آفتابہ کی طرف نظر کی تو وہ اسی وقت گھوم کر رو بقبلہ ہو گیا۔

محی الدین آپ کا لقب ہونے کی وجہ تسمیہ

آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ 511 ہجری کا واقعہ ہے کہ میں اپنی بعض سیاحت سے بغداد واپس آیا تو اس وقت میرا ایک مریض پر سے جو کہ نہایت نحیف البدن اور زرد رو تھا گزر ہوا اس نے مجھ کو سلام کیا اور اپنے نزدیک بلا کر کہا کہ مجھے اٹھا کر بٹھالو میں سلام کا جواب دے کر اس کے پاس گیا اور اسے میں نے اٹھا کر بٹھایا تو وہ نہایت موٹا تازہ اور وجیہ خوش رنگ معلوم ہونے لگا غرض! اس کی حالت درست ہو گئی مجھے اس سے کچھ خوف سا ہوا پھر اس نے مجھ سے کہا: کہ تم مجھے جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں اس نے کہا: میں دین اسلام ہوں مرنے کے قریب ہو گیا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تمہاری بدولت از سر نو زندہ کیا پھر میں اسے چھوڑ کر جامع مسجد میں آیا یہاں پر ایک شخص نے آن کر مجھ سے ملاقات کی اور مجھے یا سیدی محی الدین کہہ کر پکارا پھر جب میں نماز شروع کرنے کے قریب ہوا تو چاروں طرف سے لوگ آ کر مجھ کو یا محی الدین کہہ کر پکارنے لگے اور میری دست بوسی کرنے لگے اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھ کو اس نام سے نہیں پکارا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کو آپ کا خواب میں دیکھنا

نیز آپ نے بیان فرمایا: کہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود مبارک میں ہوں اور آپ کی دائیں جانب کا دودھ پی رہا

ہوں پھر آپ نے مجھے اپنی بائیں جانب کا دودھ بھی پلایا اتنے میں جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور تشریف لا کر آپ نے فرمایا: کہ عائشہ درحقیقت یہ ہمارا فرزند ہے۔

ایک بزرگ کی حکایت

شیخ ابو محمد الجونی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں اس وقت فاقہ سے تھا اور میرے اہل و عیال نے بھی کئی روز سے کچھ نہیں کھایا تھا میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دے کر اس وقت مجھ سے فرمایا: کہ جوئی! بھوک خدائے تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے اسی کو وہ عطا فرماتا ہے اور جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ میرے بندے! تو نے صرف میری وجہ سے اب تک کچھ نہیں کھایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے! میں تجھ کو کھلاؤں گا۔ قریب تھا کہ میں یہ سن کر چیخ اٹھتا مگر آپ نے اشارہ فرمایا: کہ خاموش رہو پھر آپ نے فرمایا: کہ جب خدائے تعالیٰ کسی بندہ کی آزمائش کرتا ہے اور بندہ اسے پوشیدہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دو حصے اجردیتا ہے اور اگر وہ اسے ظاہر کر دیتا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اسے ایک حصہ اجردیتا ہے اس کے بعد آپ نے مجھ کو اپنے قریب بلا کر پوشیدہ طور پر سے کچھ دیا۔ میرا قصد اسے ظاہر کرنے کا تھا مگر آپ نے مجھے فرمایا: کہ جوئی! فقر کو چھپانا زیادہ لائق و مستحسن ہے۔

یک جوئے باز کا آپ کے دست مبارک پر تائب ہونا

شریف بغدادی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے قرب و جوار میں ایک شخص رہتا تھا جس کا نام عبداللہ ابن نقطہ تھا یہ شخص نزدکیلا کرتا تھا۔ ایک روز اس کے شرکاء نے بازی جیت کر اس کا سارا مال و اسباب اور گھریا سب جیت لیا اب اس کے پاس کچھ نہ رہا۔ آخر میں اس نے اپنا اتھ کٹا دینے پر بازی کھیلی اور پھر ہار گیا آخر کو چھری دیکھ کر گھبرا یا اس کے شرکاء بولے یا ہاتھ کٹاؤ یا صرف یہ کہہ دو کہ میں ہارا اس نے یہ کہنا بھی منظور نہ کیا یہ لوگ پھر اس کا ہاتھ کاٹنے پر

آمادہ ہوئے اتنے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مکان کی چھت پر چڑھ کر پکارا کہ عبد اللہ! لو یہ سجادہ لے لو اور اس سے تم پھر بازی کھیلو اور یہ بھی نہ کہنا کہ میں ہارا پھر آپ انہیں سجادہ دیکر آبدیدہ واپس آئے۔ لوگوں نے آپ سے آبدیدہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ عنقریب تمہیں خود معلوم ہو جائے گا غرض عبد اللہ ابن نقطہ نے آپ سے سجادہ لے کر پھر اپنے شرکاء سے بازی کھیلی اور جو کچھ مال و متاع و گھربار ہار چکے تھے وہ سب کا سب اس نے واپس لے لیا اس کے بعد یہ آپ کے دست مبارک پر تائب ہو گیا اور اپنا سارا مال و متاع راہِ خدا میں خرچ کر دیا، ان کی روزانہ آمدنی دو سو دینار تھی وہ سب کا سب انہوں نے خرچ کر دیا، انہی کی نسبت آپ نے فرمایا: کہ ابن نقطہ سب سے اخیر میں اور سب کے ساتھ شریک ہو کر خاص لوگوں میں سے ہو گئے یہ وہی ابن نقطہ ہیں کہ جن کا ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔

آپ کے خادم ابوالرضیٰ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے تین خلوتیں کیں جب تیسری خلوت سے آپ نکلے تو میں نے آپ سے پوچھا: کہ آپ نے اس خلوت میں کیا دیکھا آپ نے اس وقت میری طرف غصہ کی نگاہ سے دیکھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

تَجَلَّى لِي الْمَحْبُوبُ مِنْ غَيْبِ الْحُجَبِ

فَشَاهَدْتُ أَشْيَاءَ تَجَلَّى عَنِ الْخَطَبِ

پردہ غیب سے دوست نے میری طرف تجلی کی تو میں نے تمام چیزوں کو دیکھا کہ اپنے حال سے گم گشتہ ہونے لگیں۔

وَأَشْرَقَتِ الْأَكْوَانُ مِنْ نُورِ وَجْهِهِ

فَخِيفْتُ لِأَنَّ أَقْضَى لَهَيْتِهِ نَحْيِي

تمام کائنات اس کے نورِ جمال سے روشن ہو گئی مجھے خوف ہوا کہ میں کہیں اس کی ہیبت سے اپنی زیست سے نہ گزر جاؤں۔

فَنَادَيْتُهُ بِسَرِّ التَّعْظِيمِ شَانِهِ

وَلَمْ أَطْلُبِ الرَّؤْيَا لَهُ خِيفَةَ الْعَتَبِ

اس لئے میں نے اس کی عظمتِ شان کی وجہ سے اسے آہستہ سے پکارا اور

عقاب کے خوف سے اس کے دیدار کا خواستگار نہیں ہوا۔

سَوِي اَنْسِي نَادِيْتُهُ جِدُّ بَزُوْرَةٍ

لِتَحْيٰ بِهَا مَيْتُ الصَّبَابَةِ وَاللَّب

میں نے اسے آہستہ سے پکار کر صرف یہی کہا: کہ تو مہربانی سے مجھے ایک نظر دیکھ تا کہ اس سے مردہ عشق و محبت از سر نو زندہ ہو جائیں۔

تَعَطَّفَ عَلٰی مَنْ اَنْتَ اَقْصٰی مُرَادِهِ

فَعَنَّاكَ فِي عَيْنِي وَذِكْرَاكَ فِي قَلْبِي

تو اس پر مہربانی کر کہ جس کی مراد تو ہی تو ہے تیری نشانی میری آنکھوں میں اور تیرا ذکر میرے دل میں ہے۔

اس کے بعد مجھے غشی سی آگئی پھر جب میں اٹھا تو آپ نے مجھے سینہ سے لگا کر فرمایا: کہ اگر مجھے اجازت ہوتی تو میں تمہیں عجائبات سنا تا مگر کیا کروں زبان گوئی ہو گئی نہ وہ کچھ کہہ سکتی ہے اور نہ دل اس کی طرف اشارہ کر سکتا ہے۔

ایک بزرگ کا خواب

شیخ ابو عمر عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نہر عیسیٰ خون و پیپ ہو گئی ہے اور اس کی مچھلیاں سانپ وغیرہ حشرات الارض ہو گئی ہیں اور وہ بڑھتی جاتی ہیں میں خائف ہو کر اپنے مکان میں بھاگ آیا اس وقت کسی نے مجھ کو پکھا دیا اور کہا: کہ اسے مضبوط پکڑ لو میں نے کہا: یہ مجھ سے نہیں اٹھتا انہوں نے کہا: تمہارا ایمان اسے اٹھالے گا تم اسے ہاتھ میں لے لو میں نے اسے ہاتھ میں لیا تو میرا تمام دہشت و خوف جاتا رہا میں نے انہیں تم دلا کر پوچھا کہ آپ کی برکت سے خدائے تعالیٰ نے مجھے تسکین و اطمینان عطا فرمایا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد تمہارا نبی ہوں (ﷺ) میں آپ کی ہیبت سے کانپ اٹھا پھر میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ﷺ آپ میرے لئے دعا فرمائیے کہ کتاب اللہ اور آپ کی سنت پر میرا خاتمہ ہو آپ نے فرمایا: بے شک ایسا ہی ہو گا اور تمہارے شیخ، شیخ عبدالقادر ہیں میں نے پھر آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے لئے دعا

فرمائیے کہ خدا کی کتاب اور آپ کی سنت پر میرا خاتمہ ہو آپ نے فرمایا: بے شک ایسا ہی ہوگا اور تمہارے شیخ، شیخ عبدالقادر ہیں تیسری دفعہ پھر میں نے آپ سے عرض کیا تو پھر بھی آپ نے یہی جواب دیا پھر جب میں بیدار ہوا تو میں نے اپنا خواب والد ماجد سے بیان کیا تو آپ مجھے ہمراہ لے کر آپ کی خدمت میں آئے اس روز آپ مسافر خانہ میں وعظ فرما رہے تھے ہمیں چونکہ جگہ خالی نہیں ملی اس لئے ہم آپ کے قریب نہ جاسکے اور آخری مجلس ہی میں بیٹھ گئے مگر اسی وقت آپ نے ہمیں اپنے پاس بلوایا میرے والد تخت پر چڑھے اور ان کے پیچھے پیچھے میں بھی تخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا آپ نے میرے والد ماجد سے فرمایا: کہ تم عجیب کم فہم آدمی ہو بے دلیل کے تم میرے پاس آتے ہی نہ تھے پھر آپ نے اپنا قصہ میرے والد ماجد کو پہنایا اور مجھے آپ نے اپنی ٹوپی پہنائی پھر ہم اتر کر لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے میرے والد ماجد نے دیکھا تو قیص الٹا تھا انہوں نے اسے سیدھا کرنا چاہا مگر کسی نے کہا: کہ ٹھہر جاؤ ابھی نہیں پھر جب آپ وعظ کہہ کر تخت سے اترے تو اس وقت پھر انہوں نے اسے سیدھا کرنا چاہا تو وہ خود بخود سیدھا ہو گیا اس کے بعد میرے والد ماجد پر غشی طاری ہو گئی اور مجلس میں اضطراب سا پیدا ہو گیا پھر آپ نے میرے والد ماجد کی نسبت فرمایا: کہ انہیں میرے پاس لے آؤ پھر جب ہم آپ کی خدمت میں آئے تو اس وقت آپ قبہ اولیاء میں تھے جو کہ آپ کے مسافر خانہ میں واقع تھا اسے قبہ اولیاء اسی لئے کہتے تھے کہ اولیاء و رجال غیب اس میں بکثرت آیا کرتے تھے پھر آپ نے میرے والد ماجد سے فرمایا: کہ جس کے رہنما رسول اللہ ﷺ ہوں اور جس کا شیخ عبدالقادر ہو تو اسے کیونکر کرامت حاصل نہ ہوگی، یہ تمہاری ہی کرامت ہے پھر آپ نے دوات قلم اور کاغذ منگا کر لکھ دیا کہ آپ نے ہمیں خرقة پہنایا۔

ایک خیانت کا ذکر

ابوبکر التیمی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ میں ابتدائی عمر میں حمال (یعنی شتر بان) تھا اور اس وقت مکہ جا رہا تھا اور ایک جیلانی شخص کے ساتھ مجھے حج کرنے کا اتفاق ہوا اس شخص کو جب معلوم ہوا کہ یہ عنقریب مر جائے گا تو اس نے مجھ سے کہا: کہ تم یہ میری چادر اور کپڑا لے لو اس میں دس دینار ہیں یہ لے جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو

دے دینا اور کہہ دینا کہ وہ مجھ پر نظر مہربانی رکھیں یہ کہہ کر اس شخص کا انتقال ہو گیا جب میں بغداد واپس آیا تو مجھے طمع دیکر گھیرا کہ اس کی کسی کو خبر ہے نہیں آپ کو کیونکر خبر ہوگی۔ غرض میں نے دس دینار رکھ لئے، ایک روز میں جا رہا تھا کہ مجھ سے آپ کا سامنا ہو گیا میں سلام کر کے آپ کے پاس گیا اور آپ سے مصافحہ کیا تو آپ نے زور سے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کہ کیوں تم نے دس دینار کے لئے خدا کا بھی خوف نہیں کیا اور اس عجمی کی امانت رکھ لی اور اس کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا آپ کا یہ فرمانا تھا کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے مجھ کو جب افاقہ ہوا تو فوراً میں گھر آیا اور وہ دس دینار اور چادر آپ کے پاس لے گیا۔

رجال غیب کا آپ کی مجلس میں آنا

حافظ ابو زرعہ ظاہر بن محمد ظاہر المقدسی الداری نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ میں حاضر تھا اس وقت آپ فرما رہے تھے کہ میرا کلام رجال غیب سے ہوتا ہے جو کوہ قاف کے درے سے میری مجلس میں آتے ہیں اور جن کے قدم ہوا میں اور دل حضرت القدس میں ہوتے ہیں اپنے پروردگار کا ان کو اس درجہ اشتیاق ہوتا ہے کہ ان کی آتش اشتیاق سے سر پر ان کی ٹوپیاں جلی جاتی ہیں آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق بھی اس وقت مجلس میں موجود تھے آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے اتنے میں سر پر آپ کے ٹوپی جلتی لگی آپ نے وہ ٹوپی پھاڑ ڈالی اسی اثناء میں آپ نے تخت سے اتر کر اسے بجا دیا اور فرمایا: عبدالرزاق تم بھی انہی لوگوں میں سے ہو۔

حافظ ابو زرعہ بیان کرتے ہیں کہ بعد میں میں نے آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق سے اس وقت کا حال دریافت کیا تو آپ نے بیان کیا کہ میں نے جب اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ہوا میں رجال غیب کی صفیں نظر آئیں تمام افق بھرا ہوا تھا۔ یہ لوگ اپنے سر جھکائے ہوئے نہایت خاموشی سے آپ کا کلام سن رہے تھے بعض ان میں سے بیخ اٹھتے اور بعض ہوا میں دوڑنے لگتے اور بعض زمین پر گر پڑتے اور بعض لرزتے رہتے میں نے دیکھا تو ان کے لباس میں آگ لگی ہوئی تھی۔

رجالِ غیب کا ذکر

شیخ عبداللہ الاصفہانی الجلیلی بیان کرتے ہیں کہ ایک شب کا واقعہ کہ میں جبلِ لبنان میں تھا چاندنی اس شب کو خوب اچھی طرح سے پھیلی ہوئی تھی میں نے اس وقت اہل جبلِ لبنان کو دیکھا کہ جمع ہو کر ہوا میں اڑتے ہوئے عراق کی طرف جا رہے ہیں میں نے اپنے ایک دوست سے پوچھا: کہ تم لوگ کدھر جا رہے ہو انہوں نے کہا: کہ ہمیں خضر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم بغداد جا کر قطبِ وقت کی خدمت میں حاضر ہوں میں نے پوچھا: کہ قطبِ وقت کون ہیں؟ انہوں نے کہا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں میں نے ان سے اجازت لی کہ میں بھی ان کے ہمراہ ہو جاؤں تو انہوں نے مجھ کو اجازت دی ہم تھوڑی دیر ہوا میں چلے اور بغداد پہنچ کر آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے ان میں سے تمام اکابر آپ کو یا سیدنا کہہ کر پکارتے اور آپ جو کچھ انہیں فرماتے فوراً وہ اس کی تعمیل کرتے پھر آپ نے ان کو واپسی کا حکم فرمایا اور وہ واپس ہو گئے میں بھی اپنے دوست کی ہمراہی میں تھا جب ہم جبلِ پنچے تو میں نے اپنے دوست سے کہا: مجھ کو تمہاری آپ سے تابعداری کرنے کا حال آج معلوم ہوا تو انہوں نے کہا: کہ ہم آپ کی کیونکر تابعداری نہ کریں؟ حالانکہ آپ نے فرمایا ”قَدِمْتُ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةٍ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ“ ہمیں آپ کی تابعداری اور آپ کی تعظیم و تکریم کرنے کا حکم ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ کا خطبہ و عظ

آپ کے صاحبزادے سیدنا الشیخ عبدالوہاب و شیخ عبدالرحمن بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے والد ماجد اپنی مجلس و عظ میں فرمایا کرتے تھے۔ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ اس کے بعد آپ خاموش ہو جاتے تھے پھر فرماتے۔ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ پھر آپ خاموش ہو جاتے پھر فرماتے۔ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ پھر آپ خاموش ہو جاتے تھے پھر فرماتے:

عدد خلقه وزنه عرشه ورضاء نفسه و مداد کلماته و منتھی علیہ

و جميع ماشاء و خلق و ذراء و براء عالم الغيب و الشهادة الرحمن الرحيم الملك القدوس العزيز الحكيم ٥ و اشهد ان لا اله الا الله وحده له الملك وله الحمد يحيى ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شى قدير ٥ ولا ندله ولا شريك له ولا وزير ولا عون و ظهير الواجد الا حد الفرد الصمد الذى لم يلد ولم يولد ٥ ولم يكن له كفواً احد ٥ ليس بجسم فيسمن ولا جوهر فيحسن ولا عرض فيكون منتقضا هنالك، ولا وزير له ولا مشارك جل ان يشبه بما صنعه او يضاف لما اخترعه ليس كمثل شىء وهو السميع البصير^ط و اشهد ان محمداً صلى الله عليه وسلم عبده ورسوله و حبيبه و خليفه و صفيه و نجييه و خيرته من خلقه ارسله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون ٥ اللهم ارض عن الرفيع العباد الطويل النجاد البويد بالتحقيق المكنى بعتيق الخليفة الشفيق المستخرج من اطهر اصل عريق الذى اسمه باسمه مقرون و جسبه مع جسبه مدفون الامام ابى بكر ن الصديق رضى الله عنه و عن القصير الامل الكثير العمل الذى لا خامره وجل ولا عارضة زلل ولا داخله ملل البويد بالصواب الملهمه لفصل الخطاب حنيفى الحراب الذى وافق حكمه نص الكتاب الامام ابى حفص عمر بن الخطاب رضى الله عنه و عن فجهز جيش العسرة و عاشر العشرة من شد الايمان و رتل القرآن شتت الفرسان و ضعضع الطفيان و زين المحراب بامامته و القرآن بتلاوته افضل الشهداء و اكرم السعداء المستحجى ملكة الرحمن ذى النورين ابى عمر عثمان بن عفان رضى الله عنه و عن البطل البهلول و زوج البتول و ابن عم الرسول و سيف الله المسلول قالم الباب و هازم حزاب امام الدين و عالمه و قاضى الشرع و حاكمه المتصدق فى الصلوة

بخاتہ مقدی رسول اللہ بنفسہ و مظهر العجائب الامام ابی
الحسین علی بن ابی طالب وعن السبطین الشہیدین الحسن و
الحسین و عن العین الشریفین الحمزۃ والعباس و عن الانصار
والمہاجرین وعن التابعین لهم باحسان الی یوم الدین ^ط یا رب
العالمین ^ط اللهم اصح الامام الامہ ^ط والراعی والراعیۃ والفاہ بین
قلوبہم فی الخیرات وادفع شربعضہم عن بعض، اللهم وانت
العالم بسرنا فاصلحها وانت العالم بذنوبنا فاغفرها وانت
العالم بعیوبنا فاسترہا وانت العالم بجوائجنا فاقضها لاترانا
حیث نہتہا ولا تفقدنا حیث امرتہا واعزنا بالطاعہ ولا تذللنا
بالمعصیۃ واشغلنا بک عن سواک واقطع عنا کل قاطع یقطعنا
عنک والہمنا ذکرك وشکرك و حسن عبادتک لا الہ الا اللہ ماشاء
اللہ کان وما لم یشاء لم یکن۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم اللهم لا تحبنا فی غفلۃ ولا تاخذنا علی عزة ربنا ولا
تواخذنا ان نسينا او خطانا ربنا ولا تحمل علينا اصراً کما حملتہ
علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقت لنا بہ ^ط واعف عنا
واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکفرین ۵
امین یا الہ العلمین۔

ترجمہ: سب تعریفیں خدائے تعالیٰ کے لئے ہیں اس کی تمام مخلوقات اس کے
عرش اس کے کلمات اس کے منتہائے علم اور اس کی تمام مخلوقات کے سب کے
برابر اور جس قدر کہ وہ اپنے لئے پسند کرے وہ ظاہر و باطن غرض تمام چیزوں کا
جاننے والا ہے نہایت مہربانی اور نرمی کرنے والا ہر ایک چیز کا مالک پاک و بے
عیب ہے سب سے غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے میں گواہی دیتا
ہوں کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک
بھی اسی کا ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی کو زیبا ہیں وہی سب کو زندہ کرتا ہے اور
وہی مارتا ہے اور وہ خود تا ابد الابد زندہ رہے گا اسے کبھی بھی موت نہیں ہر طرح

کی بھلائی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ کوئی شریک ہے نہ وزیر نہ معاون و مددگار ایک اکیلاتن تنہا اور پاک و بے نیاز ہے نہ وہ کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا کوئی اس کی برابری کا نہیں نہ وہ جسم ہے کہ گھٹ بڑھ سکے اور نہ جو ہر ہے کہ جلا قبول کرے اور نہ وہ عرض ہے کہ نقصان قبول کرے وہ اس بات سے بھی بالاتر ہے کہ اس کی بنائی ہوئی چیزوں سے اسے تشبیہ یا اس کے اختراعات میں سے کسی کے ساتھ بھی اسے نسبت دی جائے بلکہ اس جیسی کوئی بھی شے نہیں وہ سب کچھ سنتا ہے اور سب کچھ دیکھتا ہے میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول اس کے دوست اور پسندیدہ دوست اور اس کی کل مخلوقات میں بہترین خلائق ہیں اس نے آپ کو دنیا میں ہدایت کامل اور دین حق دیکر بھیجا تا کہ تمام ادیان پر اس کو غالب کر دے گو مشرک لوگ اس بات کو پسند نہ کریں۔ اے اللہ! تو راضی ہو اور اپنی رحمتیں اتار ان پر جو کہ اونچے گھرانے کے اور بڑے پرتوں والے تھے حق کا موید تھا جن کی کنیت عتیق تھی جو کہ خلیفہ مہربان تھے اور جن کی اصل اصل ظاہر سے تھی جن کا نام کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک کے ساتھ ساتھ اور جن کا جسم آپ کے جسم اطہر کے ہم پہلو مدفون ہے یعنی امام عادل امیر المؤمنین حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ کوتاہ حرص و کثیر العمل تھے جن کو نہ کسی کا خوف لاحق ہوتا تھا نہ لغزش ان سے سرزد ہوتی اور نہ راہ حق میں وہ کسی طرح سے تھک سکتے تھے حق جن کی تائید پر تھا جنہیں فیصلے و تصفیہ کرنا الہام ہو چکا تھا جو کہ سیدھی راہ پر تھے وہ کہ جن کا حکم (کئی مرتبہ) وحی و آیات قرآنی کے موافق اترا۔ یعنی امام عادل امیر المؤمنین ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ اسلامی لشکر کی تیاریوں میں نہایت سرگرم تھے جو کہ عشرہ مبشرہ سے تھے جنہوں نے کہ ایمان کی جڑ کو مضبوط کر دیا (یعنی اختلاف قرأت کا

انسداد کیا کلام الہی کے متفرق اجزاء یکجا جمع کر کے کاتبوں سے اس کے کامل بہت سے نسخے لکھوا کر جا بجا بھیجے۔ غرض اس کی توسیع اشاعت میں کما یغنی (کوشش کی) جنہوں نے لشکر پھیلا کر کفار کی سرکشی مٹادی جنہوں نے کہ مسجدوں کی محرابوں کو اپنی امامت سے اور کلام ربانی کو اس کی تلاوت سے مزین کیا جو کہ افضل الشہداء و اکرم السعداء ہیں جن کی شرم و حیا کا یہ حال تھا کہ ان سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے جن کا لقب ذوالنورین تھا۔ امیر المؤمنین حضرت ابو عمر و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ شیر خدا زوج بتول اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچیرے بھائی تھے جو کہ گویا خدائے تعالیٰ کی نکلی ہوئی تلوار تھے۔ دشمن کے لشکروں کو شکست فاش دیا کرتے تھے جو کہ امام عادل قاضی و حاکم شرع جو نماز کا پورا حق ادا کرنے والے تھے جو کہ اپنی روح پر فتوح کو جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فدا کرتے تھے یعنی مظہر العجائب و الغرائب امام عادل امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے سبطین الشہیدین الامام الحسن و الحسین اور آپ کے عم بزرگ حضرت حمزہ و حضرت عباس اور کل مہاجرین و انصار سب پر رضی اللہ عنہم اور ان پر بھی جو کہ قیامت تک ان کی پیروی کرتے رہیں۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اے پروردگار! امام اور امت و حاکم و محکوم دونوں کو صلاحیت نصیب کر ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال انہیں نیکی کی توفیق دے اور ایک دوسرے کے شر سے انہیں محفوظ رکھ۔ اے پروردگار! تو ہمارے مخفی رازوں سے واقف ہے تو ان کی اصلاح کر تجھ کو ہمارے گناہوں کی خبر ہے تو انہیں معاف کر تو ہمارے عیبوں سے آگاہ ہے انہیں چھپا تو ہماری ضرورتوں کو جانتا ہے تو ان کو پورا کر جن باتوں سے تو نے ہمیں منع کیا ہے ان کے کرنے کا ہم کو موقع نہ دے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے احکام کے پابند رہیں۔ ہمیں اپنی اطاعت و عبادت کی عزت

نصیب کر اور گناہوں کی ذلت میں ہمیں نہ ڈال اپنے ماسواء سے ہمیں اپنی طرف کھینچ لے اور اسے ہم سے دور کر دے جو تجھ سے ہمیں دور کرے ہمیں اپنے ذکر کرنے کا طریقہ سکھلا اور صبر و شکر کی توفیق دے اور طاعت و عبادت کرنے میں ہمیں خلوص و یقین نصیب کر اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کچھ کہ وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا کسی کو کچھ طاقت و قوت نہیں مگر اسی کی اعانت سے بیشک وہ عظمت و بزرگی والا ہے اے پروردگار! تو ہماری زندگی غفلت میں نہ کر اور نہ ہمارے دھوکا میں پڑ جانے سے تو ہم سے مواخذہ کر۔ اے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا قصداً ہم سے خطا ہو جائے تو ہم سے تو درگزر کر اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جتنا کہ تو نے اگلی امتوں پر ڈالا جس بات کی ہمیں طاقت نہ ہو اس میں تو ہمیں مجبور نہ کر ہم سے تو نرمی فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال رکھ تو ہی ہمارا مالک و حقیقی مددگار ہے تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد کر۔ اَمِنْ يٰۤاَللّٰهُ الْعَالَمِيْنَ ۔

عہد شکنی پر آپ کا گرفت کرنا

آپ کی مجلس و عظ میں اگر کوئی اپنی قسم یا عہد تو بہ توڑ ڈالتا تو آپ اسے یوں خطاب کر کے فرماتے کہ ہم نے تمہیں حق کی دعوت دی مگر تم نے اسے قبول نہیں کیا۔ ہم نے تمہیں منع کیا مگر تم باز نہیں آئے ہم نے کتنا ہی تمہیں ڈرایا لیکن تم ذرا بھی نہ شرمائے تمہیں ہم نے مہلت دی مدتوں تم کو خوشخبریاں سنائیں مگر ہم سے تمہاری نفرت ہے کہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے تم نے ہم سے معاہدہ کر کے اپنا عہد توڑ ڈالا اگر ہم تمہیں رد کریں تم سے بے زار ہو کر تمہارا عذر نہ مانیں تمہیں اپنے پاس نہ آنے دیں تو تمہارا کیا حال ہو تمہیں یاد نہیں کہ تم کیسی عاجزی و انکساری سے ہمارے پاس آئے تھے اور تم ہم سے منحرف ہو گئے۔ تعجب ہے کہ جو شخص ہماری محبت کا دم بھرتا ہے مگر پھر وہ جو انمردی سے کام نہیں لیتا جو شخص کہ ہماری محبت کی شراب پیتا ہے معلوم نہیں کہ پھر وہ ہم سے کیونکر بھاگتا ہے بیشک اگر تم اپنے معاہدہ میں

مادق ہوتے تو ضرور تم ہم سے موافقت کرتے تم کو اگر ہم سے ذرا بھی انیسیت ہوتی تو تم ہرگز ہمارے خلاف نہ کرتے۔ ہماری تکلیف تمہارے لئے عین راحت ہوتی۔ دوست دوست کے دروازے سے واپس نہیں جاتا اگر تم پیدا نہ کئے جاتے تو یہی اچھا تھا لیکن جبکہ تم پیدا کئے گئے ہو تو تم جان لو کہ کس لئے پیدا کئے گئے ہو اب بھی اپنی نیند سے جاگو اور غفلت شعاری سے باز آؤ آنکھیں کھول کر دیکھو کہ تمہارے سامنے عذاب الہی کا لشکر جما ہوا ہے خدائے تعالیٰ کا فضل و کرم اگر تمہارے شامل حال نہ ہوتا تو اب تک کبھی کی تم پر اس نے فتح حاصل کر لی ہوتی۔ برادر من! تمہیں جو بڑا بھاری سفر درپیش ہے اس کی تیاریاں کر رکھو اپنی عمر کی زیادتی مال و دولت جاہ و عزت کے دھوکا میں نہ رہو اور فرصت کو غنیمت جانو ورنہ دنیائے غدار تمہیں اپنے مکر میں پھنسائے بغیر نہ رہے گی تم اس سے بچنے کی کوشش کرو وہ تمہارے سر پر تلوار نکالے کھڑی ہے موقع پاتے ہی وہ تم پر اپنا وار کر کے رہے گی تم جیسے اور بہت سے لوگوں کو وہ اپنے جال میں پھنسا چکی ہے مگر ابھی تک اس کی طمع نہ مٹی ہے اور نہ آئندہ مٹے گی پھر جب تم پر اس کا وار چل گیا اور تم قبر میں پہنچا دیئے گئے تو اب تم قبر میں اور خواہ میدان حشر میں کتنی ہی حسرت اور واویلا کرو اور بجائے آنسوؤں کے خون بھی روؤ تو کیا ہوگا؟

عمل صالح کے متعلق آپ کا کلام

جو شخص کہ اپنے مالک حقیقی سے سچائی اور راست بازی اختیار کر کے تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرتا ہے وہ شب و روز اس کے ماسوا سے بے زار رہتا ہے میرے دوستو! تم ایسی بات کا جو تم میں نہ ہو دعویٰ نہ کرو۔ خدا کو ایک جانو کسی کو اس کا شریک نہ کرو جس کا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں کچھ بھی تلف ہوتا ہے خدائے تعالیٰ ضرور اسے اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ یاد رکھو کہ دل کی کدورت نہیں جاسکتی تا وقتیکہ نفس کی کدورت نہ جائے جب تک کہ نفس اصحابِ کہف کے کتے کی طرح رضاء کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے اس وقت تک دل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی اس وقت یہ خطاب بھی ملے گا۔ **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَةً** یعنی اے نفس مطمئنہ! نہایت خوش و خرم ہو کر اپنے پروردگار کی

طرف چلا آ۔ اسی وقت و حضرت القدس میں بھی باریابی حاصل کر سکے گا اور تو جہات و نظر رحمت کا کعبہ بنے گا اس کی عظمت و جلال اس پر منکشف ہوگا اور مقام رفیع و اعلیٰ سے سنائی دینے لگے گا۔ ”يَا عَبْدِي وَكُلُّ عَبْدِي اَنْتَ لِي وَاَنَا لَكَ“ اے میرے بندے! اور میرے ہر ایک بندے تو میرے لئے ہے اور میں تیرے لئے ہوں۔ جب اس حال میں مدت تک اسے تقرب الہی حاصل رہے گا تو اب وہ خاصانِ خدائے تعالیٰ سے ہو جائے گا اور خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق اور اس کے اسرار پر مطلع ہو سکے گا اور اب یہ خدا کا امین ہوگا اور اب اس لئے خدائے تعالیٰ نے اسے دنیا میں بھیجا ہے کہ معصیت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچالے اور گمراہی کے بیابانوں میں راہِ حق سے گم گشتہ لوگوں کو راہِ حق پر لانا کالے پھر اگر کسی مردہ دل پر اس کی گزر ہوتی ہے تو وہ اسے زندہ کر دیتا ہے اور اگر گنہگار پر اس کی گزر ہوتی ہے تو وہ اسے نصیحت کرتا ہے اور بد بخت کو نیک بخت بناتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء ابدال کے غلام ہیں اور ابدال انبیاء کے اور انبیاء رسول اللہ ﷺ کے صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔

اولیاء اللہ کی مثال بادشاہ کے فسانہ گو جیسی ہے کہ وہ ہمیشہ بادشاہ کا مصاحب بنا رہتا ہے اولیاء اللہ کی شب ان کے حق میں تختِ سلطنت ہوتی ہے اور ان کا دن ان کے تقرب الہی کا سبب ہوتا ہے۔

”يَا بَنِيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى اِخْوَتِكَ“

(اے فرزند! تم اپنی خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا)

آپ کا کلام فنا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ تم حکیم الہی کو مد نظر رکھ کر مخلوقات سے اپنے نفس و خواہش سے اور اس کے ارادے کو مد نظر رکھ کر اپنے فعل سے درگزر کرو تو اس وقت تم علم الہی کے لائق ہو سکو گے مخلوق سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ ان سے تمہارا تعلق منقطع ہو جائے ان کے نفع سے تم نا امید اور ان کے ضرر سے بے خوف رہو اور خود اپنی ہستی اور اپنے نفس اور خواہش سے

فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسباب ظاہری سے نظر اٹھا لو اور اپنے سبب سے خود کچھ نہ کرو اور نہ اپنے لئے کچھ اپنا بھروسہ سمجھو بلکہ اپنے تمام امور اسی کو سونپ دو جس نے اولاً اس میں تصرف کیا ہے وہی اب بھی اس میں تصرف کرے گا اور اپنے ارادے سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ مشیت الہی کے سامنے تمہارا ارادہ نہ ہو بلکہ اسی کا فعل تمہارے اندر جاری رہے اور تمہارے اعضاء اس کے فعل سے خاموش ہوں اور دل مطمئن اور خوش رہے ذرا بھی منقبض نہ ہو اور تمہارا باطن معمور اور تمام چیزوں سے مستغنی رہے اور تم خود قدرت الہی کے ہاتھ میں ہو جاؤ وہ جو کچھ بھی تم پر اپنا تصرف کرے زبان ازلی اس وقت تمہیں پکارے گی۔ علم لدنی تم کو حاصل ہو گا نور جمال الہی کا لباس پہنو گے پھر جب ارادہ الہی کے سوا تمہارے اندر اور کچھ نہ رہے گا تو اس وقت تصرفات و خرق عادات تمہاری طرف منسوب ہوں گے مگر بظاہر اور درحقیقت وہ فعل الہی ہو گا اور نشاۃِ آخری ہے پھر جب تم اپنے دل میں کوئی ارادہ پاؤ گے تو خدائے تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا خیال کرو اور اپنے وجود کو حقیر جانو یہاں تک کہ تمہارے وجود پر قضائے الہی وارد ہو اس وقت تم کو بقا حاصل ہوگی کیونکہ فنا حد ہے وہ یہ کہ اکیلا خدائے تعالیٰ ہی باقی رہے جیسا کہ خلق کے پیدا کرنے سے پہلے بھی اکیلا تھا۔ یہی حالت فنا ہے جب تم خلق سے جدا ہو جاؤ گے تو کہا جائے گا۔ "رَحِمَكَ اللَّهُ تَعَالَى وَ أَحْيَاكَ" یعنی خدائے تعالیٰ تم پر اپنی رحمت اتارے اور حقیقی زندگی تم کو نصیب کرے۔ تو اس وقت تمہیں حقیقی زندگی حاصل ہوگی اور وہ غنا کہ جس کے بعد فقر نہیں اور وہ عطا کہ جس کے بعد رکاوٹ نہیں اور وہ امن کہ جس کے بعد خوف نہیں اور وہ نیک بختی کہ جس کے بعد بد بختی نہیں اور وہ عزت کہ جس کے بعد ذلت نہیں اور وہ قرب کہ جس کے بعد بُعد اور وہ عظمت اور بزرگی کہ جس کے بعد ذلت و حقارت اور وہ پاکی کہ جس کے بعد نجاست متصور نہیں ہو سکتی۔

آپ کا کلام صدق کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ سچائی اور راست بازی اختیار کرو اگر یہ دونوں صفتیں نہ ہوتیں تو کسی شخص کو بھی تقرب الہی حاصل نہیں ہو سکتا تھا اگر اخلاص اور راست بازی کا عصائے

موسوی تمہارے دل کے پتھر پر مار دیا جائے تو اس سے حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں۔ عارف اسی اخلاص و سچائی کے بازو سے عالم کون و فساد کے قفس سے نکل کر فضائے نور قدس میں پہنچ سکتا ہے اور اسی بازو سے اتر کر مقامِ اعلیٰ پر بیٹھ سکتا ہے جس کسی کے دل پر بھی نورِ صدق و یقین ظاہر ہوتا ہے اس کے چہرے پر اس کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں نورِ ولایت اس کی پیشانی پر ظاہر ہوتا ہے عالم ملکوت میں فرشتے اس کا نام پکارتے ہیں قیامت کے دن صدیقین کے ساتھ وہ اٹھایا جائے گا۔ یاد رکھو کہ خواہشاتِ نفسانی سے اجتناب کرنا آتشِ عشق کے شعلوں کو صاف کرتا ہے کہ اغیار کے قرب سے کسی طرح بھی لذت حاصل نہیں ہو سکتی۔ وہ عاشقوں کے دل کی وحشت ہے جو کہ انہیں محبت کے بیابانوں میں لئے پھرتی ہے نیز یاد رکھو کہ راہِ حق پر آنا بدوں صدق و سچائی کے ممکن نہیں ہے۔ حضور مع اللہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے مگر جب ہی کہ اپنے قالب کو خراب کیا جائے اور اپنا روزہ قیامت کے دن دیدارِ الہی سے کھولا جائے اس کا تقرب حاصل نہیں ہو سکتا مگر تب ہی کہ دنیا و مافیہا سے روزہ رکھ لیا جائے۔ اپنی ہستی سے نکل جاؤ اور پھر دیکھو کہ دنیا کی کوئی نظر بھی تم پر اپنا اثر کر سکتی ہے یا اس کی کوئی ادا تم کو بھاسکتی ہے ہرگز نہیں جب تمام کدورتوں سے نفس پاک و صاف ہو جاتا ہے تو اس وقت اوامر و احکامِ الہی کی پیروی کرنے لگتا ہے اور جب عارف کی نظر عالی ہو جاتی ہے تو اس کے مقام سر پر تجلیات و انوار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء اللہ خاصانِ خدا اور عارفین اس کے ندما ہیں اور اولیاء اللہ کے شربتِ وصال کی حلاوت سے ان کے شربتِ وصال کی حلاوت بہت کم ہے۔ مردانِ خدا دنیا کو دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھتے اس لئے وہ اس کے جذبہ مکر سے مامون و محفوظ رہتے ہیں بلکہ دل کی آنکھ سے وہ اپنے دوست کو دیکھتے اور اس کے اس قول کو یاد رکھتے ہیں آیہ کریمہ ”وَمَا مَتَاعُ الدُّنْيَا إِلَّا الْغُرُورُ“ (در حقیقت دنیاوی نفع کچھ بھی نہیں دھوکا ہی دھوکا ہے) اور جو شخص لذتِ نفسانی کی پیروی کرتا ہے۔ شیطان اس کی خواہشوں کی راہ سے اس کے دل تک پہنچتا ہے اور اسے دنیاوی حرص سے اپنے مکر میں پھنساتا ہے پھر جو شخص اس سے خبردار رہتا ہے وہی خوش نصیب ہے وہ تقربِ الہی سے اپنا حال درست کر لیتا ہے کیونکہ دنیا صرف ایک گزرگاہ ہے اور قیامت سامنے اور

عنقریب ہی آنے والی ہے۔

تزییہ باری تعالیٰ کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ وہ ہم سے قریب اور خالقِ کل ہے اس نے اپنی حکمتِ کاملہ سے تمام امور مقدر کر دیئے ہیں اور اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی اور اس کی رحمت سب پر عام ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لوگ جھوٹے ہیں جو کہ اس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس کے برابر جانتے یا کسی کو اس کا شریک مانتے یا کسی کو اس کا شبیہ و نظیر ٹھہراتے ہیں۔

”سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ“ (وہ ان تمام باتوں سے پاک اور بالا و برتر ہے) ہم پاکی بیان کرتے ہیں اس کی تمام مخلوقات کی تعداد کے اس کے عرش کے اس کے کلمات کے اس کے منتہائے علم کے برابر اور جس قدر کہ وہ اپنے لئے پسند کرے وہ ظاہر و باطنِ کل چیزوں کا جاننے اور مہربانی اور نرمی کرنے والا ہے وہ مالکِ علی الاطلاق ہے تمام عیوب سے پاک سب پر غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے وہی ایک تنہا ہے نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ وہ خود کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ ”لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ“ (کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے) نہ کوئی اس کی تشبیہ و نظیر ہے اور نہ کوئی معاون و مددگار نہ وزیر نہ نائب وہ کوئی شے نہیں ہے کہ جسے کوئی چھو سکے اور نہ جو ہر ہے کہ جلا پائے اور نہ عرض ہے کہ فنا ہو جائے گا۔ نہ وہ ذی ترکیب و تالیف اور نہ ذی ماہیت ہے کہ محدود ہو سکے نہ وہ طبائع میں سے کوئی طبیعت ہے اور نہ طلوع ہونے والی چیزوں میں سے کوئی طالع ہے نہ وہ ظلمت ہے کہ وہ ظاہر ہو اور نہ نور ہے کہ روشن ہو۔ تمام چیزیں اس کے علم میں حاضر ہیں بدوں اس کے وہ چیزیں اس سے ممتاز ہوں اور وہ سب کو دیکھ بھی رہا ہے بدوں اس کے کہ وہ اس کو چھو سکیں وہ قاہر و حاکم ہے وہ سب کا معبود ہے ہمیشہ سے زندہ اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ نہ اسے موت ہے نہ فنا وہ حاکم اور عادل ہے وہ قادر رحیم غافر (بخشنے والا) ستار (بندوں کے عیب سے چشم پوشی کرنے والا) خالق و رازق ہے اس کی سلطنت ابدی اور اس کی عظمت و جلال دائمی ہے اسمائے حسنیٰ اس کا نام اور صفات عالیہ اس کی صفات ہیں نہ وہ کسی کے وہم و خیال میں آسکتا ہے اور نہ کسی کے

فہم و قیاس میں ماسکتا ہے۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

وز ہرچہ دیدہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

عقلیں اس کی حقیقت دریافت کرنے سے عاجز اور اذہان اس کی گنہ (انہما) حقیقت (وغیرہ) معلوم کرنے سے قاصر ہیں نہ وہ تشبیہ دیا جاسکتا ہے اور نہ کسی شے کی طرف منسوب ہو سکتا ہے تمام سانس اس کے شمار میں اور سب کے اعمال و افعال اس کی گنتی میں ہیں۔ (آیہ کریمہ) لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ اِتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا. (اس نے آسمان و زمین کی کل چیزوں کو گن رکھا ہے اور قیامت کے دن بھی اس کے روبرو ہر ایک شخص تنہا تنہا ہو کر آئے گا) وہ کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا وہ سب کو روزی دیتا ہے اور خود اسے روزی کی ضرورت نہیں دے جو چاہے سو کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اس نے بدوں کسی فکر و خیال اور نظیر و مثال کے محض اپنے ارادے سے مخلوقات پیدا کی مگر نہ اس سے کچھ فائدہ اٹھانے کی غرض سے اور نہ کوئی ضرر دور کرنے کی نیت سے اور نہ اس کے پیدا کرنے میں اسے اس کے سوا کوئی اور ضرورت داعی ہوئی بلکہ صرف اسی بناء پر کہ وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے جیسا کہ اس نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ ”ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ“ (بزرگ و برتر عرش والا ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے) وہ اپنی قدرت و اعیان اور تبدیل و تغیر احوال میں منفرد ہے۔ ”كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ“ (ہر روز کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے) جو کچھ اس نے مقدر کر دیا ہے وقت مقررہ پر اسے جاری کرتا ہے اس کی تدبیر مملکت میں کوئی اس کا معین و مددگار نہیں عالم الغیب ہے وہ پوشیدہ یا متناہی اور محدود نہیں قادر مطلق ہے اور اس کی قدرت کی کوئی حد نہیں مدبر ہے اور اس کا کوئی ارادہ پوشیدہ اور ناقص نہیں یاد رکھتا ہے اور بھولتا نہیں قیوم و ہوشیار ہے اور اسے غفلت و سہو نہیں حلیم و بردبار ہے کہ جلدی نہیں کرتا گرفت کرتا ہے پھر مہلت نہیں دیتا کشائش کرتا ہے اور وہی تنگی دیتا ہے غصہ ہوتا ہے اور وہی نرمی بھی کرتا ہے پیدا کرنے والا اور فنا کرنے والا ہے وہ ایسا قادر ہے کہ اس نے مخلوقات کو کاملہ الوصف پیدا کیا وہ ایسا پروردگار ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے افعال اپنے

حسب ارادہ ان سے جاری کرائے اس کا علم علم حقیقی ہے نہ کوئی اس سے مشابہ ہے اور نہ کوئی اس کی مثال ہے نہ اس کی ذات میں کوئی اس سے مشابہ ہے اور نہ صفات میں "کیس" گمیلہ شیء و هو السميع البصیر" ہر شے کا قیام اس کے قیام سے اور ہر ایک کی زندگی اسی کی حیات سے مستفاد ہے اگر فکر اس کی عظمت و جلال کے میدان میں تھک کر گر جائے اور فکر دہشت کھا کر بیکار ہو جائے اور نورِ تعظیم و جلال کی شعاعیں چمکنے لگیں جس سے نہ تو تنزیہ کی کوئی مثال سمجھ میں آئے اور نہ توحید کے سوا کوئی اور راہ نظر آئے اور تقدیس و تنزیہ کی عظمت سامنے ہو کر تقریر کو پست کر دے۔ عقلیں اس کی ردائے معرفت میں پیچیدہ ہو کر رہ جاتی ہیں اور آگے نہیں بڑھ سکتیں کہ اس کی گنہ ذات کو دریافت کر سکیں اور آنکھیں اس کے نورِ بقاء کے سامنے بند ہو جاتی ہیں اور نہیں کھل سکتیں کہ اس کی حقیقت احدیت کو معلوم کر سکیں۔ علومِ حقائق و معارف کی انتہا اور اس کی غایتیں ہاتھ باندھ کر کھڑی رہ جاتی ہیں کہ کوئی خبر بھی معلوم ہو اور کسی نشانی کا بھی پتہ لگے مگر کچھ نہیں معلوم ہوتا اور تمام قوی بیکار رہ جاتے ہیں اور جناب حضرت القدس سے ہیبت طاری ہوتی ہے جو تمام علل کو معدوم کر دیتی ہے اور افراد ظاہر ہوتا ہے جو کہ تعدد کو اور جو ظاہر ہوتا ہے جو اس کے معدود ہونے کو مانع ہوتا ہے اور کمال ظاہر ہوتا ہے جو کہ مثال و نظیر کو ساقط اور وصف جو کہ وحدت کو لازم کرتا ہے اور قدرت ظاہر ہوتی ہے جو کہ اس کے ملک کو وسیع کرتی ہے اور اس کی عظمت و بزرگی ظاہر کرتی ہے جو کہ تمام خوبیوں کو اسی کے لئے لازم کرتی ہے اور علم ظاہر ہوتا ہے جو کہ آسمان و زمین کو اور اس کو جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان میں ہے اور جو کچھ کہ زمینوں کے نیچے اور سمندروں کی گہرائی میں اور جو کچھ کہ بالوں اور روگنٹوں اور درختوں کی جڑوں کے نیچے ہے اور ہر ایک لگے اور گرے ہوئے پتوں اور کنکریوں اور ریتوں کی تعداد کو اور پہاڑوں کے ذرے اور سمندروں کے پانی کی مقدار اور بندوں کے اعمال اور ان کے سالوں کی تعداد غرض سب کو اس کا علم محیط ہے کوئی شے بھی اس کے علم سے خارج نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا کیفیت اور مشیت کسی طرح سے اس کی تقدیس و تنزیہ میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ اپنی صفات سے خلق پر ظاہر ہے تاکہ وہ اسے ایک جانیں اور اس کے وجود کا اقرار کریں نہ

اس لئے کہ کسی شے سے اسے تشبیہ دیں۔ ایمان اس کی صفات کو یقیناً ثابت کرتا ہے اور عقل اس کے دریافت کرنے میں اور جو کچھ کہ وہم و فہم اس کے متعلق بتائے یا خیال ذہن تصور کرے اس سبب سے اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی ذات برتر ہے۔ ”هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ“ وہی شروع سے ہے اور وہی آخر تک رہے گا اور وہ اپنی قدرتوں سے ظاہر اور (اپنی ذات و صفات سے) پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے واقف ہے۔

پیدائش انسان کے متعلق

سبحان اللہ اس خالق کون و مکان نے انسان کو کس عمدہ و بہترین صورت میں بنایا اس نے اس ضعیف البیان کے وجود میں اپنی کیا کیا حکمتیں دکھائی ہیں۔ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (پاک ہے اللہ جو بہتر سے بہتر مخلوق بنانے والا ہے) اگر انسان میں اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے کی عادت نہ ہو تو وہ اپنی فضیلتِ عقل کی وجہ سے انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے اگر اس میں کثافتِ طبعی نہ ہوتی تو وہ نہایت ہی لطیف ہوتا اور ایک ایسا خزانہ ہے کہ جس غرائبِ اسرارِ غیب و جمیع اصنافِ غیب جس میں رکھے گئے ہیں اس کا وجود ایک مکان ہے جو کہ نور و ظلمت دونوں سے بھرا ہوا ہے وہ ایک ایسا پردہ ہے جس میں طرح طرح کے پردوں سے روح کو اغیار کی آنکھوں سے چھپایا گیا ہے۔ فرشتوں پر اس کی فضیلت نے اسے ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ“ کا لباس پہنایا اور ”فَضَّلْنَا هُمُ الْعَقْلُ“ کی مجلس میں بٹھا کر اس کے حسن و جمال کو دکھایا جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ عالم الغیب و الشہادۃ سے ہے اس کے اجسام کی سپیاں ارواح کے موتیوں سے بھری ہوئی ہیں وجود کے دریا میں علم کی کشتیوں پر لدی ہوئی ہیں اور وہ کشتیاں ہوائے روح کے ذریعہ ریاضت و مجاہدہ کی طرف جا رہی ہیں اس کے میدانِ وجود میں سلطانِ عقل و سلطانِ ہوا (خواہش) کے روبرو کھڑا ہوا ہے اور دونوں لشکرِ فضائے صدر میں بڑی جوانمردی سے ایک دوسرے کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔

سلطانِ ہوا (خواہش) کے لشکر کا سردار نفس اور سلطانِ عقل کے لشکر کا سردار روح ہے

ان دونوں شاہوں کے لشکروں کی تیاری کے بعد حکمِ الہی کے موذن نے پکار کر کہہ دیا کہ اے لشکرِ الہی کے جوانمردو! آگے بڑھو اور اے لشکرِ سلطان ہوا کے بہادرو! سامنے آؤ یہ حکمِ الہی صادر ہونے کے بعد دونوں لشکر لڑنے لگے اور جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کی غرض سے طرح طرح کے مکر و حیلہ کئے جانے لگے اسی وقت توفیقِ الہی نے بھی زبانِ غیب سے پکار کر دونوں لشکروں سے کہہ دیا کہ جس کی مدد میں کروں گی فتح کا میدان اسی کے ہاتھ میں ہوگا اور دنیا و آخرت میں وہی سعید کہلایا جائے گا میں جس کے ہمراہ ہو جاؤں گی پھر کبھی بھی اس سے مفارقت نہ کروں گی اور اسے مقامِ اعلیٰ میں پہنچا کر رہوں گی اور توفیقِ توجہِ الہی اور اس کے فضل و کرم کا نام ہے جس کو وہ اپنے اولیاء کے شامل حال رکھتا ہے۔

اے فرزندِ من! عقل کی پیروی کرتا کہ تمہیں سعادتِ ابدی حاصل ہو اور نفس کی پیروی کو چھوڑ دو اور قدرتِ الہی پر غور کرو کہ روح کو جو کہ سماوی اور عالمِ غیب سے ہے اور نفس کو جو کہ ارضی اور عالمِ شہود سے ہے اکٹھا کر دیا ہے چاہئے کہ یہ طائرِ لطیف عنایتِ الہی کے بازو سے اس کے کثیف پنجرے کو چھوڑ کر شجرہ حضرت القدس میں اپنا آشیانہ بنائے اور تقربِ الہی کی شاخوں پر بیٹھ کر لسانِ شوق سے چہچہائے اور معارف کے میدان سے جواہراتِ حقائق چنے اور نفسِ کثیف کو نفسِ ظلمت وجود میں پڑا رہنے دے پھر جب اجسامِ خاکی فنا ہو جائیں گے اور اسرارِ قلوب باقی رہیں گے اگر توفیقِ الہی ایک لمحہ بھر بھی تمہارے شامل حال ہو جائے تو اس کی ایک نظر توجہ ہی تمہیں عرش تک پہنچا دے اور تمہارے دل میں حقائقِ علوم بھر کر اسے اسرارِ معرفت کا خزانہ بنا دے اس وقت تمہیں عقل کی آنکھوں سے جمالِ ازل نظر آئے گا اور تم ہر ایک شے سے جو کہ صفاتِ حادثہ سے متصف ہوگی اعراض کرو گے تقربِ الہی کے آئینہ میں مقامِ سر کی آنکھوں سے عالمِ ملکوت تم کو نظر آئے گا اور مجلسِ کشفِ حقائق میں دل کی آنکھوں سے فتح کے جھنڈے نظر آنے لگیں گے اور آثارِ اکوانِ ظاہری تمہاری لوحِ دل سے محو ہو جائیں گے۔ یاد رکھو کہ ظلمتِ افکار میں جوانمردوں کا چراغ ان کی عقل ہوتی ہے وہ اربابِ معارف و حقائق کی رہنما دلیل ہے کہ جس سے وہم و گمان کے ہجوم کے وقت ان کے چہروں سے شکوک کے نقاب اٹھ جاتے ہیں اور جب دلیلیں ناقص رہ جاتی ہیں تب بھی توفیقِ الہی ہی

شامل حال ہو کر افکارِ باطلہ کو یہ قدرت سے مٹا دیتی ہے۔

اسمِ اعظم کے متعلق

آپ نے فرمایا: کہ **اللہ اعظم** ہے کہ اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں بجز اللہ کے اور کچھ نہ ہو معارف کی بسم اللہ بمنزلہ (حکم) کن کے ہے (یعنی جب خدائے تعالیٰ کسی شے کو موجود کرنا چاہتا ہے تو اس کی نسبت فرماتا ہے کن یعنی ہو جا تو وہ موجود ہو جاتی ہے یہی حال معارف کی بسم اللہ کا ہے۔

اللہ وہ کلمہ ہے جو ہر مہم کو آسان اور ہر ایک غم و فکر کو دور کر دیتا ہے یہ وہ کلمہ ہے کہ جس کا نور عام ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب ہے اللہ مظہر العجائب ہے اللہ تعالیٰ کی سلطنت تمام سلطنتوں سے زبردست ہے اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے حال سے مطلع اور ان کے دل کے راز سے واقف ہے۔ اللہ تمام سرکشوں کو پست کرنے والا اور تمام زبردستوں کو توڑ دینے والا ہے اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں جو اللہ کا ہے وہ اللہ کی حفاظت میں ہے جو اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ غیر اللہ کو دوست نہیں رکھتا جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اس تک پہنچ جاتا ہے وہ اس کے سایہ عافیت میں زندگی بسر کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا مشتاق ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسیت رکھتا ہے اور جو اغیار کو چھوڑ دیتا ہے اس کے اوقات خدائے تعالیٰ کے ساتھ گزرتے ہیں وہ خدا کے ہی در پر اس سے التجا کرتا ہے۔

خدائے تعالیٰ سے بھاگنے والو اب بھی اس کی طرف آؤ تم اس کا نام اس سرائے فانی میں سن رہے ہو تو بقاء میں اس کے جمال کا کیا کچھ شہرہ ہو گا دارِ محنت میں تمہارے لئے یہ کچھ ہے تو دارِ نعمت میں کیا کچھ ہو گا۔ خدا کا نام لو اور اس کے در پر آ کر اسے پکارو پھر جب حجاب اٹھ جائے تو دیکھو کہ لوگ مشاہدہ میں ہوں گے اور وصال کے دریا ان پر سے بہ رہے ہوں گے دوست کی مثال اس پرندے جیسی ہے جو کہ شاخوں پر بیٹھ کر صبح تک اپنے دوست کی یاد میں نغمہ سرائے اور شب بھر ذرا اپنی آنکھ نہ لگائے اور اسی طرح سے اس کا شوقِ محبت روز افزوں رو بترقی ہو تم خدائے تعالیٰ کو تسلیم و رضا سے یاد کرو وہ تمہیں بہترین حال سے یاد

۱۔ اسم اللہ اسم ذات ہے عموماً اکابر نقشبندیہ کا معمول بانی ہے باقی اسماء صفاتی ہیں پس اسم اعظم یہی ہے لا غیر۔

کرے گا دیکھو وہ فرماتا ہے:

”مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ“

(جو خدا پر بھروسہ کرے تو خدا اس کے لئے کافی ہے)

تم اسے شوق و اشتیاق سے یاد کرو وہ تمہیں اپنے تقرب و وصال سے یاد کرے گا تم اسے حمد و ثنا سے یاد کرو وہ تمہیں اپنے انعامات و احسانات سے یاد کرے گا تم اسے توبہ سے یاد کرو وہ تم کو اپنی بخشش و مغفرت سے یاد کرے گا تم اسے بدوں غفلت کے یاد کرو وہ تمہیں بدوں مہلت کے یاد کرے گا تم اسے ندامت سے یاد کرو وہ تمہیں کرامت و بزرگی سے یاد کرے گا تم اسے معذرت سے یاد کرو وہ تمہیں مغفرت سے یاد کرے گا تم اسے خلوص و اخلاص سے یاد کرو وہ تمہیں خلاصی سے یاد کرے گا تم اسے صدقِ دل سے یاد کرو وہ تمہاری مصیبتیں دور کرنے کے ساتھ تمہیں یاد کرے گا تم اسے تنگدستی میں یاد کرو وہ تمہیں فراخدستی کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے استغفار کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں رحمت و بخشش کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے اسلام کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں انعام و اکرام کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے فانی ہو کر یاد کرو وہ تمہیں بقاء کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے عاجزی سے یاد کرو وہ تمہاری لغزشیں معاف کرنے کے ساتھ تم کو یاد کرے گا۔ تم اسے معافی مانگنے کے ساتھ یاد کرو وہ تمہارے گناہ معاف کرنے کے ساتھ تم کو یاد کرے گا تم اسے صدق سے یاد کرو وہ تمہیں رزق سے یاد کرے گا تم اسے تعظیم سے یاد کرو وہ تمہیں تکریم سے یاد کرے گا تم اسے ظلم و جفا چھوڑنے کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں وفا کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے ترکِ معصیت و خطا کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں بخشش و عطا کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے عبادت و اطاعت کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں اپنی بھرپور نعمتوں کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے ہر جگہ یاد رکھو وہ بھی تمہیں یاد کرے گا۔ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ بِمَا تَصْنَعُونَ ۝ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر کروں سے بہتر ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

علم کے متعلق

پہلے علم پڑھو اس کے بعد گوشہ نشین بنو جو شخص بدوں علم کے عبادتِ الہی میں مشغول ہوتا

ہے اس کے جملہ کام بہ نسبت سدھرنے کے بگڑتے زیادہ ہیں پہلے اپنے ساتھ شریعتِ الہی کا چراغ لے لو پھر عبادتِ الہی میں مشغول ہو جاؤ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے اور علم (یعنی لدنی) جو اسے حاصل نہیں تھا سکھلاتا ہے تم اسباب اور تمام خلق سے منقطع ہو جاؤ وہ تمہارے دل کو مضبوط اور عبادت و پرہیزگاری کی طرف اس کا میلان کر دے گا ماسوئی اللہ سے جدا رہو اور اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے ڈرتے رہو خدائے تعالیٰ سے نیک نیتی رکھو چالیس روز تک اگر تم اس کی یاد میں بیٹھے رہو تو تمہارے دل سے زبان کی راہِ حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے اور تمہارا دل اس وقت موسیٰ علیہ السلام کی طرح محبتِ الہی کی آگ دیکھنے لگے گا اور آتشِ محبت دیکھ کر تمہارے نفس تمہاری خواہش تمہارے شیطان تمہاری طبیعت تمہارے اسباب اور وجود سے کہنے لگے گا کہ ٹھہر جاؤ میں نے آگ دیکھی ہے اور مقامِ سر سے اس کی ندا ہوگی کہ میں ہوں تیرا رب تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ مجھے پہچان لے اور میرے ماسوا کو بھول جا مجھ ہی سے علاقہ رکھ اور سب سے علاقہ توڑ دے میرا طالب بنا رہ اور باقی سب سے اعراض کر میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر پھر جب لقاءِ تمام ہو جائے گی تو تمہیں حاصل ہوگا جو کچھ کہ حاصل ہوگا الہام ہوگا اور حجابِ زائل ہو جائیں گے اور کدورت دور ہو جائے گی اور نفس بھی ساکن ہو جائے گا الطافِ کریمانہ ہونے لگیں گے خطاب ہوگا کہ اے قلبِ فرعون! نفسِ وخواہش و شیطان کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس لے آؤ میں انہیں ہدایت کروں گا اور جا کر ان سے کہنا کہ تم میری پیروی کرو میں تمہیں نیک راہ بتاؤں گا۔

زہد و ورع کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ ورع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ تمام اشیاء سے رکا رہے شریعت جس شے کی اسے اجازت دے اسے اختیار کرے اور باقی سب کو چھوڑ دے ورع کے تین درجے ہیں۔

اول: ورعِ عوام: ورعِ عوام یہ ہے کہ حرام اور شبہ کی چیزوں سے رکا رہے۔

دوم: ورعِ الخواص: اور وہ یہ ہے کہ نفس و خواہش کی کل چیزوں سے رکا رہے۔

سوم: ورع خواص الخواص: اور وہ یہ ہے کہ بندہ ہر ایک چیز سے کہ جس کا وہ ارادہ کر سکتا ہے رکارت ہے۔

ورع کی دو قسمیں ہیں:

اول: ورع ظاہری: وہ یہ کہ بجز امر الہی کے حرکت نہ کرے۔

دوم: ورع باطنی: وہ یہ کہ دل پر ماسوائے اللہ کے کسی کا گزر نہ ہو۔

جو شخص ورع کی باریکیوں کو مد نظر نہیں رکھتا وہ اس کے مراتب عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا اور ورع زبان کے ساتھ بہت مشکل ہے۔ (یعنی گفتگو میں) اور امارت و ریاست کے ساتھ بہت مشکل ہے اور زہد ورع کی پہلی سیڑھی ہے جیسا کہ قناعت رضا کی پہلی سیڑھی ہے ورع کے قوانین کھانے پینے اور بیٹھنے کی چیزوں میں بھی ہیں۔ متقی کا کھانا خلق کے کھانے کے برخلاف ہوتا ہے کہ نہ تو شریعت اس پر گرفت کر سکتی ہے اور نہ کسی کو اس میں کچھ نزاع ہوتی ہے اور ولی کا کھانا وہ ہے کہ جس میں اس کا کچھ ارادہ نہیں ہوتا ہے بلکہ محض فضل الہی سے وہ کھانا اسے ملتا ہے تو اب جس کے لئے کہ پہلی صفت متحقق نہیں ہو سکتی وہ بالترتیب دوسرے درجہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا اور حلال مطلق یہ ہے کہ اس میں کسی طرح سے بھی معصیت الہی متصور نہ ہو سکے اور نہ اس کی وجہ سے کسی وقت خدائے تعالیٰ کو بھولے اور لباس تین طرح پر

ہے لباس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لباس اولیاء رحمہم اللہ لباس ابدال رضی اللہ عنہم

لباس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جلال مطلق ہے خواہ روئی سن صوف وغیرہ کسی شے کا

بھی ہو اور لباس اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ ہے کہ شریعت نے جتنا کہ حکم کیا ہے وہ صرف

یہی ہے کہ جس سے ستر پوشی ہو سکے اور ضرورت پوری ہو جائے اور یہ اس لئے کہ اس سے

ان کی خواہشیں سرد ہو جائیں اور ان کا نفس مرجائے اور لباس ابدال یہ ہے کہ جو کچھ کہ اللہ

تعالیٰ انہیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے پہنتے ہیں خواہ کم قیمت کا ہو یا زیادہ قیمت کا خود

انہیں نہ اعلیٰ کی خواہش اور نہ ادنیٰ سے نفرت ورع کامل نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ دس صفتیں اپنے

نفس پر لازم نہ کر لی جائیں۔

اول: زبان کا قابو میں رکھنا

دوم: غیبت سے بچنا جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا كُوفِي
کسی کی غیبت نہ کرے۔

سوم: کسی کو حقیر نہ جانے اس کی ہنسی نہ اڑاے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ
مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ" ایک قوم دوسری قوم کو ہنسی نہ اڑاے شاید
کہ وہ اس سے بہتر نکلے

چہارم: محارم پر نظر نہ ڈالنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ"
(اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں)

پنجم: راستی و راست بازی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا" (جب بات کہو تو
انصاف کی) یعنی سچی

ششم: انعامات و احسانات الہی کا اعتراف کرتا رہے تاکہ نفس عجب و غرور میں مبتلا نہ ہو
جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدَاكُمْ لِّلْاِيْمَانِ" اللہ ہی تم
پر احسان کرتا ہے دیکھو اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی۔

ہفتم: اپنا مال و متاع راہِ حق میں صرف کرے نہ کہ اپنے نفس و خواہش میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
"وَالَّذِينَ اِذَا اَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا" (وہ لوگ جب خرچ کرتے تو
اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل کرتے ہیں) یعنی وہ اپنا مال گناہ و معصیت میں نہیں
اڑاتے اور نہ نیک راہ میں اسے خرچ کرنے سے رکتے ہیں۔

ہشتم: اپنے نفس کے لئے بہتری اور بھلائی نہ چاہے اور کبر و غرور سے بچے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
"تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِّلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا"
یہ (یعنی جنت) ہی اصل گھر ہے اس میں انہیں لوگوں کو جگہ دیں گے جو کہ دنیا میں
برتری نہیں چاہتے اور نہ کوئی کام فساد کا کرتے ہیں۔

نہم: نماز پنج گانہ کی حفاظت کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "حَافِظُوا عَلٰى الصَّلٰوٰتِ
وَالصَّلٰوٰةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ" (نماز پنج گانہ اور خصوصاً نماز عصر کی
حفاظت کرو اور نہایت عاجزی سے اس کے سامنے کھڑا ہوا کرو)

دہم: سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَ اَنْ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوهُ“ (یہ یعنی دین اسلام) میری سیدھی راہ ہے۔ اسی کی تم پیروی کرتے رہو۔

خلیفۃ المستنجد کا آپ سے کرامت کی خواہش کرنا

شیخ ابوالعباس الخضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت خلیفہ المستنجد باللہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ خلیفہ موصوف نے اس وقت آپ سے اظہار کرامت کی خواہش کی آپ نے فرمایا اچھا تم کیا چاہتے ہو؟ خلیفہ موصوف نے کہا: کہ مجھے سبب کی خواہش ہے (اس وقت سبب کی فصل بھی نہ تھی) آپ نے اپنا دست مبارک اوپر کو پھیلا یا تو آپ کے ہاتھ میں دو سبب نظر آئے۔ ایک آپ نے خلیفہ موصوف کو دے دیا اور دوسرا سبب آپ نے خود توڑا تو وہ سفید نکلا اور مشک کی طرح اس کی خوشبو پھیل گئی اور خلیفہ نے اپنا سبب توڑا تو اس میں کیڑے نکلے۔ خلیفہ نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ آپ کا سبب ایسا اور میرا سبب ایسا آپ نے فرمایا: ابوالمظفر! اس کو ولایت کے ہاتھ نے چھوا ہے اس لئے یہ عمدہ نکلا اور اس کی خوشبو مہک گئی اور اس کو ظلم کے ہاتھ نے چھوا اس لئے اس میں کیڑے نکلے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک تاجر کے حق میں آپ کا دُعا کرنا

شیخ ابوسعود الحریمی بیان کرتے ہیں کہ ابوالمظفر الحسن بن نعیم تاجر شیخ حماد الدباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور بیان کیا کہ حضرت شام کی طرف سفر کرنے کا میرا مقصد ہے میرا قافلہ بھی تیار ہے جس میں سات سو دینار کا مال لے جاؤں گا آپ نے ان سے فرمایا: کہ اگر تم اس سال میں سفر کرو گے تو مارے جاؤ گے اور تمہارا سارا مال لٹ جائے گا یہ اس وقت عین عالم شباب میں تھے آپ کا یہ قول سن کر نہایت مغموم ہو کر نکلے راستے میں ان کی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی تو انہوں نے حضرت شیخ حماد کا مقولہ آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا: بے شک تم جاؤ ان شاء اللہ تعالیٰ تم اپنے سفر سے صحیح

تندرست واپس آؤ گے میں اس بات کا ضامن ہوں۔

غرض یہ اپنے سفر کو گئے اور شام جا کر ایک ہزار دینار کو انہوں نے اپنا مال فروخت کیا۔ بعد ازاں یہ اپنی کسی ضرورت کے لئے حلب گئے وہاں ایک مقام پر انہوں نے اپنے ہزار دینار رکھ دیئے اور انہیں بھول کر اپنی جگہ چلے آئے اس وقت انہیں کچھ نیند کا غلبہ معلوم ہوا اس لئے یہ آتے ہی سو گئے اور خواب میں دیکھا کہ عرب کے بدوؤں نے ان کا قافلہ لوٹ لیا اور قافلہ کے بہت سے لوگوں کو بھی مار ڈالا اور خود ان پر بھی وار کر کے ان کو مار ڈالا جس کا اثر ان کی گردن پر ظاہر تھا اور خون بھی اس پر نمایاں تھا اور جس کا درد بھی انہیں محسوس ہوا یہ گھبرا کر اٹھے اور اسی وقت ان کو اپنے دینار بھی یاد آئے اور فوراً دوڑے گئے تو وہاں پر انہیں اپنے دینار ویسے ہی رکھے ہوئے ملے یہ ان کو لے کر اپنی جگہ پر آئے اور اب انہوں نے یہاں سے کوچ کیا اور بغداد واپس آئے جب بغداد آچکے تو انہیں خیال ہوا کہ اگر پہلے میں شیخ حماد کی خدمت میں حاضر ہوؤں تو وہ بزرگ اور کبیر سن بزرگ ہیں اور اگر شیخ عبدالقادر کی خدمت میں جاؤں تو وہ بھی اس بات کے مستحق ہیں کیونکہ میرے حق میں ان کا قول صادق آیا ہے۔

غرض انہیں تردد تھا کہ پہلے کن کی خدمت میں جاؤں مگر حسن اتفاق سے سوق سلطان میں انہیں شیخ حماد مل گئے اور آپ نے ان سے فرمایا: کہ نہیں تم پہلے شیخ عبدالقادر کی خدمت میں جاؤ وہ محبوب سبحانی ہیں انہوں نے تمہارے حق میں ستر دفعہ دعا مانگی ہے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دیا چنانچہ یہ پہلے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے تو آپ نے ان سے فرمایا: کہ شیخ حماد نے پہلے میرے پاس آنے کے لئے فرمایا ہے میں نے ستر دفعہ تمہارے حق میں خدائے تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دے اور تمہارے مال کے ضائع ہونے کو صرف تھوڑی دیر کے لئے نسیان سے بدل دے اور تمہیں صحیح و تندرست مع الخیر واپس لائے۔ رضی اللہ عنہ

ایک بزرگ کا آپ کے مراتب و مناصب کی خبر دینا

شیخ عبداللطیف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا

کہ شیخ عزار بن متورع البطاچی رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے بیان کرتے تھے کہ بغداد میں ایک عجمی شریف نوجوان جس کا عبدالقادر نام ہے داخل ہوا ہے یہ نوجوان عنقریب نہایت ہیبت و عظمت و جلال و مقامات و کرامات کے ساتھ ظاہر ہوگا اور حال و احوال اور درجہ محبت میں سب پر غالب رہے گا تصرفات کون و فساد اسے سوچ دیا جائے گا بڑے چھوٹے سب اس کے زیر حکم ہوں گے۔ قدر و منزلت میں اسے قدمِ راسخ اور معارفِ حقائق میں اسے یدِ بیضا حاصل ہوگا مقام حضرت القدس میں زبان کھول سکے گا، صاحبِ مراتب و مناصب ہوگا جو کہ اکثر اولیاء اللہ سے فوت ہو گئے ہیں۔

ایضاً: اسی طرح ایک بڑی جماعت نے آپ کے متعلق شیخ احمد الرفاعی کا قول بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ منصور البطاچی کے روبرو حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو آپ نے ان کی نسبت فرمایا: کہ وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے گا عارفین میں ان کی وقعت و منزلت زیادہ ہوگی اور وہ ایسے حال میں وفات پائیں گے کہ اس وقت اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک روئے زمین میں ان سے زیادہ اور کوئی محبوب نہ ہوگا تم میں سے جو کوئی اس وقت تک زندہ رہے تو اسے لازم ہے کہ ان کی عزت و حرمت کو پہچانے اور ان کی قدر کرے۔

ایک بزرگ کی حکایت

شیخ محمد بن الخضر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک وقت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا مجھے اس وقت خیال ہوا کہ مجھے شیخ احمد الرفاعی سے بھی نیاز حاصل کرنا چاہئے مجھے یہ خیال گزرتے ہی آپ نے فرمایا: کہ خضر لوشیخ احمد الرفاعی سے ملاقات کرو میں نے آپ کے بازو کی طرف نظر ڈالی تو مجھے ایک ذی ہیبت بزرگ دکھائی دیئے میں نے اٹھ کر انہیں سلام علیک اور ان سے مصافحہ کیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ خضر! جو شخص کہ شیخ عبدالقادر جیلانی جیسے اولیاء اللہ کو دیکھ لے تو پھر اسے مجھ جیسے شخص کے ملنے کی کیا آرزو رکھنی چاہئے کیونکہ میں بھی تو آپ ہی کے زیر حکم ہوں اس کے بعد آپ مجھ سے غائب ہو گئے آپ کی وفات کے بعد پھر

شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ وہی بزرگ ہیں کہ جن کو میں نے آپ کے بازو کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تھا تو آپ نے مجھ کو فرمایا: کہ تمہیں میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی۔ رضی اللہ عنہ

شیخ عبدالبطاکی بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات بابرکات میں مجھے شیخ احمد الرفاعی کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا تو میں جا کر آپ ہی کے نزدیک ٹھہرا اور کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ آپ کچھ شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات جو کچھ کہ آپ کو معلوم ہوں بیان کریں میں آپ کے حالات بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور شیخ احمد الرفاعی کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے کہنے لگا: کہ تم ہمارے سامنے آپ کے سوا اور کسی کا ذکر نہ کرو تو آپ نے نہایت غصے ہو کر اس شخص کی طرف دیکھا اور فوراً یہ شخص گر کر مر گیا پھر آپ نے فرمایا: کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے؟ آپ وہ شخص ہیں کہ بحر شریعت جس کی دہنی طرف اور بحر حقیقت جس کی بائیں طرف جس میں سے چاہے پانی بھر لے اس وقت آپ کا کوئی جواب نہیں۔

نیز میں نے آپ سے سنا کہ اس وقت آپ اپنے بھتیجیوں شیخ ابراہیم الاعراب اور ان کے برادران ابو الفرح عبدالرحمن و نجم الدین احمد اولاد الشیخ علی الرفاعی کو (اس وقت آپ ایک شخص کو جو بغداد جانے والے تھے رخصت کر رہے تھے) اس بات کی وصیت کی کہ جب تم بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے پہلے اگر آپ زندہ ہوں تو اور کسی کے پاس نہ جانا اور اگر وفات پا گئے ہوں تو آپ کی قبر سے پہلے اور کسی کی زیارت نہ کرنا کیونکہ آپ کے لئے عہد لیا جا چکا ہے کہ جو صاحب حال کہ بغداد جائے اور آپ سے ملاقات نہ کرے تو اس سے اس کا حال سلب ہو جائے گا اس پر افسوس ہے کہ جس نے آپ سے ملاقات نہ کی ہو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

مؤلف کتاب روض الابرار و محاسن الاخیار نے بیان کیا ہے کہ ان کے ناقل عبداللہ

یونینی ہیں۔

ایک رجالِ غیب کا ذکر

شیخ خلیفۃ النہر کی تلمیذ شیخ ابو سعید قیلوی بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک دفعہ بلادِ سواد میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں میں نے ایک شخص کو ہوا میں بیٹھا ہوا دیکھا میں نے انہیں سلام کیا اور ان سے پوچھا: کہ آپ ہوا میں معلق کیوں بیٹھے ہیں؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں ہوا ہوس کو چھوڑ کر تقویٰ و پرہیزگاری کے تخت پر بیٹھا ہوا ہوں۔ شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ پھر جب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے اس شخص کو پھر آپ کے سامنے قبۃ الاولیاء میں معلق ہوا میں مودب بیٹھے ہوئے دیکھا اس وقت انہوں نے بہت سے حقائق و معارف کی باتیں آپ سے دریافت کیں جنہیں میں مطلق نہیں سمجھا پھر آپ وہاں سے اٹھ گئے اور صرف میں ان کے ساتھ رہ گیا میں نے ان سے کہا: کہ آپ یہاں بھی موجود ہیں انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ کوئی ایسا ولی و مقرب بھی ہے کہ جس کی اس در پر آمد و رفت نہ ہو پھر میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ میں آپ کا کلام مطلق نہیں سمجھا انہوں نے کہا: کہ ہر مقام کے احکام جدا ہوتے ہیں اور ہر حکم کے معنی علیحدہ اور ہر معنی کی عبارت دیگر اس عبارت کو وہی سمجھ سکتا ہے جو کہ اس کے معنی سے واقف ہو اور معنی سے وہی واقف ہوتا ہے جو کہ حکمت سے آگاہ ہو اور حکمت سے وہی آگاہ ہوتا ہے جو کہ مقام عالی میں پہنچا ہو اس کے بعد میں نے آپ سے کہا: کہ آپ نہایت مودب ہو کر آپ کے سامنے بیٹھتے ہیں تو انہوں نے کہا: کہ میں آپ کے سامنے مودب ہو کر کس طرح نہ بیٹھوں حالانکہ آپ نے سورجالِ غیب پر جو ہوا میں معلق رہتے ہیں اور جن کے بجز مستثنیٰ لوگوں کے اور کوئی دیکھ نہیں سکتا مجھے افسر بنایا ہے اور ان میں ہر طرح کے تصرفات کی آپ نے مجھے اجازت دی ہے۔

نیز! خلیفہ موصوف بیان کرتے ہیں کہ اس وقت امر ولایت آپ ہی کی طرف منتہی تھا جس طرف کہ آپ نظر اٹھا کر دیکھتے تھے اس طرف کے رہنے والے خواہ وہ مشرق و مغرب کے کسی حصہ میں رہتے ہوں، کانپ اٹھتے تھے آپ کی برکت و توجہ سے اس میں ترقی و تضاعف کے امیدوار رہتے تھے۔

شیخ عمر الہمز از بیان کرتے ہیں کہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں جمعہ کے دن آپ کے ہمراہ نماز جمعہ پڑھنے کے لئے جا رہا تھا اس روز راہ میں کسی نے بھی آپ کو سلام نہیں کیا مجھے خیال گزرا کہ ہر جمعہ کو لوگوں کے اژدحام کی وجہ سے نہایت مشقت اور دشواری سے مسجد تک پہنچتے تھے مگر آج آپ کو کسی نے بھی سلام نہیں کیا مجھے اس خیال کا گزرنا تھا کہ لوگ چاروں طرف سے آپ کو سلام کرنے کے لئے دوڑے پھر آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے میں نے اپنے جی میں کہا: کہ یہ اور بھی بہتر ہے تو آپ پھر مسکرائے اور فرمایا: کہ عمر تو نے یہی چاہا تھا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں خواہ ان کو اپنی طرف کھینچ لوں اور خواہ اپنی طرف سے روکے رہوں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی بی بی صاحبہ کا حال

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار بن سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ جب کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں تو وہاں شمع کی طرح روشنی ہو جاتی تھی ایک دفعہ ایسے موقع پر میرے والد ماجد بھی آئے جب اس روشنی پر آپ کی نظر پڑی تو وہ روشنی معدوم ہو گئی آپ نے ان سے فرمایا: کہ یہ روشنی شیطان کی تھی اس لئے میں نے اسے خاموش کر دیا اور اب میں اسے روشنی رحمانی سے تبدیل کئے دیتا ہوں اور یہی حاملہ میرا اس کے ساتھ ہے جو کہ میری طرف منسوب ہو یا خود مجھے جس کا خیال ہو اس کے بعد جب میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں تو وہ روشنی چاند کی روشنی کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ ہمدان میں ایک شخص سے کہ جس کا نام ظریف نامیری ملاقات ہوئی۔ یہ شخص دمشق کا رہنے والا تھا اس نے مجھ سے ذکر کیا کہ نیشاپور کے راستے میں بشر المفرضی سے میری ملاقات ہوئی یہ چودہ اونٹوں پر شکر لادے ہوئے جا رہے تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمیں راستے میں ایک خوفناک بیابان پر اترنے کا اتفاق ہوا کہ جہاں خوف کی وجہ سے بھائی کے لئے بھائی نہیں ٹھہر سکتا جب اول شب کو اونٹ لے جا چکے تو ان میں سے میرے چار اونٹ گم گئے میں نے ہر چند تلاش کیا مگر کچھ پتہ

نہیں ملا میں قافلہ سے جدا ہو گیا اور شتر بان بھی میرے ساتھ رہ گیا پھر جب صبح ہوئی تو میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو پکارا آپ نے مجھ سے فرما دیا تھا کہ جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو مجھ کو پکارنا تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی جب میں نے آپ کو پکارا کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی! میرے اونٹ نامعلوم کہاں چلے گئے ہیں میں صبح تک انہیں دیکھتا رہا۔ کہیں پتہ نہ لگا اور میں قافلہ سے بھی جدا ہو گیا تو اس وقت ایک ٹیلے پر مجھے ایک شخص دکھائی دیا جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا اس نے مجھے ایک طرف کو ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا پھر جب میں نے اسے ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہیں آیا پھر ٹیلے کے دامن میں مجھے اپنے اونٹ بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے ان کا بوجھ ان پر لدا ہوا تھا ہم نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں لے کر اپنے قافلہ سے جا ملے۔

رجال غیب میں سے ایک شخص کا ذکر

ابو الغنائم الحسنی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت مغرب و عشاء کے درمیان میں آپ کے مدرسہ کی چھت پر تھا اور قریب ہی آپ بھی قبلہ رو بیٹھے ہوئے تھے اس وقت میں نے ایک شخص کو ہوا پر اڑتا ہوا دیکھا اور تیر کی طرح اڑتا ہوا جا رہا تھا اس کا لباس سفید اور سر پر ایک نہایت عمدہ عمامہ بندھا ہوا تھا جب آپ کے سامنے آیا تو اتر کر مودب آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور آپ کو سلام کر کے واپس چلا گیا میں نے اٹھ کر آپ کی دست بوسی کی اور آپ سے پوچھا: کہ یہ شخص کون تھے؟ آپ نے فرمایا: یہ شخص رجال الغیب سے تھے جو کہ ہمیشہ پھرتے رہتے ہیں۔ ”عَلَيْهِمْ سَلَامُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهُ وَبَرَكَاتُهُ وَأَزْكٰى تَحِيَّاتِهِ“

ایک قافلہ کے متعلق آپ کی کرامت

شیخ ابو عمر عثمان الصدیقی و شیخ محمد عبدالحق الحریبی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ ہم صفر 555ھ کو آپ کے مدرسہ میں آپ ہی کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت آپ نے اٹھ کر کھڑائیں پہنیں اور وضو کیا وضو کر کے آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر جب آپ

سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک چیخ ماری اور کھڑام اٹھا کر ہوا میں پھینک دی اس کے بعد آپ نے ایک چیخ ماری اور دوسری کھڑام بھی آپ نے اٹھا کر ہوا میں پھینک دی یہ دونوں کھڑائیں ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں پھر آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے اور اس وقت آپ سے یہ واقعہ پوچھنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی پھر تین روز بعد ایک قافلہ آیا اور کہنے لگا: کہ ہم نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے ہم نے اس قافلہ کے اندر آنے کی آپ سے اجازت چاہی آپ نے اسے آنے کی اجازت دی اور ہم سے فرمایا: کہ جو کچھ یہ دیں لے لو۔ غرض اہل قافلہ اندر آئے اور انہوں نے ریشمی اور ونی کپڑے اور کچھ سونا وغیرہ اور آپ کی دونوں کھڑائیں کہ جن کو آپ نے اس روز پھینکا تھا ہم کو دیا پھر ہم نے باہر آ کر ان سے دریافت کیا کہ یہ کھڑائیں تمہیں کہاں ملی تھیں انہوں نے بیان کیا کہ تیسری صفر کو ہم جا رہے تھے کہ راستے میں ہم کو بدوؤں نے آ کر لوٹ لیا اور ہمارے قافلہ کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور ایک طرف جا کر ہمارا مال تقسیم کرنے لگے اس وقت ہم نے کہا: کہ اگر ان قزاقوں کے ہاتھوں سے بچ کر صحیح و تندرست رہیں تو ہم اپنے مال میں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا حصہ نکالیں گے ہم یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے دو بڑی بڑی چیخیں سنیں جنہوں نے سارے بیابان کو ہلا دیا اور جس سے یہ تمام قزاق بیت زدہ سے رہ گئے ہم سمجھے کہ کوئی شخص آ رہا ہے جو ان سے بھی مال کو چھین کر لے جائے گا تنے میں یہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آؤ تم اپنا مال اٹھا لو اور دیکھو! ہمارا کیا حال ہو گیا ہم ان کے ساتھ گئے تو ہم نے دیکھا کہ ان کے دونوں سردار مرے پڑے تھے۔ غرض! ہوں نے ہمارا مال ہمیں واپس دے دیا اور کہنے لگے یہ ایک نہایت عظیم الشان واقعہ ہے۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ کی دعا سے ایک چیل کا مرکز زندہ ہو جانا

قدوة الشیوخ محمد بن قائد الاوانی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ کی مجلس پر سے ایک بیل بہناتی اور چلاتی ہوئی نکلی جس سے مجلس میں تشویش پھیل گئی اس روز ہوا بھی نہایت تیز تھی آپ نے فرمایا: کہ ہوا اس کا سر پکڑ لے آپ کا فرمانا تھا کہ اس کا سر ایک طرف اور دھڑ۔

ایک طرف گر گیا اس کے بعد آپ نے تخت سے اتر کر اس کے سر کو اٹھایا اور اپنا دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور فرمایا: بسم اللہ الرحمن الرحیم تو وہ چیل زندہ ہو کر اڑ گئی۔

آپ کا پہلی دفعہ حج بیت اللہ کرنا

آپ نے اپنے عین عالم شباب کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ جب پہلی دفعہ میں حج بیت اللہ کو گیا تو اس وقت میں عالم شباب میں تھا جب میں منارہ معروف بہ ام القرون کے قریب پہنچا تو یہاں شیخ عدی بن مسافر سے میری ملاقات ہوئی آپ بھی اس وقت عین عالم شباب میں تھے آپ نے مجھ سے پوچھا: کہ کہاں کا قصد کیا ہے؟ میں نے کہا: کہ مکہ معظمہ کا پھر آپ نے پوچھا: کہ کیا میرا آپ کا ساتھ ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ میں ایک تن تنہا شخص ہوں آپ نے کہا: علیٰ ہذا القیاس میں بھی تن تنہا ہوں غرض! ہم دونوں ایک ساتھ ہو لئے آگے چل کر ایک روز کا واقعہ ہے کہ ہم جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک نو عمر جیشن لڑکی ملی یہ لڑکی نحیف البدن اور برقعہ پہنے ہوئے تھی میرے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی برقعہ میں سے اس نے مجھے دیکھا اور دیکھ کر کہنے لگی آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا: کہ میں بغداد کا رہنے والا ہوں پھر کہا: کہ آپ نے مجھے بہت تھکایا ہے میں نے کہا: وہ کس طرح؟ بولی: ابھی میں بلاد حبشہ میں تھی مجھے اس وقت مشاہدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی کی اور اپنا وہ فضل و کرم کیا کہ جو اوروں پر اب تک نہیں کیا ہے اس لئے میں نے چاہا کہ میں آپ کو پہچانوں پھر آپ نے کہا: کہ میں چاہتی ہوں کہ آج دن بھر میں آپ دونوں صاحبوں کے ہمراہ رہوں اور آپ ہی کے ساتھ روزہ افطار کروں میں نے کہا: حُبًّا وَ كَرَامَةً (یعنی بسرو چشم، بڑی خوشی سے) اس کے بعد دو ایک بازو سے وہ چلنے لگی اور ایک بازو سے ہم چلنے لگے جب مغرب کا وقت آیا اور افطار کا وقت ہو چکا تو آسمان سے ہماری طرف ایک طباق اتر جس میں چھ روٹیاں اور سرکہ اور کچھ ترکاری کے قسم سے تھا اس لڑکی نے خدائے تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے کہا: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَكْرَمَنِي وَأَكْرَمَ ضَيْفِي إِنَّهُ لَذَلِكَ أَهْلٌ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ يَنْزِلُ عَلَيَّ رَغِيقَانِ وَاللَّيْلَةُ سِتَّةٌ أَكْرَامًا لَا ضَيْفِي (اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے میری اور میرے مہمانوں کی عزت کی روزانہ میرے لئے دو روٹیاں اتر

کرتی تھیں اور آج چھ روٹیاں اتریں اس نے میرے مہمانوں کی بڑی عزت کی (پھر ہم
 بیٹوں نے دو دو روٹیاں کھائیں اس کے بعد پانی کے لوٹے اترے اس میں سے ہم نے پانی
 پیا جو زمین کے مشابہ نہ تھا بلکہ اس کی لذت و حلاوت کچھ اور ہی تھی اس کے بعد پھر یہ لڑکی ہم
 سے رخصت ہو کر چلی گئی اور ہم مکہ معظمہ چلے آئے پھر ایک روز ہم طواف کر رہے تھے کہ اس
 وقت اللہ تعالیٰ نے شیخ عدی پر الطاف و کرم کیا اور ان پر اپنے الطاف اتارے آپ پر اس
 وقت غشی سی طاری ہو گئی یہاں تک کہ انہیں دیکھ کر کوئی کہہ سکتا تھا کہ ان کا تو انتقال ہو گیا اس
 وقت پھر میں نے اس لڑکی کو یہیں کھڑے ہوئے دیکھا یہ اس وقت ان کے سر ہانے آ کر
 نہیں الٹ پلٹ کر کہنے لگی کہ وہی تمہیں زندہ کرے گا جس نے کہ تمہیں مار ڈالا ہے پاک
 ہے اس کی ذات اس کی تجلی نورِ جلال سے حادث نہیں ہوتی مگر اسی کے ثبوت کے لئے اور
 اس کے ظہورِ صفات سے کائنات قائم نہیں ہے مگر اسی کی تائید سے اس کی تقدیس کی شعاعوں
 نے عقل کی آنکھوں کو بند اور جو ان مردوں کی دانائی کو محدود کر رکھا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے
 بعد مجھ پر الطاف و کرم کی نظر کی اور باطن میں میں نے دیکھا کہ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ
 عبدالقادر تجرید ظاہری کو چھوڑ کر تفرید التوحید و تجرید التفرید اختیار کرو ہم تمہیں اپنے عجائبات
 دکھائیں گے چاہیے کہ ہمارے ارادے سے تمہارا ارادہ مشتبہ نہ ہو کہ تم ہمارے سامنے ثابت
 قدم رہو اور وجود میں ہمارے سوا کسی کا تصرف نہ ہونے دو تا کہ ہمیشہ ہمارے مشاہدہ میں رہو
 اور لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے ایک جگہ بیٹھ جاؤ۔ ہمارے بہت سے بندے ہیں کہ جنہیں
 ہم تمہاری برکت سے اپنا مقرب بنائیں گے اس وقت مجھ سے اس لڑکی نے کہا: کہ اے
 نوجوان! مجھے معلوم نہیں کہ آج کس حد تک تمہاری عظمت و بزرگی ہوگی تمہارے لئے ایک
 نورانی خیمہ لگایا گیا ہے اور ملائکہ تمہارے گردا گرد ہیں اور تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمام اولیاء
 اللہ کی آنکھیں بھی تمہاری ہی طرف لگی ہوئی ہیں اور تمہارے مراتب و مناصب کو دیکھ رہی ہیں
 اس کے بعد یہ نو عمر چلی گئی اور پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

ایک بزرگ کا اپنے ایک مرید کو آپ کی خدمت میں تعلیم فقر حاصل کرنے
کے لیے بھیجنا

شیخ ابو محمد صالح ویرجان الزکالی بیان کرتے ہیں کہ سیدی شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ نے
مجھ سے فرمایا: کہ تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر
آپ سے تعلیم فقر حاصل کرو چنانچہ میں بغداد آ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے
آپ کو سب سے زیادہ مہیب پایا آپ نے مجھے اپنے خلوت خانہ کے دروازے پر بیس روز
تک بٹھلایا اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ صالح (قبلہ کی طرف اشارہ کر کے) اس
طرف دیکھو میں نے اس طرف دیکھا تو مجھے قبلہ نظر آیا پھر آپ نے مجھ سے پوچھا: کہ کیوں
کیا دیکھ رہے ہو میں نے عرض کیا کہ کعبہ شریف پھر آپ نے (مغرب کی طرف اشارہ
کر کے) فرمایا: کہ اس طرف دیکھو! میں نے اس طرف دیکھا تو مجھے اپنے شیخ مدین نظر آئے
آپ نے فرمایا: کیوں کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اپنے شیخ کو پھر آپ نے فرمایا:
کیوں کہاں جاؤ گے؟ کعبہ شریف کی طرف یا اپنے شیخ کی طرف میں نے عرض کیا: اپنے شیخ
کی طرف پھر آپ نے فرمایا: کہ اچھا ایک قدم میں جانا چاہتے ہو، یا جس طرح سے کہ تم
آئے ہو میں نے عرض کیا، نہیں بلکہ اسی طرح سے کہ جس طرح سے کہ میں آیا ہوں آپ نے
فرمایا: اچھا ایسا ہی ہوگا پھر آپ نے فرمایا: کہ صالح تم فقر کو نہیں پاسکتے تا وقتیکہ تم اس کی سٹرھی
پر نہ چڑھو اور اس کی سٹرھی توحید ہے اور توحید کا دار و مدار اس پر ہے کہ تمام آثارِ حادثہ کو اپنی
طرف سے مٹا دو میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے آپ اس صفت سے موصوف کر دیجئے آپ
نے ایک نظر میری طرف دیکھا تو میرے دل سے میرے تمام جذبات ارادہ کے جدا ہو گئے
جس طرح کہ شب دن سے جدا ہو جاتی ہے اب تک میں آپ کی اسی توجہ سے لوگوں کو مستفید
کرتا ہوں۔ (رضی اللہ عنہ)

شیخ عمر بزاز نے بیان کیا ہے کہ میں ایک روز آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا اس وقت
آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ فرزند من! اپنی پشت کو بلی کے گرنے سے بچاؤ میں نے اس وقت

اپنے جی میں کہا: کہ چھت میں کوئی روزن تو ہے نہیں، میرے اوپر ملی کہاں سے گرے گی میر نے اپنا یہ کلام پورا نہیں کیا تھا کہ ایک ملی میری پشت پر گر پڑی آپ نے میرے سینہ پر اپنا دست مبارک مارا تو میرا دل سورج کی طرح روشن ہو گیا اور اسی وقت مجھ پر تجلیات الہی ہونے لگیں اور اب روز بروز نور ترقی پاتا ہے۔

صفات و ارادت الہیہ و طوارقِ شیطانیہ کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ ارادت الہیہ بدوں استدعا کے وارد نہیں ہوتے اور کسی سبب سے موقوف بھی نہیں ہوتے نیز! ان کا کوئی وقت معین نہیں ہے، اور نہ ان کا کوئی خاص طریقہ ہے اور طوارقِ شیطانیہ اکثر اس کے برخلاف ہوتے ہیں۔

محبت کی نسبت

آپ نے فرمایا ہے کہ محبت دل کی تشویش کا نام ہے جو کہ محبوب کے فراق سے اسے حاصل ہوتی ہے اس وقت دنیا سے انگوٹھی کے حلقہ یا مجلسِ اتم کی طرح معلوم ہوتی ہے محبت وہ شراب ہے کہ اس کا نشہ کبھی اتر نہیں سکتا محبت محبوب سے خواہ ظاہر ہو خواہ باطن۔ ہر حال میں خلوص نیتی کرنے کا نام ہے محبت جز محبوب کے سبب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے عاشق محبت کے نشہ سے ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدہٴ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا وہ ایسے مریض ہیں کہ بغیر دیدارِ محبوب کے صحت نہیں پاتے انہیں اغیار سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے بغیر مولا انہیں کسی سے انسیت نہیں ہوتی۔

توحید کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ توحید مقامِ حضرت القدس کے اشاراتِ ہر ضما و خفائے ہر سرائر کا نام ہے وہ قلب کا منتہائے انکار سے گزر جانے اعلیٰ درجات وصال میں پہنچنے اور اقدامِ تجرید سے تقرب الہی میں جانے کا نام ہے۔

تجرید کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ تجرید محبوب کو پا کر استقلال کے ساتھ مقامِ سر کو غور و فکر سے خالی

رکھنا اور تنزل میں اطمینان کے ساتھ مخلوق کو چھوڑ کر نہایت خلوص سے حق کی طرف رجوع کرنا ہے۔

معرفت کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ معرفت یہ ہے کہ مشیاتِ الہیہ میں سے ہر شے کے اشارے سے جو کہ اس کی توحید کی طرف کر رہی ہے خفایائے مکنونات و شواہدِ حق پر مطلع ہو اور ہر فانی کی فنا سے علمِ حقیقت کا ادراک کرے اور اس میں ہیبتِ ربوبیت اور تاثیرِ بقاء کو دل کی آنکھ سے معائنہ کرے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریت معرفت کردگار

ہمت کی نسبت

آپ نے فرمایا ہے کہ وہ نفس کو حبِ دنیا سے اور روح کو تعلقِ عقبیٰ سے دور رکھنا اور ارادہ مولا سے تبدیل اور مقامِ سر کو اشارہ کون سے خواہ ایک لمحہ کے برابر کے لئے ہی سہی خالی کرنا ہے۔

حقیقت کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے متضاد اس کے منافی نہیں ہوتے اور نہ حقیقت کے مقابلہ میں وہ باقی رہ سکتے ہیں بلکہ اس کے اشارات سے باطل اور فنا ہو جاتے ہیں۔

اعلیٰ درجاتِ ذکر کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ اعلیٰ درجاتِ ذکر یہ ہے کہ اشاراتِ الہیہ سے دل متاثر ہو یہی ذکر دائمی ہے جسے نسیان کچھ نقصان نہیں پہنچاتا اور نہ غفلت اس میں کچھ کدورت پیدا کر سکتی ہے اس صورت میں سکونِ نفسِ خطرہ سب ڈاکر ہو جاتے ہیں بہترین ذکر یہ ہے کہ خطراتِ الہیہ سے جو کہ مقامِ سر میں وارد ہوتے ہیں پیدا ہو۔

شوق کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ بہترین شوق وہ ہے جو کہ مشاہدہ سے پیدا ہو اور لقاء کے بعد بھول نہ ہو بلکہ ہمیشہ انس باقی رہے بدوں لقاء کے کسی طرح سے تسکین ممکن نہ ہو جس قدر کہ لقاء حاصل ہو اس سے زیادہ شوق بڑھتا رہے شوق کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اسباب موافقتِ روح یا متابعتِ ہمت یا حفظِ نفس سے خالی ہو اس وقت مشاہدہ دائمی ہوتا ہے اور مشاہدہ سے مشاہدہ کا شوق ہوا کرتا ہے۔

توکل کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ توکل اغیار کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ سے لو لگانا اور اس کے سبب ظاہری کو بھول جانا اور ایک اکیلی اس کی ذات پر بھروسہ کر کے ماسوا سے بے پروا ہو جانا یہی وجہ ہے کہ متوکل مقامِ فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

نیز توکل کی حقیقت بعینہِ اخلاص کی حقیقت ہے اور حقیقتِ اخلاص یہ ہے کہ اعمال سے معاوضہ کا ارادہ نہ کیا جائے اور یہ وہ توکل ہے کہ جس میں اپنی قوت سے نکل کر رب الارباب کی قوت میں آنا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: کہ اے فرزند! اکثر تم سے کہا جاتا ہے مگر تم نہیں سنتے اور کر سنتے بھی ہو تو بہت سی باتیں سنتے ہو مگر انہیں تم نہیں سمجھتے ہو اور اگر سمجھ بھی لیتے ہو تو بہت تمیں سمجھ کر ان پر عمل نہیں کرتے پھر افسوس تو یہ ہے کہ تم عمل بھی کرو تو تمہارے بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ تم ان میں ذرا بھی اخلاص نہیں کرتے۔

نابت (توجہ الی اللہ) کے متعلق

آپ نے فرمایا: کہ انابت درجات کو چھوڑ کر مقامات کی طرف رجوع کر کے مقاماتِ نئی میں ترقی کرنا اور مجالس حضرت القدس میں جا کر ٹھہرنا اور اس مشاہدہ کے بعد کل کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع کرنا ہے۔

توبہ کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پہلی عنایت و توجہ اپنے بندے پر مبذول فرما کر اس کے دل پر اس کا اشارہ کرے اور اپنی شفقت و محبت کے ساتھ خاص کر کے اسے اپنی طرف کھینچ لے اس وقت بندے کا دل اپنے مولا کی طرف کھینچ جاتا ہے اور روح و قلب اور عقل اس کے تابع ہو جاتی ہے اور اب وجود میں امر الہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔ یہی صحت توبہ کی دلیل ہے۔

دنیا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ اسے دل سے نکال کر ہاتھ میں لے لو پھر وہ تمہیں دھوکا نہیں دے سکے گی۔

تصوف کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ صوفی وہ ہے کہ اپنے مقصد کی ناکامی کو خدا کا مقصد جانے دنیا کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں وہ فائز المرام ہو جائے تو ایسے شخص پر خدا کی ملامتی نازل ہوتی ہے۔

تعزز (ذی عزت ہونے) اور تکبر (غرور کرنے) کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ تعزز یہ ہے کہ عزت اللہ تعالیٰ کے لئے حاصل کی جائے اور اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں صرف کی جائے اس سے نفس ذلیل ہوتا ہے اور ارادت الی اللہ بڑھتی ہے اور تکبر یہ ہے کہ عزت اپنے نفس کے لئے حاصل کی جائے اور اپنی خواہشات میں صرف کی جائے کبر طبعی کو اس سے ہیجان ہو کر قہر الہی کا باعث ہوتا ہے۔ کبر طبعی کبر کسی سے کم درجہ کا ہوتا ہے۔

شکر کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حقیقت شکر یہ ہے کہ نہایت عاجزی و انکساری سے نعمت کا

اعتراف اور ادائے شکر کی عاجزی کو مد نظر رکھ کر منت و احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت و حرمت باقی رکھی جائے۔ شکر کے اقسام بہت ہیں مثلاً شکر احسانی یہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے اور شکر پائلا رکان یہ ہے کہ خدمت و وقار سے موصوف رہے اور شکر بالقلب یہ ہے کہ بساط شہود پر محکف ہو کر حرمت و عزت کا نگہبان رہے پھر اس مشاہدے کے نعمت کو دیکھ کر دیدارِ منعم کی طرف ترقی کرے اور شا کر وہ ہے کہ موجود پر اور شکر وہ ہے کہ مفقود پر شکر گزاری کرے اور حامد وہ ہے کہ منع (نہ دینے) کو عطا (دینا) اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے اور ان دونوں وصفوں کو برابر جانے اور حمد یہ ہے کہ بساط قرب پر پہنچ کر معرفت کی آنکھوں سے تمام محامد و اوصاف جمالی و جلالی کا مشاہدہ کر کے اس کا اعتراف کرے۔

صبر کے متعلق

آپ نے فرمایا: کہ صبر مصیبت و بلاء میں استقلال سے رہنا ہے اور آپ شریعت کو ہاتھ سے نہ دینا بلکہ نہایت خوشدلی اور خندہ پیشانی سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر قائم رہنا ہے صبر کی کئی قسمیں ہیں۔

صبر اللہ: وہ یہ ہے کہ اس کے اوامر کو بجالاتا اور اس کے نواہی سے بچتا رہے اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ قضائے الہی پر راضی اور ثابت قدم رہے اور ذرا بھی چون و چرا نہ کرے اور فقر سے نہ گھبرائے اور بغیر کسی قسم کی ترش روئی کے اظہارِ غنا کرتا رہے اور صبر علی اللہ یہ ہے کہ ہر امر میں وعدہ و وعید الہی کو مد نظر رکھ کر ہر وقت اس پر ثابت قدم رہے دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرنا سہل ہے مگر مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کرنا مشکل ہے اور خلق کو چھوڑ کر حق سے محبت اس سے بھی زیادہ مشکل ہے اور صبر مع اللہ سب سے زیادہ مشکل ہے اور صبر فقیر شکر غنی سے اور شکر فقیر اس کے صبر سے افضل ہے مگر صبر و شکر فقیر صابر و شا کر سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور مصیبت و بلا اسی کے سامنے آتی ہے جو شخص کہ اس کے درجہ سے واقف ہوتا ہے۔

حسن خلق کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حسن خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق کا اثر نہ ہو خصوصاً جبکہ تم حق

سے خبردار ہو گئے ہو اور عیوب پر نظر کر کے نفس کو اور جو کچھ کہ نفس سے سرزد ہو ذلیل جانو اور جو کچھ کہ خدائے تعالیٰ نے خلق کے دلوں کو ایمان اور اپنے احکام و دلیت کئے ہیں اس پر نظر کر کے ان کی اور اس کی اور جو کچھ ان سے تمہارے حق میں صادر ہو عزت کرو یہی انسانی جوہر ہے اور اسی سے لوگوں کو پرکھا جاتا ہے۔

صدق کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ اقوال و افعال میں صدق یہ ہے کہ رویتِ الہی کو مد نظر رکھ کر ان کو وقوع میں لائے اور صدقِ احوال میں یہ رہے کہ ہر ایک حالِ خواطرِ الہیہ سے گزرے۔

فنا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ فنا یہ ہے کہ ولی کا سرادنی تجلی سے حق کا مشاہدہ کر کے اور تمام اکوان کو حقیر جان کر اس کے اشارے سے فنا ہو جائے اور یہی اس کا فنا ہو جانا اور اس کی بقا ہے کیونکہ اشارہ حق اسے فنا کر دیتا ہے اور اس کی تجلی اسے بقا کی طرف لے آتی ہے اور اسی طرح سے وہ فنا ہو کر باقی رہتا ہے۔

بقا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ بقا حاصل نہیں ہوتی مگر اسی بقا سے کہ جس کے ساتھ فنا نہ ہو اور نہ اس کے ساتھ انقطاع ہو اور وہ نہیں ہوتی مگر صرف ایک لمحہ کے لئے بلکہ اس سے بھی کم اہل بقا کی علامت یہ ہے کہ ان کے اس وصف بقاء میں کوئی فانی شے ان کے ساتھ نہ رہ سکے کیونکہ وہ دونوں آپس میں ضد ہیں۔

وفا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حقوقِ الہی کی رعایت اور قولاً و فعلاً اس کے حدود کی محافظت اور ظاہر و باطناً اس کی رضامندیوں کی طرف رجوع کرنے کا نام وفا ہے۔

رضائے الہی کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ محبت الہی میں بڑھنا اور علم الہی کو کافی جان کر قضاء و قدر پر راضی رہنا رضائے الہی ہے۔

وجد کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ وجد یہ ہے کہ روح ذکر کی حلاوت میں اور نفس لذتِ طرب میں مشغول ہو جائے اور سب سے فارغ ہو کر صرف حق تعالیٰ کی ہی طرف متوجہ ہو نیز وجد شراب و محبت الہی ہے کہ مولا اپنے بندے کو پلاتا ہے جب بندہ یہ شراب پی لیتا ہے تو اس کا وجود سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے اور جب اس کا وجود ہلکا ہو جاتا ہے تو اس کا دل محبت کے بازوؤں پر اڑ کر مقام حضرت القدس میں پہنچ کر دریائے ہیبت میں جا گرتا ہے اسی لئے واجد گر جاتا ہے اور اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

خوف کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ خوف کے کئی اقسام ہیں گنہگاروں کا خوف جو کہ انہیں ان کے گناہوں کے سبب سے ہوتا ہے اور عابدوں کا خوف عبادت کا ثواب نہ ملنے یا کم ملنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور عاشقانِ الہی کا فوت ہو جانے کے سبب سے ہوتا ہے اور عارفوں کا خوف عظمت و ہیبتِ الہی کے سبب سے ہوتا ہے۔ یہی اعلیٰ درجہ کا خوف ہے کیونکہ زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہے خوف کی تمام قسمیں رحمت و لطفِ الہی کے مقابلہ میں ساکن ہو جاتی ہیں۔

رجاء (امیدِ رحمت) کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کے حق میں رجاء یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن لے صوفیہ کا وجد حق ہے۔ آیاتِ قطعیہ و احادیثِ صحیحہ و اقوالِ صریحہ بکثرت اس کے حق ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور وجد و حال کی منزلِ ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس کو ابتدائی منزل کہنے والے خشک زاہد ریاکار ہیں خاکسار نے اس مسئلہ کو اپنی کتاب موسومہ بہ تحقیق الوجد میں نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اس کے ہر پہلو کو قرآن پاک و احادیثِ نبویہ سے ثابت کیا ہے طالبانِ حق کے لئے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

ہو مگر نہ طمعِ رحمت کی وجہ سے اور نہ کسی ولی کو زیبا ہے کہ وہ بلا رجاء کے رہے اور رجاء یہی ہے کہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہو مگر نہ کسی نفع یا دفعِ ضرر کی امید پر کیونکہ اہلِ ولایت جانتے ہیں کہ ان کو ان کی تمام ضروریات سے فارغ کر دیا گیا ہے اسی لئے وہ اپنے علم کی وجہ سے مستغنی رہتے ہیں اس وقت حسن ظن سب سے افضل ہوتا ہے اور رجاء کو خوف لازم ہے کیونکہ جس شخص کو اس بات کی امید ہو کہ وہ مثلاً ایک شے پالے اسے یہ بھی خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہ شے اس سے فوت نہ ہو جائے مگر وہ معرفتِ صفاتِ الہیہ پر نظر رکھ کر خدائے تعالیٰ سے حسن ظن رکھتا ہے اور پھر ڈرتا بھی ہے اور محض اس کی عظمت و جلال کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ وہ جانتا ہے کہ خدائے تعالیٰ محسن ہے کریم ہے لطیف ہے رؤف و رحیم ہے نیز حسن ظن اپنی ہمتوں کو عنایاتِ توجہاتِ الہیہ پر چھوڑ کر اپنے دل کو بلا کسی طمع و غرض کے خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا ہے اور رجاء بلا خوفِ امن (بے خوفی) اور خوف بلا رجاء قنوط (ناامیدی) ہے اور دونوں مذموم ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: لو وزن خوف المؤمن ورجاء ہ لا اعتدلا۔ اگر مسلمان کا خوف ورجاء وزن کیا جائے تو دونوں برابر اتریں گے۔

حیاء کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حیاء یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے جس کا کہ وہ اہل نہ ہو۔ محارمِ الہیہ کو چھوڑے چاہئے کہ تمام گناہوں کو صرف حیاء کی وجہ سے چھوڑے نہ کہ خوف کی وجہ سے اس کی اطاعت و عبادت کرتا رہے اور جانے رہے کہ خدائے تعالیٰ اس کی ہر ایک بات پر مطلع ہے اسی لئے اس سے شرماتا رہے قلب اور ہیبت کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیاء پیدا ہوتی ہے۔

مشاہدہ کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ مشاہدہ یہ ہے کہ دل کی آنکھ سے دونوں جہان کو نہ دیکھے اور خدائے تعالیٰ کو معرفت کی آنکھ سے دیکھے اور جو کچھ اس نے غیب کی خبریں دی ہیں دل و جان سے اس کا یقین جانے۔

سکر (مستی عشق الہی) کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ ذکر محبوب کے وقت دل میں جوش پیدا ہونے کا نام سکر ہے اسم فقیر کے معنی آپ سے پوچھے گئے تو آپ نے فرمایا: کہ اس میں چار حرف ہیں (ف-ق-ی-ر) پھر آپ نے اس کے معنی بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

فاء الفقیر فنائہ فی ذاتہ و فراغہ من نعمتہ و صفاتہ

فائے فقیر سے فنا فی اللہ ہو کر اپنی ذات و صفات سے فارغ ہو جانا ہے۔

والقاف قوۃ قلبہ بجیبہ و قیامہ للہ فی مرضاتہ

اور قاف فقیر سے مراد یاد الہی سے اپنے دل کو قوت دینا اور ہمیشہ اس کی رضامندی پر قائم رہنا ہے۔

والیاء یرجو ربہ و ینخافہ و یقوم بالتقوی بحق تقاتہ

اور یاء سے یرجو یعنی رحمت الہی کا امیدوار رہے اور ینخافہ یعنی اس سے ڈرتا رہے اور یقوم بالتقوی یعنی پرہیزگاری اختیار کرے اور جیسا کہ اس کا حق ہے پورا ادا کرے۔

والراء رقبہ قلبہ و صفائہ و رجوعہ للہ عن شہواتہ

اور راء سے مراد رقت قلب اور اس کی صفائی ہے اور اپنی خواہشوں سے منہ موڑ کر رجوع الی اللہ تعالیٰ مراد ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: کہ فقیر کو مندرجہ ذیل صفات سے موصوف ہونا چاہئے اسے چاہئے کہ وہ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے کسی سے جھگڑے تو ایک عمدہ طریق سے اور پھر جب حق معلوم ہو جائے تو فوراً حق کی طرف رجوع کرے اور جھگڑا چھوڑ دے اور حق سے حق کا طالب رہے اور راستی اور راست بازی اپنا شیوہ رکھے اپنا سینہ سب سے وسیع رکھے اور اپنے نفس کو سب سے ذلیل جانے نہیے تو آواز سے نہیں بلکہ صرف مسکرا کر جو بات کہنا معلوم ہو اسے دریافت کرے غافل کو نصیحت کرے اور جاہل کو علم سکھلائے اگر کسی سے ایذا پہنچے تب بھی اسے ایذا نہ پہنچائے۔ یعنی اور فضول باتوں میں نہ پڑے اور نہ ان میں غور و فکر کیا

کرے کثیر العطاء اور قلیل الاذی اپنی عادت رکھے محرمات سے بچے اور مشتبہات میں توقف کرے غریب کا معین اور یتیم کا مددگار رہے چہرے پر خوشی ظاہر کرے اور دل پر فکر و غم رکھے اس کی یاد میں غمگین اور اپنے فقر میں خوشنود رہے افشائے راز نہ کرے کسی کی پردہ دری کرے اس کی ہتک نہ کرے مشاہدے میں حلاوت پائے ہر ایک کو فائدہ پہنچائے ذی اخلاق حلیم اور صابر و شاکر ہو اگر کوئی اس سے جہالت کے ساتھ پیش آئے تو وہ اس کے ساتھ حلم و بردباری سے کام لے اگر کوئی اسے اذیت پہنچائے تو وہ اس پر صبر کرے مگر ناحق پر خاموش ہو کر حق کا خون بھی نہ کرے کسی سے بغض نہ رکھے بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کرے امانت کو محفوظ رکھے اور کبھی اس میں خیانت نہ کرے کسی کو برا نہ کہے اور نہ کسی کو غیبت سے یاد کرے کم سخن ہو نمازیں زیادہ پڑھے اور روزے بہت رکھے غرباء کو اپنی مجلس میں جگہ دے جہاں تک ہو سکے مساکین کو کھانا کھلائے ہمسایوں کو راحت پہنچائے اور ان کو اپنی جانب سے کوئی اذیت نہ پہنچنے دے کسی کو گالی نہ دے اور نہ کسی کی غیبت کرے نہ کسی کو کچھ عیب لگائے اور نہ کسی کو برا کہے اور نہ کسی کی مذمت کرے اور نہ کسی کی چغلی کھائے ایسے فقیر کے حرکات و سکنات آداب و اخلاق ہوتے ہیں اور اس کا کلام عجیب ہوتا ہے اس کی زبان خزانہ ہوتی ہے اور اس کا قول موزون اور دل محزون ہوتا ہے اور فکر ماکان و مایکون میں جولانی کرتا ہے۔

محمد بن الخضر الحسینی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ آپ اپنی مجلس وعظ میں انواع و اقسام کے علوم بیان کرتے تھے آپ کی مجلس وعظ میں نہ تو کوئی تھوکتا تھا اور نہ کھنگارتا تھا، نہ کلام کرتا تھا اور نہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے کوئی آپ کی مجلس میں کھڑا ہوتا تھا آپ فرمایا کرتے تھے۔ مضی القال وعطفنا بالحال۔ یعنی ہم نے قال سے حال کی طرف رجوع کیا تو یہ سن کر لوگ نہایت مضطرب ہو جاتے تھے اور ان میں حال و وجد پیدا ہو جاتا تھا۔

منجملہ آپ کی کرامات کے یہ بات بھی ہے کہ آپ کی مجلس میں باوجودیکہ لوگ بکثرت ہوتے تھے لیکن آپ کی آواز جتنی کہ آپ سے نزدیک بیٹھنے والے کو سنائی دیتی تھی اتنی ہی

آپ سے دور اخیر مجلس میں بیٹھنے والے کو سنائی دیتی تھی آپ اہل مجلس کے خطرات و مافی الضمیر بیان کر دیا کرتے تھے آپ کی مجلس میں جب لوگ زمین پر ہاتھ ٹپکتے تو انہیں ان کے سوا اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے محسوس ہوتے مگر دیکھتے نہیں نیز! آپ کے اثنائے وعظ میں حاضرین کو فضا سے جو میں سے حس و حرکت کی آواز سنائی دیا کرتی تھی اور اکثر اوقات اوپر سے کسی کے گرنے کی آواز بھی معلوم ہوا کرتی تھی یہ لوگ رجال غیب ہوتے تھے۔

ابوسعید قیلوی نے بیان کیا ہے کہ میں نے کئی دفعہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو آپ کی مجلس میں رونق افروز ہوتے ہوئے دیکھا نیز میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ ہوا میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارواح چاروں طرف ہوا کی طرح گھوم رہے ہیں اور فرشتوں کو تو میں نے دیکھا کہ جماعت کی جماعت آپ کی مجلس میں آیا کرتے تھے اور اسی طرح سے رجال غیب آپ کی مجلس میں آتے ہوئے ایک دوسرے سے سبقت کرتے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کو بھی میں نے آپ کی مجلس میں بکثرت آتے دیکھا میں نے آپ سے ایک دفعہ آپ کے بکثرت آنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ جسے فلاح مطلوب ہے وہ اس مجلس میں ہمیشہ آئے گا۔

جیوش عجم کا آپ کے حکم سے واپس ہو جانا

ایک دفعہ عجم کے ایک بادشاہ نے بہت بڑی جرار فوج خلیفہ بغداد پر چڑھائی کرنے کے لئے بھیج دی جس کا مقابلہ کرنے سے خلیفہ موصوف عاجز ہوا اور آپ کی خدمت میں استغاثہ کرنے آیا آپ نے شیخ علی بن الہیتی سے فرمایا: کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم بغداد سے چلے جاؤ شیخ موصوف نے فرمایا: بہت اچھا اور اپنے خادم سے بلا کر کہا: کہ تم عجمی لشکر میں جاؤ اور اس کے اخیر میں جا کر دیکھو کہ وہاں چادر کا ایک خیمہ سا بنا ہوا ہوگا اور اس میں تین شخص بیٹھے ہوئے ہوں گے ان سے تم کہنا کہ علی بن الہیتی تم سے کہتے ہیں کہ تم بغداد سے چلے جاؤ گروہ تمہیں جواب دیں کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہوئے ہیں تو تم نے بھی یہی کہنا کہ علی ہذا القیاس میں بھی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں۔ غرض! خادم نے جا کر انہیں شیخ موصوف کا حکم سنایا وہ کہنے لگے کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہوئے ہیں۔ خادم نے کہا:

کہ میں بھی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں تو یہ سن کر ان میں سے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور چادر کے بندھن کھول ڈالے اور چادر لپیٹ کر یہ تینوں شخص واپس ہوئے اور اسی وقت ان کے لشکر نے بھی خیمے گرا کر اپنا راستہ لیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

آپ کی مجلس میں سبز پرندے کا آنا

شیخ محمد الہروی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت آپ کی مجلس میں حاضر ہوا آپ نے وعظ شروع کیا حتیٰ کہ آپ اپنے کلام میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا: کہ اگر اس وقت اللہ تعالیٰ میرا کلام سننے کے لئے ایک سبز پرندے کو بھیجے تو وہ ایسا کر سکتا ہے آپ نے اپنا یہ کلام پورا نہیں کیا تھا کہ اتنے میں ایک نہایت خوبصورت سبز پرندہ آیا اور آ کر آپ کی آستین میں گھس گیا اور پھر نہیں نکلا۔

شیخ عبداللہ الجبالی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بغداد کے ایک مسافر خانہ میں شیخ یوسف ہمدانی آ کر ٹھہرے اور لوگ آپ کو قطب کہا کرتے تھے میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ نے مجھے دیکھا تو آپ میری طرف اٹھ کر آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آپ نے مجھے اپنے بازو سے بٹھالیا اور اپنی فراست سے آپ نے میرا احوال دریافت کر کے بیان کیا اور جو امور کہ مجھ پر مشکل تھے ان کو بھی آپ نے مجھ پر ظاہر کر دیا پھر آپ نے فرمایا: کہ عبدالقادر! تم وعظ کہا کرو میں نے عرض کیا کہ حضرت میں ایک عجمی شخص ہوں۔ فصحاء بغداد کے سامنے میں کیونکر اپنی زبان کھول سکتا ہوں آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید یاد کیا ہے اور فقہ و اصول فقہ اور نحو و لغت و تفاسیر کی کتابیں یاد کی ہیں کیا اب بھی آپ وعظ نہیں کہہ سکتے آپ ضرور وعظ کہا کریں میں آپ کے اندر ترقی کے نمایاں آثار دیکھ رہا ہوں۔ رضی اللہ عنہما

شیخ ابو مدین بن شعیب المغربی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے آپ سے مشائخ مشرق و مغرب کا حال دریافت کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حال بھی دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ وہ امام الصدیقین و حجتہ العارفین ہیں وہ روح معرفت ہیں۔ تمام اولیاء اللہ کے

درمیان میں انہیں تقرب حاصل ہے۔ رضی اللہ عنہما
سبز پرندوں کا وعظ سننے کے لئے حاضر مجلس ہونا

شیخ محمد بن الہروی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ بعض لوگوں میں کچھ بے توجہی سی پیدا ہو گئی آپ نے فرمایا: کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ میرا کلام سننے کے لئے سبز پرندوں کو بھیجے تو وہ ایسا کر سکتا ہے آپ یہ کہہ کر فارغ نہیں ہوئے تھے کہ مجلس میں بکثرت سبز پرندے بھر گئے اور حاضرین نے انہیں دیکھا۔

پرندے کا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑنا

اسی طرح سے ایک روز آپ قدرت الہی کے متعلق بیان فرما رہے تھے اور لوگ بھی متاثر ہو کر استغراق کی حالت میں ہو کر نہایت خشوع و خضوع کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک عجیب الحلقہ پرندہ مجلس کے قریب سے گزرا لوگ اس کے دیکھنے میں مشغول ہو گئے آپ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس ذات پاک کی قسم ہے کہ اگر میں پرندے سے کہوں کہ تو مر جا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر جا تو وہ اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر جائے آپ نے اپنا یہ کلام پورا نہیں کیا تھا کہ یہ پرندہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

نصرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کا آپ مجلس میں جلوہ افروز ہونا

شیخ بقاء بن بطوانہر کی مسند نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں حاضر ہوا اس وقت آپ تخت کی پہلی سیڑھی پر وعظ فرما رہے تھے اس اثناء میں آپ اپنا کلام کر کے تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر نیچے اتر آئے پھر دوبارہ تخت پر بیٹھے ہوئے دوسری سیڑھی پر بیٹھ گئے میں نے اس وقت پہلی سیڑھی کو دیکھا کہ وہ نہایت معجوب ہو گئی اور اس پر ایک نہایت عمدہ فرش بچھ گیا اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جمعین رونق روز ہوئے اور اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ^{مسند} کے دل برحق تعالیٰ نے تجلی کا

آپ اس کی برداشت نہ کر کے گرنے لگے تو جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو تھام لیا اس کے بعد آپ چڑیا کی طرح بہت چھوٹے سے ہو گئے اور پھر آپ بڑھ کر ایک ہیبت ناک صورت پر ہو گئے شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ پھر بعد میں میں نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ ﷺ کے اصحاب کی اس طرح سے دکھائی دینے کی وجہ آپ سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے اصحاب کی ارواح نے ظاہری صورت اختیار کر لی تھی اور خدائے تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اور اصحاب کی ارواح کو اس بات کی قوت دے رکھی ہے چنانچہ حدیث معراج اس بات کی کافی دلیل ہے اسی طرح سے کہ جس کو اللہ تعالیٰ قوت دیتا ہے وہی آپ کو اس طرح سے بصورت احباء دیکھ سکتا ہے، نیز میں نے اس وقت آپ کے چھوٹے ہو جانے کی وجہ بھی دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ پہلی تجلی وہ تھی کہ جس کو بغیر تائید نبوی ﷺ کے کوئی طاقت بشری برداشت نہیں کر سکتی اس لئے اگر رسول اللہ ﷺ رونق افروز نہ ہوتے تو میں گر جاتا اور آپ نے مجھ کو تھام لیا اور دوسری تجلی جلالی تھی کہ جس سے میں چھوٹا ہو گیا اور تیسری تجلی جمالی تھی کہ جس سے میں بڑھ گیا۔ وَذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ . (یہ خدا کا فضل عظیم ہے جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے اور اس کا فضل و کرم بہت وسیع ہے)

شیخ العارفین شیخ مسعود الحارثی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک وقت شیخ جاگیر و شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ دونوں بزرگ اس وقت ایک ہی جگہ تشریف رکھتے ہوئے مشائخ اسلاف رضی اللہ عنہم کا ذکر خیر کر رہے تھے اس اثناء میں شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا: کہ وجود میں تاج العارفین ابو الوفاء جیسا کوئی ظاہر ہوا ہے اور نہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی کامل التصریف اور کامل الوصف صاحب مراتب و مناصب و مقامات عالیہ گزرا ہے اور اب آپ کے بعد قطبیت سیدی علی بن ابیہتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منتقل ہو گئی ہے اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں کہ جنہیں احوال قطبیت مقامات

عالیہ اور استغراق میں بھی آپ کو مدارج اعلیٰ حاصل تھے غرض جہاں تک کہ ہمیں علم ہے آپ جیسے مراتب و مناصب دیگر مشائخین میں سے اور کسی کو حاصل نہیں ہوئے پھر ہم نے تہائی میں شیخ علی بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے اس بیان کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ آپ نے جو کچھ بیان کیا وہ آپ نے اپنے مشاہدے اور اپنے اس علم کے ذریعہ سے بیان کیا جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے آپ اپنے اقوال و افعال میں صادق اور نہایت نیک و صالح بزرگ ہیں۔

شیخ ابو عمرو و شیخ عثمان الصیرنی و شیخ عبدالحق حریمی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات نہایت آبدیدہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ اے پروردگار! میں اپنی روح تجھے کیونکر نذر کروں حالانکہ جو کچھ ہے وہ سب تیرا ہی ہے۔
نیز! آپ سے منقول ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ لوگوں میں کچھ سستی پیدا ہو گئی اس وقت آپ نے یہ شعر پڑھے۔

لا تسقینی و حدی فما عودیتی

انی المرشح بہا علی الجلاس

تو مجھے اکیلے کونہ پلا کیونکہ تو نے مجھے عادی کر دیا ہے کہ میں حریفوں کے ساتھ شراب پینے کا عادی ہوں۔

انت الکریم و هل یلیق تکرما

ان یمر الندماء دون الکاس

وہ تو کریم ہے اور کریم و سخی کو یہ بات نہیں زیب دیتی کہ حریف بدوں شراب پئے اٹھ جائیں۔

اور لوگوں میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا اور دو تین آدمیوں کی روح بھی پرواز ہو گئی۔

رضی اللہ عنہ

شیخ ابو عمرو و شیخ عثمان بن عاشور السنجاری بیان کرتے ہیں کہ شیخ سوید سنجاری رضی اللہ عنہ کو بارہا ہم نے بیان کرتے سنا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی ہمارے شیخ اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہمارے رہنما اور مقام حضرت القدس میں آپ ثابت قدم اور اپنے زمانہ میں حال و حال دونوں میں اپنے تمام معاصرین پر مقدم اور ان سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ (رضی اللہ عنہ)

چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنا

ابو الفتح ہروی بیان کرتے ہیں کہ سیدی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چالیس سال تک رہا کیا اس مدت تک میں نے دیکھا کہ آپ ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے آپ کا دستور تھا کہ جب وضو ٹوٹ جاتا تو آپ فوراً وضو کر لیا کرتے اور وضو کر کے آپ دو رکعت نفل تحیۃ الوضو پڑھا کرتے تھے اور شب کو آپ کا قاعدہ تھا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر آپ اپنے خلوت خانہ میں داخل ہو جاتے تھے اور پھر صبح کی نماز کے وقت آپ وہاں سے نکلا کرتے تھے اس وقت آپ کے پاس کوئی نہیں جاسکتا تھا یہاں تک کہ خلیفہ بغداد شب کو آپ سے ملنے کی غرض سے کئی دفعہ حاضر ہوا مگر طلوع فجر سے پہلے کبھی خلیفہ موصوف کی آپ سے ملاقات نہ ہوئی۔

ملائے اعلیٰ میں آپ کا لقب: بازِ اشہب

شیخ ابوسلیمان المنجی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت شیخ عقیل کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ سے بیان کیا گیا کہ بغداد میں ایک شریف نوجوان کی جس کا کہ عبدالقادر نام ہے بڑی شہرت ہو رہی ہے آپ نے فرمایا: کہ اس کی شہرت آسمان میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ ملائے اعلیٰ میں یہ نوجوان بازِ اشہب کے لقب سے پکارا جاتا ہے عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ امرِ ولایت انہی کی طرف منتہی ہو جائے گا اور انہیں سے صادر ہوا کرے گا۔ شیخ عقیل پہلے بزرگ ہیں کہ جنہوں نے آپ کو بازِ اشہب کے لقب سے یاد کیا۔ رضی اللہ عنہما

ابوالمظفر شمس الدین یوسف بن عبداللہ التریکی البغدادی الحنفی سبط ابن الجوزی تلمذہما اللہ برحمۃ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ چہار شنبہ کے روز وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے شب سے ہی ارادہ کر رکھا تھا کہ صبح آپ کے وعظ میں

ضرور جاؤں گا اتفاق سے اسی شب کو مجھے احتلام ہو گیا اور شب کو سردی بھی نہایت شدت کی تھی جس کی وجہ سے میں غسل نہیں کر سکا میں نے کہا: خیر آپ کے وعظ میں تو ہو ہی آؤں اس کے بعد پھر آ کر غسل کروں گا۔ غرض میں آپ کی مجلس میں گیا اور جب قریب پہنچا تو دور سے ہی آپ کی نظر پڑی اور آپ نے فرمایا: کہ دبیرا (پچھے آنے والے) تم بحالت ناپاکی ہماری مجلس میں آرہے ہو اور سردی کا بہانہ کرتے ہو۔ رضی اللہ عنہ

شمس الدین موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ نے جو اہل جرمیہ سے تھے اور مظفر کے نام سے پکارے جاتے تھے مجھ سے بیان کیا کہ میں اکثر اوقات آپ کی مجلس میں شریک ہونے کی غرض سے چہار شنبہ کی رات کو آپ ہی کے مدرسہ میں سویا کرتا تھا۔ ایک شب کو گرمی بہت تھی اس لئے میں مدرسہ کی چھتوں پر چڑھ گیا یہیں پر ایک طرف کے کمرے میں آپ بھی تشریف رکھتے تھے اور آپ کے اس کمرے میں ایک چھوٹا سا دریچہ بھی تھا جب میں اس کمرے کی طرف کو آیا تو اس وقت مجھے یہ خواہش ہوئی کہ اگر اس وقت مجھے چار پانچ دانے کھجور کے ملے تو میں کھاتا مجھے یہ خیال گزرتے ہی آپ نے اپنے کمرے کا دریچہ کھولا اور میرا نام لیکر مجھے پکارا اور کھجور کے پانچ دانے مجھے دیئے اور فرمایا: کہ جو چیز تم کھانا چاہتے ہو لو اس سے پہلے آپ میرا نام نہیں جانتے تھے شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ آپ کی اس قسم کی حکایتیں اور بھی بکثرت ہیں۔

شیخ ابونصیر رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کی شان میں قول

شیخ عمر الصلہا جی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بعض احباب میں سے ایک بزرگ شیخ ابونصیر کی خدمت میں آپ سے اجازت چاہنے کی غرض سے حاضر ہوئے یہ بزرگ اس وقت بغداد جا رہے تھے آپ نے ان سے فرمایا: کہ تم بغداد جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ضرور ملنا اور آپ کو میرا سلام پہنچانا اور میری طرف سے آپ سے کہہ دینا کہ ابونصیر کے لئے دعائے خیر کیجئے اور اسے بھی اپنے دل میں جگہ دیجئے اس کے بعد آپ نے ان سے فرمایا: کہ آپ ایسے بزرگ ہیں کہ عجم میں آپ اپنا نظیر نہیں رکھتے تم عراق میں جا کر دیکھو گے کہ وہاں پر آپ کا کوئی جواب نہیں ملے گا آپ اپنی شرافت علمی و نسبی دونوں کی وجہ سے تمام

اولیاء سے ممتاز ہیں۔

خلیفہ وقت کی دعوتِ ولیمہ میں آپ کی شرکت

شیخ شاور الشبلی المحلی نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ بغداد نے ایک وقت ولیمہ کیا جس میں خلیفہ موصوف نے عراق کے تمام علماء و مشائخ عظام کو دعوت دی اور تمام علماء و مشائخ آئے اور طعامِ ولیمہ کھا کر چلے گئے مگر شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد الرفاعی اس وقت نہیں آئے جب تمام علماء و مشائخ فارغ ہو کر چلے گئے تو وزیر سلطنت نے خلیفہ موصوف سے کہا: کہ شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد الرفاعی نہیں آئے اور یہ نہیں آئے تو گویا کوئی نہیں آیا خلیفہ موصوف نے بھی اپنے چوہدار کو حکم دیا کہ وہ آپ کو بلا لائے اور جبل ہکار جا کر شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد الرفاعی کو بھی بلا لائے۔ شیخ شاور شبلی کہتے ہیں کہ اس وقت آپ نے چوہدار کے آنے سے پہلے مجھے فرمایا: کہ تم محلہ بابِ حلبہ کی مسجد میں جاؤ وہاں تمہیں شیخ عدی بن مسافر اور ان کے ساتھ دو شخص اور ملیں گے ان سب کو بلا لاؤ اس کے بعد مقبرہ شونیزی میں جاؤ وہاں تمہیں احمد الرفاعی ملیں گے اور ان کے ساتھ بھی دو شخص ہوں گے ان سب کو بھی بلا لاؤ چنانچہ میں حسب ارشاد پہلے مسجد بابِ حلبہ میں گیا وہاں پر مجھے شیخ عدی بن مسافر ملے اور دو شخص آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے میں نے آپ سے کہا: کہ شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کو بلاتے ہیں انہوں نے فرمایا: کہ اچھا مع اپنے دونوں مصاحبوں کے آپ میرے ساتھ ہو لئے پھر راستہ میں شیخ عدی نے مجھ سے فرمایا: کہ شاید آپ نے تمہیں شیخ احمد الرفاعی کے بلانے کے لئے بھی تو کہا ہے تم ان کے پاس نہیں جاتے میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! میں وہاں بھی جاتا ہوں پھر اس کے بعد مقبرہ شونیزی آیا تو یہاں پر مجھے شیخ احمد الرفاعی اور آپ کے ساتھ دو آدمی ملے میں نے آپ سے کہا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کو بلاتے ہیں آپ نے بھی فرمایا: کہ اچھا اور مع اپنے دونوں مصاحبوں کے میرے ساتھ ہو لئے اور اب مغرب کا وقت تھا کہ دونوں بزرگ آپ کے مسافر خانہ کے دروازہ پر آئے آپ نے اٹھ کر دونوں مشائخ کی تعظیم کی، یہ دونوں مشائخ آن کر رونق افروز ہوئے ہی تھے کہ اتنے میں چوہدار آیا اور دیکھ کر فوراً واپس گیا اور خلیفہ

موصوف کو اس کی خبر کی۔ خلیفہ موصوف نے آپ کو ایک رقعہ لکھا اور اپنے شہزادے اور چوہدار کو رقعہ دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ تناول طعام کے لئے تشریف لائیں۔

الغرض آپ نے خلیفہ موصوف کی دعوت قبول کی اور مجھے بھی آپ نے اپنے ہمراہ آنے کے لئے فرمایا جب ہم دجلہ کے کنارے پہنچے تو یہیں پر شیخ علی بن الہیتی بھی آتے ہوئے ملے اور آپ بھی ہمراہ ہو گئے پھر جب ہم خلیفہ موصوف کے مہمان خانہ میں پہنچے تو ہم ایک عمدہ کمرے میں لائے گئے جہاں پر خلیفہ موصوف مع اپنے دو خادموں کے منتظر کھڑے ہوئے تھے جب ہم اس کمرے کے صحن میں پہنچے تو آپ کی طرف خلیفہ موصوف نے مخاطب ہو کر فرمایا: کہ اے سادات قوم! جب بادشاہ اپنی رعایا پر گزرتے ہیں تو وہ ان کی گزرگاہ پر تحمل و حریر بچھایا کرتی ہے اس کے بعد خلیفہ موصوف نے اپنے کپڑے کا دامن بچھا کر فرمایا: کہ آپ اور آپ کے اور مشائخ اس دامن پر سے ہو کر نکلیں چنانچہ آپ کے ساتھ مشائخ بھی اس کے اوپر سے ہو کر نکلے اس کے بعد خلیفہ موصوف جہاں پر کہ دسترخوان چنا ہوا تھا وہاں تک ہمارے ساتھ آئے اور ہم سب نے کھانا تناول کیا اور خلیفہ موصوف بھی ہمارے ساتھ شریک تھے پھر جب ہم کھانا تناول کر کے فارغ ہوئے اور خلیفہ سے رخصت ہو چکے تو آپ کے ساتھ مشائخ موصوف حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے مگر اس وقت اندھیرا بہت تھا اور آپ آگے آگے تھے جب آپ کسی پتھریا لکڑی یا کسی یوار و قبر کے پاس سے گزرتے تو آپ انگلی سے اشارہ کر کے بتلا دیتے اس وقت آپ کی گشت مبارک مہتاب کی طرح سے روشن ہو جایا کرتی تھی اسی طرح سے ہم سب آپ کی اس روشنی سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار تک گئے جب ہم آپ کے مزار پر پہنچے تو آپ اور مشائخ موصوف مزار کے اندر چلے گئے اور ہم لوگ دروازے پر کھڑے رہے سب آپ زیارت سے واپس آئے اور باقی تینوں مشائخ آپ سے رخصت ہونے لگے تو شیخ ری بن مسافر نے آپ سے کہا: کہ آپ انہیں کچھ وصیت کریں آپ نے ان سے فرمایا: کہ تمہیں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی وصیت کرتا ہوں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

شیخ عمر الہمز از بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک وقت شیخ عدی بن مسافر کی زیارت کرنے کا

نہایت اشتیاق ہو میں نے آپ سے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی آپ نے مجھ کو شیخ موصوف کی خدمت میں جانے کی اجازت دی جب شیخ کی زیارت کرنے کے لئے میں جبل ہکار آیا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میری خاطر تواضع کرنے اور میری خیر و عافیت پوچھنے کے بعد مجھ سے فرمایا: کہ عمر! دریا کو چھوڑ کر نہر پر آئے ہو اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام محبوں کے افسر ہیں اور تمام اولیاء اللہ کی باگ آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ (رضی اللہ عنہ)

قدوة العارفين شیخ علی بن وہب الشیبانی الربیعی الموسوی السنجاری نے آپ کی نسبت فرمایا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی اکابرین اولیاء سے ہیں، بڑی خوش نصیبی کی بات ہے جو کوئی کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو یا اپنے دل میں آپ کی عظمت رکھے۔

مشائخ کے نزدیک آپ کا ادب و احترام

شیخ موسیٰ بن ہامان الزولی یا بقول بعض ماہین الزولی نے بیان کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت خیر الناس (بہترین مردم) و سلطان اولیاء سید العارفين ہیں میں ایسے شخص کا کہ فرشتے جس کا ادب کرتے ہیں کیونکر ادب نہ کروں۔ رضی اللہ عنہ

شیخ الصوفیاء شہاب الدین عمر السہروردی فرماتے ہیں کہ 506 ہجری میں میرے عم بزرگ شیخ ابوالنجیب عبدالقادر السہروردی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں تشریف لائے میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ تھا میرے عم بزرگ جب تک آپ کی خدمت میں بیٹھے رہے اس وقت تک آپ نہایت خاموش و مودب ہو کر آپ کا کلام سنتے رہے پھر جب ہم آپ سے رخصت ہو کر مدرسہ نظامیہ کو جانے لگے تو میں نے راستہ میں آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ میں آپ کا کیونکر ادب نہ کروں حالانکہ آپ کو وجودِ تام اور تصرفِ کامل عطا کیا گیا ہے اور عالمِ ملکوت میں آپ پر فخر کیا جاتا ہے عالم کون میں آپ اس وقت منفرد ہیں میں ایسے شخص کا کیونکر ادب نہ کروں کہ جس کو خدائے تعالیٰ نے میرے اور تمام اولیاء کے دل اور ان کے حال و احوال پر قابو دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو انہیں روک لیں اور چاہیں تو انہیں چھوڑ دیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ ابو محمد یا بقول بعض مشائخ ابو محمد شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ ابو بکر بن حواری جب آپ کا ذکر کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ قریب ہے کہ عراق میں پانچویں صدی کے درمیان شیخ عبدالقادر ظاہر ہوں گے ان کے علم و فضل پر سب کو اتفاق ہوگا مجھ پر مقامات اولیاء کا کشف کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ان میں بھی اعلیٰ درجہ پر ہیں پھر مجھ پر مقامات مقربین کا کشف کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ان میں بھی اعلیٰ درجہ پر ہیں پھر مجھ پر اہل کشف کے حالات کا کشف کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ان میں اعلیٰ مقامات پر ہیں آپ کو وہ مظہر عطا فرمایا جائے گا جو کہ بجز صدیقین اور اہل توفیق و تائید الہی کے اور کسی کو عطا نہیں ہوتا آپ ان علمائے ربانی سے ہوں گے کہ جن کے اقوال و افعال کی تقلید و پیروی کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے اپنے بہت سے بندوں کے درجے عالی کرے گا آپ ان اولوالعزم اولیاء اللہ میں سے ہوں گے کہ قیامت کے دن جن پر تمام امتوں میں فخر کیا جائے گا۔

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِهِ وَ نَفَعْنَا بِبَرَكَاتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ



ذکر ساداتِ مشائخ کہ جنہوں نے آپ کی مدح سرائی کی ہے اور جن کے مناقب بیان کرنے کا ہم اوپر وعدہ کر آئے ہیں

شیخ ابوبکر بن ہوار البطائنی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے سیدنا القطب الفرد الجامع الشیخ ابوبکر بن ہوار البطائنی (ہوارا بضم ہا ورا در میان دو الف) آپ اعلیٰ درجہ کے خلیق متواضع متبع شرع اور اکابر مشائخ عراق سے تھے اور اعیان مشائخ عراق آپ کی طرف منسوب ہیں آپ عراق کے پہلے مشائخ ہیں کہ جنہوں نے عراق میں مشیخت کی بنیاد قائم و مضبوط کی آپ کا قول ہے کہ جو کوئی ہر چہار شنبہ (بدھ) کو چالیس چہار شنبہ (بدھ) تک میرے مزار کی زیارت کرے تو آخری زیارت میں خدائے تعالیٰ اسے آتشِ دوزخ سے نجات بخش دے گا نیز آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے عہد لیا ہے کہ جو جسم کہ میرے مزار میں داخل ہو اسے آگ نہ جلا سکے گی چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ مچھلی وغیرہ چیزیں آپ کے مزار پر لائی گئیں اور پھر انہیں آگ پر رکھا گیا تو وہ نہ پکیں اور نہ بھنیں۔

بہت سے اکابر مشائخ مثلاً شیخ احمد الشیبکی وغیرہ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے اور بہت سے لوگوں کو جن کی تعداد شمار سے زائد ہے آپ سے تلمذ حاصل ہے علماء و مشائخ کی ایک کثیر تعداد جماعت نے آپ کی تعظیم و تکریم پر اتفاق اور آپ کے قول و فعل کی طرف رجوع کیا ہے دور و دراز و اطراف و جوانب سے لوگ آپ کو نذرانہ پیش کرتے اور آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے آپ کے مکتوبات عموماً مشہور و معروف تھے اہل سلوک دور دراز سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ حقائق و معارف کے متعلق آپ کا کلام بہت کچھ مشہور و معروف ہے۔

آپ کے فرموداتِ عالیہ

منجملہ اس کے آپ نے فرمایا ہے کہ حکمت عارفوں کے دلوں میں لسانِ تصدیق سے اور

زاہدوں کے دلوں میں تعظیم سے اور نیک لوگوں کے دلوں میں لسانِ توفیق سے اور مریدوں کے دلوں میں لسانِ ذکر سے اور محبوبوں کے دلوں میں لسانِ شوق و اشتیاق سے ناطق ہوا کرتی ہے نیز آپ نے فرمایا ہے کہ تقرب الی اللہ حسن ادب سے و لزومِ ہیبت و عظمت ربوبیت و طاعت و عبادت سے اور تقرب الی رسول اللہ ﷺ کا اتباع سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے اور تقرب الی الابل (گھروالے اور کنبہ والے) حسنِ خلق سے اور تقرب الی الاحباب خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے حاصل ہوا کرتا ہے اور چاہئے کہ جہان کے لئے ہمیشہ دعائے خیر و رحمت و مغفرت کرتا رہے۔

نیز! آپ نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ سے لوگانا غیر سے جدائی اور غیر سے لوگانا خدائے تعالیٰ سے جدائی کرنا ہے جبکہ خدائے تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں واحد ہے تو طالب کو چاہئے کہ یہ بھی سب سے تنہا ہو کر واحد ہو جائے مشتاق کی یہ شان ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر محبوب کو اختیار کرے تاکہ اس پر معارف و حقائق کے درکمل جائیں اور لسانِ ازل غیب سے اپنی طرف بلائے۔

اور یاد رہے کہ خوف سے وصال الی اللہ حاصل ہوتا ہے اور عجب و غرور سے اس سے انقطاع ہو جاتا ہے اور لوگوں سے اپنے آپ کو بہتر سمجھنا یہ ایک نہایت برا اور لاعلاج مرض ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی حالات

آپ کا ابتدائی حال بیان کیا گیا ہے کہ اولاً آپ لوٹ مار کیا کرتے تھے اور آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے ایک روز آپ نے ایک عورت کی آواز سنی یہ عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی کہ تم یہیں اتر جاؤ ایسا نہ ہو کہ آگے جا کر ابن ہوارا اور اس کے ساتھی ہمیں پکڑ لیں قدرتِ الہی سے یہ اس کی آواز آپ کے لئے اکسیر ہو گئی اور اس کے اس کہنے سے آپ کو نصیحت ہوئی اور آپ اس کا یہ کہنا سن کر بہت روئے اور فرمانے لگے لوگ مجھ سے اس قدر خوف کھاتے ہیں اور میں خدائے تعالیٰ سے ذرا بھی خوف نہیں کھاتا غرض آپ اسی وقت اپنے افعال سے تائب ہو گئے آپ کے ساتھ آپ کے رفقاء نے بھی توبہ کی اور اب

آپ اور آپ کے رفقاء نے صدقِ دل سے رجوع الی اللہ اختیار کیا اس وقت عراق میں کئی شیخ طریقت مشہور و معروف نہ تھے۔

آپ کو زیارت سیدنا رسول اللہ ﷺ و سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما اور خرقہ عطاء ہونا

آپ نے اسی شب کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا، آپ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے خرقہ پہنائے تو جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے فرمایا: کہ ابنِ ہوارا میں تمہارا نبی ہوں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: کہ یہ تمہارے شیخ ہیں تم اپنے ہم نام سے خرقہ پہن لو۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایک کپڑا اور ٹوپی پہنائی اور آپ کے سر پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا: کہ ابو بکر تم عراق میں اہل طریقت کی سنت زندہ کرو گے میری امت میں بہت سے اربابِ حقائق پیدا ہوں گے اور قیامت تک عراق میں تمہاری مشیخت باقی رہے گی۔

اس کے بعد آپ بیدار ہو گئے اور یہ کپڑا آپ نے اپنے جسم پر اور ٹوپی آپ کی آپ کو ملی اور عراق میں ہاتف نے پکار دیا کہ اب ابنِ ہوارا واصل الی اللہ ہو گئے۔

آپ کی فضیلت و کرامات

شیخ عزاز بن مستودع البطاحی نے بیان کیا ہے کہ شیخ ابو بکر بن ہوارا اسلاف کے بعد عراق کے پہلے شیخ طریقت ہیں آپ مستجاب الدعوات تھے اور بطاح میں آپ کی وجہ سے رجال غیب کے بکثرت آنے سے انوار روشن ہوا کرتے تھے آپ کو تصریفِ تام حاصل تھی۔ شیخ احمد بن ابی الحسن علی الرافعی بیان کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ دجلہ میں میرا لڑکا غرق ہو گیا ہے اور یہ میرا ایک ہی بیٹا تھا۔ اس کے سوا میرا اور کوئی نہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ آپ کو خدائے تعالیٰ نے اسے واپس کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے اگر میرے لڑکے کو مجھے واپس نہ کر دیں گے تو قیامت کے دن خدائے

تعالیٰ سے اور رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شکایت کروں گی کہ انہوں نے باوجود قدرت کے میرے اس کام کو نہیں کیا۔

اس عورت کا کلام سن کر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: کہ چل مجھ کو بتلا کس جگہ تیرا لڑکا غرق ہوا؟ یہ آپ کو اس جگہ لائی جب آپ قریب پہنچے تو اس کا لڑکا اوپر اچھل آیا اور آپ تیرتے ہوئے اس کی لاش تک گئے اور اسے اپنے کندھے پر اٹھالائے اور اس کی والدہ کو دے دیا اور فرمایا: کہ لو اسے لے جاؤ۔ میں نے اسے زندہ ہی پایا ہے یہ عورت اپنے لڑکے کو لے کر چلی آئی اور وہ اس کے ساتھ اس طرح سے چلا گیا کہ گویا اس پر کوئی واقعہ گزرا ہی نہ تھا۔

شیخ محمد الشبنکی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک زمانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا آپ اس وقت تنہا دریا میں ایک درخت پر تشریف رکھا کرتے تھے اور دریا کے کنارے آپ ہی کے قریب ایک شیر بیٹھا رہتا تھا اور جب آپ دریا سے نکل کر باہر تشریف لاتے تو یہ آپ کے قدموں پر لوٹ جایا کرتا تھا۔

ایک دفعہ میں نے آپ کے سامنے بہت بڑا شیر بیٹھا دیکھا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ سے کچھ کہہ رہا ہے اور آپ گویا اسے جواب دے رہے ہیں اس کے بعد شیر اٹھ کر چلا گیا تو میں نے آپ سے دریافت کیا کہ وہ آپ سے کیا کہہ رہا تھا اور آپ نے اسے کیا جواب دیا آپ نے فرمایا: اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تین روز سے مجھ کو غذا نہیں ملی اس لئے میں نہایت بھوکا ہوں آج صبح کو میں نے خدائے تعالیٰ سے فریاد کی تو مجھ کو بتلایا گیا کہ تیری غذا قریب ہمامیہ میں ہے جسے تو تکلیف اٹھا کر حاصل کر سکے گا۔ اس لئے میں اس تکلیف سے ڈر رہا ہوں تو اس وقت میں نے اسے جواب دیا کہ تیری داہنی جانب تجھ کو دہان پر کچھ زخم پہنچے گا جو ایک ہفتہ تک تجھے تکلیف دے گا پھر میں نے لوح محفوظ پر لکھا ہوا دیکھا تھا کہ اس کی روزی ہمامیہ میں ہے یہ وہاں سے ایک بکری نکال لائے گا جس پر وہاں کے گیارہ شخص اس پر حملہ کریں گے اور ان میں سے تین شخص مارے جائیں گے اور اس کو ایک زخم پہنچے گا جس سے ایک ہفتہ تک اس کو تکلیف ہوگی پھر وہ اچھا ہو جائے گا۔

شیخ محمد الشبنکی بیان کرتے ہیں کہ میں اس کے فوراً بعد ہامیہ گیا تو میں نے دیکھا کہ شیر وہاں مجھ سے پہلے پہنچ چکا تھا اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ بعینہ واقع ہوا پھر ایک ہفتہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ شیر آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور اس کا زخم بھی اچھا ہو چکا تھا۔

نیز! بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک کھارے کنوئیں سے وضو کیا تو آپ کے وضو کرنے سے اس کا پانی شیریں ہو گیا اور اس میں پانی بکثرت آنے لگا۔ بطاح میں آپ سکونت پذیر تھے اور وہیں پر آپ نے وفات پائی تو جنوں نے بھی آپ کا ماتم کیا۔ رضی اللہ عنہ

شیخ محمد الشبنکی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ محمد یا بقول بعض شیخ ابو محمد طلحہ الشبنکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ جلیل القدر عظیم الشان مشائخ سے تھے ریاست مشخیت اس وقت آپ ہی کی طرف منتہی تھی شیخ ابو الوفا شیخ منصور شیخ عزاز وغیرہ بہت سے علماء و فضلاء آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے علاوہ ازیں اور بھی بہت سی خلقت کو آپ سے فخر تلمذ حاصل تھا آپ اپنے شیخ ابو بکر ہوارا رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مسند سلوک پر بیٹھے آپ اعلیٰ درجہ کے وافر العقل و کامل الحیا متبع شرع تھے۔

آپ کا ابتدائی حال

ابتداء میں آپ بھی لوٹ مار کیا کرتے تھے ایک روز آپ نے اور آپ کے رفقاء نے شیخ ابو بکر بن ہوارا کے قریب کے قریب ایک قافلہ کو لوٹا اور لوٹ کا مال تقسیم کرنے لگے اور تقسیم کر کے روانہ ہوئے اور جب سحر کے وقت زاویہ شیخ ابو بکر ہوارا کے قریب پہنچے تو آپ اپنے رفقاء سے کہنے لگے کہ تم لوگوں کو اختیار ہے جہاں چاہو چلے جاؤ مجھے اب اپنے دل پر قابو نہیں۔ میرے دل پر تو شیخ ابو بکر بن ہوارا نے قبضہ کر لیا ہے آپ کے رفقاء نے کہا: کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں جس قدر کہ مال و متاع کہ اس وقت انہوں نے لوٹا تھا وہ سب زمین پر

ڈال دیا۔

اسی وقت شیخ ابوبکر ہوارا نے اپنے احباب سے کہا: کہ آؤ چل کر مقبولین بارگاہ سے ملاقات کریں آپ اپنے مریدوں کو لے کر ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ حضرت ہم وہ لوگ ہیں کہ مال حرام ہمارے شکم میں بھرا ہوا ہے اور ناحق خون ہماری تلواریں پر لگا ہوا ہے آپ نے فرمایا: کہ اس سب کو جانے دو خدائے تعالیٰ نے تمہارے صدق و اخلاص کو قبول کیا ہے غرض ان سب نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی اور سچی توبہ کی۔

انا نکه مس عیب را بنظر کیما کند

آیا بود که گوشه چشمی بما کند

پھر شیخ محمد آپ کے پاس تین روز تک ٹھہرے رہے اور فرمانے لگے کہ پہلے روز میں نے دنیا کو ترک کیا۔ دوسرے روز آخرت کی طرف رجوع کی اور تیسرے روز میں نے خدائے تعالیٰ کو طلب کیا اور اس کے ماسوا سے روگردانی کی اور میں نے اسے بھی پا لیا۔

آپ کی کرامات و خرق عادات

اطراف و جوانب میں آپ کی شہرت ہو گئی اور آثارِ قربِ الہی اور کرامات و خرق عادات بکثرت آپ سے ظاہر ہونے لگے آپ کی دعا سے مبروص و مجنون و نابینا تندرست ہو جاتے تھے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ جنگل میں پانی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ قریباً سو سے زائد پرندے آپ کے گرد آ بیٹھے اور مختلف آوازوں میں چہچہانے لگے آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا: کہ اے پروردگار! یہ میرے دل میں تشویش پیدا کرتے ہیں یہ تمام پرندے مر گئے پھر آپ نے فرمایا: اے پروردگار! تجھے خوب معلوم ہے کہ میں نے ان کے مر جانے کا ارادہ نہیں کیا تھا اس وقت یہ سب پرندے زندہ ہو گئے اور اڑ کر چلے گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا ایک محفل پر گزر ہوا کہ جس میں شراب کے دور

۱۔ انا نکه خاک را بہ نظر کیما کند۔ الخ

چل رہے تھے اور آلاتِ راگ و سرود اس میں مہیا تھے آپ نے ان لوگوں کا حال دیکھ کر جناب باری کی درگاہ میں دعا کی کہ اے پروردگار! تو آخرت میں ان کا حال درست کر دے چنانچہ ان کی شراب نہایت صاف اور شیریں پانی ہو گئی اور اہل محفل پر خوفِ الہی غالب ہو گیا اور وہ یہ حال دیکھ کر چیخ اٹھے اور انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور آلاتِ راگ و سرود توڑ ڈالے اور سب آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہو گئے۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ آپ بارگاہِ الہی سے میرا حال دریافت کریں آپ تھوڑی دیر سرنگوں رہے پھر آپ نے فرمایا: کہ مجھ سے تمہاری نسبت کہا گیا ہے کہ ”نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ“ (یہ ہمارا کیا ہی اچھا بندہ ہے وہ ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتا ہے) اور فرمایا: کہ تم آج سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خواب میں دیکھو گے آپ بھی تمہیں اس بات کی بشارت دیں گے چنانچہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ نے ان سے فرمایا: کہ شیخ محمد نے تم سے سچ کہا کہ ان سے تمہاری نسبت ایسا ہی کہا گیا تھا آپ کا انتقال بطائح سے قریب قریب حدادیہ میں ہوا۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابوالوفا محمد بن محمد زید الحلو انی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے تاج العارفین شیخ ابوالوفا محمد بن محمد زید الحلو انی الشہیر بکا کس رحمۃ اللہ علیہ آپ بھی ساداتِ مشائخِ عراق سے تھے آپ سے بھی کرامات و خوارقِ عادات ظہور میں آئے۔ شیخ علی بن الہیتی شیخ بقاء بن بطوش شیخ عبدالرحمن الطفسونجی شیخ مطر شیخ ماجد الکروی اور شیخ احمد البقلی وغیرہ بہت مشائخِ آپ سے مستفید ہوئے آپ کے چالیس خادم صاحبِ حال و احوال تھے۔ مشائخِ عراق آپ کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے جھنڈے کے نیچے آپ کے مریدوں میں سترہ سلاطین (اولیاء) ہیں۔

جب آپ کے شیخ محمد الشبنکی نے آپ سے بیعت لی تو بیعت لیتے ہوئے آپ نے فرمایا: کہ آج میرے جال میں ایک ایسا پرندہ پھنسا ہے جو کہ آج تک کسی شیخِ طریقت کے جال میں نہیں پھنسا۔

آپ کے ابتدائی حالات

آپ بھی ابتداء میں لوٹ مار کیا کرتے تھے آپ کے تائب ہونے کا واقعہ اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ آپ مع اپنے ہمراہیوں کے گائے بھینسوں کے ایک ریوڑ پر آئے اور اسے لوٹ لے گئے یہ ریوڑ آپ کے شیخ محمد الشبنکی کے قریب ہی واقع تھا ریوڑ والے شیخ موصوف کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ فلاں شخص ہمارے مویشی نکال لے گیا ہے اور ہم جرأت نہیں کر سکتے کہ ہم خود جا کر اس سے اپنے مویشی چھین لائیں۔ شیخ موصوف نے اپنے خادم سے فرمایا: کہ تم جا کر ابو الوفا محمد سے کہو کہ محمد الشبنکی تمہیں توبہ کرنے کے لئے بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ان کے مویشی واپس کر دو جب شیخ موصوف کا خادم آپ کے پاس آیا اور اس پر آپ کی نظر پڑی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جب ہوش آیا تو اس نے اپنا سر آپ کے زانو پر پایا آپ نے خادم سے فرمایا: کہ تمہیں شیخ نے کیا کہہ کر بھیجا ہے خادم نے کہا: آپ نے فرمایا ہے کہ تم توبہ کر کے تمام مویشی مالکان کو واپس کر دو آپ نے فرمایا: کہ بیشک میں تائب ہوتا ہوں اور پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا: کہ مجھ کو تیری پاک رات کی قسم ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں پھر آپ نے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے اور مویشی مالکان کو واپس کر دیئے اور خادم سے فرمایا: کہ تم جاؤ اور حضرت سے کہہ دو کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

غرض! آپ شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شیخ موصوف نے اٹھ کر آپ سے مصافحہ کیا اور پھر آپ سے بیعت لی اور آپ کو خرقہ پہنا کر اپنے بازو کے ساتھ بٹھالیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے علم کو وسیع کرے گا اور تم لوگوں کو حقائق و معارف سنایا کرو گے۔ اس کے بعد آپ بغداد تشریف لے گئے جب آپ بغداد پہنچے تو منادی غیب نے پکار کر کہہ دیا کہ
 وَخَلَقَ اللَّهُ انْ كِي طَرْفِ رَجُوعِ كَرُو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت

شیخ عزاز نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ

سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ شیخ ابوالوفا کی نسبت کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا:
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں ان کی نسبت بجز اس کے اور کیا کہوں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے
 کہ جن پر قیامت کے دن تمام امتوں پر فخر کیا جائے گا آپ نزجسی الاصل اور قبائل اکراد سے
 تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے آپ کی نسبت فرمایا: کہ معارف و حقائق
 میں شیخ ابوالوفا جیسا کردی شخص اور کوئی نہیں گزرا۔

قاضی القضاة مجیر الدین العلیسی الحسبلی نے اپنی ”تاریخ المعتمرونی ابنائے من عبر“ میں
 آپ کا نسب اس طرح سے بیان کیا ہے۔ تاج العارفین ابوالوفا محمد بن محمد بن زید بن حسن
 بن المر تفضی الاکبر عرض بن زید بن زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ
 عنہم الشریف الحسینی الصغری سانی آپ کا سن تولد 417ھ بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اختلاف
 ہے کہ آپ حنبلی المذہب تھے یا شافعی المذہب۔ بعض کہتے ہیں کہ حنبلی المذہب تھے اور
 بعض کہتے ہیں کہ آپ شافعی المذہب تھے۔ 20 ربیع الاول 501ھ کو قلمبیا میں آپ نے
 وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ

سیدنا الشیخ حماد بن مسلم بن دودۃ الدباس رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے سیدنا الشیخ حماد بن مسلم بن دودۃ الدباس ہیں آپ علمائے راجحین سے
 تھے اور علوم حقائق و معارف میں رتبہ عالی رکھتے تھے۔ اکابر مشائخ بغداد اور اعظم صوفیائے
 کرام آپ کی طرف منسوب ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے بھی منجملہ اپنے اور دیگر شیوخ کے آپ
 سے بھی طریقت حاصل کی اور مدت تک آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوتے رہے اور
 آپ کی بہت کرامات نقل کیں آپ جب بغداد تشریف لے جاتے تو آپ ہی کے پاس قیام
 فرماتے تھے غرضیکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور دیگر تمام مشائخ بغداد آپ کی نہایت تعظیم
 و تکریم کیا کرتے تھے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت غور سے آپ کا کلام سنا کرتے

تھے۔

فضائل و کرامات

بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز آپ شیخ معروف کرنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تشریف لے جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں ایک گھر میں سے ایک عورت کے گانے کی آواز سنی تو آپ اس کی آواز سن کر اپنے گھر لوٹ آئے اور گھر میں جا کر سب سے پوچھا: کہ آج ہم کس گناہ میں مبتلا ہوئے ہیں تو آپ سے کہا گیا کہ بجز اس کے اور تو کوئی بات نہیں معلوم ہوتی کہ ہم نے ایک برتن خریدا ہے جس میں ایک تصویر ہے آپ نے اس برتن کو منگا کر اس کی تصویر مٹا دی۔

آپ نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ نزدیک و بہتر طریقہ خدائے تعالیٰ سے محبت رکھنا ہے اور محبت الہی حاصل نہیں ہوتی تا وقتیکہ محبت بے نفس اور سراسر روح نہ ہو جائے۔ (نفس یا نفسانیت) معدوم ہو جانے پر محبت الہی صادق ہوتی ہے۔

شیخ ابوالنجیب السمر وردی بیان کرتے ہیں کہ خلیفۃ المسترشد کا ایک غلام آپ کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ آپ نے اس سے فرمایا: کہ مجھے تمہارے نصیب میں تقرب الی اللہ معلوم ہوتا ہے مگر اس نے آپ کے فرمانے پر کچھ توجہ نہیں کی کیونکہ خلیفہ موصوف کے پاس اس کی بہت کچھ قدر و منزلت ہوتی تھی آپ نے اس سے پھر دوبارہ فرمایا تو پھر بھی یہ آپ کے ارشاد کی تعمیل سے باز رہا آپ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف کھینچ لاؤں اور اب میں (مرض ابرص) کو تم پر مسلط کرتا ہوں کہ وہ تمہارے جسم پر پھیل جائے آپ یہ کہہ کر فارغ نہیں ہوئے تھے کہ اس کے سارے جسم پر برص پھیل گیا اور حاضرین خائف ہو گئے۔ یہ غلام اٹھ کر خلیفہ موصوف کے پاس چلا گیا تمام اطباء معالجہ کے لئے طلب کئے گئے لیکن سب نے باتفاق یہی کہا کہ اس کا کوئی علاج نہیں غرض بعض ارکان دولت نے خلیفہ موصوف سے اس کے نکال دینے کا اشارہ کیا اور یہ نکال دیا گیا نکال دیئے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا اور اپنے ردی حال کی شکایت کرنے لگا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کا واقعی اقرار کیا تو آپ نے اسے اپنا قمیص پہنایا جس سے اس کا تمام جسم صاف ہو کر چاندی کی طرح نکھر آیا پھر آپ نے اس

خوف سے کہ کہیں یہ پھر خلیفہ موصوف کی طرف واپس نہ چلا جائے اس لئے آپ نے اس کی پیشانی پر اپنی انگشت مبارک سے ایک چھوٹا سا خط کھینچ دیا جس سے اس خط کے برابر اس کی پیشانی پر برص کا نشان ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: اس سے تم خلیفہ موصوف کے پاس جانے سے باز رہو گے غرض بعد ازاں یہ غلام تادم حیات آپ کی ہی خدمت میں رہا۔

شیخ شمس الدین ابوالمنظر یوسف بن قزعلی البغدادی سبط الحافظ بن الجوزی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ حماد میں زہد و عبادت طریقت و کشف و مکاشفہ سے بہت سے فضائل و مناقب جن سے کہ آپ موصوف تھے اگر بالفرض نہ بھی ہوتے تو آپ کی عظمت و وقعت کے لئے یہی ایک بات کافی ہوتی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ آپ کے جلیل القدر تلامذہ سے ہیں۔ انتہی

اصل میں آپ ملک شام کی طرف کے تھے اور آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی اور محلہ مظفریہ میں آپ رہا کرتے تھے یہیں پر 525ھ میں آپ نے وفات پائی اور مقبرہ شونیزی میں آپ مدفون ہوئے۔ (رضی اللہ عنہ)

شیخ عزاز بن مستودع البطائنی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ عزاز بن مستودع البطائنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اعیان مشائخ عراق سے اور اعلیٰ درجہ کے قبیح سنت اور صاحب مجاہدہ و مراقبہ تھے۔ بہت سے صلحاء و عباد و زہاد نے علم طریقت آپ سے حاصل کیا تمام علماء مشائخ آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔
آپ کے فرمودات عالیہ

معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا۔ منجملہ آپ کے کلام کے ہم کچھ اس جگہ بھی نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہے۔ ارواح شوق و اشتیاق سے لطیف ہو جاتی ہیں اور حقیقت سے ٹکرا کر ہمیشہ مشاہدے کے دامنوں سے متعلق رہتی ہیں اور پھر انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں انہیں اس بات پر یقین ہو جاتا ہے کہ حادثہ اپنی

۱۔ غزاز بلخ اول و ثانی و تشدید زائے معجمہ و الف در میان زائے معجمہ

صفات معلولہ سے قدیم کو نہیں پاسکتا کہ صفات الہیہ اس سے متصل ہیں نیز آپ نے فرمایا: کہ عاشقوں کے دل معرفت کے بازو سے اڑ کر حق تک پہنچتے ہیں اور تجلیات محبت کی سیر کر کے انوار قدسیہ میں محو رہتے ہیں۔

قلب کی نسبت آپ نے فرمایا ہے کہ قلب سلیم وہ ہے جو کہ نیچے کی جانب سے وفا کی طرف اور اوپر کی جانب سے صفا کی طرف اور داہنی جانب سے عطا کی طرف اور بائیں جانب سے مقاصد کی طرف اور سامنے سے لقا کی طرف اور پیچھے سے بقا کی طرف اشارہ کرے۔ اتمی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کرامات

جنات آپ سے کلام کرتے تھے اور شیر درندے آپ سے انسیت رکھتے تھے۔ شیخ عبداللطیف بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ کھجور کے درخت کے پاس سے گزرے اس وقت آپ کو کھجور کھانے کی خواہش ہوئی تو اس کی شاخ آپ کے قریب ہوئی اور آپ نے کھجور توڑ کر اس سے کھالی اور پھر وہ شاخ اونچی ہو گئی۔

آپ کے خادم شیخ ابوالعمر اسماعیل الوسطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ میرے ابتدائی حالات میں سے ایک حال مجھ پر ایسا طاری ہوا کہ مجھ کو اس میں استغراق حاصل تھا چالیس روز تک میں نے اس کچھ کھایا پیا نہیں اور نہ میں اس وقت کھانے پینے میں کچھ فرق کر سکتا تھا پھر میں اپنے حس کی طرف لوٹا اور وہ اس کے سترہ روز مجھ پر اور گزرے پھر میں اس کے بعد اپنی عادت کی طرف لوٹا اور میں نے کھانا کھایا میں دجلہ کے کنارے تھا کہ مجھ کو موجوں کے درمیان میں کچھ کالی صورتیں نظر آئیں۔ جب یہ صورتیں مجھ سے قریب ہوئیں تو میں نے دیکھا کہ وہ تین مچھلیاں تھیں ایک مچھلی کی پشت پر دو روٹیاں تھیں اور دوسری مچھلی کی پشت پر ایک برتن میں بھنی ہوئی پھلی تھی۔ تیسری مچھلی کی پشت پر ایک سرخ برتن میں پانی بھرا ہوا تھا یہ تینوں مچھلیاں آ کر انسان کی طرح اپنی اپنی پشت پر کی چیز میرے سامنے اتار کر واپس چلی گئیں۔ میں نے کھانا کھایا اور کھانا کھا کر اس ابریق میں سے پانی پیا جو ایسا شیریں تھا کہ جس کی حلاوت میں نے دنیا

کے پانی میں کبھی نہیں پائی اور اب میں کھاپی کر خوب سیر ہو گیا اور کھانا پانی جتنا کہ تھا اتنا ہی رہا اور اس میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوا پھر میں ویسا ہی چھوڑ کر چلا آیا۔

نیز! منقول ہے کہ آپ کا ایک شیر پر گزر ہوا جس نے ایک نوجوان کو شکار کرتے ہوئے اس کی پنڈلی کی ہڈی توڑ ڈالی اس وقت یہ نوجوان نہایت ہی زور سے چیخا اور شیر دہشت کھا کر بھاگا۔ اتنے میں آپ کو ایک کنکر مل گیا اور آپ نے اسے پھینک کر شیر کو مارا تو شیر مر گیا پھر آپ اس نوجوان کے پاس آئے اور اس کی پنڈلی کی ٹوٹی ہوئی ہڈی اس کی جگہ پر برابر رکھ کر اور اس پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ ہڈی جڑ گئی اور یہ نوجوان تندرست ہو کر دوڑتا ہوا اپنے گھر چلا گیا۔

آپ نے شیخ منصور البطاکی سے پہلے وفات پائی۔ ہمیں آپ کے سن تولد یا سن وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہوئی۔

شیخ منصور البطاکی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ منصور البطاکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بطاکی کے مشائخ عظام سے اور حسین و جمیل اور سلف صالحین کے اعلیٰ نمونہ تھے آپ مستجاب الدعوات صاحب حال تھے اور سختی نرمی ہر حال میں احکام الہی کے پیرو رہا کرتے تھے آپ کی والدہ ماجدہ جب کہ آپ سے حاملہ تھیں آپ کے شیخ ابو محمد الشبنکی کی خدمت میں آیا کرتی تھیں (آپ کی والدہ ماجدہ اور شیخ موصوف، درمیان قریب کا کوئی رشتہ تھا) تو آپ کئی دفعہ ان کی تعظیم کے لئے اٹھے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ میں جنین (وہ بچہ جو رحم مادر میں ہو) کی تعظیم کے لئے اٹھا ہوں کیونکہ مقررین الہی سے اور صاحب مقامات ذی شان ہے۔ آپ سے کسی نے محبت کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ اہل محبت ہمیشہ سکر میں رہتے ہیں اور اس کی شراب پی کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ سکر سے نکلتے ہیں تو حیرت میں اور حیرت سے نکلتے ہیں تو سکر میں آگرتے ہیں اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

الْحُبُّ سُكْرٌ خُمَارَةٌ التَّلْفُ

يَحْسَنُ فِيهِ الدَّبُولُ وَالذَّنْفُ

محبت وہ نشہ ہے کہ جس کا خماری تلف ہو جاتا ہے اور جس میں لاغر اور ہمیشہ بیمار رہنا خوش لگتا ہے۔

وَالْحُبُّ كَالْمَوْتِ يَعْنِي كُلُّ ذِي شَغَفٍ
وَمَنْ تَطَقَّمَهُ أُودِيَ بِهِ التَّلَفَ

محبت موت کی طرح سے ہر ایک محبت والے کو فز کر دیتی ہے جو شخص کہ اس کا مزہ چکھتا ہے وہی مر جاتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے ایک ہرے بھرے سبز درخت کے پاس کھڑے ہو کر سانس لی وہ خشک ہو گیا اور اس کے تمام پتے جھڑ کر گر گئے پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

إِنَّ الْبَلَادَ وَمَا فِيهَا مِنَ الشَّجَرِ
لَوْ بِأَلْهَوَى عَطَلَتْ لَمْ تَرُدَّ بِالْمَطْرِ

اگر تمام شہر اور درخت سب کے سب آتش محبت سے جھلس جائیں پھر ان پر کتنا ہی پانی برسے تو بھی تروتازہ نہ ہوں۔

لَوْ ذَاقَتِ الْأَرْضُ حُبَّ اللَّهِ لَا اسْتَفَلَّتْ

أَشْجَارُهَا بِأَلْهَوَى فِيهَا عَنِ الشَّمْرِ

اگر زمین محبت الہی کا ذرہ بھی مزہ چکھ لے تو تمام درختوں کے پھلوں سے آتش محبت کے شعلے اٹھنے لگیں۔

دُعَادَ أَغْصَانِهَا جَرْدًا بَلَا دَرَقِي

مِنْ خَرِّ نَارِ الْهَوَى يَوْمِينَ بِالشَّرِّ

یہاں تک کہ ان کی شاخوں میں پتوں کا نام نہ رہے اور پھر آتش محبت کی چنگاریاں ان سے پھوٹا کریں۔

لَيْسَ الْحَدِيدَ وَلِصَّمِ الْجِبَالِ إِذَا

أَقْوَى عَلَى الْحُبِّ وَالْمَلُوبَى مِنَ الْبَشَرِ

غرضیکہ لوہا اور پہاڑ کوئی بھی مصیبت بلائے محبت کے اٹھانے میں انسان سے

بڑھ کر قوی نہیں ہے۔

آپ نے بطائح سے قریب نہر و قلا میں توطن اختیار کیا تھا اور آپ نے وفات بھی وہیں پائی۔

آپ اپنے بھتیجے کے لئے وصیت کرنے لگے تو آپ کی بی بی صاحبہ فرمانے لگیں کہ آپ اپنے بیٹے کے لئے وصیت کیجئے جب انہوں نے کئی دفعہ کہا تو آپ نے اپنے فرزند اور اپنے بھتیجے سے فرمایا: کہ تم میرے پاس ایک ایک پتہ لے آؤ تو آپ کے صاحبزادے جا کر بہت سے پتے توڑ لائے اور آپ کے بھتیجے گئے مگر ایک پتہ بھی نہ لائے آپ نے ان سے پوچھا: کہ کیوں تم کیوں پتہ نہیں لائے انہوں نے کہا: کہ میں نے پتوں کو تسبیح کرتے پایا۔ اس لئے میں نے نہیں چاہا کہ میں ان میں سے کسی کو بھی توڑ کر لاؤں پھر آپ نے اپنی بی بی صاحبہ سے فرمایا: کہ میں نے کئی دفعہ اپنے بیٹے کے لئے درخواست کی مگر مجھ سے یہی کہا گیا کہ نہیں بلکہ تم اپنے بھتیجے احمد کے لئے وصیت کرو۔ رضی اللہ عنہ

سید العارفین ابوالعباس احمد بن علی بن احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے سید العارفین ابوالعباس احمد بن علی بن احمد بن یحییٰ بن حازم الرفاعی المغربی الاصل البطائی المولد والدار رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ جلیل القدر عظیم الشان مشائخ عظام سے تھے۔

آپ منجملہ ان اولیائے کرام کے ہیں جن کا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے اور جو کہ باذنہ تعالیٰ نابینا کو بینا اور مردے کو زندہ کیا کرتے تھے آپ مشاہیر اولیائے کرام سے ہیں کثیر التعداد خلق اللہ نے کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا۔

آپ کثیر المجاہدہ تھے آپ علوم طریقت و شرح احوال قوم اور مشکلات قوم کے حل کرنے میں مرتبہ عالی رکھتے تھے۔

آپ کے مسائل و مناقب و کرامات

آپ کا کلام اہل حقیقت و طریقت میں مشہور و معروف ہے اور یہاں بیان کئے جانے

کے محتاج نہیں لہذا ہم آپ کے صرف مسائل و مناقب پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔
 آپ نہایت متواضع سلیم الطبع اور دنیا سے کنارہ کش تھے۔ کبھی آپ نے کچھ جمع نہیں
 کیا۔ ”الوحدة خیر من الجلیس السوء“ (یعنی برے ہم نشین سے تنہائی بہتر ہے)
 اس کے متعلق کسی نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ اب ہمارے زمانہ میں تو
 نیک بخت ہم نشین سے بھی تنہائی بہتر ہے تا وقتیکہ نیک بخت صاحب نظر نہ ہو کیونکہ جب
 نیک بخت صاحب نظر ہوگا تو اس کی نظر شفا ہوگی ورنہ نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔

مگر توحید و تفرید سے آپ کے بھتیجے شیخ ابوالفرع عبدالرحمن بن علی الرقاعی نے بیان کیا
 ہے کہ میں ایک وقت ایک موقع پر بیٹھا تھا کہ میں آپ کو دیکھ رہا اور آپ کا کلام سن رہا تھا اور
 آپ اس وقت تنہا تشریف رکھتے تھے۔ اسی اثناء میں میں نے اس وقت دیکھا کہ ایک شخص
 ہوا سے اتر کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اسے فرمایا: مرحبا بالوفد المشرق (اے مشرقی
 وفد! ہمیں تمہارا آنا مبارک ہو) اس کے بعد اس شخص نے بیان کیا کہ بیس روز سے میں نے
 نہ تو کھانا کھایا ہے اور نہ پانی پیا ہے اور اب میں چاہتا ہوں کہ آپ میری خواہش کے موافق
 مجھے کھانا کھلائیں آپ نے فرمایا: کہ تیری کیا خواہش ہے اس شخص نے اوپر نظر اٹھا کر کہا: کہ
 یہ پانچ مرغابیاں اڑی جاتی ہیں ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی اور دو روٹیاں اور ایک
 پیالہ بھر ٹھنڈا پانی آپ نے فرمایا: اچھا اور اوپر نظر اٹھا کر مرغابی سے فرمایا: کہ اس شخص کی
 خواہش جلد پوری کر آپ کا فرمانا تھا کہ ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی آپ کے سامنے گر
 پڑی اس کے بعد آپ نے دو پتھر اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیئے تو وہ دونوں پتھر روٹیاں ہو
 گئیں پھر آپ نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو آپ کے دست مبارک پر ایک سرخ پیالہ پانی سے
 بھرا ہوا اتر آیا غرض اس شخص نے کھانا کھایا اور پانی پیا اور کھانا کھا کر فارغ ہوا تو جہاں سے
 کہ یہ آیا تھا اسی طرف ہوا میں اڑتا ہوا واپس چلا گیا بعد ازاں آپ اٹھے اور اٹھ کر آپ نے
 اس مرغابی کی ہڈیاں ہاتھ میں لیں اور اپنا داہنا ہاتھ ان پر پھیرا اور فرمایا: بسم اللہ الرحمن الرحیم
 باذنہ تعالیٰ تو اڑ جا تو وہ مرغابی آپ کے فرمانے سے باذنہ تعالیٰ اڑ کر چلی گئی۔

شیخ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی نے اپنی کتاب التتویر میں بیان امکان رویتہ النبی

مَنْ لِي فِيهِمْ فِي بَيَانِ كَيْفَ هِيَ كَيْ سَيَدِي أَحْمَدُ الرَّفَاعِيُّ جَبَّ حَجْرَهُ شَرِيفَ كَيْ سَامَنِي كَهْرَى هُوَ تَو
 آ پ نے یہ شعر پڑھے۔

فِي حَالِهِ الْبَعْدِ رُوحِي كُنْتُ أَرْسَلَهَا

تَقْبَلُ الْأَرْضُ عَنِي وَهِيَ نَائِبَتِي

حالت بعد میں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا۔ وہ میرا قاصد بن کر آتی اور میری
 طرف سے زمین چوما کرتی تھی۔

وَهَذِهِ نُوْبَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ

فَأَمْدَرِيْمِيْنِكَ كَيْ تَحْظِي بِهَا شَفْتِي

اور اب جسموں کی باری ہے اور میں خود حاضر ہوں آپ اپنا دست مبارک دراز
 کریں تاکہ میرے مشتاق لب حصہ لے سکیں۔

چنانچہ دست مبارک ظاہر ہوا اور آپ نے دست بوسی کی۔

شیخ شمس الدین سبط بن الجوزی اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ آپ اکابر مشائخ
 بطائح سے تھے (قریہ) ام عبیدہ میں آپ سکونت پذیر تھے آپ کے کرامات و خوارقِ عادات
 بکثرت ہیں آپ کے مریدین درندوں پر سوار ہوا کرتے اور حشرات الارض سانپ وغیرہ کو
 ہاتھوں میں لیا کرتے تھے اور کھجور کے بڑے بڑے درختوں پر چڑھتے اور پھر زمین پر گر
 جاتے تھے اور ذرا بھی انہیں اذیت نہیں پہنچتی تھی ہر سال آپ کے پاس ایک وقت مقرر پر
 خلقت کثیر جمع ہوا کرتی تھی۔

قَاضِي الْقَضَاةِ مَجِيْرُ الدِّيْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَمْرِيُّ الْعَلِيْمِيُّ الْحَسْبِيُّ الْمَقْدِسِيُّ فِي بَيَانِ تَارِيخِ
 الْمَعْتَبَرِ فِي اَنْبَاءِ مَنْ عَبَّرَ فِي بَيَانِ كَيْفَ هِيَ كَيْ سَيَدِي أَحْمَدُ الرَّفَاعِيُّ كَيْ لَقْبٌ سَيَمُورٌ اَوْر
 شَافِعِي الْمَذْهَبِ تَحْتَهُ۔ اَصْلٌ فِي اَبْ مَغْرِبِي تَحْتَهُ اَوْرِ بَطَّاحُ كَيْ قَرِيَّةِ اَمِّ عَبِيْدَةَ فِي اَبْ نِي
 سَكُوْنَتِ اِخْتِيَارِ كَيْ تَحْتَهُ اَوْرِ يَهِيْنِ بِرِ 11 جُمَادِي الْاَوَّلِي 580 هـ كُوْ اَبْ نِي وِفَاتِ پَائِي۔

رفاعی ایک مغربی شخص کی طرف جس کا کہ رفاع نام تھا منسوب ہے اور ام عبیدہ اور
 بطائح چند مشہور بستیوں کا نام ہے جو کہ واسط اور بصرے کے درمیان واقع ہوئی ہیں اور عراق

کے یہ مشہور مقامات سے ہے۔

شمس الدین ناصر الدین دمشقی نے بیان کیا ہے کہ سلطان العارفين سیدی شیخ ابوالعباس احمد ابن الرفاعی کی نسبت ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ آپ نے کوئی اولاد بھی چھوڑی یا نہیں اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تک آپ کا نسب بھی ہمیں صحیح طور سے معلوم نہیں بلکہ ہمارے نزدیک آپ کے نسب سے متعلق صحیح وہی ہے جو کہ حفاظ ثقات نے بیان کیا ہے وہو ہذا

ابوالعباس احمد بن الشیخ ابی الحسن علی بن احمد بن یحییٰ بن حازم علی بن رفاعہ المغربی الاصل العراتی البطائی اور رفاعی آپ کے جدا اعلیٰ رفاعہ کی طرف منسوب ہے آپ کے والد ماجد ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ بلاد مغربیہ سے آکر بطائح کے قریب قریہ ام عبیدہ میں آ رہے تھے یہیں پر آپ 500ھ میں تولد ہوئے اور اپنے والد ماجد ابوالحسن علی القاری الزاہد اور اپنے ماموں وغیرہ سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے اور قدوة العارفين اور مشاہیر علمائے کرام سے ہوئے اور یہیں پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے قریباً سترہ (17) سال بعد 578ھ میں آپ نے وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ

شیخ عدی بن مسافر بن اسماعیل الاموی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

مجملہ ان کے شیخ عدی بن مسافر بن اسماعیل بن موسیٰ بن مروان بن الحسن بن مروان الاموی الشامی الاصل والمولد البکاری المسکن رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ اعلام علمائے کرام و اعظم اولیائے عظام سے اور طریقت کے آپ اعلیٰ رکن تھے۔ ابتدائے حال میں ہی آپ نہایت سخت و مشکل مجاہدے کر چکے تھے۔ اس لئے آپ کا سلوک اکثر مشائخ پر دشوار گزرتا تھا۔

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے اور آپ کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ اگر ریاضت و مشقت اور مجاہدات سے نبوت ملنا ممکن ہوتا تو شیخ عدی بن مسافر سے حاصل کر سکتے تھے۔

اول عمر میں آپ بیابانوں پہاڑوں اور غاروں میں پھر کرمات تک انواع و اقسام کی

ریاضیات و مجاہدات کرتے رہے درندے اور حشرات الارض آپ سے مانوس ہوتے تھے کثیر
التعداد اولیائے کرام نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور بہت سے صاحب حال و احوال
آپ سے مستفید ہوئے۔

آپ کے فرمودات و کرامات

مجملہ آپ کے کلام کے یہ ہے کہ آپ نے اہل حقائق کے متعلق فرمایا ہے کہ شیخ وہ ہے
کہ اپنے حضور میں وہ تمہیں خاطر جمع رکھے اور اپنی غیبت میں وہ تمہیں محفوظ رکھے اپنے
اخلاق و آداب سے وہ تمہاری تربیت کرے اور تمہارے باطن کو وہ اشراق سے منور کر دے
اور مرید وہ ہے کہ ہر حال میں تواضع اختیار کرے۔ فقراء کے ساتھ انسیت سے اور صوفیائے
کرام کے ساتھ ادب و حسن اخلاق سے اور علمائے کرام کے ساتھ تعمیل ارشاد سے اور اہل
معرفت کے ساتھ سکون و وقار سے اور اہل مقامات کے ساتھ توحید سے پیش آئے۔

نیز! آپ نے فرمایا ہے کہ ابدال کھانے پینے سونے جاگنے سے ابدال نہیں ہوتے بلکہ
وہ ریاضات و مجاہدات سے ابدال ہوتے ہیں کیونکہ جو شخص مرجاتا ہے وہ عیش نہیں پاتا اور جو
شخص کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں کچھ تکلیف کرتا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اسے اس کا نعم البدل
عطا فرماتا ہے اور کوئی تقرب الی اللہ میں اپنے نفس کو تلف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بہتر نفس
عطا فرماتا ہے۔

سنسرمی النفوس علی هولہا

فاما علیہا واما لہا

ہم اپنی جانوں کو ریاضت و مشقت میں ڈال دیتے ہیں پھر یا تو نفع پاتے ہیں یا
نقصان اٹھاتے ہیں۔

فان سلمت ستنال المنی

وان تلفت فاجالہا

اگر وہ زندہ رہیں تو وہ غایت مقصود کو پہنچیں گے اور اگر وہ مر گئے تو اپنی اجل

اگر تم نے مار ڈالا (یعنی نفس کو) تو تمہارا ہمارے بہادروں میں شمار ہوگا اور اگر تم خود تلف ہو گئے تو بھی ہمارے ہی نزدیک رہو گے اگر تم (یعنی ریاضت و مجاہدہ کر کے) زندہ رہے تو نیکوں کی طرح جو گے اور اگر مر گئے تو شہادت کی موت مرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا“ (جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے بتلا دیتے ہیں۔)

بیان کیا جاتا ہے کہ ابو اسرائیل یعقوب بن عبدالمقدر السائح تین سال تک برہنہ پہاڑوں میں کھڑے رہے حتیٰ کہ ان کے جسم پر ایک اور کھال پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد ان کے پاس ایک بھیڑیا آیا اور ان کے جسم کو اس نے چاٹ کر صاف کر دیا اور اس سے ان کے دل میں ایک قسم کا عجب پیدا ہوا تو یہ بھیڑیا ان کے اوپر پیشاب کر کے چلا گیا اور انہوں نے اس وقت یہ خواہش کی کہ اللہ تعالیٰ میرے پاس کسی ولی کو بھیجے چنانچہ اس وقت آپ ان کی ایک جانب آ موجود ہوئے مگر آپ نے انہیں سلام علیک نہیں کیا جس سے انہیں کچھ افسوس ہوا آپ نے ان سے فرمایا: کہ جس پر بھیڑیا پیشاب کر جائے ہم اس کے ساتھ سلام علیک کے ساتھ ملاقات نہیں کرتے پھر انہوں نے آپ سے اپنے تمام واقعات بیان کئے جب آپ ان سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے ایک پتھر پر اپنا پیر مارا تو اس سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا اور ایک اور پتھر پر پیر مارا تو اس سے ایک انار کا درخت پھوٹ نکلا آپ نے اس درخت سے فرمایا: کہ میں عدی بن مسافر ہوں تو باذن اللہ ایک روز شیریں اور ایک روز ترش انار نکالا۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا: کہ تم اس درخت سے انار کھایا کرو اور اس چشمہ سے پانی پیا کرو اور جب مجھ سے ملنا چاہو تو مجھے یاد کیا کرو میں تمہارے پاس موجود ہو جایا کروں گا پھر آپ انہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے اور یہ مدت تک اسی حال میں رہے۔

شیخ رجاء البارستقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز شیخ عدی بن مسافر ایک کھیت کی طرف کو جا رہے تھے کہ آپ کی مجھ پر نظر پڑی آپ نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا: کہ رجاء سنتے ہو یہ صاحب قبر مجھ سے استغاثہ کر رہا ہے اور آپ نے قبر کی طرف اشارہ کر کے مجھے بتلایا جب میں نے اس قبر کی طرف نظر کی تو میں نے دیکھا کہ اس کے اندر سے

دھواں نکل رہا ہے پھر آپ اس قبر کے پاس جا کر ٹھہر گئے اور بہت دیر تک وہاں کھڑے ہوئے خدائے تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ میں نے دیکھا۔ اس کے اندر سے دھواں نکلنا موقوف ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: اے رجا! یہ اب بخش دیا گیا اور اس کا عذاب موقوف ہو گیا پھر آپ نے اس قبر سے اور زیادہ نزدیک ہو کر پکارا کہ ”کردی خوشا خوشا“ (یعنی تم خوش ہو) تو صاحب قبر نے کہا: میں اب خوش ہوں مجھ سے عذاب اٹھالیا گیا شیخ رجا کہتے ہیں کہ میں نے یہ آواز سنی تو پھر ہم واپس آ گئے)

ابو اسرائیل موصوف الصدر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ سے عبادان تک سفر کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے مجھے سفر کی اجازت دی اور فرمایا: کہ ابو اسرائیل جب تم راستے میں کہیں درندے وغیرہ کہ جن سے تمہیں خوف ہو دیکھو تم ان سے کہہ دینا کہ عدی تم سے کہتا ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ تو وہ تمہارے پاس سے چلا جائے گا اور جب تم دریا کی طغیانی سے خائف ہو جاؤ تو اس سے بھی کہہ دینا کہ دریا کی موجو! تم سے عدی کہتا ہے کہ تم ساکن ہو جاؤ تو وہ ساکن ہو جائیں گی چنانچہ جب میں درندوں وغیرہ کو دیکھتا تو جو کچھ آپ نے فرمایا تھا ان سے کہتا وہ میرے پاس سے چلے جاتے جب میں بصرہ میں جہاز پر سوار ہوا اور ایک روز ہوا بشدت ہو گئی اور کثرت امواج سے طغیانی کے آثار نمایاں ہوئے تو اس وقت بھی میں نے جو کچھ کہ آپ نے فرمایا تھا کہا تو طغیانی موقوف ہو گئی۔

مردے کو یا ذن تعالیٰ زندہ کرنا

شیخ عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اس وقت (قبائل) اکراد سے ایک جماعت آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی ان میں سے ایک شخص تھے جو کہ خطیب حسین کے نام سے پکارے جاتے تھے آپ نے ان کو پکارا اور فرمایا: کہ خطیب حسین آؤ اور اپنی جماعت کو بھی لے چلو تا کہ ہم سب پتھر لالا کے اس باغ کی دیوار کھڑی کر دیں غرض آپ اٹھے اور آپ کے ساتھ یہ تمام لوگ بھی گئے اور آپ پہاڑ پر چڑھ کر پتھر کاٹ کاٹ کر انہیں نیچے لڑکاتے جاتے تھے اور یہ لوگ لالا کر دیوار بناتے جاتے تھے۔ اتفاق سے ایک پتھر ایک شخص پر آ پڑا جس سے یہ شخص اسی وقت دب کر فوراً جاں بحق

تسلیم ہوا خطیب حسین نے آپ سے پکار کر کہا: کہ ایک شخصِ رحمتِ الہی میں غرق ہو گیا آپ فوراً پہاڑ کی چوٹی سے اتر آئے اور اس شخص کے پاس کھڑے ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے اور باذنہ تعالیٰ یہ شخص زندہ ہو گیا اور اٹھ کر اس طرح سے کھڑا ہو گیا گویا اسے کچھ درد پہنچا ہی نہیں تھا۔

جماعتِ صوفیاء کا بغرض امتحان حاضر خدمت ہونا

نیز بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں امیر ابراہیم المہرانی صاحب القادح الجراحیہ صوفیائے کرام کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے امیر موصوف صوفیائے کرام سے عموماً اور خصوصاً آپ سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ امیر موصوف کے ساتھ جو فقراء و مشائخ کہ آئے ہوئے تھے ان میں سے آپ جیسے مقامات والا کوئی بھی نہ تھا۔ ان کے سامنے کئی دفعہ امیر موصوف نے آپ کے بہت فضائل و مناقب بیان کئے تھے تو فقراء موصوف نے کہا: کہ آپ سے ضرور ہمیں نیاز حاصل کرائیے ہم لوگ امتحاناً آپ سے کچھ سوالات بھی کریں گے غرض جب فقراء موصوف آپ کی خدمت میں آ کر بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک بزرگ نے آپ سے گفتگو کی اور آپ خاموش رہے اس بزرگ نے آپ کے اس سکوت کو آپ کی عاجزی خیال کیا اور آپ کو بھی ان کے اس خیال کا علم ہو گیا اس کے بعد آپ نے ان کی طرف التفات کر کے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ان دونوں پہاڑوں سے کہہ دے کہ تم مل کر ایک ہو جاؤ تو یہ دونوں پہاڑ مل کر ایک ہو جائیں گے۔ یہ لوگ ان دونوں پہاڑوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور انہوں نے دیکھا کہ یہ دونوں پہاڑ مل کر ایک ہو گئے اور یہ سب کے سب آپ کے قدموں میں گر پڑے اور آپ اپنے حال میں مستغرق تھے پھر آپ نے ان دونوں پہاڑوں کو فرمایا: کہ تم اپنی اپنی جگہ ہٹ جاؤ تو یہ دونوں الگ الگ ہو گئے پھر ان سب نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی اور آپ کے تلامذہ میں شامل ہو کر واپس ہوئے۔

یک بزرگ کا مبروص و نابینا کو اچھا کرنا

شیخ عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور اس وقت

آپ کی خدمت میں صلحاء کا ذکر خیر ہو رہا تھا آپ نے فرمایا: کہ یہاں پر ایک بزرگ ہیں جو کہ مبروص و مجذوم کو اچھا اور نابینا کو بینا کرتے ہیں اور باوجود اس کے انہیں کسی بات کا دعویٰ نہیں مجھے سن کر نہایت استعجاب ہوا پھر میں آپ سے رخصت ہو کر چلا گیا پھر چند روز کے بعد میں ان بزرگ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا کیونکہ مجھے آپ کی زیارت کرنے کا نہایت اشتیاق تھا جب میں سلام علیک کر کے آپ کی خدمت میں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: کہ عمر تم میرے ساتھ سفر میں رہ سکتے ہو بشرطیکہ تم کلام نہ کرو۔ میں نے کہا بسر و چشم غرض! آپ اپنی جگہ سے نکلے اور میں بھی آپ کے ہمراہ ہوا ہم نہایت دور تک چلے گئے یہاں تک کہ ہم ایک عظیم الشان بیابان میں پہنچے یہاں پر مجھے نہایت شدت کی بھوک معلوم ہوئی جس سے میں بے قرار ہو کر آپ سے علیحدہ ہو گیا آپ نے فرمایا: کیوں عمر تھک گئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں بلکہ میں بھوک سے بے قرار ہوں آپ نے اس وقت سوکھے ہوئے خرئوب بری بنو کہ زمین پر پڑے ہوئے تھے اٹھا اٹھا کر مجھے کھلائے جب آپ اس کو میرے منہ میں رکھ دیتے تو وہ مجھے تروتازہ معلوم ہوتا تھا پھر جب مجھ کو تقویت ہو گئی اور بھوک کا اضطراب مٹ گیا تو آپ چلنے لگے اور مجھے چھوڑ دیا پھر اس کے بعد مجھے خیال ہوا کہ اس کا ایک پھل میں بھی اٹھا کر کھاؤں چنانچہ میں نے ایک پھل اٹھا کر کھایا تو اس سے میرا منہ چھلنے لگا اور میں نے اسے نکال کر پھینک دیا آپ نے مجھ کو لوٹ کر دیکھا اور فرمایا: کہ کیوں تم پھر پیچھے رہ گئے۔ اس کے بعد ہم ایک گاؤں میں پہنچے جس کے قریب ایک چشمہ تھا اور چشمے کے قریب ایک درخت تھا جس کے نیچے ایک نوجوان مبروص بیٹھا ہوا تھا یہ نوجوان علاوہ مبروص ہونے کے اندھا بھی تھا جب میں نے اس نوجوان کو دیکھا تو مجھے اس وقت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کا قول یاد آیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا: کہ اگر واقعی آپ کا فرمانا درست ہے تو اب اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ اس وقت آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: کہ اے عمر! تمہیں اس وقت کیا خیال گزرا ہے؟ میں نے عرض کی مجھے اس وقت صرف یہی خیال گزرا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کی برکت سے اس نوجوان کو تندرست کر دے تو آپ نے فرمایا: کہ اے عمر! تم ہمارے راز کو افشا نہ کرو پھر جب میں نے آپ کو قسم دلائی تو آپ نے چشمہ پر وضو کیا اور

وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور مجھ سے فرمایا کہ جب میں سجدہ میں دعا کروں تو تم میری دعا پر آمین کہتے جانا چنانچہ میں آپ کی دعا پر آمین کہتا گیا پھر آپ دعا سے فارغ ہو کر اٹھے اور نو جوان کے جسم پر آپ نے اپنا دست مبارک پھیرا اور اس سے فرمایا: کہ باذنہ تعالیٰ اٹھ کھڑے ہو تو یہ نو جوان اٹھ کھڑا ہوا اور ایسا ہو گیا کہ گویا اسے کوئی بیماری ہوئی ہی نہیں تھی یہ نو جوان اچھا ہو کر گاؤں میں چلا گیا اور گاؤں میں جا کر لوگوں سے ذکر کیا کہ میرے پاس سے دو شخص گزرے تھے ان میں سے ایک نے میرے جسم پر ہاتھ پھیرا تو میں اچھا ہو گیا تمام گاؤں والے یہ سن کر ہمارے پاس دوڑے آئے جب آپ نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو مجھے آپ نے اپنے سامنے بٹھلا کر اپنی آستین سے چھپا لیا اور وہ لوگ ہمیں نہ دیکھ سکے اور واپس چلے گئے اور اس کے بعد پھر آپ بھی واپس ہوئے اور تھوڑی سی دیر میں ہم آپ کے زاویہ میں پہنچ گئے۔ رضی اللہ عنہ

آپ کا اپنے مریدوں کے احوال پر شکر خدا کرنا

شیخ عمر القبھی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ شیخ علی المتوکل اور شیخ محمد بن رشاء آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور شیخ محمد بن رشاء آپ کی دہنی جانب شیخ علی المتوکل کی جگہ بیٹھ گئے جس سے شیخ موصوف کو کچھ ناگوار سا گزرا اور اسی وجہ سے مجلس میں تھوڑی دیر تک سکوت کا عالم رہا اور آپ کو بھی شیخ موصوف کا یہ امر ناگوار گزرنے کا حال معلوم ہو گیا میں بھی اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس کے بعد شیخ موصوف نے آپ سے اجازت مانگی کہ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اپنے برادر مکرم شیخ محمد بن رشاء سے کچھ بات دریافت کروں آپ نے شیخ موصوف کو ان سے ہم کلام ہونے کی اجازت دیدی۔

شیخ موصوف نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کل کے مجمع میں موجود تھے آپ نے فرمایا: کہ ہاں میں موجود تھا۔ شیخ موصوف نے پوچھا: کہ اس میں کس قدر اور کن کن قبائل کے نخاص تھے آپ نے فرمایا: کہ مستعرب سترہ ہزار اور قبائل اکراد سے پچیس ہزار اور ترکمان کے سات آدمی اور ہندوان کے تین اور ہنود کے بھی تین ہزار آدمی تھے۔

شیخ موصوف نے ان سے فرمایا: کہ بے شک آپ درست فرماتے ہیں کہ یہ سن کر آپ

خوش ہوئے اور آپ نے بھی گفتگو شروع کی اور شیخ علی المتوکل سے فرمایا: کہ تم کھانے پینے سے کب تک صبر کر سکتے ہو؟ شیخ موصوف نے کہا: کہ میں صرف ایک سال کھاتا ہوں اور ایک سال صرف پانی ہی پیتا رہتا ہوں اور پھر ایک سال تک کھانا پانی دونوں چھوڑ دیتا ہوں آپ نے فرمایا: کہ تم حد درجہ کی قوت رکھتے ہو۔

پھر آپ نے شیخ محمد بن رشاء سے فرمایا: کہ تم کتنے دن تک صبر کرتے ہو انہوں نے کہا: کہ حضرت میں اپنے برادر مکرم شیخ علی المتوکل سے کم ہوں میں نو ماہ تک صرف کھانے پر اور نو ماہ تک صرف پانی پر بسر کرتا ہوں اور نو ماہ تک نہ کھاتا ہوں اور نہ پانی پیتا ہوں۔

پھر آپ نے میری طرف التفات کر کے فرمایا: کہ عمر تم بتاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں چھ ماہ تک صرف کھانا کھاتا ہوں اور چھ ماہ تک صرف پانی پیتا ہوں اور چھ ماہ تک نہ کھانا کھاتا ہوں نہ پانی پیتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: کہ الحمد للہ میں خدائے تعالیٰ کا بڑا شکر کرتا ہوں کہ میرے مریدوں میں تم جیسے لوگ بھی ہیں۔

آپ کی فضیلت

اس کے بعد شیخ محمد بن رشاء نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت آپ کا خدائے تعالیٰ کے ساتھ جو کچھ معاملہ ہے اسے آپ بھی بیان فرمائیے تو آپ نے فرمایا: کہ تم تو ایک بالکل فضول آدمی ہو خاموش بیٹھے رہو۔

پھر آپ نے فرمایا: کہ اچھا میں تم سے اپنا حال بھی بیان کرتا ہوں مگر بشرطیکہ کوئی تم میں سے تا میری زیست کسی سے بیان نہ کرے اور میں تجھے اس بات کی قسم بھی دلاتا ہوں غرض ہم سب نے آپ کے روبرو قسم کھا کر آپ سے عہد کیا کہ ہم ہرگز کسی سے ذکر نہ کریں گے پھر آپ نے فرمایا: کہ یہ وہ شخص ہے کہ جسے خدائے تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے اور میرا ایسا ناز اٹھاتا ہے کہ جیسا ماں اپنے بچے کا ناز اٹھاتی ہے پھر آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

شربنا علی زہر الربیع الہفہف

وجبادلنا الساقی بغير تکلف

پی ہم نے (شراب) موسم بہار کے نازک پھول پر اور ساقی نے ہم سے بے
تکلف ہو کر دوڑ دھوپ کی۔

فلما شربنا هاردا و بيها

الى موضع الاسرار قلت لها قفى

پھر جب ہم نے (شراب) پی اور اس نے بدرجہ غایت اثر کیا یہاں تک کہ
موضع راز (یعنی قلب) تک تو میں نے کہا: (بس) ٹھہر جا

فخافه ان يبلو على شفاعها

وتظهر جلاسى على سرى الخفى

اس ڈر سے کہ اس کی مشقت بڑھ نہ جائے اور میرا راز نہاں میرے ہم نشینوں
پر کھل نہ جائے۔

شیخ تقی الدین محمد بن الواعظ النبأ نے آپ کے حالات تولد کو بیان کرتے ہوئے لکھا
ہے کہ آپ کے والد ماجد مسافر بن اسماعیل غابہ میں (حجاز میں ایک مقام کا نام ہے) چلے
ئے اور چالیس سال تک وہیں ٹھہرے رہے آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص ان سے
سہ رہا ہے کہ مسافر جاؤ اپنی بی بی سے ہم بستر ہو۔ خدائے تعالیٰ تمہیں ولی عطا فرمائے گا
اس کا شہرہ مشرق سے مغرب تک ہو گا جب آپ اپنے گھر آئے تو آپ کی بی بی صاحبہ نے
ایا: کہ پہلے تم اس منارہ پر چڑھ کر پکار دو کہ میں مسافر تھا اور مجھے حکم ہوا ہے کہ آج میں اپنی
بیبا سے ہم بستر ہوں اور آج جو کوئی اپنی بی بی سے ہم بستر ہو گا اسے خدائے تعالیٰ ولی
یت کرے گا چنانچہ آپ کی وجہ سے تین سو تیرہ اولیائے اللہ پیدا ہوئے پھر جب آپ کی
رہ ماجدہ حاملہ ہوئیں تو شیخ مسلمہ اور شیخ عقیل کا آپ پر گزر ہوا آپ اس وقت کنویں میں
پانی نکال رہی تھیں شیخ مسلمہ نے شیخ عقیل سے فرمایا: کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تمہیں
نظر آتا ہے تو شیخ عقیل نے فرمایا: کہ وہ کیا؟ آپ نے کہا: کہ دیکھو ان خاتون کے شکم
آسمان کی طرف نور اٹھ رہا ہے شیخ عقیل نے کہا: کہ یہ ہمارا فرزند عدی ہے پھر شیخ مسلمہ
شیخ عقیل سے فرمایا: کہ آؤ ہم انہیں سلام کرتے چلیں غرض دونوں مشائخ موصوف قریب

آئے اور شیخ مسلمہ نے کہا: کہ السلام علیک یا عدی السلام علیک یا عدی اس کے بعد دونوں مشائخ موصوف چلے گئے اور سیاحت کرتے ہوئے سات برس کے بعد واپس آئے اور آپ کو انہوں نے لڑکوں کے ساتھ گیند کھلتے ہوئے دیکھا اور آپ کے پاس آ کر سلام کیا آپ نے انہیں تین دفعہ سلام کا جواب دیا۔ مشائخ موصوف نے آپ سے فرمایا: کہ تم نے ہمیں تین دفعہ سلام کا جواب کیوں دیا؟ آپ نے بیان کیا کہ جب میں اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں تھا اور آپ نے مجھ کو سلام علیک کیا تھا تو اس وقت اگر مجھ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لحاظ نہ ہوتا تو آپ کے دونوں سلاموں کا جواب میں اسی وقت دیتا پھر جب آپ بالغ ہوئے تو آپ نے ایک شب کو خواب دیکھی کہ آپ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ عدی اٹھو اور خلق اللہ کو نفع پہنچاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری برکت سے بہت سے مردہ دلوں کو زندہ کرے گا۔

آپ کی خدمت میں تیس فقراء کا حاضر ہونا

نیز شیخ تقی الدین موصوف بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابوالبرکات نے بیان کیا ہے کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ ہمارے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر کی خدمت میں تیس فقراء حاضر ہوئے ان میں سے دس فقراء نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت ہم سے حقائق و معارف بیان فرمائیے آپ نے ان سے حقائق و معارف کے کچھ امور بیان فرمائے تو یہ لوگ سنتے ہی اس جگہ پکھل کر پانی کی طرح بہہ گئے ان کے بعد پھر دس فقراء اور آگے بڑھے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم سے حقیقت و محبت کے کچھ امور بیان فرمائیے آپ نے ان سے حقیقت و محبت کے کچھ امور بیان فرمائے تو یہ لوگ سنتے ہی جاں بحق تسلیم ہوئے اس کے بعد باقی دس فقراء آگے بڑھے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہمیں حقیقت فقر سے آگاہ فرمائیے آپ نے ان سے حقائق فقر بیان فرمائے تو یہ لوگ سن کر اپنے کپڑے پھاڑتے اور ناچتے ہوئے جنگل کی طرف نکل گئے۔

ایک روز آپ کے پاس بہت سے لوگ آئے اور کہنے لگے کہ کچھ کرامات قوم (یعنی اولیاء اللہ) ہمیں بھی بتلائیے۔ آپ نے فرمایا: کہ ہم تو فقیر لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا: کہ فقراء کے لئے یہ ضروری بات ہے آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے

ہیں کہ اگر وہ ان درختوں سے کہیں کہ تم خدائے تعالیٰ کو سجدہ کرو تو وہ سجدہ کرنے لگیں چنانچہ آپ کے فرماتے ہی وہ درخت جھک گئے اور اب تک ان میں جو شاخ نکلتی ہے وہ آپ کے زاویہ کی طرف کو جھکی ہوئی نکلتی ہے۔

تاریخ ابن کثیر میں آپ کا تذکرہ

عماد الدین ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ شیخ عدی بن مسافر بن اسماعیل بن موسیٰ بن مروان ابن الحسن ابن مروان الہکاری شیخ الطائفہ العدویہ ہیں۔

آپ اصل میں دمشق کے قریب قریہ بیت فار کے رہنے والے تھے اور بغداد میں آ کر عرصہ تک آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ شیخ عقیل الکنجی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالوفاء الحلوانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوالنجیب السمروری وغیرہ مشائخ کے ہم صحبت رہے پھر آپ نے جبل ہکار جا کر اپنا زاویہ بنایا اور وہیں پر سکونت اختیار کی۔ وہاں کے اطراف و جوانب کے آدمی آپ کے نہایت معتقد ہو گئے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اس امر میں حد درجہ کا غلو کیا جو کہ زیبا و شایان نہیں۔

تاریخ ذہبی میں آپ کی مدح سرائی

حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ برسوں تک آپ سیاحت کرتے رہے اور اثنائے سیاحت میں آپ نے بڑے بڑے مشائخ سے ملاقات کی اور انواع و اقسام کے مجاہدات و ریاضتیں اٹھائیں پھر آپ جبال موصل میں آ کر ٹھہرے جہاں پر کہ آپ کا کوئی انیس و غمخوار نہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اسے آباد کر دیا یہاں تک کہ بے شمار خلقت آپ سے مستفید ہوئی اور وہاں کے راستے لٹنے موقوف ہو گئے اور امن قائم ہو گیا اور جا بجا آپ کا چرچا ہونے لگا آپ سراپا خیر نہایت متشرع اور عابد و زاہد تھے حق بات کہنے میں آپ کو کسی سے بھی کچھ خوف نہیں ہوتا تھا آپ کی عمر قریباً اسی سال کی ہوئی آپ کی عمر بھر میں ہمیں نہیں معلوم کہ آپ نے کسی شے کی خرید و فروخت کی یا کسی قسم کی بھی دنیاوی مکرہات میں آپ مبتلا ہوئے آپ کی تھوڑی سی زمین تھی اس میں آپ خود ہی غلہ بویا اور کاٹ لیا کرتے تھے روئی بھی آپ اپنے لئے خود ہی بویا کرتے تھے اور اسی سے اپنے کپڑے بنایا

کرتے تھے آپ کسی کے گھر نہیں جایا کرتے تھے اور نہ کسی کے آپ مال میں سے کچھ کھایا کرتے تھے اکثر آپ صوم وصال رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ آپ کچھ کھاتے بھی ہیں یا نہیں اور آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے مجلس میں سب کے سامنے کچھ کھایا۔

تاریخ ابنِ خلکان میں آپ کا تذکرہ

ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ شیخ عدی بن مسافر الصالح البھکاری اہلسکن اعلیٰ درجہ کے مشہور عابد و زاہد تھے۔ اطراف و جوانب کے بلاد میں آپ کا چرچا رہتا تھا۔

بہت خلقت نے آپ کی پیروی کی اور آپ سے فائدہ اٹھایا اور بہت سے لوگ آپ سے حسن اعتقاد رکھنے میں حد سے متجاوز ہو گئے جس قدر خلقت کو آپ کی طرف سے میلان تھا ہمیں اس کی نظیر نہیں معلوم۔

بعلبک کے مضافات سے قریہ بیت فار میں آپ متولد ہوئے اور 555ھ میں آپ نے وفات پائی۔

آپ کا مزار ان متبرک مزاروں میں شمار کیا گیا ہے جو کہ انگلیوں پر شمار کئے جاسکتے ہیں۔

قاضی القضاة مجیر الدین العمری المقدسی العلیسی الحسبلی نے اپنی تاریخ ”المعتمد الی ابناء من عبر“ میں بیان کیا ہے کہ شیخ عدی بن مسافر بن اسماعیل بن موسیٰ بن مروان الاموی بن الحسن مروان بن ابراہیم بن الولید بن عبد الملک بن مروان بن الحکم ابن ابی العاص بن عثمان بن عفان بن ربیعہ بن عبد الشمس بن زہرہ بن عبد مناف رضی اللہ عنہم اجمعین البھکاری اہلسکن مشہور و معروف عابد و زاہد تھے۔ گروہ فقراء نے عدویہ آپ کی طرف منسوب ہے دور دراز کے بلاد میں بھی آپ کا ذکر و چرچا رہتا تھا بہت لوگ آپ کے پیرو ہوئے۔ مضافات بعلبک سے قریہ بیت فار میں آپ تولد ہوئے اور 557ھ یا بقول بعض 555ھ میں نوے برس کی عمر پا کر بلدہ بھکاریہ میں آپ نے وفات پائی اور اپنے زاویہ میں ہی آپ مدفون

ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ورضی عنابہ۔

شیخ علی بن اہیتی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوہ العارفین علی بن اہیتی (بکسرہ ہائے ہوز و سکون یائے تختانی) رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ کبار مشائخ عراق میں سے قطب وقت و صائب کرامات و سقامات اور ان چار مشائخ میں سے تھے جو کہ باذنہ تعالیٰ مبروص کو اچھا اور ناپینا کو پینا اور مردے کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بہرے شخص نے آپ کے وسیلہ سے دعا مانگی کہ اے پروردگار! تو آپ کی برکت سے میرے کان اچھے کر دے تو اس کی دعا قبول ہو کر اس کے کان اچھے ہو گئے اور اس کے کانوں میں بہرہ پن مطلق نہیں رہا۔

آپ کے پاس دو کپڑے تھے جو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خواب میں شیخ ابو بکر بن ہوارا کو پہنائے تھے ان میں سے ایک ٹوپی تھی اور ایک کوئی اور کپڑا تھا جب شیخ موصوف بیدار ہوئے تو یہ دونوں کپڑے شیخ موصوف کو اپنے جسم پر ملے پھر شیخ موصوف سے یہ دونوں کپڑے شیخ محمد الشبنکی نے اور ان سے شیخ ابو الوفاء نے اور ان سے آپ نے آپ سے شیخ علی بن ادریس نے لئے اور شیخ علی بن ادریس کے پاس وہ کپڑے مفقود ہو گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ قریباً اسی سال تک زندہ رہے مگر اس وقت تک آپ نے اپنا کوئی خلوت خانہ نہیں بنایا بلکہ آپ اور دیگر فقراء کے درمیان ہی سو جایا کرتے تھے آپ منجملہ ن فقراء کے تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول عام عطا فرمایا اور جن کی ہیبت و محبت سے لوقات کے دلوں کو بھر دیا تھا بہت سے امور مخفیہ آپ کی زبان سے اور بہت سے خوارق ادات آپ کی ذات بابرکات سے ظاہر ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بہت خلوص رکھتے اور آپ کی نہایت ہی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اکثر اوقات آپ کی تعریف کیا کرتے تھے کہ جس قدر اولیاء اللہ عالم غیب یا عالم شہادت سے بغداد میں

جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری

شیخ علی بن النخاز بیان کرتے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کے معاصرین میں سے آپ کی خدمت میں شیخ علی بن الہیتی سے زیادہ اور بھی کوئی آیا کرتا تھا پھر جب آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لانا چاہتے تو آپ دجلہ میں آکر غسل فرماتے اور اپنے اصحاب کو بھی غسل کرنے کے لئے فرماتے جب وہ لوگ غسل کر کے فارغ ہو جاتے تو آپ ان سے فرماتے کہ اب تم اپنے دلوں کو خطرات سے صاف کر لو کیونکہ اب ہم سلطان الاولیاء کی خدمت میں جاتے ہیں پھر جب آپ کے مدرسہ میں پہنچتے تو مدرسہ کے اندر جا کر آپ کے دولت خانہ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہوتے ہی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اندر بلا کر اپنے بازو سے آپ کو بٹھالیے اور آپ لرزتے ہوئے بیٹھ جاتے تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے فرماتے کہ آپ لرزتے ہیں اس لئے مجھے آپ کا خوف ہوتا ہے مگر جب آپ مجھے اپنے خوف سے امن دیں گے تو میں اس وقت آپ سے بے خوف ہو جاؤں گا آپ فرماتے۔ "لا خوف علیک" (آپ پر کوئی خوف نہیں) تو پھر آپ کے جسم سے لرزہ جاتا رہتا۔

ایک دفعہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے اور آپ کو سوتے ہوئے پا کر آپ کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حواریوں میں آپ جیسا کوئی نہیں اور کہہ کر چلے گئے مگر آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جگایا نہیں مگر جب آپ بیدار ہوئے تو فرمانے لگے میں تو محمدی ہوں اور حواری عیسائی تھے۔

غرضیکہ مریدان صادق کی تربیت آپ کی طرف بھی منتہی تھی آپ نے بہت سے حالات ان پر منکشف کئے اور بہت سی مشکلات کو ان پر حل کیا۔ بڑے بڑے اکابرین مثل ابو محمد علی بن ادریس و یعقوبی وغیرہ نے آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے اور صاحبان حال و احوال نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ کل علماء و مشائخ آپ کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتے تھے آپ کے شیخ شیخ تاج العارفین آپ کی ہمیشہ تعریف کرتے اور اوروں پر آپ کو

ترجیح دیا کرتے۔

آپ کے فرمودات

حقائق و معارف میں آپ کا کلام نہایت نفیس ہوتا تھا۔ منجملہ آپ کے کلام کے یہ ہے کہ شریعت وہ ہے کہ بندے کو تکالیف میں ڈالے اور حقیقت وہ ہے کہ معرفت و تعریف سے اور شریعت حقیقت سے اور حقیقت شریعت سے مؤید ہے اور شریعت افعال کو لوجہ اللہ کرنا یا لوجہ اللہ ان کا پایا جانا ہے اور حقیقت احوال کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشاہدہ کرنا ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ اگر اندھیری رات میں کالی چیونٹی اور وہ بھی کوہ قاف میں چل رہی ہو اور بلا واسطہ خدائے تعالیٰ مجھے اس پر مطلع نہ کرے تو اسی وقت میرا پتہ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات

شیخ ابو محمد احسن الحواری و ابو حفص عمر بن مزاحم الانیسوی نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ قرآن نہر الملک میں سے قریہ ملتقی میں آئے اور اپنے بعض اعزہ کے پاس ٹھہرے۔ اسی اثناء میں آپ کی بعض مجالس میں ایک شخص سے آپ نے فرمایا: کہ اس مرغی کو ذبح کرو۔ اس وقت آپ نے اسی مرغی کی طرف اشارہ کیا جو کہ اس وقت پاس موجود تھی اس شخص نے آپ سے اس مرغی کو لیکر ذبح کیا تو اس کے شکم سے سواشرفیاں نکلیں یہ شخص ان اشرفیوں کو دیکھ کر حیران ہوا یہ اشرفیاں اس کی ہمشیرہ کی تھیں جن کو وہ رکھ کر بھول گئی تھی اور اس مرغی نے ان کو نکل لیا تھا جس سے اس گھر کے تمام آدمیوں کو اس پر بدگمانی ہوئی تھی کہ نامعلوم کیا واردات ہے اور اس بدظنی کی وجہ سے ان سب نے اسی شب کو اس کے مار ڈالنے کا قصد کر لیا تھا پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ خدائے تعالیٰ نے تمہاری ہمشیرہ کے بری ہونے اور تمہارے اس ارادے پر کہ آج شب کو تم اسے مار ڈالو گے مجھے مطلع کر دیا تھا اور میں نے اللہ خالی سے اس بات کی اجازت مانگی کہ اس کی اطلاع دیکر تم سب کو ہلاکت سے بچالوں تو مجھے اس نے اس کی اجازت دیدی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قریہ رزیراں میں آپ سماع کے لئے تشریف لے گئے جب تمام مشائخ سماع سے فارغ ہوئے تو اس مجلس میں جس قدر فقہاء و قراء موجود تھے۔ انہوں نے باطن میں فقراء پر انکار کیا تو اس وقت آپ اٹھے اور اٹھ کر آپ نے ہر ایک کے سامنے جا جا کر سب کو ایک ایک نظر دیکھا جس سے ان میں سے ہر ایک کا علم اور جو کچھ کہ ان کو قرآن وغیرہ یاد تھا وہ سب ان کے سینہ سے جاتا رہا۔ ایک ماہ تک یہ لوگ اسی حال میں رہے پھر ایک ماہ کے بعد آپ کی خدمت میں آئے اور آپ کی قدم بوسی کی اور آپ سے معافی چاہی آپ نے دسترخوان چنے جانے کا حکم دیا اور جب دسترخوان چنا جا چکا اور ان سب نے کھانا کھایا اور ان کے ساتھ ہی آپ نے بھی کھانا تناول کیا اور پھر آخر میں سب کو آپ نے ایک لقمہ کھلایا جس سے جو کچھ کہ علم و قرآن ان کے سینہ سے نکل گیا تھا وہ ان کے سینہ میں بعینہ پھر واپس آ گیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قرائے نہر الملک میں سے بعض گاؤں میں آپ کو تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا وہاں پر دو گاؤں والے ایک مقتول کے پیچھے تلواریں نکالے ہوئے لڑنے مرنے پر تیار تھے اور وجہ یہ ہوئی کہ قاتل مشتبہ تھا۔ یقینی طور پر فریقین میں سے کسی کو قاتل معلوم نہ تھا اور مقتول دونوں فریقوں کے درمیان پڑا ہوا تھا آپ اس موقع پر مقتول کے پاس آئے اور اس کی پیشانی پکڑ کر فرمانے لگے کہ اے بندہ خدا! تجھ کو کس نے مار ڈالا ہے؟ یہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: کہ مجھ کو فلاں نے قتل کیا ہے اور پھر وہ گر کر جیسا کہ تھا ویسا ہی ہو گیا۔

شیخ ابوالحسن الجوستی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ میں نے آپ کو دریا کے کنارے ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے دیکھا اور میرا خیال ہے کہ شاید آپ نے مجھے نہیں دیکھا غرض اس وقت میں نے دیکھا کہ اس درخت کی شاخیں کھجوروں سے پر ہو گئیں اور نیچے جھک کر آپ سے قریب ہو گئیں اور آپ اس سے کھجوریں توڑ توڑ کر تناول فرمانے لگے اس وقت عراق میں کھجور کے کسی درخت میں بھی پھل نہیں آیا تھا۔ اس وقت میں اپنی جگہ سے پھرا اور آپ کے پاس آیا تو ایک پھل مجھے بھی ملا میں نے اسے کھایا تو مشک کی

طرح اس میں خوشبو آتی تھی۔

آپ کا وصال

قرائے نہر الملک میں سے قریہ رزیران میں آپ سکونت پذیر تھے اور یہیں پر 564ھ میں آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے اور دور دراز سے لوگ زیارت کے لئے آیا کرتے ہیں۔

آپ کی عمر اس وقت ایک سو بیس سال سے متجاوز تھی آپ اعلیٰ درجہ کے ظریف و جمیل و مجمع مکارم اخلاق اور صاحب فضائل و مناقب عالیہ تھے آپ کے اصحاب و مریدین بھی آپ ہی کے سلوک پر قدم بقدم چلتے رہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

شیخ ابوالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ ابوالعزیز المغربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ مغرب کے اعیان مشائخ عظام سے تھے کرامات ظاہرہ و تعریف تام و مقامات و احوال عالیہ رکھتے تھے آپ عارف و زاہد اور محققین اولیاء اور اوتاد مغرب سے تھے آپ ہمیشہ ریاضت و مجاہدہ اور مراقبہ میں رہتے تھے اور ہر وقت نفس سے تشدد اور محاسبہ کیا کرتے تھے بہت سے مشائخ عظام آپ کی صحبت بابرکات سے مستفید ہوئے اور اس قدر خلق اللہ نے آپ سے ارادت حاصل کی کہ جس کی تعداد شمار سے زائد ہے۔ اہل مغرب خشک سالی میں آپ سے دعا کراتے تھے تو آپ کی برکت سے باراں ہوتی تھی اور جب وہ اپنی مصیبتیں لیکر آپ کے پاس آتے تھے تو آپ ان کے لئے دعا کرتے تھے اور آپ کی دعا کی برکت سے ان کی مصیبتیں دور ہو جاتی تھیں۔

آپ کا کلام

آپ نے فرمایا ہے کہ اہل احوال اہل بدایات کے مالک ہوتے ہیں کہ اہل بدایات میں تصرف کرتے ہیں اور اہل نہایات کے مملوک ہوتے ہیں کہ وہ ان میں تصرف کرتے ہیں اور جو حقیقت کہ آثار و رسوم عبدیت کو نہ مٹادے۔ وہ حقیقت حقیقت نہیں ہے۔

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ حق کو طلب کرتا ہے وہ اسے پالیتا ہے نیز آپ نے

فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کے لئے نہیں ہوتا ہے وہ کسی کے ہاتھ نہیں ہوتا ہے۔

آپ کے ابتدائی حالات و کرامات

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ زیادہ نفع دہ وہ کلام ہے کہ مشاہدے سے حاصل ہوا ہو۔
 آپ اپنے ابتدائی حالات میں پندرہ سال تک جنگل و بیابان میں پھرتے رہے اور اس اثناء میں آپ نے بجز تخم خبازی کے اور کچھ نہیں کھایا۔
 شیر وغیرہ آپ سے انسیت رکھتے تھے اور پرندے آپ کے گرداگرد پھرتے رہتے تھے اور جس جس مقام پر کہ شیر رہتے تھے اور ان کی وجہ سے راستے بند ہو جاتے تھے تو آپ اس مقام پر آ کر شیر کا کان پکڑ لیتے تھے اور ان سے فرماتے تھے کہ کتو! تم یہاں سے چلے جاؤ اور اب پھر ادھر کا رخ نہ کرنا چنانچہ اس مقام سے تمام شیر چلے جاتے تھے اور اس جگہ پر کبھی دکھائی نہیں دیتے تھے۔

شیخ محمد الافریقی نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ لکڑیاں کاٹنے والے آپ کی خدمت میں شاکی ہوئے کہ ہمارے جنگل میں شیر بکثرت ہیں جن کی وجہ سے ہمیں نہایت پریشانی رہتی ہے آپ نے اپنے خادم سے فرمایا: کہ ان کے جنگل میں جاؤ اور بلند آواز سے پکار کر کہہ دو کہ اے گروہ شیر! شیخ ابو العیز تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم یہاں سے نکل کر چلے جاؤ اور پھر ادھر کو رخ نہ کرنا تو آپ کے خادم کے یہ کہتے ہی اس جنگل کے تمام شیر بچوں کو لیکر وہاں سے چلے گئے اور اس جنگل میں کوئی شیر نہیں رہا اور نہ اس کے بعد کبھی وہاں شیر دکھائی دیا۔

شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ قحط سالی کے موقع پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت ایک جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے اور وحوش و طیور اور شیر وغیرہ درندے آپ کے گرداگرد جمع تھے اور کوئی کسی کو ایذا نہیں پہنچاتا تھا اور ان میں سے ایک کے بعد ایک آپ کی خدمت میں آتا تھا اور با آواز بلند چلاتا تھا گویا کہ وہ آپ سے کسی بات کی شکایت کر رہا ہے اور آپ اس سے فرما دیتے تھے کہ جاؤ تمہاری روزی فلاں جگہ پر ہے اور وہ چلا جاتا تھا جب یہ سب جا چکے تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ یہ وحوش و طیور میرے پاس بھوک کی شدت کی شکایت کرنے آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی روزی پر مطلع

کر دیا تھا اس لئے میں نے ان کی روزی کے مقامات انہیں بتلا دیئے اور وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ ابودین کے مریدوں میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: کہ حضرت میری تھوڑی سی زمین ہے جس سے میں اپنی اور اپنے بال بچوں کے لئے روزی حاصل کر کے زندگی بسر کرتا ہوں اور اب خشک سالی کی وجہ سے وہ سوکھی پڑی ہے آپ اس شخص کے ساتھ آئے اور اس زمین میں آپ پھرے تو اس میں اچھی طرح سے بارش ہوئی اور اس میں غلہ بھی ہوا اور اس کے سوا مغرب میں اور کسی زمین میں نہ بارش ہوئی اور نہ غلہ ہوا۔

آپ کا وصال

آپ قری فارس سے قریہ باعیت میں سکونت پذیر تھے اور یہیں پر کبیر سن ہو کر آپ نے وفات پائی اہل مغرب آپ کو بدد کے لقب سے پکارتے تھے یعنی پدر ذی عظمت چونکہ اہل مغرب کے نزدیک آپ نہایت ذی شان تھے اس لئے وہ آپ کو اس لقب سے پکارا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابو نعیمہ بن نعمہ سروجی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابو نعیمہ مسلمہ بن نعمہ السروجی ہیں آپ شیخ المشائخ و سید الاولیاء و رئیس الاصفیاء و الاتقیاء اور صاحب کرامات و مقامات عالیہ تھے اور ہمت عالیہ و قدم راسخ رکھتے تھے۔

آپ منجملہ ان اولیاء اللہ سے تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول عام و ہیبت و عظمت و تصرف تام عطا فرمایا اور جن کی ہیبت و عظمت اس نے اپنی مخلوق کے دل میں بھردی۔ آپ اعلیٰ درجہ کے ذی علم سخی اور غربا پرور تھے اور غرباء و مساکین کے ساتھ ہی آپ بیٹھا اٹھا کرتے تھے۔

شیخ عقیل المنجھی وغیرہ مشائخ عظام کا ایک بہت بڑی جماعت آپ کی صحبت بابرکت

سے مستفید ہوئی اور کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا آپ کے بڑے بڑے چالیس مرید تھے۔ منجملہ ان کے شیخ عدی بن مسافر شیخ موسیٰ الزولی شیخ رسلان الدمشقی شیخ شیب الشطی الفراقی وغیرہ وغیرہ تھے۔ رضی اللہ عنہم

مؤلف کتاب الارواح نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی حیات بابرکات میں کفار فرنگ یا جرمن نے بلدہ سروج پر چڑھائی کی اور کشت و خون کرتے ہوئے آپ کے زاویہ تک آئے۔ لوگوں نے آپ سے کہا: کہ حضرت دشمن آپہنچے آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ پھر کئی دفعہ لوگوں نے آپ سے عرض کرتے ہوئے کہا: کہ حضرت اب تو ہمارے سامنے ہی آگئے آپ اس وقت اندر سے تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے ان کی طرف اشارہ کیا اور اشارہ کرتے ہی ان کے گھوڑے پیچھے کولوٹ پڑے اور پھر ان کے قابو نہیں آئے اس وقت ان کے بہت سے لوگ مارے گئے اور نہایت مشکل سے وہ شہر پناہ تک پہنچ سکے اور اب وہ عاجز ہو کر شہر پناہ سے باہر اتر پڑے اور آپ کا ادب کرتے ہوئے نہایت عاجزی و انکساری سے پیش آئے اور آپ سے معذرت کرتے ہوئے اپنا قاصد آپ کے پاس بھیجا آپ نے قاصد سے فرمایا: کہ تم جا کر ان سے کہہ دو کہ اس کا جواب تم کو انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح کو ملے گا مگر ان لوگوں کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا صبح کو مسلمانوں کا ایک بہت بڑا لشکر گیا اور ان کا فیصلہ کر آیا۔

نیز بیان کیا گیا ہے کہ اسی لشکر منہدم نے ایک دفعہ آپ کے فرزند کو گرفتار کر لیا تھا اور مدت تک وہ ان کے پاس گرفتار رہے جب عید کا روز آیا تو ان کی والدہ نہایت آبدیدہ ہوئیں آپ نے ان سے فرمایا: کہ صبر کرو۔ کل صبح کو انہیں ہم اپنے پاس بلا لیں گے پھر صبح کو آپ نے لوگوں سے فرمایا: کہ جاؤ اور تل حمل کے پاس سے انہیں لے آؤ آپ کے حسب ارشاد لوگ تل حمل گئے تو وہاں ایک شیر ان کے پاس کھڑا ہوا تھا جب اس نے ان لوگوں کو دیکھا تو وہ ان کے پاس سے چلا گیا پھر جب یہ لوگ ان کے پاس پہنچے اور ان سے حالات دریافت کئے تو انہوں نے بیان کیا کہ اس جگہ پر میں مجبوس تھا وہاں سے یہ شیر مجھ کو اپنی پیٹھ پر لاد لایا اور یہاں پر لا کر مجھے کھڑا کر دیا پھر یہ لوگ ان کے گھر لے آئے آپ کے گاؤں سے تل حمل

ایک گھنٹہ کی مسافت پر واقعہ تھا۔

نیز بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے خدام میں سے ایک شخص حج بیت اللہ کو گئے۔ عید کے روز ان کی والدہ آئیں اور کہنے لگیں کہ ہم نے کچھ نان وغیرہ پکوائے ہیں۔ اس وقت ہمیں اپنا فرزند یاد آتا ہے آپ نے فرمایا: کہ لاؤ تم ان کا حصہ مجھے دو میں کپڑے میں لپیٹ کر انہیں پہنچا دوں گا ان کی والدہ نے نان وغیرہ چیزیں آپ کو لادیں آپ نے ان کو چادر میں لپیٹ کر رکھ لیا پھر جب وہ حج سے واپس آئے اور ان کی والدہ نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے اور ان کے رفقاء نے بیان کیا کہ یہ نان ہم کو اس چادر میں لپٹے ہوئے عید کے روز شب کو ملے تھے۔

آپ نے 466ھ میں بمقام قریہ علی وفات پائی اور وہیں پر آپ مدفون ہوئے۔ بقریہ بلدہ سروج سے ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر واقعہ تھا اور سروج بالفتح اول بلدہ سروج کی طرف منسوب ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ عقیل ابنی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ عقیل ابنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اکابر مشائخ شام سے تھے شیخ عدی بن مسافر اور موسیٰ الزولی وغیرہ چالیس بڑے بڑے مشائخ عظام آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے آپ پہلے شیخ ہیں کہ شام میں خرقہ عمریہ لیکر گئے آپ کو لوگ طیار کے لقب سے پکارا کرتے تھے کیونکہ آپ بلاد مشرق کے ایک منارے سے اڑ کر مینج گئے تھے جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ مینج میں ہیں تو لوگوں نے آن کر آپ کو دیکھا اور آپ یہاں پر ان کو ملے اور آپ کو غواص بھی کہتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ شیخ مسلمۃ السروجی کے مریدوں میں ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ حج بیت اللہ کو گئے جب یہ لوگ دریائے فرات پہ پہنچے تو ہر ایک شخص اپنا اپنا مصلیٰ پانی پر بچھا بچھا کر اس پر بیٹھ گیا اور اسی طرح سے دریا کو عبور کیا اور آپ اپنا سجادہ بچھا کر اس پر بیٹھ گئے اور دریا میں غوطہ لگا کر آپ نے دریا عبور کیا اور آپ کو ذرا بھی تری نہیں پہنچی جب لوگ حج بیت اللہ سے واپس آئے تو شیخ موصوف سے آپ کا حال ذکر کیا گیا شیخ موصوف نے فرمایا: کہ عقیل غواصین میں سے ہیں۔

تصرفات و کرامات

آپ مجملہ ان مشائخ عظام کے ہیں جو اپنی حیات بابرکات میں جس طرح سے کہ تصرف کرتے تھے۔ اسی طرح سے وہ اپنی قبور میں بھی تصرف کرتے ہیں اور وہ چار مشائخ عظام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ معروف الکرنی شیخ عقیل المنجی اور شیخ حیات بن قیس الحمرانی رضی اللہ عنہم ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ جدوجہد ہے پھر نو جوان یا تو اپنے مقصود کو پہنچتا ہے یا ابتدائے حال میں ہی مرجاتا ہے نیز آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ اپنے نفس کے لئے کوئی حال یا مقام طلب کرتا ہے کہ وہ طرق معارف سے دور ہو جاتا ہے اور جو شخص کہ بدوں حال کے اپنے نفس کی طرف اس کا اشارہ کرے تو وہ کذاب ہے۔

شیخ عثمان بن مرزوق نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ابتدائے حال میں آپ شیخ مسلمۃ السروجی رحمۃ اللہ علیہ کے سترہ مریدوں کے ساتھ ایک غار میں بیٹھے اور ہر ایک نے اپنا اپنا عصا نیچے رکھ دیا اور اس کے بعد رجال غیب آئے اور آ کر ہر ایک نے ایک عصا اٹھالیا مگر آپ کا عصا ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا سکا اور سب نے مل کر اٹھایا تو وہ پھر بھی آپ کا عصا نہ اٹھا سکے جب یہ سب شیخ موصوف کے پاس واپس آئے تو انہوں نے یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا: کہ یہ لوگ اولیاء اللہ تھے اور ان میں سے جس نے کہ تم میں سے جس کا عصا اٹھالیا وہ اسی کے مرتبہ کا تھا جس نے کہ اس کا عصا اٹھایا اور ان میں ان کے مقام و مرتبہ والا کوئی نہیں تھا۔ اسی لئے ان سے ان کا عصا نہیں اٹھ سکا اور سب کے سب اس کے اٹھانے سے عاجز رہے۔

شیخ ابوالمنجی نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے اور ان سے میرے جد امجد نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت ملیح کے میدان میں پہاڑ کے نیچے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت صلحاء کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی حاضرین میں سے بعض لوگوں نے آپ سے پوچھا: کہ صادق کی کیا علامت ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ اگر صادق اس پہاڑ سے کہہ دے کہ تو حرکت کر تو یہ حرکت کرنے لگے آپ کا فرمانا تھا کہ یہ

پہاڑ ہٹنے لگا پھر انہوں نے پوچھا: کہ متصرف کی کیا علامت ہے آپ نے فرمایا: کہ اگر بحر و بر کے وحوش و طیور کو بلائے تو وہ اس کے پاس آنے لگیں آپ کا فرمانا تھا کہ ہمارے پاس وحوش و طیور آ کر جمع ہو گئے اور تمام فضا ان سے پر ہو گیا اور دریا کے شکاریوں نے ہم سے بیان کیا کہ اس وقت دریا کی مچھلیاں اوپر آگئی تھیں۔

اس کے بعد انہوں نے پوچھا: کہ حضرت اپنے زمانہ کے اہل برکت کی کیا علامت ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کہ اگر وہ اپنا قدم (مثلاً) اس پتھر پر مارے تو اس سے چشمے پھوٹ نکلیں اور پھر جیسا کہے ویسا ہی ہو جائے اور آپ نے اسی پتھر پر جو کہ آپ کے سامنے تھا اپنا قدم مارا اور اس سے چشمے پھوٹ نکلے اور پھر جیسا کہ تھا ویسا ہو گیا۔

آپ کا وصال

490ھ میں آپ نے منیج میں سکونت اختیار کی اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی آپ کی قبر اب تک یہاں پر ظاہر ہے اور لوگ زیارت کے لئے آیا کرتے ہیں۔ احقر کو بھی عین عالم شباب میں آپ کے مزار کی زیارت کرنے کا موقع ملا زیارت کر کے ہر ایک طرح کی خیر و برکت سے مستفید ہوا۔ رضی اللہ عنہ و رضی عنابہ۔

شیخ علی وہب الربیعی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ علی وہب الربیعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ عراق کے شایخ کبار سے تھے اور کرامات و مقامات عالیہ رکھتے تھے آپ منجملہ ان اولیاء اللہ کے تھے کہ جن کی عظمت و ہیبت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے دل میں بھردی تھی اور جن کی ذات برکات سے اس نے بہت سے خوارق و عادات ظاہر کر دیئے اور جن کی زبان کو اس نے سورخفیہ پر گویا کیا۔ جملہ علماء و مشایخ آپ کی تعظیم و تکریم پر متفق تھے۔

سنجار میں تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی۔ شیخ سوید السنجاری اور شیخ ابو بکر فباز شیخ سعد الصنای وغیرہ مشایخ عظام کو آپ سے فخر تلمذ حاصل تھا اہل مشرق اس قدر آپ کی طرف منسوب تھے کہ جن کی تعداد سے زائد ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد 71 مرید چھوڑے جو کہ سب کے سب صاحب حال و احوال تھے۔

آپ کی وفات کے روز آپ کے کل مرید آپ کے مزار کے سامنے ایک باغیچہ میں جمع ہوئے اور سب نے اس باغیچہ سے ایک ایک مٹھی سبزہ اٹھایا اور ہر ایک کے سبزے میں مختلف قسم کے پھول نکل آئے۔

آپ کا قول تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک خزانہ عطا فرمایا ہے جو کہ اسی کی قوت و طاقت سے مہر کیا ہوا ہے۔

آپ کا لقب ”راؤ الغائب“

آپ کو راؤ الغائب کے لقب سے پکارا کرتے تھے کیونکہ جس کا حال و احوال مفقود ہو جاتا اور وہ آپ کے پاس آتا تو آپ اس کے حال و احوال کو اس پر واپس کر دیا کرتے تھے۔ آپ منجملہ ان دو مشائخ کے ہیں کہ جنہوں نے خواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خرقہ شریف پہنا اور بیداری کے بعد انہیں خرقہ شریف سر پر ملا اور وہ دو مشائخ یہ ہیں۔ منجملہ ان کے ایک آپ خود ہیں اور دوسرے شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

بلاد مشرق میں سے بلدہ شکر یہ کے قریب ایک عظیم الشان چٹان کے نیچے آپ کو شیخ عدی بن مسافر اور شیخ موسیٰ الزولی کے ساتھ جمع ہونے کا اتفاق ہوا۔ دونوں مشائخ موصوف نے آپ سے پوچھا: کہ توحید کیا چیز ہے؟ آپ نے اس چٹان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا ”یا اللہ“ تو آپ کے فرماتے ہی اس چٹان کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ چٹان وہاں کے مشہور و معروف مقامات سے ہے اور لوگ ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں نماز پڑھا کرتے ہیں۔

آپ کے ابتدائی حالات

عمر بن عبد الحمید نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے اور ان سے میرے جد ماجد نے بیان کیا ہے کہ میں نے چالیس برس تک آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایک دفعہ میں

نے آپ کے ابتدائی حالات دریافت کئے تو آپ نے فرمایا: کہ پہلے میں نے اپنی سات سالہ عمر میں قرآن مجید یاد کیا اور پھر تیرہ برس کی عمر میں بغداد گیا اور وہاں پر علمائے بغداد سے تحصیل علم کرتا رہا اور باقی اوقات اپنی مسجد میں عبادتِ الہی میں مشغول رہتا تھا۔ ایک مدت کے بعد میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا: کہ علی! مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں تمہیں خرقہ پہناؤں پھر آپ نے اپنی طاقیہ (ایک قسم کی ٹوپی ہوتی ہے) آستین مبارک میں سے نکالی اور میرے سر پر رکھ دی پھر کئی روز کے بعد خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اب تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کر کے انہیں نفع پہنچاؤ اس کے بعد پھر میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور جو کچھ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تھا وہی آپ نے مجھ سے فرمایا: پھر جب میں بیدار ہوا تو میں نے اس کلام کے انجام دینے کا ارادہ کر لیا پھر دوسری شب کو میں نے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے بھی مجھ سے یہی فرمایا: کہ جو کچھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا پھر آخر شب کو میں نے حق سبحانہ و تعالیٰ کو خواب میں دیکھا فرمان ہوا کہ میرے بندے میں نے تجھ کو اپنی زمین میں برگزیدہ لوگوں میں سے کیا اور تیرے تمام حال و احوال میں میں نے تجھ کو اپنی تائید فرمائی اور اپنے اس علم سے کہ میں نے تجھ کو عطا فرمایا ہے ان میں حکم کر اور میری نشانیاں ان پر ظاہر کر جب میں بیدار ہوا تو میں لوگوں کی طرف نکلا اور خلقت کا میرے پاس ہجوم ہو گیا۔

آپ کے فضائل و مناقب و کرامات

آپ کے فرزند شیخ محمد نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک ہمدانی شخص جن کا کہ شیخ محمد بن احمد الہمدانی نام تھا آئے۔ اُن کا حال اُن سے مفقود ہو گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ ان کی بصیرت ملکوتِ اعلیٰ سے عرش تک دیکھتے تھے یہ تمام بلاد میں پھرتے رہے مگر کسی نے بھی ان کا حال انہیں واپس نہیں کیا پھر جب یہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: کہ شیخ محمد میں تمہارا حال واپس کراتا ہوں بلکہ اس سے اور زائد آپ نے فرمایا: کہ تم اپنی آنکھوں کو بند کر لو انہوں نے آنکھیں بند کر لیں تو انہوں نے ملکوتِ اعلیٰ سے عرش تک دیکھا

آپ نے ان سے فرمایا: کہ یہ تمہارا حال ہے اور اب میں تمہارے حال میں دو باتیں اور زائد کرتا ہوں پھر آپ نے ان سے فرمایا: کہ آنکھیں بند کرو انہوں نے آنکھیں بند کر لیں تو اس دفعہ انہوں نے ملکوتِ اسفل سے سموات تک دیکھا پھر آپ نے فرمایا: کہ یہ ایک بات ہے دوسری بات یہ ہے کہ میں تمہارے قدموں میں وہ قوت دیتا ہوں کہ جس سے تم تمام آفاق میں پھر سکتے ہو چنانچہ انہوں نے اپنا ایک قدم اٹھا کر ہمدان میں رکھا اور آپ کی برکت سے اسی ایک قدم میں ہمدان پہنچ گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مغربی شخص جس کا نام کہ عبدالرحمن تھا آپ کی خدمت میں چاندی کا ایک بڑا سا ٹکڑا لیکر حاضر ہوا اور اسے آپ کے سامنے رکھ کر کہنے لگا: کہ یہ چاندی میں نے خاص فقراء کے لیے بنائی ہے آپ نے حاضرین سے فرمایا: کہ جس جس کے پاس کہ تانبے کے برتن ہوں وہ اپنے برتن میرے پاس لے آئے لوگ جا کر بہت سے برتن آپ کے پاس لے آئے آپ اٹھے اور ان کے اوپر سے چلے تو ان میں سے بعض برتن سونے کے اور بعض چاندی کے ہو گئے مگر دو طشت جیسے کہ تھے ویسے ہی رہے پھر آپ نے فرمایا: کہ جس کا جو نسا برتن ہو۔ وہ اپنا اپنا برتن لے جائے۔ سب نے اپنے اپنے برتن اٹھائے اور اس شخص سے آپ نے فرمایا: کہ اے فرزند من! اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سب برتن عطا فرمائے تھے مگر ہم نے ان سب کو چھوڑ دیا اور اب ہمیں ان کی ضرورت نہیں تم اپنی چاندی اٹھا کر اپنے پاس رکھ لو پھر آپ سے بعض برتن سونے کے اور بعض چاندی کے ہو جانے اور بعض اسی حالت میں رہنے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا: کہ جس کے دل کو برتن لانے میں ذرا بھی رکاوٹ نہیں ہوئی۔ اس کا برتن سونے کا اور جس کے دل میں کچھ بھی رکاوٹ ہوئی تو اس کا برتن چاندی کا ہو گیا اور جس کے دل میں بدظنی آگئی اس کا برتن جیسا کہ تھا ویسا ہی رہا۔

نیز! بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے پاس دو نیل تھے اسی سے آپ کا شکاری کیا کرتے تھے اور آپ انہیں ہاتھ نہیں لگاتے تھے اور جب آپ ان سے کہتے کہ کھڑے ہو جاؤ تو وہ کھڑے ہو جاتے اور جب آپ ان سے کہتے کہ چلو تو چلنے لگتے تھے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ گندم وغیرہ بویا کرتے اور معا آپ کے بعد ہی وہ اگ بھی آتے تھے۔ ایک

دفعہ آپ کا ایک نیل مر گیا تو آپ نے اس کا سینگ پکڑ کر کہا: کہ اے پروردگار عالم! تو میرے اس نیل کو زندہ کر دے اور وہ باذنہ تعالیٰ زندہ ہو گیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ آپ کے فضائل و مناقب بکثرت ہیں آپ ایک فصیح و بلیغ فاضل تھے کبھی آپ قسم نہیں کھاتے تھے اور شدت حیا کی وجہ سے آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھایا کرتے تھے۔ قرآن سنجا میں سے قریہ بدریہ میں آپ آ رہے تھے اور اسی برس سے زیادہ عمر پُر کر یہیں آپ نے وفات پائی تھی۔

(مؤلف) آپ اصل میں بدوی اور ہمارے قبیلہ ربیعہ سے تھے ہمارے برادر عم زادے علامہ محقق رضی الدین محمد الحسینی الرضوی نے اپنی تالیف موسوم ”بالاثار الرفیعة فی ماثر بنی ربیعہ“ میں آپ کا ذکر بھی کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ موسیٰ بن ہامان الزولی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين موسیٰ بن ہامان الزولی یا بقول بعض ابن مایہن الزولی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی مشائخ کبار سے تھے۔ جملہ علماء و مشائخ آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے بہت سے مشائخ نے آپ سے تلمذ حاصل کیا اور بے شمار لوگ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے بہت سے امور مخفیہ آپ بیان کیا کرتے تھے آپ سے کرامات و خوارق عادات بکثرت ظاہر ہوئے۔ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے اور بسا اوقات آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا: کہ اے اہل بغداد! تمہارے شہر میں ایک ایسا سورج طلوع ہو گا جو کہ اب تک ایسا سورج تم پر طلوع نہیں ہوا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون سا سورج ہے؟ آپ نے فرمایا اس سے میری مراد شیخ موسیٰ الزولی ہیں۔

ایک دفعہ آپ حج سے واپس آئے تو آپ نے دو دن کے راستہ سے لوگوں کو آپ کا استقبال کرنے کے لئے بھیجا اور بغداد میں آگے تو خود آپ نے بھی آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔

آپ مستجاب الدعوات تھے جس کے لئے بھی آپ جو دعا کرتے تھے آپ کی دعا قبول

ہو جاتی تھی اگر آپ نابینا کے لئے دعا کرتے تو وہ آپ کی دعا کی برکت سے بینا ہو جاتا اور
بینا کے لئے بددعا کرتے تو وہ نابینا ہو جاتا۔ فقیر کے لئے دعا کرتے تو وہ غنی ہو جاتا اور غنی
کے لئے دعا کرتے تو وہ فقیر ہو جاتا مریض کے لئے دعا کرتے تو وہ تندرست ہو جاتا غرض
جس بات کی کہ آپ دعائیں گتے فوراً اس کا ظہور ہو جایا کرتا۔

احمد المارودینی نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے اور ان سے میرے
جد ماجد نے بیان کیا کہ آپ اکثر رسول مقبول ﷺ کے مشاہدے میں رہا کرتے تھے آپ
دعائیں گتے مع رسول مقبول ﷺ کا ظہور ہو جایا کرتا تھا۔

ایک عورت اپنے بچہ کو جو کہ چار ماہ کا تھا آپ کی خدمت میں لائی آپ نے اس کے لئے
دعا کی وہ دوڑنے لگا پھر آپ نے اسے پکڑ لیا اور قل ہو اللہ احد اس کو پڑھایا تو اس نے آپ
کے ساتھ ساتھ پوری سورت پڑھ لی اور پھر اس کے بعد سے وہ اچھی طرح سے چلنے پھرنے اور
باتیں کرنے لگا آپ کی وفات کے بعد یہ لڑکا پھر دیکھا گیا تو اس وقت تین سال کا تھا اور یہ اسی
طرح سے نہایت صاف زبان سے بولتا تھا اور اب اس کو لوگ ابو مسرور کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ نے قصبہ مارودین میں سکونت اختیار کی تھی اور یہیں پر آپ نے وفات پائی اب
تک آپ کا مزار ظاہر ہے اور لوگ زیارت کو آیا کرتے تھے بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ کو قبر
میں اتارا گیا تو آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور قبر وسیع ہو گئی اور جو لوگ کہ قبر میں اترے تھے
ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ رضی اللہ عنہ ورضی عنابہ۔

شیخ رسلان الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ رسلان الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ عراق کے
مشائخ عظام سے تھے اور کرامات و مقامات عالیہ رکھتے تھے اور معارف و حقائق اور قرب و
کشف کے اعلیٰ منصب پر تھے سب کے دل آپ کی ہیبت و محبت سے بھرے ہوئے تھے اور
قبولیت عامہ آپ کو حاصل تھی آپ امام السالکین تھے اور شام میں تربیت مریدین آپ ہی کی
طرف منتہی تھی بہت سے عجائبات و خوارق عادات آپ سے ظاہر ہوئے دور دراز کے لوگ
آپ کے پاس آ کر ٹھہرتے تھے۔

آپ کا کلام

معارف و حقائق میں آپ کا کلام نہایت نازک و عالی ہوتا تھا مجملہ اس کے کچھ ہم اس جگہ بھی نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

مشاهدة العارف تقيدہ في الجميع وبر موز العرفه في الاطلاع لان العارف واصل الا انه تره عليه اسرار الله تعالى جمله كليہ بانوار تطلعه على شواهد الغيب وتطلعه على سر التحكيم فهو ماخوذ عن نفسه مرود على نفسه متمكن في قلبه فاخذہ عن نفسه تقرب يشهده والتهديب يوحده والتخصيص يفرده فتفريده وجوده ووجوده شهوده و شهوده شهوده قال الله تعالى لاتدرکہ الابصار وهو يدركه الابصار فعند ادراكه الابصار شهدته البصائر۔

یعنی عارف کا مشاہدہ اس کا کل میں مقید اور اس پر معرفت کا ظاہر ہونا ہے کیونکہ عارف واصل الی اللہ ہوتا ہے اور اس پر اسرار و انوار الہی وارد ہونے لگتے ہیں جس سے عارف شواہد غیب اور اسرار سے مطلع ہوتا رہتا ہے حارف نفس سے جدا اور نفس کی مخالفت پر آمادہ کر دیا جاتا ہے اور اس کے دل میں تمکن و وقار رکھا جاتا ہے عارف کو نفس سے جدا ہونے سے تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے اور نفس کی مخالفت کرنے سے اس کو تہذیب نفس اور اس کے دل میں سکون و وقار رکھ دیئے جانے سے اس کو تخصیص حاصل ہوتی ہے اور تقرب حق عارف کو شہود کے درجہ پر پہنچاتا ہے۔ تہذیب نفس اس کو توحید کے درجہ پر اور تخصیص اس کو تفرید کے درجہ پر پہنچاتی ہے اور اس کی تفرید اس کا وجود اور اس کا وجود اس کا شہود اور اس کا شہود شہود حق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ" (لوگوں کی نظریں تو اسے نہیں پاسکتیں اور وہ لوگوں کی نظروں کو پالیتا ہے) تو اس

۱۔ اس آیت کریمہ سے رویت الہی کی نفی لازم نہیں آتی۔ بلکہ صرف ادراک کی ہے اور رویت اور ادراک میں فرق ظاہر ہے۔ اس مسئلہ کو امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں اس آیت کے ذیل میں مفصل لکھ کر معترض اور روافض علیہم اللعینہ کا خوب رد کیا ہے۔ (مترجم)

کے لوگوں کی نظریں پالینے کے وقت ان کی بصیرتیں اس کا مشاہدہ کر سکتی ہیں۔

قدوة العارفين شیخ ابو محمد ابراہیم بن محمود البعلی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز آپ موسم گرما میں دمشق کے باغات میں سے ایک باغ میں تشریف رکھتے تھے اور اس وقت آپ کے مریدین میں سے ایک بہت بڑی جماعت بھی آپ کی خدمت میں موجود تھی اس وقت بعض حاضرین نے آپ سے ولی کی تعریف پوچھی آپ نے فرمایا: کہ ولی وہ شخص ہے جس کو کہ اللہ تعالیٰ تعریف تام عطاء فرمائے۔ اس کے بعد آپ سے پوچھا گیا کہ اس کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا: کہ اس کی علامت یہ ہے۔ چار شاخیں آپ نے اپنے ہاتھ میں لیں اور ان میں سے ایک کی نسبت فرمایا: کہ یہ شاخ موسم گرما کے لئے ہے اور دوسری کی نسبت فرمایا: کہ یہ خریف کے لئے اور تیسری کی نسبت فرمایا: کہ یہ موسم سرما کے لئے ہے اور چوتھی کی نسبت فرمایا: کہ یہ ربیع کے لئے ہے پھر آپ نے موسم گرما والی شاخ کو اٹھا کر ہلایا تو سخت گرمی ہونے لگی پھر اسے رکھ کر آپ نے خریف والی شاخ کو اٹھا کر ہلایا تو فصل خریف کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں پھر آپ نے اسے پھینک کر موسم سرما والی شاخ کو اٹھا کر ہلایا تو آثار سرما نمایاں ہو کر سرد ہوا چلنے لگی اور سخت سردی ہو گئی اس کے بعد باغ کے تمام درختوں کے پتے خشک ہو گئے پھر آپ نے فصل ربیع والی شاخ کو اٹھا کر ہلایا تو درختوں کے تمام پتے تروتازہ اور ہرے بھرے ہو گئے اور تمام شاخیں میوؤں سے بھر گئیں اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں اس کے بعد آپ درختوں کے پرندوں کی طرف نظر کرتے ہوئے اٹھے اور ایک درخت کے نیچے آئے اور اسے ہلا کر اس کے پرندے کی طرف جو کہ اس پر بیٹھا ہوا تھا اشارہ کیا کہ تو اپنے خالق کی تسبیح پڑھ تو وہ ایک نہایت عمدہ لہجہ میں چہجہانے لگا جس سے سامعین نہایت محظوظ ہوئے اسی طرح سے آپ ہر ایک درخت کے نیچے آ کر پرندوں کی طرف اشارہ کرتے گئے اور آپ کے حسب اشارہ تمام پرندے چہجہاتے گئے مگر ان میں سے ایک پرندہ نہیں چہجہایا آپ نے فرمایا: خدا کے حکم سے تو زندہ بھی نہ رہے تو وہ اسی وقت گر کر مر گیا۔

آپ کی کرامات

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پندرہ شخص آپ کے یہاں مہمان آ گئے اس وقت آپ کے

نزدیک بجز پانچ روٹیوں کے اور کچھ نہ تھا آپ نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کہہ کر ان پانچ روٹیوں کو ان کے سامنے رکھ دیا اور دعا کی۔ ”اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْمَا رَزَقْتَنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ“ کہ اے پروردگار! تو ہماری روزی میں برکت کرتا ہی سب کو روزی اور بہتر روزی دینے والا ہے“ تو آپ کی دعا کی برکت سے سب نے ان روٹیوں کو کھایا اور سب کے سب خوب سیر ہو گئے اور جو کچھ روٹی بچ رہی اسے آپ نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سب کو ایک ایک ٹکڑا دیدیا پھر یہ لوگ بغداد شریف چلے گئے اور ان ٹکڑوں میں سے کئی دن تک کھاتے رہے۔

نیز! ابو احمد بن محمد الکروی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپ کو ہوا میں جاتے ہوئے دیکھا کہ اس وقت کبھی تو آپ ہوا میں چلنے لگتے تھے اور کبھی بیٹھے ہوئے ہوا میں جاتے تھے اور کبھی آپ تیر کی طرح تیز ہو جاتے تھے اور کبھی آپ پانی پر سے ہو کر چلنے لگتے تھے پھر میں نے عرفات اور حج کے تمام موقعوں میں آپ کو دیکھا اور اس کے بعد پھر آپ مجھ کو دکھائی دیئے جب میں دمشق آیا اور لوگوں سے آپ کا حال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ بجز عرفہ اور قربانی کے دن اور ایام تشریق کے اور کسی روز آپ پورا دن ہم سے غائب نہیں ہوئے۔

ایک روز میں نے آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنے حال میں مستغرق تھے اور ایک شیر آپ کے قدموں پر لوٹ رہا تھا۔

ایک روز میں نے دمشق کے ایک میدان میں آپ کو کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا اور آپ سے میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ اس وقت فرنگیوں کا لشکر ساحل کی طرف نکلا ہے اور مسلمانوں کے لشکر نے ان کا پیچھا کیا ہے تو میں یہ ان کے لشکر کو تیر مار رہا ہوں۔ بعد ازاں مسلمانوں کے لشکر نے بیان کیا کہ ہم فرنگیوں کے لشکر میں ان کے سروں پر آسمان سے کنکریاں گرتی ہوئی دیکھتے تھے اور جو کنکری جس سوار پر گرتی تھی آپ کی برکت سے وہ کنکری سوار کو مع اس کے گھوڑے کے ہلاک کر دیتی تھی یہاں تک کہ انہیں کنکریوں سے ان کا بہت سا لشکر ہلاک ہو گیا۔

آپ کا وصال

دمشق میں آپ سکونت پذیر تھے اور یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ دفن بھی کئے گئے اور اب تک آپ کا مزار مبارک ظاہر ہے اور لوگ زیارت کرنے آیا کرتے ہیں۔

جب آپ کے جنازے کو اٹھا کر قبرستان لے جانے لگے تو اثنائے راہ میں سبز پرندے آئے اور آپ کی نعش کے ارد گرد پھرتے رہے اور بہت سے سوار دکھائی دیئے جو کہ آپ کی نعش کے ارد گرد ہو گئے یہ سوار سفید گھوڑوں پر سوار تھے اور ان کو نہ تو اس سے پہلے کسی نے دیکھا تھا اور نہ انہیں بعد میں کسی نے دیکھا۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر البکری الشہیر بالسہروردی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر البکری الشہیر بالسہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ اکابر مشائخ عراق اور محقق علمائے اسلام سے تھے۔ مفتی العراقین آپ کا لقب تھا آپ علماء و مشائخ دونوں فریق میں مقتداء اور پیشوا مانے جاتے تھے آپ کرامات جلیلہ و احوال نضیر رکھتے تھے اور آپ صرف عارف نہیں بلکہ متعارف تھے۔

آپ منجملہ ان علماء و فضلاء کے ہیں جنہوں نے مدرسہ نظامیہ بغداد میں مدتوں درس و تدریس کی اور فتوے دیئے آپ نے شریعت و حقیقت میں مفید مفید کتابیں بھی لکھیں دور دراز مقام کے طلبہ بغداد آ کر آپ سے مستفید ہوئے دیگر علماء و مشائخ کی طرح آپ بھی خچر پر سوار ہوا کرتے تھے۔

آپ نہایت کریم الاخلاق تھے اللہ تعالیٰ نے عام و خاص سب کے دلوں میں آپ کی ہیبت و محبت ڈال دی تھی۔

آپ کے بھتیجے شہاب الدین عمر السہروردی شیخ عبداللہ بن مسعود بن مطہر رضی اللہ عنہم وغیرہ بہت سے اعیان مشائخ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے اور بڑے بڑے اکابرین صوفیائے کرام نے آپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا ہے تمام آفاق میں آپ کی

شہرت ہوئی اور دور دراز سے لوگ آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔

معارف و حقائق میں آپ کا کلام

معارف و حقائق میں آپ کا کلام بہت کچھ ہے منجملہ اس کے کچھ ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا: کہ احوال معاملات قلب کا نام ہے جس سے کہ صفات اذکار شیریں معلوم ہونے لگیں۔ منجملہ اس کے مراقبہ ہے اور پھر قرب الہی پھر محبت پھر موافقت محبوب اس کے بعد خوف اور خوف کے بعد حیاء اور حیاء کے بعد انس اور انس کے بعد یقین اور یقین کے بعد مشاہدہ اور بعض کی حالت قرب میں عظمت الہی پر نظر پڑ جاتی ہے جس سے محبت اور رجا ان پر غالب آ جاتی ہے۔

نیز! آپ نے فرمایا ہے کہ تصوف کی ابتداء علم اور اس کا اوسط عمل اور اس کی نہایت موہبت (غایت مقصود) ہے کیونکہ علم سے مقصود منکشف ہو جاتا ہے اور عمل طلب میں معین ہوتا ہے اور موہبت غایت مقصود تک پہنچاتی ہے۔

اور اہل تصوف کے تین طبقے ہیں۔ اول: مرید طالب دوم: متوسط سائر سوم: منتہی واصل مرید صاحب وقت اور متوسط صاحب حال اور منتہی صاحب یقین ہوتا ہے اور متصوفین کے نزدیک سانسوں کو گننا بہترین امور سے ہے اور مرید کا مقام ریاضت و مجاہدہ میں رہنا سختی و تلخی اختیار کرنا اور حظوظ و لذات نفسانی سے دور رہنا ہے اور متوسط کا مقام طلب و مقصود میں سختیاں اٹھانا اور ہر حال میں صدق و راستی کو نہ چھوڑنا اور تمام مقامات آداب و اخلاق کو مد نظر رکھنا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتے رہنا اور منتہی کا مقام ہوشیار اور اپنے مقام پر ثابت قدم رہنا اور جہاں کہیں کہ ہو۔ دعوت حق قبول کرنا منتہی تمام مقامات سے گزر کر مقام تمکین و ثبات میں پہنچ جاتا ہے کوئی حال و احوال اسے متغیر نہیں کر سکتا اور نہ کسی قسم کی سختی و دشواری کا اثر اس پر ہوتا ہے بلکہ سختی نرمی منع و عطا جفا و وفا اس کے لئے برابر ہوتی ہے۔ اس کا کھانا بمنزلہ اس کی بھوک کے اور سونا بمنزلہ اس کے جاگنے کے اور اس کا ظاہر خلق کے ساتھ اور اس کا باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ تمام احوال جناب سرور کائنات علیہ

آپ کے کرامات

قدوة العارفين شيخ شهاب الدين عمر السمرودي رحمه الله عليه نے بیان کیا ہے کہ ہمارے عم بزرگ شيخ ضياء الدين ابوالنجيب عبدالقاهر رحمه الله عليه جب کسی مرید کو نظر عنایت و توجہ سے دیکھتے تھے تو وہ کامل ہو جاتا تھا اور جب کسی شخص کو آپ خلوت میں اپنے ساتھ روزانہ بٹھلایا کرتے تھے اور اس سے اس کے حال و احوال مفقود ہو جاتے تو آپ اس سے فرماتے کہ آج شب کو تمہیں یہ یہ حالات پیش آئیں گے اور تم اس مقام پر پہنچ جاؤ گے اور فلاں فلاں وقت میں تمہارے پاس شیطان آئے گا تو اس سے تم ہوشیار رہنا چنانچہ شب کو یہ تمام حالات اس شخص پر واقع ہوتے۔

ایک وقت کا ذکر ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص اس وقت گائے کا ایک بچہ آپ کے لئے لایا اور کہنے لگا: کہ حضرت یہ بچہ میں آپ کی نذر کرتا ہوں اس کے بعد یہ شخص چلا گیا آپ نے فرمایا: کہ یہ گائے کا بچہ مجھ سے کہتا ہے کہ میں شیخ علی بن ابیہتی کے نذرانہ میں دیا گیا ہوں اور آپ کے نذرانہ کو جو بچہ دیا گیا ہے وہ دوسرا ہے چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد یہ شخص دوسرا بچہ لے کر آیا اور کہنے لگا: کہ حضرت یہ دونوں بچے مجھ پر مشتبہ ہو گئے اس لئے اس میں غلطی ہو گئی دراصل آپ کے نذرانہ میں دیا ہوا یہ بچہ ہے آپ نے اسے لے لیا اور اسے واپس کر دیا۔

شيخ محمد عبداللہ بن مسعود الرومی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت میں بغداد کی سوق الشیاطین میں سے گزرتے ہوئے آپ کے ساتھ جا رہا تھا کہ اثنائے راہ میں ایک ٹنگی ہوئی بکری کی طرف جسے قصاب بنا رہا تھا آپ کی نظر پڑی آپ نے اس قصاب سے فرمایا: کہ یہ بکری مجھ سے کہہ رہی ہے کہ میں مردار ہوں قصاب آپ کا کلام سن کر بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش میں آیا تو اس نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی اور اقرار کیا کہ بے شک یہ بکری مردار تھی۔

ایک دفعہ میں آپ کے ساتھ جا رہا تھا کہ اثنائے راہ میں آپ کو ایک شخص ملا جو کہ اپنے لئے کچھ میوے لئے جا رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا: کہ یہ میوہ تم مجھے فروخت کر دو اس نے

کہا: کیوں آپ نے فرمایا: یہ میوہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ مجھے اس شخص سے بچا لیجئے اس نے مجھے اس لئے خریدا ہے کہ مجھے کھا کر پھر یہ شراب پئے اتنا سن کر یہ شخص بے ہوش ہو کر گر پڑا اور پھر آپ کے پاس آ کر شراب خوری سے تائب ہو گیا اور کہنے لگا: کہ بجز اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ سے اور کوئی مطلع نہ تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں آپ کے ساتھ (بغداد کے) محلہ کرخ میں جا رہا تھا کہ راستے میں ہمیں ایک مکان سے شراب خوروں کی آواز سنائی دی آپ لوگوں کی آواز سن کر اس مکان کی طرف آئے اور آ کر اس مکان کی دہلیز میں آپ نماز پڑھنے لگے اتنے میں وہ لوگ مکان میں سے نکل آئے اور آپ کو اندر لے گئے تو ان کی تمام شراب پانی ہو گئی اور یہ سب لوگ آپ کے دست مبارک پر تائب ہوئے۔

ولادت و وفات و نسب

آپ 490ھ میں بمقام سہرورد یا بقول بعض شہر روز تولد ہوئے اور بغداد میں توطن اختیار کیا اور 563ھ میں یہیں پر آپ نے وفات پائی۔

شیخ نور الدین بن علی الشافعی نے اپنی کتاب ہجۃ الاسرار میں آپ کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے۔

شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر بن محمد بن عبداللہ المعروف معاویہ ابن سعید بن الحسین القاسم بن النصر بن القاسم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق السہروردی رحمۃ اللہ علیہ

سمعی نے اسے کچھ اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے کہ عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ (ان کا نام عبداللہ تھا) بن سعد بن الحسن بن القاسم بن علقمہ بن النصر بن عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رحمۃ اللہ علیہ

اور محمد القابسی نے بیان کیا ہے کہ آپ امیر حشوئیہ کی اولاد سے اور کردی تھے اور بکری نہ تھے۔

ابن نجار نے بیان کیا ہے کہ سہرورد بضمہ سین مہملہ و سکون ہائے ہو و فحہ رائے مہملہ

وسکون رائے ثانیہ ودر آخر دال مہملہ عراق عجم میں زنجان کے ایک شہر کا نام ہے۔

شیخ محمد ابوالقاسم بن عبدالبصر رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ ابو محمد القاسم بن عبدالبصر رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اعیان مشائخ عراق اور علمائے عام میں سے تھے اور کراماتِ ظاہرہ و احوالِ نفسیہ رکھتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمکین جاہ و عظمت حقیقی اور قبولیتِ عامہ عطا فرمائی تھی اور آپ کو صاحبِ ہیبت و عظمت و صاحبِ تصرفِ تام کیا تھا آپ جامع شریعت و طریقت تھے اور مذہب مالکی رکھتے تھے۔ شہر بصرہ اور ملحقاتِ بصرہ میں اس وقت تربیتِ مریدین اور فتوے دینا وغیرہ امور آپ ہی کی طرف منتهی تھے۔ صاحبِ حال و احوال سے کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے ارادت حاصل کی اور آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے بصرہ میں آپ اپنے وعظ میں شریعت و حقیقت دونوں کا بیان فرمایا کرتے تھے اور علماء و مشائخ اس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

آپ کا کلام

آپ کا کلام نہایت نفیس و عالی ہوتا تھا منجملہ اس کے ہم کچھ اس جگہ بھی نقل کرتے ہیں۔

وهو ا هذا الوجد حجو د ما لم یکن عن شاهد مشهود و شاهد الحق یفنی شواهد الوجود و ینفی عن العین الوسن سکرہ یرید علی سکر الشراب و ارواح الواجدین عطرة لطیفه و کلامهم یحیی اموات القلوب و یرید فی العقول والوجد یقسط التیز و یجعل الامساکن مکانا واحدا والاعیان عینا واحدا و اوله رفع الحجاب و مشاهدة الرقیب و حضور الفهم و ملاحظه الغیب و محادثه السروایناس المفقود و شرط صحه الوجد القطاع اوصاف البشریه عن التعلق بمعنی الوجد حال وجوده و من لافقد له لا وجدله وهو مقامان ناظر و منظور الیه فالناظر مخاطب

يشاهد الذی وجدہ فی وجدہ والمنظور الیہ مفیب وقد اختطفہ الحق بأول ماورد الیہ والوجود نہایہ الوجد لان التواجد بوجب استیعاب العبد والوجدتم وردود ثم شهود ثم وجود فبتعداد الوجود یحصل الخمود و صاحب الوجود محو صحو فحال صحوہ بقائه وحال محوہ فنائه بالحق الی الحق وهاتان الحالتان معاقبتان ابدا والوجود اسم لثلثہ معان الاول: وجود علم لدنی بقطع علم الشواہد فی صحبہ مکاشفہ الحق والثانی: وجود الحق وجود اغیر مقطوع والثالث وجود رسم الوجود فاذا الوشف العبد بوصف الجمال سکر القلب فطرب الروح وهام السر فالصحو انما هو بالحق وكلما كان فی غیر الحق لم یخل من حیرة لا حیرة شہہ بل حیرة فی شاهدة نور العزۃ وكلما كان بالحق لم تعتور علیہ علہ ثبہ الصحو من ایدیة الجمیع والوائح الوجود الجنع و منازل الحیات و الحیات اسم لثلثہ معان الاول حیات العلم ولها ثلثہ انفاس نفس الخوف و نفس الرجاء و نفس المحبہ والثانی حیات الجمع من الموت التفرقة ولها ثلثہ انفاس نفس الاضطرار و نفس الافتقار و نفس الافتخار والثالث: حیات الوجود من موت وہی حیات الحق ولها ثلثہ انفاس نفس الہیبہ وهو نفس یبیت الاعتدال و نفس الوجود وهو یبمع الانفصال ونفس الانفراد یورث الاتصال و لیس وراء ذلك ملحظ لنظارہ من موت الجبل الفناء و لا طاقہ للاشارة

ترجمہ:- یعنی جو وجد کہ مشاہدے سے خالی ہو وہ وجد کذب و دروغ ہے اور شاہد شواہد وجود میں فنا اپنی ہستی وجود سے نکل جاتا ہے اور اس کا سکر سکر شراب سے بہت زیادہ ہوتا ہے اور واجدین کی ارواح نہایت پاکیزہ اور لطیف ہوتی ہیں

اور ان کا کلام مردہ دلوں کو زندہ اور عقل کو زیادہ کرتا ہے اور وجد تمیز کو اٹھا دیتا ہے اور مکانات متعددہ کو جو مکان واحد اور اعیان مختلفہ کو عین واحد کر دیتا ہے اور وجد کی ابتداء حجابات کا اٹھ جانا اور تجلیات حق کا مشاہدہ کرنا اور فہم کا حاضر ہونا اور اسرارِ غیب کا ملاحظہ اور گم گشتگی اور تنہائی کو پسند کرنا صحتِ وجد کی یہ شرط ہے کہ وجد کے سبب سے اوصافِ بشریت منقطع ہو جائیں اور جس وجد سے کہ اوصافِ بشریت سے فقدان (گم گشتہ ہونا) نہ حاصل ہو درحقیقت وہ وجد نہیں اور وجد کے دو مقام ہیں۔ مقامِ ناظر اور مقامِ منظور الیہ۔ مقامِ ناظر: مقامِ مشاہدہ ہے اور مقامِ منظور الیہ مقامِ غیب ہے کہ حق تعالیٰ اسے اول وجد میں اپنی طرف کھینچ لیتا ہے کیونکہ تو اجد استیعابِ عبدیت اور وجد استغراقِ عبدیت اور وجود طلبِ فنا کو لازم کرتا ہے اور اس کی ترتیب اس طرح سے ہے کہ اول حضور پھر ورود پھر شہود اور پھر وجود ہے پھر وجود سے نمود حاصل ہوتا ہے اور صاحبِ وجود محو اور ہوشیاری میں رہتا ہے اس کی ہوشیاری اس کی بقاء اور اس کا محو اور اس کی فنا ہے اور اس کی یہ دونوں حالتیں ہمیشہ یکے بعد دیگرے رہتی ہیں۔ (متصوفین کے نزدیک) وجود کے تین معنی ہوتے ہیں۔ اول: وجود علم لدنی جس سے کہ علم شواہد قطع ہو جاتے ہیں اور اس سے مکاشفہ حق حاصل ہوتا ہے۔ دوم: وجود حق کہ پھر اس سے انقطاع نہ ہو سکے۔ سوم: وجود سوم وجود اور جب بندے کو مکاشفہ جمال ہو جاتا ہے تو اس کے دل میں سکر پیدا ہوتا ہے اور اس کی روح میں خوشنودی پیدا ہوتی ہے اور سر ظاہر ہوتا ہے اور حالت صحو نہیں حاصل ہوتی مگر تجلیات حق سے پھر جب صاحبِ وجود غیر حق کی طرف مشغول ہوتا ہے تو اسے حیرت طاری ہوتی ہے مگر حیرت شبہ نہیں بلکہ حیرت مشاہدہ عزت و کمال اور جب ذات حق کی طرف مشغول ہوتا ہے تو پھر اس پر کسی امر کا توارد نہیں ہوتا کیونکہ صحو مقامات جمعیت و لواحق وجود اور منازل حیات سے ہے اور حیات کے تین معنی ہیں۔

اول: حیاتِ علم اور حیاتِ علم کے تین انفاس ہیں۔ نفسِ خوفِ نفسِ رجاءِ نفسِ محبتِ دوم: حیاتِ حقی کی جمع ہے جو کہ موت کے تفرقہ سے حاصل ہوتی ہے اور اس کے بھی تین انفاس ہیں۔ نفسِ اضطرابِ نفسِ انتقارِ نفسِ انتقار۔ سوم: حیاتِ وجود جو کہ موت کے تفرقہ سے حاصل ہوتی ہے اور یہ حیاتِ حق ہے اور اس کے بھی تین انفاس ہیں۔ اول: نفسِ ہیبت اس سے اشتغال بالغیر نہیں رہتا۔ دوم: نفسِ وجود جو کہ انفصال کو مانع ہوتا ہے سوم نفسِ انفراد اور اس سے اتصال ہوتا ہے اس سے آگے پھر نہ مقامِ نظارہ ہے اور نہ طاقتِ اشارہ۔

آپ کی فضیلت و کرامات

قدوة العارفين شيخ الصوفية شيخ شهاب الدين عمر السهروردي بيان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی زیارت کرنے کے لئے بصرہ گیا اور بصرہ پہنچتے ہوئے بہت سے مویشی اور کھیت اور باغات پر سے جو کہ آپ کی طرف منسوب تھے میرا گزر ہوا اور یہ حال دیکھنے سے مجھے خیال ہوا کہ یہ تو امارات کی شان ہے پھر میں سورۃ انعام پڑھتا ہوا بصرہ میں داخل ہوا اور میں نے اپنے جی میں کہا: کہ دیکھوں کون سی آیت پر میں آپ کے دولت خانہ میں داخل ہوتا ہوں اور آپ کے حق میں اس آیت کو میں نیک فالی سمجھوں گا غرض میں پڑھتا ہوا گیا اور اس آیت پر میں آپ کے دولت خانہ کے دروازے پر پہنچا۔ ”اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده“ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے ہدایت کی تم ان کی ہدایت کی پیروی کرتے رہو۔ میں یہ آیت پڑھتا ہوا آپ کے دروازے میں کھڑا ہوا تھا کہ آپ کا خادم قبل اس کے کہ میں اندر جانے کی اجازت چاہوں مجھے اندر بلا لے گیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے اول مجھ سے یہی فرمایا: کہ عمر جو کچھ زمین پر ہے وہ زمین ہی پر ہے اور اس میں میرے دل میں کچھ بھی نہیں ہے آپ کے یہ فرمانے سے مجھے نہایت ہی تعجب ہوا۔

شیخ علی الخباز بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت اپنے بعض احباب کے ساتھ ان کے ایک باغ میں تھا۔ اس وقت ان کے پاس ایک فقیر آئے اور ان سے کہنے لگے کہ تم مجھے انجیر کھلا کر شکم سیر کر دو انہوں نے کوئی قریباً آدھ یہ انجیر لا کر ان کو دیئے اور انہوں نے کھا کر کہا: کہ اور لاؤ انہوں نے اور لا کر دیئے اور اسی طرح سے یہ قریباً چار پانچ من انجیر کھ گئے اور پھر

نہر پر جا کر بہت سا پانی پیا ایک مدت مدید کے بعد مالک باغ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس سال سے میرے کھیت و باغات کی پیداوار دوگنی ہوئی پھر اسی سال مجھے حج بیت اللہ جانے کا موقع ملا چنانچہ میں حج بیت اللہ کے لئے گیا اور اس اثناء میں راستہ میں میں قافلہ کے آگے جا رہا تھا کہ مجھ کو ان بزرگ موصوف کو جن کو میں نے انجیر کھاتے ہوئے دیکھا تھا دیکھنے کا اشتیاق ہوا۔ مجھے یہ خیال گزرتے ہی جب میں نے اپنی داہنی جانب دیکھا تو یہ بزرگ بھی جا رہے ہیں مجھے ان کو دیکھتے ہی دہشت سی غالب ہوئی اور میں نے ان کو سلام کیا اور ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا یہ بزرگ اور میں دونوں قافلہ کے آگے آگے چلے جاتے تھے اور جب یہ بزرگ چلتے تو انہیں کے ساتھ ساتھ قافلہ بھی چلتا تھا اور جب یہ بیٹھ جاتے تھے تو قافلہ بھی اتر پڑتا تھا انہی ایام سے ایک روز کا ذکر ہے کہ یہی بزرگ ایک حوض کے پاس آئے جس کا پانی خشک ہونے کے قریب ہو گیا آپ نے اس کے نیچے کی مٹی نکال نکال کر کھانی شروع کی اور ذرا سی یہی مٹی آپ نے مجھ کو بھی کھلائی تو مجھے یہ مٹی ذائقہ میں حشو حشکلاج کی طرح اور خوشبو میں مشک کی طرح معلوم ہوئی مٹی کھا کر پھر آپ نے بہت سا پانی پیا اور پانی پی کر مجھ سے فرمایا: علی اس کے کھانے کے بعد جو تم نے مجھے کھاتے دیکھا تھا آج میں نے کھایا ہے اور اس کے درمیان میں نہ میں نے کچھ کھایا اور نہ پیا۔ میں نے اس وقت ان سے دریافت کیا کہ حضرت یہ قوت آپ کو کون سے حاصل ہوئی ہے تو انہوں نے فرمایا: کہ ایک روز حضرت شیخ ابو محمد بن عبد بصری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر توجہ کی جس سے میرا دل محبت سے بھر گیا اور میرا سر حق سبحانہ تعالیٰ سے واصل ہو گیا تصرف اکوان و اعطان عطا ہوا اور بعید مجھ سے قریب ہو گیا غرض آپ کی نظر سے میں غایت مقصود کو پہنچا اور وہ قوت حاصل ہوئی کہ جس سے میں بجز احکام بشریت باقی رکھنے کے اکثر اوقات کھانے پینے سے مستغنی ہو گیا۔ شیخ علی النخاز کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد میں نے ان بزرگ کو نہیں دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

شیخ ابو عبد اللہ ^{لبلیخی} رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت مکہ معظمہ میں تھا اسی وقت شیخ محمد بن عبد بصری بھی مکہ معظمہ میں تشریف لائے آپ کے ہمراہ اس وقت چار اشخاص اور بھی تھے انہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر سب نے سات دفعہ

طواف کیا اور طواف کر کے باب شیبہ کی طرف کوٹلے میں بھی آپ کے ہمراہ ہو گیا اور آپ کے بعض ہمراہیوں نے مجھ کو آپ کے ساتھ ہونے سے روکا آپ نے فرمایا: کہ انہیں مت روکو آنے دو پھر آپ نے سب کے آگے کھڑے ہو کر فرمایا: کہ میرے قدموں پر قدم رکھتے ہوئے چلے آؤ غرض! ہم آپ کے ساتھ ساتھ چلے گئے یہاں تک کہ ہم سب نے آپ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد پھر آگے جا کر عصر کی اور پھر سدا جوج ماجوج میں جا کر مغرب کی اور جبل قاف میں جا کر عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھے اور آپ کے گردا گرد ہم سب بھی بیٹھ گئے اور جبل قاف کے چاروں طرف کے لوگ آن آن کر آپ کو سلام علیک کرنے لگے۔

ان لوگوں کے جسموں سے چاند و سورج کی طرح سے روشنی پھیلتی جاتی تھی پھر جو (آسمان اور زمین کا درمیانی فاصلہ فضا) میں سے بجلی کی طرح سے بہت سے لوگ آئے اور آپ کے پاس حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور آپ کا کلام سننے کے مشتاق ہوئے آپ نے کلام کرنا شروع کیا تو ان میں سے بعض کا یہ حال تھا کہ لرزتے تھے اور بعض کا یہ حال کہ جھوم میں دوڑنے لگتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور ان سب نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر آپ واپس ہوتے ہوئے بہت سے ایسے مقامات میں اتر گئے جس کی زمین میں مشک کی سی خوشبو آتی تھی اور جہاں بہت سے آدمی نہایت خوش الحانی سے ذکر اللہ کر رہے تھے اور آپ کے درمیان تسبیح پڑھتے جاتے تھے اور آپ کو وجد ہو جاتا تھا اور آپ اس کی فضا میں تیر کی طرح سے نکل جاتے تھے اور کبھی آپ فرماتے تھے کہ اے پروردگار! جن لوگوں کا کہ تو ذمہ دار اور ان کا کفیل ہے تو ان پر اپنا فضل و کرم کر پھر ہم جس جگہ سے کہ گئے تھے۔ وہیں واپس آ گئے اور اس کے بعد ہم ایک شہر میں آئے جو بلا مبالغہ گویا سونے چاندی سے بنا ہوا تھا اور جس میں نہریں اور باغات بکثرت تھے ہم نے آ کر یہاں پر کچھ میوے کھائے اور نہروں سے پانی پیا اور ایک ایک سبب ہم نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور رخصت ہوئے آپ نے فرمایا: کہ یہ اولیاء اللہ کا شہر ہے اس میں بجز اولیاء اللہ کے اور کوئی نہیں آ سکتا پھر مکہ معظمہ میں آ کر ہم نے ظہر کی نماز پڑھی۔

آپ کا وصال

بصرہ میں آپ سکونت پذیر تھے اور کبیر سن ہو کر 580 ہجری میں آپ نے وفات پائی اور آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے اور لوگ زیارت کیا کرتے ہیں آپ کے وفات پانے کے بعد پرندوں نے بھی بھو (فضا) میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور لوگوں نے دیکھا اور ان کی آواز سنی اور اس روز بہت سے یہودی اور عیسائی مسلمان ہوئے۔

شیخ ابوالحسن الجوتقی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ ابوالحسن الجوتقی ہیں آپ بھی اکابرین مشائخ عراق اور عظمائے عارفین سے تھے کرامات و مقامات عالیہ اور تشریف تام رکھتے تھے بہت سے خوارق عادات اللہ تعالیٰ نے آپ کے دست مبارک پر ظاہر کئے اور بہت سے امور مخفیہ کو آپ کی زبان پر گویا کیا آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد اور عمل و علم دونوں میں کامل تھے۔

شیخ علی بن الہیتی کی خدمت بابرکت سے آپ مستفید ہوئے اور آپ ہی کی طرف آپ اپنے آپ کو منسوب بھی کرتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی آپ آیا جایا کرتے تھے۔ شیخ بقاء بن بطو۔ شیخ عبدالرحمن الطفسونجی ابوسعید القیلوی وغیرہ سے آپ نے ملاقات کی۔

آپ کی صحبت بابرکت سے اکابرین کی ایک بہت بڑی جماعت مستفید ہوئی۔ شیخ ابو محمد عبدالرحمن البغدادی بن جمیش آپ کی طرف منسوب تھے نیز صلحاء سے کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا۔

آپ کا کلام

آپ نے فرمایا: کہ علماء کا فساد دو باتوں میں ہے:

اول: یہ کہ علم پر عمل نہ کریں

دوم: یہ کہ جس بات کا علم نہ ہو اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور کلام لایعنی اور جس

امر سے کہ روکے جائیں باز نہ رہیں اور ہر ایک سے انیست رکھنا ادا بار کی نشانی ہے۔

اور شقاوت کی تین علامتیں ہیں:

اول: یہ کہ علم حاصل ہو اور عمل سے محروم رہے
دوم: یہ کہ عمل کرتا ہو مگر اخلاص سے محروم رہے
سوم: یہ کہ اہل عرفان کی صحبت میں رہ کر ان کی تعظیم نہ کرے

اور یاد رہے کہ علم حرزِ جان اور جہل غرور ہے اور صدق امانت اور صلہ رحمی بقاء اور قطع رحمی مصیبت ہے اور صبر شجاعت اور کذب عاجزی اور صدق ثبوت ہے اور ہر ایک شخص کو چاہئے کہ ایسے شخص کی صحبت میں رہا کرے جو کہ اس کو آدابِ شریعت سے متنبہ اور اس کی غفلت شعاری میں اس کے حال و احوال کی حفاظت کرتا رہے۔

دُعائے مستجاب

آپ اکثر اوقات یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

”اللهم يا من ليس في السموات من قطرات وفي الارض من حبات ولا في هبوب الريح والبعات ولا في قلوب الخلق من خطرات ولا في اعضائهم من حركات ولا في اعينهم ان لحظات الا وهى لك شهادات وعليك والات وبربوبيتك معترفات و في قدرتك متحيرات فاسئلك يا الله بالقدرة التي تحير بها من في السموات والارض ان تصلي على محمد وعلى اله وصحبه وذرياتهم“
یعنی اے اللہ! آسمان کے تمام قطرے اور زمین کے سارے دانے کل سخت سے سخت آندھیاں اور تیری مخلوق کے دلوں کے کل خطرات اور ان کی آنکھوں کے نظارے سب کے سب تیری گواہی دیتے ہیں اور تیری ذات پاک پر صریحاً دلالت کرتے ہیں اور تیری ربوبیت کے معترف اور تیری قدرت میں متحیر ہیں تیری اس قدرت کی برکت سے جس نے کہ کل آسمان زمین والوں کو متحیر کر رکھا ہے دعا مانگتا ہوں کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور اصحاب اور ذریات پر درود بھیج آمین!

جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو اسے چاہئے کہ یہ دعا پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہوگی آپ اکثر مندرجہ ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے۔

اشار قلبی الیک کیمَا یرى الذی لا تراہ عینی
میرے دل نے تیری طرف اشارہ کیا تاکہ وہ اس ذات کا مشاہدہ کرے جو کہ ظاہری آنکھوں سے نہیں دکھائی دیتی۔

وانت تلقی علی ضمیری حلاوة السؤال والتمنی
میرے دل پر تو ہی القاء کیا کرتا ہے حلاوت سوال اور حلاوت اشتیاق کو۔

تربد منی اختبار شیء وقد علمت المراد منی
تو میری آزمائش کرنا چاہتا ہے اور تجھے معلوم ہے جو کچھ میری مراد ہے۔

ولیس فی سواک حظ فکیف ماشئت فاخترنی
وہ یہ ہے کہ بجز تیری ذات کے اور کسی شے سے مجھے راحت نہیں سو جس طرح سے کہ تو چاہے مجھے آزما۔

آپ کی فضیلت و کرامات

شیخ عمر المزاز نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ شیخ علی بن الہیتی کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی تو حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس وقت شیخ بقاء بن بطوش ابو سعید القیلوی اور شیخ احمد الجوسی الصرصری وغیرہ بھی موجود تھے۔ شیخ علی بن الہیتی نے آپ (یعنی شیخ ابوالحسن الجوسی) کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور آپ نے دسترخوان بچھایا اور دسترخوان بچھا کر آپ متفکر کھڑے رہے کہ مشائخ موصوف میں سے پہلے کس کے سامنے نان رکھیں۔ بعد ازاں آپ نے بہت سے نان اٹھا کر اور دفعتاً بیچ میں چھوڑ دیئے جس سے نان چاروں طرف پھیل گئے بدوں اس کے کہ کسی کے سامنے رکھنے کی ضرورت پڑتی حاضرین اس لطیفہ سے بہت خوش ہوئے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ آپ کے خادم ابوالحسن نے اس وقت کیا عمدہ بات کی ہے شیخ علی بن الہیتی نے

فرمایا: کہ حضرت میں اور وہ دونوں آپ کے خادم ہیں۔

پھر شیخ علی بن ابیہتی نے آپ سے یعنی شیخ ابوالحسن الجوسقی سے فرمایا: کہ وہ آپ کی یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا کریں یہ سن کر آپ یعنی شیخ ابوالحسن جوسقی نہایت ابدیدہ ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ابوالحسن نے جس نہر سے کہ پانی پیا ہے وہ اسی کو دوست رکھتے ہیں لہذا آپ نے ان کو ان کے شیخ شیخ علی بن ابیہتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہی رہنے کی اجازت دیدی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

شیخ مسعود الحارثی بیان کرتے ہیں کہ میں اور شیخ عبدالرحمن بن ابی الحسن و شیخ عمران البریدی و الذارانی شیخ ابوالحسن الجوسقی کی خدمت میں گئے تو آپ کی طرف جاتے ہوئے دجلہ پر سے جو کہ جوسق کے بالمقابل واقع تھی گزرے تو یہاں پر ہمیں ایک نہایت بد صورت شخص جو کہ زنجیروں سے جکڑا ہوا پڑا تھا ملا اس نے ہمیں اپنے پاس بلا کر کہا: کہ جب تم شیخ ابوالحسن الجوسقی کی خدمت میں جاؤ تو ان سے میرے لئے سفارش کرنا کہ وہ مجھے چھوڑ دیں کیونکہ انہوں نے مجھے یہاں پر اس طرح محبوس کیا ہے عرض! جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے اور ہم نے اس شخص کی نسبت کچھ کہنا چاہا تو آپ نے فرمایا: کہ یہ شیطان ہے تم اس کے حق میں مجھ سے کچھ سفارش نہ کرنا کیونکہ یہ ان فقراء کے نزدیک جو کہ ہم سے دور رہتے ہیں آیا کرتا تھا اور ان کے دلوں میں تشویش پیدا کرتا تھا اور میں ہر دفعہ اس کو منع کیا کرتا اور ڈرایا کرتا تھا اور یہ مجھ سے عہد کر کے قسم کھا لیتا تھا کہ پھر یہ ان کے پاس نہ جائے گا جب کئی دفعہ یہ اپنا عہد توڑ چکا تو اب کی دفعہ میں نے اسے محبوس کر رکھا ہے جیسا کہ تم دیکھ آئے ہو۔

آپ جوسق میں جو کہ بلاد عراق میں سے ایک شہر کا نام ہے اور جو کہ ایک نہر اور پہاڑ پر واقع ہے سکونت پذیر تھے اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون بھی کئے گئے اور آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے اور لوگ زیارت کیا کرتے ہیں۔ رضی اللہ

عنہ

شیخ عبدالرحمن الطفسونجی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ عبدالرحمن الطفسونجی الاسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اکابرین واعیان مشائخ عظام سے تھے۔ کرامات جلیلہ اور تصرف نافذ رکھتے تھے اور اکثر اوقات امور مخفیہ کی خبر دیا کرتے تھے اور پھر جس امر کی نسبت آپ جو کچھ کہتے تھے وہ بعینہ اسی طرح سے واقع ہوا کرتا تھا۔

آپ کی فضیلت و کرامات

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آ کر کہا: کہ حضرت میرے کچھ کھجور کے درخت ہیں مگر ان میں کھجوریں نہیں لگتیں اور میرے پاس کئی گائے ہیں وہ بچے نہیں دیتیں آپ نے اس شخص کے لئے دعا کی اور اسی سال اس کے درختوں میں پھل آنے شروع ہو گئے اور اسی سال میں اس کی گائیوں نے بچے دیئے اور کثرت سے اس کے گھر میں مویشی ہو گئے اور بکثرت دودھ ہونے لگا۔

ایک شخص نے آپ سے کہا: کہ حضرت آپ کا فلاں مرید کہتا ہے کہ جو کچھ آپ کو عطا ہوا ہے اتنا ہی مجھے عطا ہوا ہے آپ نے فرمایا: کہ جس نے مجھے عطا فرمایا ہے اسی نے اس کو بھی عطا فرمایا ہے لیکن میرے برابر اس کو عطا نہیں فرمایا پھر آپ نے فرمایا: کہ میں اسے تیر مارتا ہوں تھوڑی دیر سرنگوں رہے اور فرمایا: کہ میں نے اسے تیر مارا اور اسے لگا اور اب پھر دوسرا تیر مارتا ہوں اور تھوڑی دیر سرنگوں رہے اور فرمایا: کہ میں نے اسے دوسرا تیر مارا اور اسے میرا تیر لگا بھی اور اب پھر تیسرا تیر مارتا ہوں اگر یہ تیر بھی اسے لگا تو معلوم ہو جائے گا کہ اسے بھی میرے برابر عطا ہوا ہے پھر آپ تھوڑی دیر سرنگوں رہے اور فرمایا دوڑو اس کا انتقال ہو گیا لوگ گئے تو اسے مردہ پایا۔

آپ مریدوں کی تربیت اور ان کی ترقی بتدریج کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اس سے فرماتے تھے کہ کل تم اپنے مقصود کو پہنچ جاؤ گے پھر جب وہ واصل الی اللہ ہو جاتا تو آپ فرماتے۔ ”ھا انت وربک“ یعنی تو اور تیرا پروردگار تجھ کو کافی ہے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا: سبحان من سبح له الوحوش فی القفار پاک ہے وہ ذات کہ تمام وحشی جانور جنگل میں جس کی تسبیح کیا کرتے ہیں تو تمام بڑے چھوٹے جنگلی جانور آپ کے پاس آ کر اپنی اپنی آوازوں میں بولنے لگے اور شیر اور ہرن اور خرگوش وغیرہ کل جانور مخلوط ہو کر ایک جگہ جمع ہو گئے اور بعض بعض جانور آپ کے قدموں پر آ کر لوٹنے لگے پھر آپ نے فرمایا: ”سبحان من سبحت له الطيور فی اوکارها“ ”پاک ہے وہ ذات کہ تمام پرندے اپنے گھونسلوں میں جس کی تسبیح کرتے ہیں۔“ تو اس وقت تمام انواع و اقسام کے پرندے جو میں آپ کے سر مبارک پر آ کر بھر گئے اور عمدہ عمدہ لہجوں میں چہچہانے لگے پھر آپ نے فرمایا: ”سبحان من سبحه الريح العواصف“ ”پاک ہے وہ ذات کہ ہوائیں اور آندھیاں جس کی تسبیح کرتی ہیں“ تو مختلف اور نہایت لطیف ہوائیں چلنے لگیں پھر آپ نے فرمایا: ”سبحان من سبحه الجبال الشوامخ“ ”پاک ہے وہ ذات کہ پہاڑ اور چٹانیں جس کی تسبیح کرتے ہیں“ تو جس پہاڑ پر کہ آپ بیٹھے تھے وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا اور اس کی بہت سی چٹانیں ہل کر نیچے گر گئیں۔

ایک روز آپ نماز جمعہ کے لئے جاتے ہوئے خچر پر سوار ہونے لگے مگر سوار ہوتے ہوئے رکاب سے پیر کھینچ لیا اور پھر ذرا سا توقف کر کے خچر پر سوار ہوئے لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بھی اپنے خچر پر سوار ہونے کو تھے اس لئے میں نے نہیں چاہا کہ میں آپ سے پہلے سوار ہو جاؤں۔

آپ کے صاحبزادے شیخ ابوالحسن علی الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد ماجد سفر کے ارادے سے نکلے اور سوار ہوتے ہوئے رکاب پر پیر رکھ کر واپس آ گئے آپ سے واپسی کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: کہ زمین میں کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا کہ جہاں میرا قدم ساکے پھر آپ تادم حیات کبھی طفسونج سے نہیں نکلے۔

طفسونج بلاد عراق میں سے ایک شہر کا نام ہے کبیر سن ہو کر یہیں آپ نے وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے قبر آپ کی اب تک ظاہر ہے اور لوگ زیارت کرتے ہیں۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ کے صاحبزادے موصوف نے آپ

سے کہا: کہ مجھ کو آپ کچھ وصیت کیجئے آپ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت و تابعداری اور ہمیشہ ان کی تعظیم و تکریم کرتے رہنا آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں آئے آپ نے ان کی بڑی عزت کی اور انہیں خرقہ پہنایا اور اپنی صاحبزادی ان کے نکاح میں دی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

شیخ بقاء بن بطور رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ بقاء بن بطور رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اکابرین مشائخ عراق سے اور صاحب احوال و کرامات تھے آپ منجملہ ان چار مشائخ کے ہیں جو کہ باذنہ تعالیٰ مبروص کو اچھا اور نابینا کو بینا اور مردے کو زندہ کرتے تھے جیسا کہ ہم اور کئی جگہ بیان کر آئے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تعظیم و تکریم اور بسا اوقات آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔

آپ کی فضیلت و کرامات

ایک روز آپ کرامات اولیاء بیان کر رہے تھے اس وقت آپ کے پاس ایک شخص صاحب احوال و کشف و کرامات بیٹھے ہوئے تھے یہ شخص آپ سے کہنے لگے کہ ایسا کون شخص ہے جو کہ اگر کنوئیں سے پانی طلب کرے تو اس کے لئے ڈول میں سونا نکل آئے یا جس طرف نظر توجہ سے دیکھے تو وہ جانب سونے سے پر ہو جائے اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو اسے کعبہ سامنے نظر آئے؟ (چنانچہ ان کا یہی حال تھا) آپ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور تھوڑی دیر سرنگوں رہے تو ان کا حال ان سے سلب ہو گیا پھر انہوں نے آپ سے معذرت کی آپ نے فرمایا: کہ جو چیز کہی جا چکی وہ اب نہیں لوٹ سکتی۔

ایک دفعہ تین فقہاء شب کو آپ کی زیارت کرنے آئے اور عشاء کی نماز انہوں نے آپ ہی کے پیچھے پڑھی آپ جیسا کہ چاہئے قرأت کا پورا حق ادا نہ کر سکے جس سے فقہائے موصوف کو کسی قدر آپ سے بدظنی ہوئی مگر انہوں نے آپ سے کچھ کہا نہیں اور شب کو

فقہائے موصوف آپ ہی کے زاویہ میں رہے اور انہیں احتلام ہو گیا اس شب سردی بھی بھڑکت تھی مگر فقہائے موصوف اسی وقت اٹھ کر نہر پر جو کہ آپ ہی کے زاویہ کے روبرو واقع تھی غسل کرنے لگے اور ان کے کپڑوں پر ایک بہت بڑا شیر آ بیٹھا، فقہائے موصوف سردی کی وجہ سے نہایت پریشان ہوئے اتنے میں آپ نکل کر نہر پر آئے اور شیر آپ کے قدموں پر لوٹنے لگا اور آپ اسے اپنی آستین سے مارتے ہوئے فرمانے لگے کہ تو ہمارے مہمانوں سے کیوں تعرض کرتا ہے گو انہوں نے ہمارے ساتھ سوء ظنی کی تو اس وقت شیر بھاگ گیا اور فقہائے موصوف نے پانی سے نکل کر آپ سے معذرت کی آپ نے فرمایا: کہ آپ لوگوں نے زبان کی اصلاح اور ہم لوگوں نے دل کی اصلاح کی ہے۔

ایک دفعہ گاؤں میں آگ لگی اور دور تک پھیل گئی آپ گئے اور آگ کے پاس کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا: کہ اے آگ! بس یہیں تک رہ آگ اسی وقت بجھ گئی۔

آپ قریہ آبنوس جو کہ قریٰ نہر الملک میں سے ایک گاؤں کا نام ہے سکونت پذیر تھے اور یہیں پر آپ نے وفات بھی پائی آپ کی عمر اس وقت 80 سال سے متجاوز تھی آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے اور لوگ اس کی زیارت کیا کرتے ہیں۔ رضی اللہ عنہ

منجملہ ان کے قدوة العارفين حضرت شیخ ابوسعید علی القیلوی یا بقول بعض ابوسعید القیلوی رضی اللہ عنہ ہیں۔

آپ بھی صاحب احوال و کرامات جلیلہ اور ان چار مشائخ میں سے تھے جن کا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں آپ جس امر کے لئے دعا فرماتے تھے تو آپ کی دعا قبول ہوتی تھی اور جس مریض کی کہ آپ عیادت کرتے تھے خدائے تعالیٰ کے فضل سے وہ شفا پاتا تھا اور جس ویران دل کی طرف کہ آپ نظر توجہ کرتے تھے وہ دل محبت الہی سے معمور ہو جاتا تھا۔

آپ مفتی زمانہ اور فقہائے معتبرین سے تھے شیخ ابوالحسن علی القرشی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد المدینی رحمۃ اللہ علیہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ مبارک بن علی الجلیلی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد بن علی القیدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشائخ عظام آپ کی صحبت ابرکت سے مستفید ہوئے۔

ایک دفعہ آپ نے ایک چٹان پر کھڑے ہو کر جو کہ قیلویہ کے ایک میدان میں پڑی ہوئی تھی اذان کہی اور جب اذان کہتے ہوئے آپ نے اللہ اکبر کہا تو آپ کی تکبیر کی ہیبت سے چٹان کے پانچ ٹکڑے ہوئے اور زمین لرز گئی۔

ایک دفعہ آپ کے بعض مرید آپ کے لئے لوٹے میں پانی بھر کر لارہے تھے کہ لوٹا گر کر ٹوٹ گیا اور پانی بھی ضائع ہو گیا آپ نے آ کر اس لوٹے کو اٹھایا تو وہ درست ہو کر جیسا کہ تھا ویسا ہی پانی سے لبریز ہو گیا۔

ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ اثنائے وعظ میں روافض کی ایک بڑی جماعت آپ کے پاس دو مٹکے کہ جن کا منہ بند تھا لے کر آئی جس شخص کے پاس یہ دونوں مٹکے تھے اس سے آپ نے فرمایا: کہ تم لوگ روافض ہو اور میرا امتحان کرنے آئے ہو پھر آپ نے تخت پر سے اتر کر ایک مٹکے کو کھولا تو اس میں سے ایک لنگڑا بچہ نکلا اس سے آپ نے فرمایا: تم باذن اللہ تو یہ اٹھ کر دوڑنے لگا اور دوسرے مٹکے کا منہ کھولا تو اس میں سے ایک تندرست بچہ نکلا اس سے آپ نے فرمایا: کہ بیٹھا رہ تو اس کے پیر میں لنگ ہو گیا اور لنگ ہو جانے سے اسی جگہ بیٹھا رہا جب ان لوگوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو یہ سب کے سب آپ کے دست مبارک پر تائب ہو گئے اور قسم کھا کر کہنے لگے کہ اس راز سے بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی واقف نہ تھا۔

آپ علمائے کرام کا لباس پہنا کرتے تھے اور خچر پر سواری کیا کرتے تھے آپ نہایت خوش طبع و مجمع مکارم اخلاق تھے۔

آپ کا وصال

آپ قرئی نہر الملک میں سے قریہ قیلویہ میں سکونت پذیر تھے اور 557 ہجری میں یہیں پر آپ نے کبیر سن ہو کر وفات پائی اور آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کے صاحبزادے ابوالخیر سعید نے آپ سے کہا: کہ آپ مجھ کو کچھ وصیت کیجئے آپ نے ان سے فرمایا: کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تعظیم و تکریم میں رہنا انہوں نے کہا: کہ آپ مجھے ان کے حال

سے آگاہ کیجئے تو آپ نے فرمایا: کہ آپ اس وقت زیحانہ اسرار اولیاء اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

شیخ مطر الباذرانی رحمۃ اللہ علیہ

مجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ مطر الباذرانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اکابرین مشائخ عراق سے اور صاحب احوال و کرامات جلیلہ تھے۔

آپ کی نظر کیمیا اثر

شیخ احمد الہروی نے بیان کیا ہے کہ آپ جس گنہگار کی طرف نظر کرتے تھے تو وہ فوراً آپ کا مطیع و فرمانبردار ہو جاتا تھا اور جس غفلت شعار کی طرف دیکھتے تو وہ بیدار و ہوشیار ہو جاتا تھا اور جو یہودی یا عیسائی شخص کہ آپ کے پاس آیا فوراً مسلمان ہو گیا جس زمین پر سے آپ گزرتے تھے وہ زمین آپ کی برکت سے سرسبز و شاداب ہو جاتی تھی اور جس امر کے لئے کہ آپ دعا کرتے فوراً قبولیت دعا کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے۔

ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے ساتھ پانچ شخص اور بھی تھے آپ ہمارے آنے سے بہت خوش ہوئے اور آپ نے ہمارے لئے قریباً ڈیڑھ سیر دودھ نکالا اور ہم نے اس دودھ میں سے اتنا پیا کہ ہم سیر ہو گئے بعد ازاں سات شخص اور آئے اور اسی میں سے انہوں نے بھی پیا اور وہ بھی سیر ہو گئے اس کے بعد دس شخص اور آئے اور وہ بھی پی کر سیر ہو گئے اور دودھ صرف ڈیڑھ سیر ہی تھا اور اس سے زیادہ نہ تھا۔

ایک دفعہ آپ نے خواب میں ایک عظیم الشان درخت دیکھا جس کی شاخیں بکثرت اور قریب باذران سے متصل تھیں آپ نے صبح آ کر یہ خواب اپنے شیخ شیخ تاج العارفين سے بیان کی آپ نے فرمایا: کہ مطر اس درخت سے میری ذات مراد ہے تم جا کر قریب باذران میں سکونت اختیار کرو یہ قریب باذران قریٰ عراق میں سے ایک قریب کا نام ہے چنانچہ آپ اس قریب میں آ کر سکونت پذیر ہوئے اور یہیں پر آپ نے وفات پائی۔

جب آپ کی وفات کا زمانہ قریب ہوا تو آپ کے صاحبزادے ابو الخیر کر دم نے آپ

سے کہا: کہ میں آپ کے بعد کس کی اقتداء کروں تو آپ نے فرمایا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میں نے پھر آپ سے یہی پوچھا تو پھر بھی آپ نے یہی کہا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اور فرمایا: کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ انہی کی اقتداء کریں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

شیخ ماجد الکروی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوة العارفين شیخ ماجد الکروی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اہل قوسان سے (جو کہ عراق کے ایک قریہ کا نام ہے) تھے اور احوال و کرامات جلیلہ رکھتے تھے۔

آپ کی فضیلت و کرامات

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک شخص آئے اور کہنے لگے کہ میں نے حج بیت اللہ کا ارادہ کر لیا ہے آپ نے ان کو اپنا ایک پیالہ دیدیا اور فرمایا: کہ اگر تم وضو کرنا چاہو تو یہ تمہارے لئے پانی ہے اور اگر پیاس لگے تو یہ تمہارے لئے دودھ ہے اور اگر تم پر بھوک کا غلبہ ہو تو یہ تمہارے لئے ستو ہے۔ یہ شخص آپ کے اس عطیہ کے نہایت مشکور ہوئے اور حج بیت اللہ کو گئے اور آپ کا یہ عطیہ ان کی مندرجہ بالا ضرورتوں کے لئے کافی و دانی ہوا۔ یہ شخص شیخ تاج العارفين رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔

آپ کے صاحبزادے سلیمان بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ کی خدمت بابرکت میں دس بارہ شخص آئے آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ جاؤ خلوت خانہ میں سے کھانا نکال لاؤ خلوت خانہ میں اس وقت کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہ تھی مگر اس وقت آپ کی خلاف ورزی نہ کر سکا اور خلوت خانہ میں چلا گیا تو مجھے وہاں انواع و اقسام کے کھانے ملے میں انہیں آپ کے پاس لے آیا اس کے بعد پندرہ شخص اور آئے پھر آپ نے مجھ سے ایسا ہی فرمایا اور میں خلوت خانہ میں گیا تو اس دفعہ بھی مجھے وہاں انواع و اقسام کے کھانے ملے۔ اس کے بعد آپ کے پاس میں شخص اور آگئے اور ان کے لئے بھی میں یہی کھانے نکال کر لے آیا بعد ازاں آپ نے اپنے دونوں خادموں کی

طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اسی حالت میں وہ اپنے گھر لائے گئے اور چھ ماہ تک ان کی یہی حالت رہی پھر چھ ماہ کے بعد وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے معذرت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمیں یہ خیال ہوا کہ یہ واقعہ سحر تھا کہ جس کی وجہ سے آپ ہم پر خفگی فرما رہے ہیں۔

ایک دفعہ آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ سلیمان اس پہاڑ پر جا کر دیکھو تمہیں وہاں رجال الغیب سے تین شخص ملیں گے تم ان سے میرا سلام کہنا اور ان سے پوچھنا کہ آپ کو کس چیز کی خواہش ہے؟ غرض میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے دریافت کیا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا: کہ مجھے اتار کی خواہش ہے اور ایک نے کہا: کہ مجھے سب کی خواہش ہے اور ایک شخص نے کہا: مجھے انکو کی خواہش ہے۔ میں نے واپس آ کر آپ کو اطلاع دی آپ نے فرمایا: کہ یہ تینوں میوے فلاں درخت سے توڑ لاؤ میں اس درخت سے یہ تینوں میوے توڑ لایا اس سے پہلے میں نے اس درخت کو خشک دیکھا تھا پھر آپ نے یہ تینوں میوے دیکھ کر فرمایا کہ جاؤ ان کو دے آؤ میں ان کے پاس لے گیا اور ان میں سے دو شخصوں نے اپنی چیز لیکر کھالی مگر جس شخص نے کہ سب مانگا تھا اس نے سب نہیں لیا اور کہا: کہ یہ میں تمہیں دیتا ہوں۔ اس کے بعد یہ دونوں شخص ہو ا میں اڑ کر چلے گئے مگر یہ شخص ان کے ساتھ نہیں جاسکے پھر آپ نے آن کر ان کے لئے دعا کی اور سب میں سے کچھ ان کو کھلایا اور کچھ خود آپ نے کھایا اور ان کے کندھے پر آپ نے ہاتھ مارا تو یہ شخص بھی اڑ کر چلے گئے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کی نہایت تعریف کیا کرتے تھے آپ کے سن تولد وغیرہ کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا 564 ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابو مدین شعیب المغربی رحمۃ اللہ علیہ

مجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ ابو مدین شعیب المغربی ہیں آپ اکابرین مشائخ مغرب و عظمائے عارفين اور ائمہ محققین سے تھے اور کرامات و مقامات عالیہ رکھتے تھے آپ اوتاد مغرب سے تھے اور اسرار حقائق و معارف کے آپ خزانہ تھے آپ کو تصریف تام اور

مقامات ولایت میں مقام وسیع حاصل تھا آپ سے عجائبات و خوارقِ عادات بکثرت ظہور میں آتے تھے اسرار و معارف اور فنونِ حکمیہ ہمیشہ آپ کی زبان سے بیان ہوا کرتے تھے آپ شریعت و طریقت دونوں کے جامع اور بلادِ مغرب کے ایک نامور مفتی تھے اور مذہب مالکی رکھتے تھے قبولیتِ عامہ آپ کو حاصل تھی دور دراز کے طلبہ آپ کے پاس آتے اور آپ سے مستفید ہوتے تھے۔

شیخ عبدالرحمن بن حجون المغربی و محمد بن احمد القرشی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبداللہ القشانی الفارسی رحمۃ اللہ علیہ قدوة الصالحین شیخ زکائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشائخِ عظام نے آپ سے علمِ طریقت حاصل کیا ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اہلِ طریقت نے فخرِ تلمذ حاصل کیا ہے۔

غرضیکہ آپ اعلیٰ درجہ کے جمیل و ظریف متواضع مجمعِ مکارمِ اخلاق اور متبعِ شرع شریف تھے آپ کی ادعیہ مشہور و معروف ہیں منجملہ ان کے کچھ ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں۔

اللهم ان العلم عندك وهو محبوب ولا اعلم امراً فاختره
لنفسى فقد فوضت اليك امرى وارجوك لفاقتى وفقرى فارشدنى
اللهم انى احب الامور اليك وارضاهها عندك وحمدها عاقبه
عندك فانك تفعل ما تشاء بقدرتك انك على كل شىء قدير .

یعنی اے پروردگار! تمام امور کا علم تجھی کو حاصل ہے اور اس میں سے مجھے کسی بات کا علم نہیں تاکہ میں اس سے کوئی بھلائی حاصل کر سکوں میں اپنے تمام امور اے پروردگار! تجھی کو سونپتا ہوں اور اپنے فقر و فاقہ اور مصیبت میں تجھی سے مدد چاہتا ہوں۔ اے پروردگار! تو انہیں امور کی طرف میری رہنمائی کر جو کہ تیرے نزدیک پسندیدہ اور آخرت میں میرے لئے مفید ہوں کیونکہ جو کچھ تو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور ہر بات پر تجھ کو قدرت حاصل ہے۔

آپ کی فضیلت و کرامات

شیخ عبدالرحیم القتاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ بیان فرمایا

کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا: کہ شعیب! تمہاری دہنی جانب کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! تیری عطا و بخشش ہے پھر فرمایا کہ تمہاری بائیں جانب کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! تیری قضا و قدر ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے شعیب! ہم نے اس کو (یعنی عطا کو) تمہارے لئے زیادہ کیا اور اس کو (یعنی قضا کو) تم سے معاف کیا سو اس شخص کو مر جا ہے جو کہ تمہیں دیکھے یا تمہارے دیکھنے والے کو دیکھے۔

ایک دفعہ آپ نے نماز میں یہ آیت شریف پڑھی ”وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَتْ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا“ اور پڑھ کر اپنے لب چوسے اور نماز کے بعد آپ نے فرمایا: کہ اس وقت مجھے شرابِ طہور کا پیالہ پلایا گیا۔

ایک دفعہ آپ نے یہ آیت شریف پڑھی۔ ”إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ“ اور فرمایا: کہ مجھے ان دونوں فریق کے مقامات دکھائے گئے۔

شیخ صالح زکائی نے بیان کیا ہے کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ مسلمانوں اور فرنگیوں کے درمیان لڑائی ہوئی اس وقت آپ اپنی تلوار اور اپنے مریدوں کو ساتھ لے کر جنگل کی طرف گئے اور جا کر آپ ایک نیلے پر بیٹھ گئے اس کے بعد آپ کے سامنے کا سارا میدان خنزیروں سے بھر گیا اور خنزیر مسلمانوں کی طرف حملہ کرنے لگے تو اس وقت آپ تلوار نکال کر ان میں کود پڑے اور چلا کر بہت سے خنزیروں کو آپ نے قتل کیا اس کے بعد تمام خنزیر بھاگ پڑے اور پھر فرمایا: کہ یہ فرنگی لوگ تھے کہ خدائے تعالیٰ نے انہیں ذلیل کیا اور ان کو شکست دی۔ ہم نے یہ دن اور یہ وقت یاد رکھا اس کے بعد فرنگیوں کے شکست پانے کی خبر آئی اور اس خبر میں یہی دن اور یہی وقت مذکور تھا جب مجاہدین واپس آئے تو وہ آ کر آپ کے قدم بوس ہوئے اور بیان کیا کہ معرکہ میں آپ ہمارے ساتھ شریک تھے اور آپ نے ان کا بہت سا لشکر کاٹ ڈالا یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر پسا ہو کر بھاگ پڑے اور اگر اس وقت آپ نہ ہوتے تو اس روز ہم سب ہلاک ہو گئے ہوتے اور پھر معرکہ کے بعد آپ ہمیں نہیں دکھائی دیئے۔

شیخ صالح زکائی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے اور معرکہ کے درمیان میں ایک ماہ سے زیادہ دنوں کی مسافت تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فرنگیوں نے آپ کو اور بہت سے مسلمانوں کو قید کر لیا اور قید کر کے سب کو ایک بڑی کشتی میں بٹھالیا اور جب وہ اپنی کشتی کا لنگر کھول کر اسے چلانے لگے تو جیسی کھڑی تھی کھڑی رہی اور ذرا بھی وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹی جس سے انہیں آپ کی عظمت و شان معلوم ہوئی اور آپ سے کہنے لگے کہ آپ جائیے ہم نے آپ کو رہا کیا آپ نے فرمایا: کہ میرے ساتھ جتنے اور لوگ ہیں انہیں بھی چھوڑ دو تو ان لوگوں نے آپ کے تمام ہمراہیوں کو بھی رہا کر دیا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ ایک دریا کے کنارے وضو کر رہے تھے کہ اثنائے وضو میں آپ کی انگشتی گر گئی آپ نے فرمایا: کہ اے پروردگار! میری انگشتی مجھے عطا فرما تو ایک مچھلی اسے منہ میں لئے ہوئے اوپر آئی اور آپ نے اس کے منہ سے اپنی انگوٹھی نکال لی۔ آپ بلادِ مغرب میں سکونت پذیر تھے خلیفہ وقت نے آپ سے تبرک حاصل کرنے کے لئے آپ کو بلایا اور آپ خلیفہ موصوف کی طرف روانہ ہوئے جب آپ تلمسان پہنچے تو آپ نے فرمایا: کہ ہمیں بادشاہوں سے کیا واسطہ؟ پھر آپ سواری پر سے اترے اور قبلہ رخ ہو کر آپ نے کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا: کہ اے پروردگار! میں نے تیری طرف جلدی کی تاکہ تیری رضامندی مجھے حاصل ہو اور یہ کہہ کر پھر آپ کی روح پرواز ہو گئی اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔ (رضی اللہ عنہ)

شیخ ابوالبرکات صحر بن صحر بن مسافر الاموی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوة العارفين شیخ ابوالبرکات صحر بن صحر بن مسافر الاموی ہیں آپ اکابرین مشائخ عراق سے تھے اور کرامات و مقامات انفاس روحانیہ و فتوحات عالیہ رکھتے تھے۔

آپ اپنے قریہ بیت فارس سے جبل ہکار جا کر مدت تک قدوة السالکین شیخ شرف الدین عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں رہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلیفہ بنے علاوہ ازیں اور بھی بہت سے مشائخین سے آپ نے ملاقات کی اور کثیر التعداد صلحائے زمانہ اور آپ کے صاحبزادے شیخ ابوالبرکات کہ عنقریب ہی جن کا ذکر کیا جائے گا

آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے آپ کریم الشمائل صاحب حیا و مروت اور نہایت عقیل و فہیم بزرگ تھے۔

آپ کا کلام

محبت الہی کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص محبت الہی کی شراب پیتا ہے اس کا نشہ بدوں مشاہدہ محبوب نہیں اترتا۔ شرابِ نبوت الہی کا سکر گویا وہ شب ہے کہ جس کی صبح مشاہدہ جمالِ محبوب ہے جیسے کہ صدق وہ درخت ہے کہ جس کا پھل مجاہدہ و ریاضت ہے۔ محبت کے تین اصول ہیں: وفا، ادب و مروت۔

وفا یہ ہے کہ اس کی وحدانیت و فردانیت میں اپنے دل کو منفرد کر کے انفرادی قلب حاصل کرے اور مشاہدہ الہی میں ثابت قدم رہے اور اس کے نورِ ازلیت سے مانوس رہے۔ ادب یہ ہے کہ خطرات کی مراعات و حفظِ اوقات اور ماسوا سے انقطاع کرتا رہے مروت یہ ہے کہ قولاً و فعلاً صدق و صفا کے ساتھ ذکر اللہ پر اور ظاہر و باطن میں اغیار سے روگردانی کر کے ہرگز اللہ پر ثابت قدم رہے اور حالاتِ آئندہ کی رعایت کر کے حفظِ اوقات کرتا رہے۔

جب بندے میں یہ تینوں خصلتیں جمع ہو جاتی ہیں تو وہ لذت وصال پانے لگتا ہے اور اس کے مقامِ سر میں آتشِ اشتیاق بھڑک اٹھتی ہے۔

آپ کی کرامات

شیخ ابوالفتح نصر بن رضوان بن مروان الذرانی اللہ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ موسمِ خریف میں مجھے آپ کے ساتھ آپ کے زاویہ سے پہاڑ تک جانے کا اتفاق ہوا اس وقت آپ کے بعض رفقاء نے کہا: کہ آج ہمارا انار ترش و شیریں کھانے کو جی چاہتا ہے بعد ازاں ہم نے دیکھا کہ اطراف و جوانب کے تمام درخت انار سے بھر گئے اور آپ نے فرمایا: کہ تم نے انار کی خواہش کی ہے سو اسے توڑو اور کھاؤ غرض ہم نے بہت سے انار توڑے اور کھائے اور ایک ہی درخت میں سے ہم نے ترش اور شیریں دونوں قسم کے انار توڑے اور اس قدر کھائے کہ ہم سیر ہو گئے پھر جب ہم وہاں سے واپس آئے تو کسی درخت پر ایک انار

بھی نظر نہیں آیا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ شیخ نصر اللہ بن علی الحمیدی الشیبانی الہکاری پہاڑ کے کنارے پر سے جا رہے تھے اور اس روز ہوا بہت تیز تھی اور خصوصاً اس وقت ایک بہت بڑی آندھی آئی اور پہاڑ میں بھی کچھ اضطراب سا پیدا ہو گیا اور شیخ موصوف پہاڑ پر سے گرے آپ اس وقت پہاڑ کے سامنے ہی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا تو پہاڑ تھم گیا اور شیخ موصوف ہوا میں معلق رہ گئے گویا کسی نے ان کو تھام رکھا ہے پھر آپ نے ایک گھڑی کے بعد فرمایا: کہ اے ہوا تو ان کو ان کی جگہ پہاڑ پر پہنچا چنانچہ شیخ موصوف بذریعہ ہوا کے پھر اپنی جگہ پہاڑ پر پہنچ گئے۔

ابو الفضل معالی بن نبهان التمیمی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں قریباً سات برس تک آپ کی خدمت بابرکت میں رہا ایک وقت کھانے کے بعد میں آپ کے ہاتھ دھلا رہا تھا آپ نے اس وقت مجھ سے فرمایا: کہ تم مجھ سے اس وقت چاہو کیا چاہتے ہو میں نے کہا: حضرت آپ میرے واسطے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قرآن یاد کرنا سہل کر دے چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے مجھ پر قرآن مجید یاد کرنا سہل ہو گیا یہاں تک کہ آٹھ ماہ میں میں نے پورا قرآن مجید یاد کر لیا اور اس سے پہلے میری یہ حالت تھی کہ میں ایک آیت کو تین تین دن میں یاد کیا کرتا تھا اور اب میں شب و روز قرآن مجید پڑھا کرتا ہوں علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے میری ہر ایک مشکل کو آسان کر دیا۔

آپ کے صاحبزادے ابوالکفاخر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ہمیشہ نماز میں فضول حرکتیں کہ جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے کیا کرتا تھا آپ نے بارہا اس کو منع کیا لیکن یہ شخص اپنی حرکت سے باز نہیں آیا اور ایک دفعہ آپ نے اس سے کہا: کہ یا تو تو اپنی حرکت سے باز آ ورنہ اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھ بیکار کر دے گا۔ اسی وقت سے اس کے دونوں ہاتھ بیکار ہو گئے ایک روز یہ شخص نہایت آبدیدہ ہو کر آپ کی خدمت میں آیا اور نہایت عاجزی کرنے لگا آپ نے فرمایا: کہ اب تمہاری یہ عاجزی کچھ کام نہیں آسکتی جبکہ خدائے تعالیٰ کا غضب تم پر آچکا چنانچہ اس شخص کے دونوں ہاتھ تادم حیات بیکار ہی رہے۔

آپ جبل ہکار سے قریب مقام لالش میں سکونت پذیر تھے اور یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں آپ مدفون بھی ہوئے آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ رضی اللہ عنہ
شیخ ابوالمفاخر عدی بن صخر بن صخر بن مسافر الاموی الہکاری رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے آپ ہی کے صاحبزادے موصوف شیخ ابوالمفاخر عدی بن ابی البرکات صخر بن صخر بن مسافر الاموی الشامی الاصل الہکاری المولد والدار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔
 آپ بھی اکابرین مشائخ عراق سے تھے اور مقامات احوال و کرامات عالیہ اور انفاس روحانیہ و تصرف تمام رکھتے تھے آپ اپنے والد ماجد کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے اور بہت کچھ شہرت آپ کو حاصل ہوئی آپ ایک نہایت عقیل و فہیم منہ اضع کریم النفس بزرگ تھے اور علم اور اہل علم کی آپ نہایت عزت کرتے تھے ہمیں آپ کے سن تولد یا سن وفات کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا۔

شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف بن الحسنین بن دہرۃ الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ اعیان مشائخ اسلام سے تھے اور خراسان میں تربیت مہدینا آپ ہی کی طرف منتہی تھی۔ ہمیشہ آپ کی خانقاہ میں علماء و فقہاء کی ایک بڑی جماعت رہا کرتی تھی اور آپ سے مستفید ہوا کرتی تھی اسی طرح سے کثیر التعداد اہل سلوک آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے آپ اپنی صغریٰ ہی سے تاحین حیات زہد و عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور خلوت میں مشغول رہے جس طرح سے کہ آپ نے کثیر التعداد علماء و فقہاء سے فخر تلمذ حاصل کر کے علوم دینیہ کی تکمیل کی اور اسی طرح اعیان خراسان نے آپ سے تلمذ حاصل کیا۔

شیخ علی الجونی بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی ایک مجلس وعظ میں حاضر ہوا آپ وعظ فرما رہے تھے اثنائے وعظ میں آپ سے دو فقہاء نے کہا: کہ بس خاموش رہو تم ایک بدعتی شخص معلوم ہوتے ہو آپ نے فرمایا: کہ تم خاموش رہو خدائے تعالیٰ تمہیں زندگی نصیب نہ کرے

چنانچہ اسی مجلس میں ان دونوں کا انتقال ہو گیا۔

ابن خلقان نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ ایک روز وعظ فرما رہے تھے اور ایک عالم آپ کی مجلس وعظ میں موجود تھا اسی مجلس میں ایک فقیہ جو کہ ابن سقاء کے نام سے مشہور تھا اٹھا اور آپ کی نسبت کچھ اذیت دہ کلمات کہے اور آپ سے کچھ سوالات کئے آپ نے فرمایا: کہ بیٹھ جاؤ تمہارے کلام سے ہمیں کفر کی بو آتی ہے اور عجب نہیں کہ غیر دین اسلام پر تمہارا خاتمہ ہو چنانچہ اسی اثناء میں ملک الروم کا ایک قاصد خلافت پناہی میں آیا ہوا تھا یہ اس کے ساتھ قسطنطنیہ چلا گیا اور وہاں جا کر عیسائی ہو گیا اور اسی پر اس کا خاتمہ بھی ہوا۔

یہ شخص قاری قرآن اور نہایت خوش آواز تھا۔ اس کے دیکھنے والوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس کو قسطنطنیہ کی ایک دکان پر بیمار پڑا ہوا دیکھا اس کے ہاتھ میں اس وقت ایک پنکھا تھا جس سے یہ اپنے منہ پر سے کھیاں اڑا رہا تھا میں نے اس وقت اس سے پوچھا: کہ تمہیں کچھ قرآن بھی یاد ہے یا سب بھول گئے اس نے کہا: کہ صرف مجھے ایک آیت ”رُبَمَا يَوَدُّوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ“ یاد رہ گئی ہے۔ یعنی ایک روز ایسا ہو گا کہ کافر بہترے ہی ارمان کریں گے کہ اے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے۔ اتنی کلام۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اس بلاء سے محفوظ رکھے اور یرکت خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کا خاتمہ بالخیر کرے۔ و صلی اللہ علی النبی پس ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اتقیاء و صلحاء ابرار امت مرحومہ اور اولیاء اللہ و عارفین کاملین سے بداعتقادی نہ کرے اور نہ ان کے ساتھ بدظنی سے کام لے ورنہ ان کی بددعاء تیر بہدف اور سم قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ ”ونسئل العفو والعافیہ وحسن العاتبہ بمحمد والہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ابدأ ابدأ“

ایک وقت کا ذکر ہے کہ ایک عورت آپ کی خدمت بابرکت میں آ کر کہنے لگی کہ فرنگیوں نے میرے لڑکے کو قید کر لیا ہے آپ اسے چھڑا دیجئے آپ نے ہر چند اس کو صبر دلایا مگر یہ عورت ہرگز صبر نہ کر سکی آپ نے فرمایا: کہ اے پروردگار! اس کے لڑکے کو قید سے چھڑا

کر اس کے پاس پہنچا دے پھر آپ نے اس سے فرمایا: کہ جاؤ گھر پر انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا لڑکا تمہیں ملے گا چنانچہ یہ عورت اپنے گھر گئی تو گھر میں اس کا لڑکا موجود تھا۔

اس نے بیان کیا کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں محبوس تھا ایک شخص آیا جسے میں نہیں پہچانتا تھا اور آ کر ایک لمحہ بھر میں مجھے اٹھا لایا اور یہاں پہنچا دیا اس عورت نے واپس آ کر آپ کو اس کے آنے کی خبر دی آپ نے فرمایا: کہ کیا تمہیں اس میں کچھ تعجب معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ جو اپنے تمام کاموں میں بالکل نیک بنتی رکھتے ہیں اور ہر ایک کام کو محض لوجہ اللہ کیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں کو اسی وقت پورا کر دیتا ہے۔

آپ کا وصال

آپ 440ھ میں قرائے ہمدان میں سے قریہ بوز نجد میں تولد ہوئے اور 535ھ میں مضافات ہمدان میں سے قریہ نامین میں ہوازن سے قریہ مرو کی طرف لوٹتے ہوئے آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون بھی ہوئے پھر ایک مدت کے بعد آپ کی نعش کو نکال کر مرو لے جا کر دفن کیا گیا اس وقت تک آپ کی نعش جیسی کہ تھی ویسی ہی رہی اور مرو میں اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ شہاب الدین عمر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

مجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ شہاب الدین عمر بن محمد بن عبداللہ محمد عمویہ السمر وردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ اعلیٰ درجہ کے عالم و فاضل جامع شریعت و طریقت اور اکابرین مشائخ عراق سے تھے اور مقامات و کرامات عالیہ رکھتے تھے۔

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی نسبت فرمایا ہے کہ عمر تم اخیر مشاہیر عراق سے ہو گے۔

آپ اعلیٰ درجہ کے متبع شریعت و تابع سنت نبوی تھے علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور شریعت و طریقت میں مقام رفیع رکھتے تھے نجم الدین بقلیسی جو کہ آپ کے مریدوں میں

سے تھے بیان کرتے ہیں کہ جب کہ میں بغداد میں آپ ہی کی خدمت میں چلہ کشی کے لئے خلوت خانہ میں بیٹھا تو اخیر چلہ میں چالیسویں روز مجھے مشاہدہ ہوا کہ آپ ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے صاع بھر بھر کر لوگوں کو جواہرات تقسیم کر رہے ہیں اور جب یہ جواہرات کم ہو جاتے ہیں تو پھر یکا یک خود بخود بڑھ جاتے ہیں جب میں چلہ کا یہ اخیر دن پورا کر کے خلوت خانہ سے نکلا اور آپ کی خدمت میں آیا تو قبل اس کے کہ میں اس کی نسبت آپ سے دریافت کروں آپ نے فرمایا: کہ جو کچھ تم نے اپنے مشاہدہ میں دیکھا ہے ٹھیک دیکھا ہے اور یہ سب کچھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ہے کہ آپ نے علم کلام کے عوض میں عطا فرمایا کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تصریف تام میں یدِ طولیٰ عطا فرمایا تھا۔ (مترجم) آپ کا قصہ اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ آپ شب و روز علم کلام میں مشغول رہتے تھے اور اس فن کی آپ نے بہت سی کتابیں یاد کر رکھی تھیں اور آپ کے عم بزرگ آپ کو اس میں مشغول رہنے سے منع کیا کرتے تھے چنانچہ ایک روز آپ کے عم بزرگ آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں لے گئے اور فرمایا: کہ یہ میرے بھتیجے شب و روز علم کلام میں مشغول رہتے ہیں اور میں انہیں منع کیا کرتا ہوں مگر یہ نہیں مانتے غرض آپ کی توجہ سے آپ کا سینہ علم کلام سے بالکل صاف ہو گیا اور بجائے اس کے آپ کے سینہ میں حقائق بھر گئے۔ انتہی معارف حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا آپ یہ دعا بکثرت پڑھا کرتے تھے۔

”اللهم بصرنا بعيوب انفسنا لننظر عيوبنا ولا تكلنا على انفسنا

طرفه عين وانصرنا على اعدائنا ولا تفضحنا يوم القيامة انك لا

تخلف الميعاد“

یعنی اے پروردگار! تو ہمیں ہمارے عیوب دیکھنے کی بصیرت دے کہ ہم خود

اپنے عیوب دیکھ لیا کریں اور ایک لمحہ بھر بھی تو ہمیں ہمارے نفسوں پر مت چھوڑ

اور ہمارے دشمنوں پر تو ہماری مدد کر اور اے پروردگار! تو ہمیں قیامت کے دن

ذلیل نہ کرنا بے شک تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ اپنے وقت کے عارفِ کامل اور حقیقت و طریقت میں شیخ وقت تھے خلق اللہ کو آپ نے وصول الی اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی زہد و عبادت و ریاضت و مجاہدات میں مشغول رہے۔

آپ نے اولاً علومِ دینیہ کی تحصیل کی اور حدیث بھی سنی۔ اس کے بعد آپ عرصہ دراز تک خلوت گزریں رہے اور ذکر و اشغال کرتے رہے۔ بعد ازاں آپ نے اپنے عمِ بزرگ کے مدرسہ میں مجلسِ وعظ منعقد کی اور خلقت کثیر آپ کے وعظ میں آنے لگی اور قبولیتِ عامہ آپ کو حاصل ہوئی اور اقطار و جوانب میں دور دور تک آپ کی شہرت ہو گئی اور عام و خاص سب آپ کے فیض و برکت سے مستفید ہوئے۔ امراء و سلاطین کے نزدیک بھی آپ کو بہت کچھ عزت و وقعت حاصل تھی کئی دفعہ آپ شام اور سلطان خوارزم شاہ کی طرف بحیثیتِ قاصد بھیجے گئے اور رباطِ ناصری و رباطِ بسطامی و رباطِ مامونیہ تینوں کے آپ ہی شیخ مقرر تھے پھر اخیر عمر میں آپ کو ضربہ بھی پہنچایا گیا مگر آپ اسی طرح سے بطریقِ اول اور اذکار میں مشغول رہ کر خاطر جمع رہے۔

قاضی القضاة مجیر الدین عبدالرحمن العلیسی نے اپنی ”تاریخ المعتمری فی ابنائے من عبر“ میں بیان کیا ہے کہ شہاب الدین آپ کا لقب تھا اور آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ شافعی المذہب عابد و زاہد اور نہایت ہی بزرگ صالح تھے آپ شیخ الشیوخ تھے اور آپ کی آخر عمر میں آپ کا بغداد میں کوئی نظیر نہیں تھا آپ نے سلوک میں عمدہ عمدہ کتابیں بھی لکھی ہیں مجملہ آپ کی کتب سے کتاب ”عوارف المعارف“ مشہور و معروف ہے۔

شیخ جاگیر الکروی رحمۃ اللہ علیہ

مجملہ ان کے قدوة العارفين شیخ جاگیر الکروی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اعیانِ مشائخ عراق سے تھے اور احوالِ فاخرہ و مقاماتِ عالیہ و انفاسِ نفیہ اور کراماتِ ظاہرہ رکھتے تھے بہت سے عجائبات و خوارقِ عادات اللہ تعالیٰ نے آپ سے ظاہر کرائے جمیع مشائخ عراق اور خصوصاً تاج العارفين آپ کی نہایت تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ شیخ جاگیر

اپنے نفس سے اس طرح نکل گئے ہیں جس طرح سے کہ سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے صلحاء و عباد سے کثیر التعداد لوگ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے آپ اعلیٰ درجہ کے ظریف الشمائل کامل الادب اور شریف الصفات تھے اور ہر حال میں آداب شریعت و قانون عبودیت کو مرعی (رعایت) رکھتے تھے آپ کا قول تھا کہ میں نے کسی مرید سے عہد نہیں لیا مگر یہ کہ میں نے اس کا نام لوح محفوظ میں لکھا دیکھا۔

شیخ ابو محمد الحسن الحمیدی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی روزی بے شک و گمان محض غیب سے ہوتی تھی ایک وقت کا ذکر ہے کہ میں آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا اس وقت آپ کے سامنے سے کئی گائیں نکلیں ایک گائے کی نسبت آپ نے فرمایا: کہ اس گائے کے شکم میں سرخ پچھڑا ہے اور یہ گائے پچھڑے کو فلاں ماہ میں فلاں دن جنے گی اور یہ پچھڑا میرے نذرانہ میں دیا جائے گا اس کے بعد آپ نے ایک اور گائے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ اس کے شکم میں پچھڑا ہے اور یہ گائے فلاں وقت جنے گی اور اس کی کئی صفتیں بیان کر کے فرمایا: کہ یہ بھی ہمارے نذرانے میں دی جائے گی اور فلاں شخص اس کو ذبح کرے گا اور فلاں فلاں شخص اس کو کھائیں گے اور ایک سرخ کتا بھی اس میں سے گوشت لے جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ایک سرخ کتا زاویہ کی طرف آ کر ایک ران اٹھالے گیا ایک وقت کا ذکر ہے کہ ایک نووارد شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ آپ مجھے ہرن کا گوشت کھلایے چنانچہ اسی وقت ایک ہرن آن کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور آپ نے ذبح کرنے کے لئے فرمایا: چنانچہ یہ ہرن ذبح کیا گیا اور اس کا گوشت پکوا کر کھلایا گیا۔

ابو محمد الحسن راوی بیان کرتے ہیں کہ مجھے قریباً سات برس تک آپ کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا مگر بجز اس کے اور کبھی میں نے آپ کے زاویہ پر ہرن نہیں دیکھا آپ ہمیشہ بیابان میں رہے۔

قنطرة الرصاص کے پاس آپ نے اپنا زاویہ بنا لیا تھا یہیں آپ رہا کرتے تھے اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے۔ اس کے بعد لوگوں نے یہاں پر ایک گاؤں بسا لیا اور آپ سے برکت طلب کرتے رہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ عثمان بن مرزوق القرشی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوة العارفين شیخ عثمان بن مرزوق القرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اکابرین مشائخ نصر سے تھے اور احوال و مقامات رفیعہ و کرامات ظاہرہ رکھتے تھے آپ جامع شریعت و طریقت تھے۔

آپ کا کلام

معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا منجملہ اس کے کچھ ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ فکر معرفت الہی و معرفت قدرت و صفات الہیہ کا راستہ ہے اور اس کی حکمت و آیات اس کی نشانیاں ہیں اور عقل و فہم کو اس کی کنہ (حقیقت تہہ وغیرہ) ذات دریافت کرنے کی مطلق طاقت نہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ کی قدرتیں اور اس کی حکمتیں اگر متناہی اور محدود ہوتیں اور انسان کی عقل و فہم اور اس کے علم میں سما سکتیں تو یہ عظمت و قدرت الہیہ سے متعلق ایک قسم کا بہت بڑا نقصان ہوتا۔ ”تعالی اللہ عن ذلك علوا کبیرا“ اسی لئے اسرارِ ازلی اور اسرارِ جلالی آنکھوں سے پوشیدہ رہے معنی وصفی و صف کی طرف راجع ہوئے اور فہم اس کے ادراک سے قاصر رہی اور ملک ملک میں دائر رہا اور مخلوق اپنے مثل کی طرف راجع ہو کر اس کی تلاش میں سرگرداں رہے اور چاروں طرف وہ زبان حال سے خدا کا نام پکارنے لگے پس تمام مخلوق فرش سے عرش تک معرفت الہی کے راستے اور اس کی ازلیت کی کافی دلیلیں ہیں اور تمام کائنات اپنی زبان حال سے اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہے ہیں سارا عالم معرفت الہی کا سبق ہے جس کے حروف کو وہی پڑھ سکتا ہے جس کو بقدر اس کی طاقت کے اس کی بصیرت عطا ہوئی ہے۔

الا کل شیء لہ ایۃ

تدل علی انہ واحد

اور جس دل میں کہ شوق و محبت نہیں وہ دل خراب و ویران ہے اور جس فہم میں کہ آب

معرفت نہ ہو وہ گویا بدلی بے آب ہے اور خلق سے وحشت ہونا اپنے مولا سے مونس ہونے کی دلیل ہے۔

آپ مصر میں سکونت پذیر تھے اور یہیں پر 564ھ میں آپ نے وفات پائی اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے نزدیک آپ مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے اس وقت آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سوید السنجاری رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوة العارفين شیخ سوید السنجاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ دیار بکر میں اعیان مشائخ عظام سے گزرے ہیں آپ احوال فاخرہ و مقامات رفیعہ و ارشادات عالیہ اور کرامات ظاہرہ رکھتے تھے آپ امام العارفين حجة السالکین جامع شریعت و حقیقت تھے قبولیت عامہ آپ کو حاصل تھی اور سنجا میں ریاست علمی و عملی اور تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی۔

شیخ حسن التلعفری رحمۃ اللہ علیہ شیخ عثمان بن عاشور السنجاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشائخ عظام آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے علاوہ ازیں اور بھی بہت سی خلقت نے آپ سے ارادت حاصل کی تمام علماء و مشائخ وقت اور خصوصاً حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے آپ فرماتے ہیں۔

علوم تین قسم پر ہیں: علم من اللہ، علم مع اللہ و علم باللہ و علم الظاہر و علم الباطن و علم الحکم اور خاموشی اعلیٰ درجہ کی عقلمندی ہے اور جب خواہش و نفسانیت غلبہ کرتی ہے تو عقل اس وقت مغلوب ہو جاتی ہے۔

شیخ ابوالمجد سالم بن احمد الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سنجا میں ایک شخص تھا جو کہ سلف صالحین پر بلاوجہ طعن و تشنیع کیا کرتا تھا جب یہ شخص بیمار ہو کر قریب المرگ ہوا تو اس وقت یہ شخص ہر ایک قسم کی باتیں کرتا تھا مگر کلمہ شہادت نہیں پڑھ سکتا تھا بارہا لوگ اسے کلمہ شہادت پڑھ کر سناتے تھے لیکن کسی طرح سے بھی یہ اسے نہیں پڑھ سکتا تھا لوگ اس وقت دوڑ کر آپ کو بلا لائے آپ اس شخص کے پاس آن کر بیٹھے اور تھوڑی دیر آپ سرنگوں رہے پھر

آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھو تو پھر اس شخص نے کلمہ شہادت پڑھا اور کئی دفعہ پڑھا۔

پھر آپ نے فرمایا: کہ چونکہ یہ سلف صالحین پر طعن کیا کرتا تھا اسی لئے اس وقت کلمہ شہادت پڑھنے سے اس کی زبان روک دی گئی تھی میں نے اس وقت جناب باری کی درگاہ میں اس کی سفارش کی تو مجھ سے کہا گیا کہ ہم نے تمہاری سفارش قبول کی بشرطیکہ ہمارے اولیاء بھی اس سے راضی ہو جائیں اس کے بعد میں مقام حضرت الشریفہ میں داخل ہوا اور حضرت معروف الکرخنی رحمۃ اللہ علیہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو بکر بسطامی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے میں نے اس کی طرف سے معافی چاہی۔

پھر اس شخص نے بیان کیا کہ جب میں کلمہ شہادت پڑھنا چاہتا تھا تو ایک سیاہ چیز آن کر میری زبان کو پکڑ لیتی تھی اور کہتی تھی کہ میں تیری بدزبانی ہوں پھر اس کے بعد چمکتا ہوا ایک نور آیا اس نے اس کو دفعہ کر دیا اور کہا: میں اولیاء اللہ کی رضامندی ہوں۔

پھر اس شخص نے بیان کیا کہ اس وقت مجھے آسمان وزمین کے درمیان نورانی گھوڑے نظر آ رہے ہیں جن کے سوار بھی نورانی ہیں اور یہ سب سوار ہیبت زدہ ہو کر سرنگوں ہیں اور ”سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح“ پڑھ رہے ہیں پھر آخر دم تک یہ شخص کلمہ شہادت پڑھتا رہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا۔ فالحمد لله علی ذلك۔

عارف کامل شیخ عثمان بن عاشور السنجاری بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اس وقت مسجد میں ایک نابینا شخص آئے اور غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے آپ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے پروردگار! تو ان کو بینا کر دے چنانچہ آپ کی دعا سے یہ بینا ہو گئے اور اس کے بعد بیس برس تک زندہ رہے۔

عارف کامل شیخ ابو منعم بن سلامۃ المفروقی بیان کرتے ہیں کہ کسی نے بدوں قصاص کے ایک شخص کی ناک کاٹ لی جب آپ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے آ کر اس کی کٹی ہوئی ناک کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر جوڑ دیا تو باذنہ تعالیٰ اس کی ناک جڑ کر جیسی تھی ویسی ہی ہو

ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک مجذوم پر سے آپ کا گزر ہوا اس مجذوم کے جسم سے کیڑے نچکتے تھے اور خون و پیپ اس کے جسم سے بہتا تھا اور اطباء اس کے علاج سے عاجز ہو گئے تھے آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے پروردگار! تو اسے عذاب کرنے سے بے پروا ہے تو اس کو صحت عطا فرما اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے اسے تندرست کر دیا۔

آپ سنجار میں سکونت پذیر تھے اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے اور آپ کی قبر یہاں پر اب تک ظاہر ہے۔

شیخ حیات بن قیس الحرانی رضی اللہ عنہ

منجملہ ان کے قدوة العارفين شیخ حیات بن قیس الحرانی ہیں آپ بھی اکابرین مشائخ عظام سے تھے اور احوال فاخرہ و مقامات رفیعہ اور کرامات عالیہ رکھتے تھے۔ بہت سے عجائبات و خوارق عادات اللہ تعالیٰ نے آپ سے ظاہر کرائے اور بہت کثیر التعداد صاحب احوال و مقامات آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے تمام علماء و مشائخ وقت آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور ہر خاص و عام کو آپ کی عظمت و بزرگی اور آپ کے مراتب و مناصب کا اعتراف تھا بارہا اہل حران آپ کی دعا کی برکت سے باران طلب کرتے تھے تو آپ کی دعا سے باران ہوتی تھی اسی طرح وہ اپنی مصیبتوں اور سختیوں میں آپ سے دعا کراتے تھے تو آپ کی دعا کی برکت سے ان کی مصیبتیں ان سے دور ہو جاتی تھیں اور آپ کے اس قسم کے حالات مشہور و معروف ہیں۔ معارف حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا آپ فرمایا کرتے تھے کہ چھلکوں کی قیمت ان کے مغز سے اور مردوں کی قیمت ان کے عقل سے اور محلوں کی قیمت ان کے مکینوں سے ہوا کرتی ہے اور احباب کا فخر احباب سے ہوتا ہے۔

شیخ عبداللطیف بن ابی الفرح الحرانی المعروف بابن القسیطی بیان کرتے ہیں کہ حران میں ایک مسجد بنائی جانی زیر تجویز تھی جب اس کی بنا قائم کرتے ہوئے محراب نصب کی جانے لگی تو مہندس نے کہا: کہ قبلہ کا رخ یہ ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ نہیں قبلہ کا رخ یہ ہے اور مہندس

کو اس رخ پر کر کے آپ نے فرمایا: کہ تم اپنے دل کی طرف نظر کرو تمہیں قبلہ نظر آئے گا مہندس نے اپنے دل کی طرف توجہ کی تو اسے قبلہ بے حجاب دکھائی دیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

شیخ نجیب الدین عبدالمنعم الحمرانی اصقیلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمیں آپ کے ساتھ بول کے سایہ میں آرام لینے کا اتفاق ہوا اور اس وقت آپ کے ہمراہ بہت سے آدمی تھے اس وقت آپ کے خادم نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت اس وقت کھجور کھانے کو میرا جی چاہتا ہے آپ نے فرمایا: کہ درخت کو ہلاؤ آپ کے خادم نے کہا: کہ حضرت یہ تو بول کا درخت ہے آپ نے فرمایا: کہ تم اسے ہلاؤ تو سہی آپ کے خادم نے اسے ہلایا تو تروتازہ کھجوریں اس درخت سے ٹپکنے لگیں اور سب نے اس قدر کھائیں کہ سیر ہو گئے۔

آپ حران میں سکونت پذیر تھے اور یہیں پر 581ھ میں آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔

شیخ ابو عمرو بن عثمان بن مزروۃ البطاخی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوتہ العارفین شیخ ابو عمرو بن عثمان بن مزروۃ البطاخی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اکابرین مشائخ عظام سے تھے آپ احوال و مقامات عالیہ و کرامات ظاہرہ رکھتے تھے اور اسرار مشاہدات و مقامات وصول الی اللہ میں آپ راسخ القدم تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت عامہ عطا فرمائی تھی اور لوگوں کے دلوں کو آپ کی عظمت و بزرگی سے بھر دیا تھا۔ معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا منجملہ اس کے کچھ ہم اس جگہ بھی نقل کرتے ہیں۔

آپ کا کلام

آپ نے فرمایا: کہ اولیاء اللہ کے دل معرفت الہی سے اور عارفوں کے دل محبت الہی کے مشاہدہ سے اور اہل مشاہدہ کے دل فوائد سے بھرے ہوتے ہیں اور احوال مذکورہ میں سے ہر

ایک صاحب کے لئے آداب ہوتے ہیں جنہیں وہ حسبِ محل بجالاتا ہے اور جو شخص کہ انہیں نہیں بجالاتا وہ ہلاکت میں پڑ جاتا ہے۔

نیز! آپ نے فرمایا: کہ غافلین حکمِ الہی میں اور ذاکرین روح اللہ میں اور عارفین لطفِ الہی میں اور صادقین قربِ الہی میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اہلِ محبت بساطِ الہی میں زندگی بسر کرتے ہیں وہی ان کو کھلاتا ہے اور وہی پلاتا ہے۔

شیخ ابو حفظ عمر بن مصدر الریبی واسطی نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنی ابتدائی عمر میں گیارہ سال تک سیاحت کرتے ہوئے جنگل بیابان میں پھرتے رہے آپ اس اثناء میں تنہا رہتے تھے کسی کے قریب نہیں آتے تھے اور ساگ وغیرہ کی قسم سے مباح چیزیں کھایا کرتے تھے اور ہر سال ایک شخص آن کر آپ کو صوف کا جبہ پہنا جایا کرتا تھا۔

اسی اثناء میں ایک روز کا ذکر ہے کہ انوار و تجلیات کمال و جلال آپ پر ظاہر ہوئے اور آپ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اسی طرح سے سات برس تک کھڑے رہے اس اثناء میں نہ آپ بیٹھے اور نہ اس اثناء میں آپ نے کچھ کھایا پیا پھر سات برس کے بعد آپ احکامِ بشریت کی طرف لوٹے اور مقام سر میں آپ سے کہا گیا کہ تم اپنے مکان واپس جا کر اپنی زوجہ سے ہم بستر ہوؤ کیونکہ تمہاری پشت میں ایک فرزند کا نطفہ ہے کہ جس کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے چنانچہ آپ اپنے گھر آئے اور آپ کی بی بی صاحبہ نے آپ سے کہا: کہ تم مکان کی چھت پر چڑھ کر اپنے اس واقعہ سے تمام بستی والوں کو مطلع کر دو آپ مکان کی چھت پر چڑھے اور آپ نے پکار کر کہہ دیا کہ میں عثمان بن مزرورہ ہوں مجھے آج شب کو اپنے گھر رہنے کا حکم ہوا ہے جو کوئی کہ آج شب کو اپنی بی بی سے ہم بستر ہوگا اسے اللہ تعالیٰ فرزندِ صالح عطا فرمائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام بستی میں آپ کی آواز پہنچادی اور تمام لوگوں نے آپ کا مافی الضمیر سمجھ لیا پھر آپ اس شب کو اپنے مکان پر رہ کر جس جگہ سے کہ آئے تھے وہیں پھر واپس چلے گئے پھر سال سال تک اسی طرح آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کھڑے رہے یہاں تک کہ بال آپ کے جسم پر اس قدر بڑھ گئے کہ آپ کا تمام جسم ان سے چھپ گیا شیر و درندے اور وحوش و طیور آپ سے مانوس ہو گئے تھے اور سب کے سب آپ کے پاس آ

کرجع ہوتے اور کوئی کسی کو ایذا نہیں دے سکتا تھا پھر سات برس کے بعد آپ احکامِ بشریت کی طرف لوٹے اور چودہ سال کی قضاے فرائض کو آپ نے ادا کیا۔

پ کی کرامات

شیخ ابوالفتح الغنائم الواسطی بیان کرتے ہیں کہ شیخ احمد ابن الرفاعی کے پاس ایک شخص لے کر آیا اور کہنے لگا: کہ میرے پاس صرف ایک ہی بیل ہے اسی میں اپنی اور اپنے اہل و یال کی بسر اوقات کرتا ہوں اور یہ بیل ضعیف و ناتواں ہو گیا آپ خدائے تعالیٰ سے دعا مائیے کہ اللہ اس کے ضعف و ناتوانی کو دور کر دے۔ شیخ موصوف نے فرمایا: کہ تم اس بیل کو لے کر شیخ عثمان بن مزروہ کے پاس جاؤ اور ان سے میرا سلام علیک کہنا اور ان سے تم اپنے لئے اور ہمارے لئے بھی دعائے خیر و برکت کرانا یہ شخص اپنا بیل لے کر آپ کی خدمت میں آیا آپ اس وقت ایک پانی کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے خود ہی اس شخص سے مایا کہ

”وعليک و علی الشیخ احمد السلام ختم اللہ تعالیٰ لی ولکل

المسلمین بالخییر“

یعنی تم پر اور شیخ احمد پر خدائے تعالیٰ کی سلامتی اترتی رہے اور میرا اور ان کا اور

ہر ایک مسلمان کا اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخییر کر دے۔

اس کے بعد آپ نے ایک شیر کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اس کے بیل کو شکار کیا اور ار کر کے اس کا گوشت کھایا پھر آپ نے اس شکار کو ہٹا کر دوسرے شیر سے اس کا گوشت مانے کو کہا اور اسی طرح جتنے شیر اس وقت آپ کے پاس تھے سب کو آپ نے اس کا بشت کھلا دیا اور کچھ بھی باقی نہ رہا اس کے بعد ایک موٹا تازہ بیل ایک جانب سے آپ کے پاس آیا آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ لو اس کو تم اپنے اس بیل کے بدلہ لے جاؤ۔ اس نے اٹھ کر اس بیل کو پکڑ لیا اور اپنے جی میں کہنے لگا: کہ آپ نے میرا بیل تو ہلاک کر دیا۔ یہ نیا بیل مجھ کو دیا ہے اگر یہ بیل کسی نے پہچان کر مجھ پر سوء ظنی کی اور مجھ کو کچھ اذیت پائی تو میں کیا کروں گا۔ اتنے میں ایک اور شخص آپ کے پاس آیا اور آپ کی دست بوسی

کر کے آپ سے کہنے لگا: کہ حضرت میں نے ایک بیل آپ کی نذر کیا تھا اور میں اسے پانی پلانے لایا تھا تو وہ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر معلوم نہیں کہاں بھاگ گیا آپ نے فرمایا: کہ فرزند من! وہ ہمارے پاس آ گیا اور وہ یہی بیل ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو تو یہ شخص قدم بوس ہو کر کہنے لگا: کہ حضرت اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو آپ کی معرفت حاصل کرادی ہے اور کل چیزیں حتیٰ کہ جانوروں تک بھی آپ کو پہچانتے ہیں آپ نے فرمایا: کہ بات یہ ہے کہ دوست سے دوست کوئی بات نہیں چھپایا کرتا ہے جو شخص کہ خدائے تعالیٰ کو پہچانتا ہے اسے کل چیزیں پہچانتی ہیں پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ تم باطن میں مجھ پر اعتراض کرتے ہو کہ میں نے تمہارے بیل کو ہلاک کر کے دوسرا نیا بیل تم کو دے دیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ مجھے دل کے حالات سے بھی مطلع کر دیتا ہے تو یہ شخص رونے لگا پھر آپ نے اس کے حق میں دعائے خیر و برکت کر کے اس کو رخصت کیا اور پھر رخصت ہوتے ہوئے اس کو یہ خیال ہوا کہ مبادا راستہ میں کوئی درندہ جانور مجھے یا میرے بیل کو اذیت پہنچائے تو آپ نے فرمایا: کہ اب تمہیں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ کوئی درندہ جانور تمہیں یا تمہارے بیل کو کچھ اذیت پہنچائے تو آپ نے ایک شیر کو اشارہ کر کے فرمایا: کہ وہ ساتھ جا کر اس کو پہنچا آئے چنانچہ یہ شیر اس شخص کی اور اس کے بیل کی نگرانی کرتا ہوا اس کو پہنچا آیا اور اثنائے راہ میں شیر اس کے دائیں بائیں اور کبھی اس کے آگے پیچھے چلا کرتا تھا۔

جب یہ شخص شیخ احمد بن الرفاعی کی خدمت میں پہنچا اور اس نے آپ کے تمام واقعات بیان کئے تو آپ نے فرمایا: کہ شیخ مزروۃ جیسے رتبہ کا شخص پیدا ہونا بہت مشکل ہے پھر آپ نے بھی اس شخص کے حق میں دعائے خیر کی اور اسے رخصت کیا۔

شیخ عبداللطیف بن احمد القرشی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ جنگل میں سات شکاری جمع ہو گئے اور بندوقوں سے پرندوں کا شکار کرنے لگے یہ لوگ جس پرندے پر بندوق چلاتے تھے وہ زمین پر مردہ ہو کر گرتا تھا۔ اسی طرح سے انہوں نے بہت سے پرندے مار ڈالے آپ نے ان سے فرمایا: کہ نہ تو تمہیں خود ان مردار پرندوں کا کھانا جائز ہے اور نہ تمہیں یہ جائز ہے کہ انہیں تم اور کسی کو کھلاؤ تو یہ لوگ مذاق کے طور پر آپ سے کہنے

لگے کہ اچھا تو آپ انہیں زندہ کر دیجئے آپ نے فرمایا: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللّٰهُمَّ اَحْيِهَا يَا مَحْيِ الْمَوْتَى وَيَا مَحْيِ الْعِظَامِ وَهِيَ رَمِيمٌ“ یعنی اے پروردگار!
اور اے مردوں اور بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنے والے! میں تیرے نام کی برکت سے دعا مانگتا
ہوں کہ تو ان پرندوں کو زندہ کر دے تو باذنہ تعالیٰ یہ تمام پرندے زندہ ہو کر اڑ گئے اور یہ لوگ
آپ سے معذرت کرتے ہوئے آئندہ بندوق چلانے سے تائب ہوئے اور اب آپ کی
خدمت میں آنے جانے لگے۔

آپ بطائح میں سکونت پذیر تھے اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں
پر آپ مدفون بھی ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابوالبناء محمود بن عثمان بغدادی رحمہ اللہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ ابوالبناء محمود بن عثمان بن مکارم النعال البغدادی
اللازجی الفقیہ الواعظ الزاہد صاحب الکرمات والریاضت والمجاهدات رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ
مجمع مکارم اخلاق اور اعلیٰ درجہ کے عابد وزاہد اور نہایت ظریف و خوش طبع تھے۔ خلق کثیر نے
آپ سے نفع پایا آپ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے آپ شب و روز میں قرآن مجید کا روزانہ
ایک ختم کیا کرتے تھے۔

حافظ ابن رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ 523ھ میں آپ تولد
ہوئے آپ حافظ قرآن تھے حدیث آپ نے شیخ ابوالفتح بن الہطلی سے سنی تھی اور شیخ ابوالفتح بن
المنے سے بھی کچھ پڑھا تھا اور فقہ میں کتاب مختصر الخرقی آپ کو زبانی یاد تھی علاوہ ازیں آپ
ہمیشہ دیگر کتب فقہ و کتب تفسیر کا بھی مطالعہ کیا کرتے تھے اور اپنی رباط (مسافر خانہ) میں
آپ وعظ بھی کیا کرتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکات سے بھی آپ مستفید
ہوئے۔ ابوالفرح بن الحسن بن علی نے بیان کیا ہے کہ آپ اور آپ کے مرید دینی شرعی امور کی
نہایت سختی سے پابندی کیا کرتے تھے اور جو امراء و رؤسا امور شرعیہ کی خلاف ورزی کرتے
اور شراب خوری وغیرہ امور قبیحہ میں مبتلا رہتے تھے ان سے نہایت سختی سے پیش آتے تھے اور

انہیں شراب خوری وغیرہ امور قبیحہ سے مانع ہوتے تھے اور ان کے سامنے سے ان کی شراب اٹھا کر پھینک دیا کرتے تھے چنانچہ اسی کے متعلق بارہا آپ کے اور امراء کے درمیان سخت معرکہ واقع ہو جایا کرتے تھے آپ شیخ حنابلہ مشہور تھے۔

609 ہجری میں آپ نے وفات پائی اور اپنی رباط میں آپ مدفون ہوئے۔ رضی اللہ

عنه

شیخ قزیب البان الموصلی رحمہ اللہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ قزیب البان الموصلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ مشاہیر علمائے عظام سے گزرے ہیں آپ بھی احوال و مقامات رفیعہ اور کرامات عالیہ رکھتے تھے۔ مشارح وقت آپ کو بڑی تکریم و تعظیم سے یاد کرتے تھے آپ کے احوال میں استغراق آپ پر زیادہ غالب رہتا تھا معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا اور آپ کے اشعار بھی اسی سے مملو ہوتے تھے۔

شیخ ابوالحسن علی القرشی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کا جسم خلاف عادت حد سے بڑھ گیا یہاں تک کہ میں خائف ہو کر واپس چلا آیا اس کے بعد پھر میں اپنے زاویہ میں آیا تو اس وقت میں نے آپ کے جسم کو اس قدر چھوٹا دیکھا کہ چڑیا کے برابر ہو گیا تھا اس وقت بھی میں واپس چلا آیا اور تیسرے پہر پھر تیسری دفعہ آیا تو میں نے آپ کو اصلی حالت میں دیکھا اور اب میں نے آپ سے ان دونوں کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ تم نے کیا مجھے ان دونوں حالتوں میں دیکھا ہے میں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر آپ نے فرمایا: کہ پہلی حالت مشاہدہ جمال کی اور دوسری حالت مشاہدہ جلال کی تھی۔

شیخ عبداللہ الماردینی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ علامہ ابن یونس الموصلی کی مجلس میں آپ کا ذکر ہوا اور لوگ آپ کے حالات سے بحث کرنے لگے حسن اتفاق سے اسی وقت آپ بھی آ موجود ہوئے سب کو نہایت حیرت ہوئی اور سب کے سب دم بخود رہ گئے آپ نے آن کر سلام علیک کی اور سلام علیک کر کے علامہ موصوف سے فرمایا: کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ

جانتا ہے آپ کو اس کا علم ہے۔ علامہ موصوف نے فرمایا: نہیں! پھر آپ نے فرمایا: کہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے وہ علم جو کہ آپ کو حاصل نہیں ہے عطا فرمایا ہو تو علامہ موصوف خاموش رہے اور آپ کو اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔

شیخ عبداللہ المارودینی بیان کرتے ہیں کہ اس وقت آپ کی مجلس میں میں بھی موجود تھا۔ میں نے اس وقت اپنے جی میں کہا کہ آج میں صبح تک آپ کے پاس رہ کر دیکھوں گا کہ آپ کیا کرتے ہیں چنانچہ اس روز میں آپ کے ساتھ رہا تو اس وقت آپ نے اپنے ساتھ کچھ ٹکڑے سے (اس موقع پر راوی نے یہ بیان نہ کیا کہ یہ کس چیز کے ٹکڑے تھے) لے کر آپ کچھ گلیوں میں سے گزر کر ایک دروازے پر آئے اور آپ نے اس کی کنڈی ہلائی اندر سے ایک بڑھیا آئی اور کہنے لگی کہ آج آپ نے بہت دیر لگائی پھر آپ اس بڑھیا کو یہ ٹکڑے دیکر یہاں سے واپس ہوئے اور شہر کے دروازے پر آئے اور آپ کے لئے دروازہ خود بخود کھل گیا آپ نکل کر شہر سے باہر روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ ہولیا ہم تھوڑی دیر چلے تھے کہ ایک نہر پر پہنچے اور ٹھہر گئے اور آپ غسل کر کے نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور صبح تک نماز پڑھتے رہے اور نماز پڑھ کر صبح کو آپ واپس چلے گئے اور اخیر میں مجھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا جب دھوپ نکلی تو اس کی تپش سے میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ میں ایک بیابان میں ہوں اور یہاں پر بجز میرے اور کوئی نہیں ہے اسی اثناء میں یہاں سے بہت سے سوار گزرے اور میں نے ان سے گفتگو کرتے ہوئے بیان کیا کہ میں موصل کا رہنے والا ہوں تو انہوں نے اس کا یقین نہیں کیا اور کہا کہ شہر موصل یہاں سے چھ ماہ کے فاصلہ پر واقع ہے پھر جب میں نے اپنا قصہ بیان کیا تو ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ تم یہیں پر ٹھہرے رہو شاید آپ آج شب کو پھر تشریف لاویں اور آپ کے ساتھ تم پھر اپنے شہر پہنچ جاؤ چنانچہ جب شب ہوئی تو وہیں عشاء کے وقت تشریف لائے اور غسل کر کے صبح تک نماز پڑھتے رہے پھر جب صبح ہوئی اور واپس ہوئے تو آپ کے ساتھ میں بھی ہولیا جب ہم موصل پہنچے تو مسجدوں میں صبح کی نماز ہو رہی تھی آپ نے اس وقت میری طرف نظر کی اور میرا کان پکڑ کر فرمایا: کہ اب پھر کبھی ایسا خیال نہ کرنا اور نہ اس راز کو کسی پر افشاء کرنا۔

شیخ ابوالبرکات صحر بن مسافر بیان کرتے ہیں کہ آپ قریباً ایک ماہ تک ہمارے زاویہ کے قریب ٹھہرے رہے آپ اس عرصہ میں ہمیشہ استغراق میں رہے اس اثناء میں ہم نے آپ کو کھاتے پیتے یا سوتے اٹھتے کبھی نہیں دیکھا یہیں پر آپ کے پاس میرے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر آتے اور آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا کرتے۔ ”ہنیثا لك يا قضيبة البان قد العتطفاك الشهود الالهی والاستغراقك الوجود الربانی“ یعنی اے قضيبة البان! تمہیں مبارک ہو کہ شہود الہی نے تمہیں اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور وجود ربانی نے تمہیں مستغرق کیا ہے۔

شیخ محمد بن الحضر الحسینی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے قاضی موصل سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں ان کی کرامات اور ان کے مکاشفات سن کر ان سے کسی قدر بدظن سا رہتا تھا یہاں تک کہ میں نے کئی دفعہ اس بات کا ارادہ کر لیا کہ میں سلطان سے کہہ کر انہیں شہر بدر کر دوں مگر میں نے ابھی کسی پر اظہار نہیں کیا تھا کہ موصل کے بعض کوچوں میں سے میں نے آپ کو دور سے آتے دیکھا مجھے اس وقت خیال ہوا کہ اگر میرے ساتھ کوئی اور شخص ہوتا تو آپ کو اس طرف آنے سے روک دیتا اس وقت میں نے آپ کو آپ کی مشہور و معروف صورت میں اور پھر ایک کردی (منسوب بقبیلہ کرد) شخص کی صورت میں اور اس کے بعد ایک بدوی شخص کی صورت میں اور بعد ازاں فقیہ و عالم کی صورت میں دیکھا۔ چند قدم چل کر اور پھر قریب آن کر آپ نے فرمایا: کہ بتلاؤ ان چاروں میں سے کس کو قضيبة البان کہو گے اور اس کے نکلوا دینے کے لئے کوشش کرو گے اس وقت مجھ سے آپ کی جانب سے بدظنی دور ہو گئی اور میں نے آپ کی دست بوسی کر کے آپ سے اس بات کی معافی مانگی۔

آپ شہر موصل میں سکونت پذیر تھے اور یہیں آپ نے 570 ہجری میں وفات پائی اور یہیں آپ مدفون ہوئے آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود رضی اللہ عنہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين ابوالقاسم عمر بن مسعود بن ابی العزالمزاز ہیں آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں سے ہیں اور بہت بڑے زاہد و عابد تھے اور کراماتِ ظاہرہ و احوالِ فاخرہ رکھتے تھے بہت لوگ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے۔

آپ کا کلام نہایت موثر ہوا کرتا تھا جب آپ محبتِ الہی کا بیان کرتے تھے تو آپ کے لبوں سے نور نکلتا تھا اور چہرہ پر اس وقت فرحت اور خوشی کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے اور جب آپ خوفِ الہی کا بیان کرتے تھے تو اس وقت آپ کے چہرہ پر ڈر اور دہشت کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے۔

حدیث آپ نے شیخ ابوالقاسم سعید بن البناء اور شیخ ابوالفضل محمد بن ناصر الدین الحافظ اور شیخ عبدالاول الشجری وغیرہ شیوخ سے سنی۔

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں سے تھے مدت تک آپ کی صحبت بابرکات میں رہ کر آپ مستفید ہوئے اور آپ ہی سے آپ نے تفقہ حاصل کیا اور آپ ہی کے ساتھ جماعتِ کثیرہ سے حدیث سنی اور آپ ہی کے اخلاق و آداب اور طریقہ سلوک پر تھے آپ نے کسبِ حلال کی غرض سے تجارت اختیار کی تھی اور بغداد کی ایک منڈی سوق الثلاثاء میں اپنی دکان قائم کر کے اس میں آپ انواع و اقسام کا کپڑا فروخت کیا کرتے تھے پھر آپ نے تجارت بھی چھوڑ دی اور اپنی مسجد کے سامنے ہی اپنا زاویہ بنا کر اس میں خلوت گزین ہوئے اور آپ کی شہرت ہو گئی اور لوگ آپ کی زیارت کرنے کے لئے دور دراز سے آنے لگے اور نذرانہ اور تحائف پیش ہونے لگے آپ یہ سب کچھ جو کہ آپ کو ملتا تھا فقراء اور اہل سلوک پر جو کہ آپ کے پاس رہا کرتے تھے خرچ کر دیا کرتے تھے بہت سے لوگ آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہو کر اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد ہوئے آپ اکثر اوقات مندرجہ ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے۔

الہی لك الحمد الذی انت اهلہ

علی نعم ما كنت قط لها اهلاً

الہی وہ حمد و ثناء جس کا کہ تو اہل ہے تجھی کو لائق و زیبا ہے تو نے مجھے وہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کا کہ میں اہل نہ تھا۔

اذ از دت تفصیراً تزدنی تفضلاً

کافی بالتفصیر استجب الفضلاً

مجھ سے تصور ہوتا ہے اور پھر بھی تو فضل کرتا ہے گویا ہر ایک تصور پر میں تیرے فضل و کرم کا مستحق ہوتا ہے۔

532 ہجری میں آپ تولد ہوئے تھے اور 608 ہجری میں آپ نے وفات پائی اور

اپنے ہی زاویہ مذکور میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ مکارم بن اوریس النہر خالصی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ مکارم بن اوریس النہر خالصی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ مشاہیر اعیان مشائخ عراق سے تھے اور احوال و مقامات عالیہ رکھتے تھے آپ اکابر عارفین سے تھے۔ اعلیٰ درجہ کی شہرت اور قبولیت عامہ آپ کو حاصل تھی آپ نے اس قدر مشائخ عظام سے ملاقات کی جس قدر کہ آپ کے زمانہ کے دیگر مشائخ کو ان کی ملاقات نہ تھی۔

شیخ علی بن الہیتی آپ کے شیخ تھے اور آپ کی بہت زیادہ عزت کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ برادر م شیخ مکارم بن اوریس ایک کامل بزرگ ہیں اور میری وفات کے بعد ان کو شہرت اور قبولیت عامہ حاصل ہوگی۔ بلاذیر النہر خالص اور لواتق بلاذیر النہر خالص میں تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتهی تھی آپ کا کلام حسب ذیل ہے۔

آپ کا کلام

مرید صادق وہ ہے جو کہ اپنے قلب میں حلاوت عدم پائے اور اپنے نفس سے تکلیف و الم کو دور کر دے اور قضاء و قدر پر راضی اور خوش ہو کر مطمئن رہے اور فقیر وہ ہے کہ صابرو بے

طمع اور باادب اور نہایت خلیق ہو اور مراقبہ الہی میں رہے اور کسی پر افشائے راز نہ کرے اور حق سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اپنے حال و احوال میں اسی سے الحاح و زاری کرتا رہے۔ اور زاہد وہ ہے کہ راحت نفس اور ریاست و امارت کو چھوڑ کر نفس کو شہوت و خواہش سے روکے رہے اور اسے زجر و توبیح کرتا رہے اور اسے چھوڑ کر مولیٰ کی طرف رجوع کرے۔ اور مجاہد فی اللہ وہ شخص ہے کہ غفلت و سستی کو چھوڑ دے اور بیدار ہو کر غور و فکر کرتا رہے اور خشوع و خضوع و استقامت کو لازم اور حقیقت کو استعمال اور صفات کو زندہ کرے اور مجاری قضاء سے خاموش اور ایذا دہی سے دور رہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ سے حیا کرے اور راحت و آرام میں نہ پڑے اور اپنے تمام نفع و نقصان خدا کو سونپ دے۔

اور مراقبہ وہ شخص ہے کہ ہمیشہ غمگین رہے اور لوگوں سے احسان و سلوک کرتا رہے اور اپنے غصہ کو فرو کر دیا کرے اور اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے۔

اور مخلص وہ شخص ہے کہ رحمت الہی میں داخل ہو کر مخلوق سے نجات کلی حاصل کرے اور تمام کائنات سے جدا ہو کر سر اللہ پر قائم رہے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام بجالاتا رہے۔

اور شاکر وہ شخص ہے کہ اپنے حوائج اور ضروریات پر صبر کر کے حق تعالیٰ کے ساتھ رہے اور خاص و عام میں سے کسی کی طرف رجوع نہ کرے اور اپنے دل کو تدبیر و اہتمام سے خالی رکھے۔

شیخ ابوالحسن الجوسی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت شوق و محبت الہی کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے کہ سلطان ہبت و جلال کے وقت اسرار مجبین پست ہو جاتے ہیں تو ان کے انوار تمام انواروں کو جو کہ ان کے انفاس کے مقابل میں ہوتے ہیں پھیکا کر دیتے ہیں پھر آپ نے ایک سانس لی تو اس مسجد کے جس میں کہ آپ تشریف رکھتے تھے کل قدیلےں جو تعداد میں تیس سے بھی زائد تھیں گل ہو گئیں۔ اس کے بعد تھوڑی دیر آپ خاموش رہے پھر آپ نے فرمایا: کہ جبکہ ان کے اسرار زندہ ہو جاتے ہیں تو اس وقت انوار انس و جلال متجلی ہوتے ہیں اور ان کی روشنی ہر ایک اس اندھیرے کو جو کہ ان

کے انفاس کے مقابل ہوتا ہے روشن کر دیتی ہے۔ پھر آپ نے سانس لی تو مسجد کی تمام قندیلیں روشن ہو گئیں۔

ایک روز آپ دوزخ اور اس کے تمام عذابوں کا بیان کر رہے تھے تو آپ کے اس بیان سے لوگوں کے دل دہل گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ایک معطل شخص نے اپنے جی میں کہا کہ یہ اب ڈرانے کی باتیں ہیں وہاں درحقیقت آگ کہاں ہوگی جس سے عذاب دیا جائے گا تو آپ نے اس وقت یہ آیت شریف پڑھی: "وَلَوْ أَنَّ مَسْئِمَهُمْ نَفَعَهُ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ" اگر انہیں ذرا بھی عذاب پہنچے تو ابھی کہنے لگیں کہ افسوس! ہم نے اپنے اوپر نہایت ظلم کیا اور یہ آیت پڑھ کر تھوڑی دیر آپ اور آپ کے ساتھ تمام حاضرین خاموش ہو گئے تو اس وقت یہ شخص چلا چلا کر الغیاث الغیاث کرنے لگا اور نہایت بے چین ہو گیا اور نہایت بدبودار دھواں اس کی ناک سے نکلنے لگا جس کی بو سے لوگوں کے دماغ پھٹے جاتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت شریف پڑھی "رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ" یعنی اے پروردگار! ہم سے اپنا عذاب اٹھا لے ہم ایمان والے ہیں تو اس آیت شریف پڑھنے سے اس شخص کی بے چینی جاتی رہی اور اس شخص نے اٹھ کر آپ کی قدم بوسی کی اور آپ کے دست مبارک پر اپنے اس بد عقیدے سے تائب ہوا اور از سر نو اسلام قبول کیا اور بیان کیا کہ میں نے اپنے دل میں ایک ایسی سوزش اور تپش پائی جو میرے تمام جسم میں پھیل گئی جس سے میرے بطن میں بدبودار دھواں بھر گیا اور قریب تھا کہ میں اس سے ہلاک ہو جاتا اور میں نے سنا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے۔ "هَذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ" افسحرو هذا ام انتم لا تبصرون" یعنی یہ وہی آگ ہے کہ جس کا تم انکار کرتے تھے سو کیا یہ کوئی جادو کی بات ہے یا تم اسے دیکھ نہیں رہے ہو پھر اس شخص نے کہا کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اس وقت ہلاک ہو جاتا۔

بلدۃ نہر خالص میں آپ سکونت پذیر تھے اور کبیر السن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے اور لوگ زیارت کرتے ہیں۔

(رضی اللہ عنہ)

شیخ خلیفہ بن موسیٰ النہرملکی رحمۃ اللہ علیہ

مجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ خلیفہ بن موسیٰ النہرملکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اعیان مشائخ عراق سے تھے اور احوال و مقامات و کرامات عالیہ رکھتے تھے۔ اہل السلوک سے کثیر التعداد صاحب حال و احوال آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے آپ مجمع مکارم اخلاق و صفات حمیدہ اور نہایت عقیل و فہیم بزرگ تھے آپ اعلیٰ درجہ کے متبع شریعت تھے اور علم اور صاحب علم کی آپ نہایت عزت کرتے تھے آپ کا کلام حسب ذیل ہے۔

آپ کا کلام

مراتب زاہدین ابتدائی مراتب متوکلین ہوتے ہیں اور ہر ایک شے کی نشانی ہوتی ہے اور ذلتِ عقبیٰ کی نشانی دل کا غمگین ہو کر آنکھوں سے آنسو نہ بہنا اور جو شخص کہ اپنے نفس کو کھو کر خدائے تعالیٰ سے توکل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو اس کے لئے محفوظ رکھتا ہے اور بہترین اعمال مخالف نفس اور مجاری قضاء و قدر سے رضامند رہنا ہے اور جب کہ خوف قلب میں قائم ہو جاتا ہے تو وہ تمام شہواتِ نفسانی کو جلا دیتا ہے اور ہر ایک شے کی ایک ضد ہوتی ہے اور نورِ قلب کی ضد شکم پری ہے۔

تہی از حکمتی بعلت آں کہ پری از طعام تا بنی

اور جو شخص ماسوا کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اسے پا کر اپنے مقصود کو پہنچتا ہے اور جس کا وسیلہ صدق و راستی ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس سے راضی رہتا ہے اور جو مال و دولت اور فرزند و زن بندے کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دے وہ اس کے حق میں شوم و بدبختی ہے اور جبکہ بندہ بھوکا پیاسا ہوتا ہے تو اس کے باطن میں صفائی حاصل ہوتی ہے اور جب وہ سیر اور سیراب ہو جاتا ہے تو اس کے باطن میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے۔

شیخ ابو قوتا کے بعض مریدوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک دفعہ خدائے تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں اب متوکل ہو کر جامع رصافہ میں بیٹھ جاؤں گا اور کسی کو بھی اپنے حال سے آگاہ نہ کروں گا چنانچہ میں اسی وقت جامع رصافہ میں آ کر بیٹھ گیا اور تین روز تک بے کھانے

پینے کے بیٹھا رہا اور نہ میں نے کسی شخص کو دیکھا۔ شدتِ بھوک کی وجہ سے میں نہایت عاجز ہو گیا اور وہاں سے نکلنے ہوئے بھی مجھے لحاظ آتا تھا اور بس یہی جی چاہتا تھا کہ اب کہیں سے کھانا ملے چنانچہ اسی وقت دیوارِ شق ہوئی اور ایک سیاہ شخص کپڑے میں کھانا لپیٹا ہوا رکھ کر چلا گیا اور مجھ سے کہہ گیا کہ شیخِ خلیفہ تم سے کہتے ہیں کہ لو یہ کھانا کھا کر اپنی خواہش پوری کرو اور یہاں سے نکل جاؤ کیونکہ تم اربابِ توکل سے نہیں ہو میں یہ کھانا کھا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: کہ جس شخص کو توکل کرنے کی قوت اور اس میں ظاہری و باطنی اطمینان حاصل نہ ہو اسے اس درجہ کا توکل نہ کرنا چاہئے تاکہ اسبابِ ظاہری کو چھوڑ کر معصیت میں نہ پڑے۔

آپ نہر الملک میں سکونت پذیر تھے اور یہیں پر آپ نے وفات پائی اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔

جب آپ قریب الوفات ہوئے تو آپ تسبیح و تہلیل کرتے رہے اور آپ کے چہرے پر خوشنودی کے آثار زیادہ ہوتے جاتے تھے اسی اثناء میں آپ نے فرمایا: کہ یہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب کبار ہیں اور مجھے رضائے الہی کی خوشخبری سنا رہے ہیں پھر آپ نے فرمایا: کہ یہ فرشتے ہیں کہ مجھے پروردگار کے پاس لے جانے کے لئے نہایت عجلت کر رہے ہیں پھر آپ مسکرائے اور مسکرا کر آپ نے فرمایا: کہ بندے کی روح پرواز ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ اس پر اپنی تجلی کرتا ہے تو وہ خوش و خرم ہو جاتا ہے پھر آپ نے یہ آیت شریف پڑھی: ”يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ الرَّجْعِيَّةُ إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مَّرْضِيَةً“ یعنی اے نفسِ مطمئنہ! خوش و خرم ہو کر جلد اپنے پروردگار کی طرف چلی آ۔ آپ یہ آیت پوری کرنے نہ پائے تھے کہ آپ کی روح پر فتوح پرواز ہو گئی۔ رضی اللہ عنہ

شیخ عبداللہ بن محمد القرشی البہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ عبداللہ بن محمد بن احمد بن ابراہیم القرشی البہاشمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ مشاہیر مشائخِ مصر اور عظمائے عارفين سے تھے اور احوال و مقامات اور کرامات

فاخرہ رکھتے تھے آپ کو مقامات قرب میں مرتبہ عالی و قدیم راسخ و تصرف تام حاصل تھا ہر خاص و عام کے دل میں آپ کی عظمت و بزرگی اور ہیبت تھی۔

آپ ہاشمی و قریشی النسب تھے اور آثار و ولایت آپ کی پیشانی پر نمایاں تھے اور سکونت و وقار آپ کے چہرے پر ظاہر تھا جو شخص آپ کو دیکھتا تھا پھر وہ اپنی نظر آپ کی طرف سے نہیں ہٹا سکتا تھا جب آپ کبھی کسی منڈی یا بازار میں سے گزرتے تھے تو لوگ اپنے کاروبار چھوڑ کر اور خاموش ہو کر آپ کی طرف دیکھنے لگتے تھے اور بازار کا شور و غل بالکل مٹ جاتا تھا بڑے بڑے اکابرین علماء مثل قاضی القضاة عماد الدین بن البکری رحمۃ اللہ علیہ علامہ شہاب الدین بن ابی الحسن علی الشہیر بابن النخیر رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالعباس احمد بن علی الانصاری القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوطاہر محمد الانصاری الخطیب وغیرہ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے علاوہ ازیں اور بھی بہت سے علماء و فقراء آپ سے فخر تلمذ حاصل کر کے آپ کی طرف منسوب ہوئے۔

آپ نہایت خلیق ظریف و جمیل کریم و خنی اور متواضع تھے اور علم اور اہل علم کی آپ نہایت عزت کرتے تھے اخیر عمر میں آپ مرض جذام میں مبتلا ہو گئے اور آپ کی آنکھیں بھی جاتی رہی تھیں۔

آپ کا کلام

آپ نے فرمایا ہے کہ عبودیت میں ادب کو لازم رکھو اور کسی شے سے تعرض نہ رکھو اگر خدائے تعالیٰ چاہے گا تو وہ ہمیں اس کے نزدیک پہنچا دے گا۔
ایضاً جس شخص کو مقام توکل حاصل نہ ہو وہ ناقص ہے۔

ایضاً اس قبلہ یعنی دین اسلام کو لازم کر لو کیونکہ بدوں اس کے فتوحات ممکن نہیں۔
ایضاً شیخ کو جائز نہیں کہ وہ اپنے مرید کو اسباب سے نکل جانے کی اجازت دے مگر صرف اسی وقت کہ وہ اپنے حکم پر قادر ہو اور اچھی طرح سے اس کی حفاظت کر سکتا ہو۔
آپ اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اللہم امنن علینا بصفاء المعرفة وھب لنا صحیح المعاملۃ فیما

بیننا و بینک و ارزقنا صدق التوکل و حسن الظن بک و امنن بکل
 ما یقربنا الیک مقروننا بالعوافی فی الدارین یا ارحم الراحمین .
 یعنی اے پروردگار! ہمیں صفات معرفت عطا فرما اور ہمارے اور اپنے درمیان
 ہمیں حسن معاملہ کی توفیق دے اور صدق توکل تیرے ساتھ حسن ظن پر ہمیں
 ثابت قدم رکھ اور ہمیں تمام وسیلہ عطا فرما جو کہ ہمیں تجھ سے قریب کر دیں اور
 جو کہ دونوں جہاں میں ہماری روحانی و جسمانی دونوں قسم کی تندرستی و عافیت
 کے باعث ہوں آمین یا ارحم الراحمین۔

نیز! آپ نے فرمایا ہے کہ میں ایک دفعہ شیخ ابو عبد اللہ المعاوری کی خدمت میں حاضر
 ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ کیا میں تم کو ایک دعا سکھلاؤں جس سے تم اپنے حوائج میں
 مدد لیا کرو میں نے عرض کیا کہ حضرت ضرور سکھائیے آپ نے فرمایا: کہ جب تمہیں ضرورت
 ہو کرے تو تم یہ دعا پڑھا کرو:

یا واحد یا احد یا واجد یا جواد انفعنا منک بنفحة خیر انک
 علی کل شی قدیر ط

یعنی اے پروردگار! اے واحد و یگانہ! اے کریم و رحیم! ہمیں اپنے فضل و کرم
 سے بہتر سے بہتر تحفہ اور عطیہ دے بے شک تو ہر ایک بات پر قادر ہے۔

علامہ دمیری نے اپنی کتاب حیوۃ الحیوان میں باب حرف شین معجمہ میں بیان کیا ہے کہ
 مجھ سے امام العارفین شیخ ابو عبد اللہ بن اسد الیافعی نے ان سے قدوة العارفین ابو عبد اللہ
 القرشی نے انہوں نے اپنے شیخ ابوالربیع الماقبی سے بیان کیا ہے کہ شیخ ابوالربیع نے شیخ
 ابو عبد اللہ محمد القرشی سے فرمایا: کہ میں تمہیں ایک خزانہ بتلاتا ہوں کہ تم اس خزانہ میں سے کتنا
 ہی خرچ کرو لیکن کبھی وہ کم نہیں ہو سکتا اور وہ خزانہ ایک دعا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ نماز
 کے بعد اور خصوصاً ہر نماز جمعہ کے بعد پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر ایک مصیبت و بلاء سے
 محفوظ رکھے گا اور دشمنوں پر اس کی فتح کرے گا اور اسے غنی کر دے گا اور ایسی جگہ سے اسے
 روزی پہنچائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا اور اسباب معاش اس پر ہل کر دے گا اور

اس پر سے اس کا قرض اتار دے گا گو وہ کتنا ہی کیوں نہ ہو۔ بمنہ و کرمہ اور وہ دعاء یہ ہے:

یا اللہ یا واحد یا موجد یا جواد یا باسط یا کریم یا وہاب یا
ذالطول یا غنی یا مغنی یا فتاح یا رزاق یا علیم یا حی یا قیوم یا
رحمن یا رحیم یا بدیع السموات والارض یا ذالجلال و الاکرام
یا حنان یا منان انفعنی منک بنفحة خیر بها من سواک ان
تستفتحوا فقد جاء کم الفتح انا فتحنا لک فتحاً مبیناً نصر من
اللہ وفتح قریب۔ اللهم یا غنی یا حمید یا مبدئ یا معید یا ودود
یا ذالعرش المجید فعال لما یرید اکفی بحلالک عن حرامک
واغنی بفضلك عن سواک واحفظنی بما حفظت به الذکر
وانصرنی بما نصرت به الرسل انک علی کل شیء قدير .

شیخ ابوالعباس احمد العسقلانی نے بیان کیا ہے کہ آپ بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں
شیخ ابراہیم بن ظریف کی خدمت میں حاضر تھا آپ سے اس وقت پوچھا گیا کہ کیا یہ بات
جائز ہے کہ کوئی شخص خدائے تعالیٰ سے کسی بات کا عہد کر لے کہ وہ اپنے مقصود کو حاصل کئے
بغیر اپنا عہد نہ توڑے گا تو آپ نے حدیث ابولبابہ الانصاری سے جو کہ قصہ بنی نضیر میں مذکور
ہے سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ جائز ہے اور حدیث مذکور بھی آپ نے فرمائی ہے کہ
ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اما انه لو اتانی لاستغفرت له ولكن اذا
فعل ذلك بنفسه فدعوه حتی يحکم الله فيه یعنی ابولبابہ رحمۃ اللہ علیہ اگر میرے
پاس آتے تو میں ان کے لئے دعا کرتا مگر جبکہ انہوں نے یہ کام صرف اپنی ذات کے لئے کیا
ہے تو تم اس سے تعرض نہ کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود ان کے حق میں کوئی فیصلہ کر دے۔

جب میں نے آپ کا یہ کلام سنا تو میں نے بھی اس بات کا عہد کر لیا کہ جب تک
قدرت الہی سے مجھے کوئی چیز نہیں پہنچے گی اس وقت تک میں کوئی شے بھی نہ لوں گا چنانچہ میں
تین روز تک کھانے پینے سے رکا رہا اور اپنی جگہ بیٹھا ہوا اپنا کام کر رہا تھا۔ تیسرے روز میں
اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں دیوار شق ہوئی اور ایک شخص اپنے ہاتھ میں ایک برتن

لئے ہوئے نمودار ہوا اور کہنے لگا: تم تھوڑی دیر اور صبر کرو عشاء کے وقت اس برتن میں سے تم کو کچھ کھلایا جائے گا پھر یہ میری نظر سے غائب ہو گیا بعد ازاں میں اپنے ورد میں مشغول تھا کہ مغرب، عشاء کے درمیان پھر دیوار شق ہوئی اس میں سے ایک حور نکلی اس حور نے آگے بڑھ کر اسی برتن سے جس کو میں دیکھ چکا تھا شہد کے مشابہ ایک نہایت شیریں چیز چٹائی جس کے ذائقہ نے مجھ پر دنیا کے تمام ذائقے پھیکے کر دیئے غرضیکہ اس نے مجھے اس میں بمقدار انگشت کے چٹایا اور پھر میں بے ہوش ہو گیا بعد ازاں مدت تک میں اسی ذائقہ کے سرور میں رہا اور کھانا پینا کوئی چیز بھی مجھے اچھی نہیں معلوم ہوئی۔

نیز! آپ بیان فرماتے ہیں کہ شیخ موصوف (یعنی شیخ ابو عبد اللہ القرشی) نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ منیٰ میں پیاس کا مجھے سخت غلبہ ہوا اور پیالہ لیکر میں کنوئیں پر آیا اور کنوئیں پر جو لوگ تھے ان سے میں نے پانی مانگا مگر کسی نے مجھے پانی نہیں دیا اور میرا پیالہ دور پھینک دیا تو میں نے دیکھا کہ نہایت شیریں حوض میں پڑا ہوا ہے میں نے اس حوض پر جا کر پانی پیا اور پانی پی کر پھر میں نے اپنے رفقاء کو اس کی خبر کی اور وہ آئے تو انہیں یہ حوض نہیں دکھائی دیا۔

ایک دفعہ آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ ایک مرتبہ میں اپنے ایک رفیق کے ساتھ بحر جدہ پر تھا اس وقت میرے رفیق کو پیاس کا غلبہ ہوا اور ہمارے پاس اس وقت بجز ایک چھوٹی سی چادر کے اور کچھ نہ تھا بہت لوگوں سے ہم نے درخواست کی کہ وہ یہ چادر لیکر ہمیں پانی پلا دیں مگر کسی نے اس بات کو نہ مانا بعد ازاں میں نے اپنے رفیق کو یہ چادر دیکر رئیسِ قافلہ کے پاس بھیجا اور وہ پیالہ اور چادر لے کر اس کے پاس گئے تو اس نے ان کو نہایت جھڑکی دی اور ان کا پیالہ دور پھینک دیا اور یہ اپنا پیالہ اٹھا کر میرے پاس واپس آئے جس سے مجھے سخت رنج ہوا اور نہایت ہی میری دل شکنی ہوئی۔ بعد ازاں میں نے ان سے پیالہ لیکر سمندر سے پانی بھرا اور ان کو پلایا اور خود میں نے بھی پیا اور پھر اور بھی بہت سے لوگوں نے جن کے پاس پانی نہ تھا اسی سمندر کا پانی پیا اور خوب سیراب ہو کر پیا۔ اس کے بعد پھر میں نے اسی پانی سے آٹا گوندھا پھر جب ہم اپنے پکانے کھانے کی ضروریات سے فارغ ہو چکے تو اس کے

بعد پھر میں نے سمندر سے پانی لیا تو اب وہ مجھے کھاری معلوم ہوا جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ ضرورت کے وقت ایمان میں بھی تبدیلی ہو جایا کرتی ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابواسحاق ابراہیم بن علی المقلب رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ ابواسحاق ابراہیم بن علی المقلب بالاعرب رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اکابرین مشائخ بطارح اور علمائے عارفين سے تھے آپ احوال و مقامات فاخرہ اور کرامات عالیہ رکھتے تھے آپ نہایت کریم الاخلاق اور متواضع علم دوست بزرگ تھے۔ آپ شافعی المذہب تھے اور علمائے کرام کا لباس پہنا کرتے تھے۔

آپ اپنے ماموں شیخ احمد بن ابی الحسن الرباعی کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے اور انہی سے آپ نے علم طریقت حاصل کیا علاوہ ازیں آپ نے بہت سے مشائخ عظام سے شرف ملاقات حاصل کیا اور کثیر التعداد علماء و فقراء آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے اور خلق کثیر نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا آپ ہمیشہ خشوع و خضوع اور مراقبہ میں رہا کرتے تھے اور کبھی بدوں ضرورت کے نظر نہیں اٹھاتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ بوجہ حیاء کے چالیس برس تک آپ نے آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھائی شیر اور درندے آپ سے انیت رکھتے اور آپ کے قدموں پر اپنا منہ ملا کرتے تھے۔

عارف کامل شیخ احمد بن ابی الحسن علی البطاحی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ کو دیکھا کہ موسم گرما میں چھت پر سوئے ہوئے ہیں اس روز گرمی نہایت شدت کی تھی اور نہایت تیز گرم ہوا چل رہی تھی میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ کے سر ہانے ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہوا ہے اور اپنے منہ میں زگس کے بہت سے پتے لئے ان کو آپ پر نکلنے کی طرح جھل رہا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ کے پاس ایک شخص ایک نوجوان کو لیکر آیا اور کہنے لگا: کہ یہ میرا فرزند ہے اور حد درجہ میری نافرمانی کرتا ہے آپ نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو یہ اپنے کپڑے نوچتا ہوا مدہوش ہو کر جنگل کی طرف نکل گیا اور کھانا پینا سب چھوڑ دیا اور چالیس روز تک یہ اسی طرح پھرتا رہا اس کے بعد اس

کے والد نے آپ کے پاس آ کر اس کی بد حالی کی شکایت کی تو آپ نے اس کو ایک کپڑا دیا اور فرمایا کہ اسے لے جا کر اس کے منہ پر مل دو چنانچہ اس نے یہ خرقة اس کے منہ پر مل دیا تو اسے اس حال سے افاقہ ہوا اور اب وہ آن کر آپ کی خدمت میں رہنے لگا اور آپ کے خاص مریدوں میں سے ہوا۔

آپ زیادہ سے زیادہ آگ سے ڈرانے والے شخص سے کہہ دیتے کہ تم آگ میں گھس جاؤ تو وہ فوراً آگ میں گھس جاتا اور اسے کچھ بھی ضرر نہ پہنچتا۔
آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شخص میں جو کہ میرے پاس آئے۔
تصرف کرنے کی قوت عطا فرمائی ہے۔

ایک دفعہ اسی موقع پر ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں جب چاہتا ہوں اٹھ سکتا ہوں اور جب چاہتا ہوں بیٹھ سکتا ہوں آپ نے اس سے فرمایا کہ اچھا اگر تمہیں قدرت ہو تو اٹھو تو یہ شخص اٹھ نہ سکا یہاں تک کہ دوسرے لوگوں نے اسے اٹھا کر اس کے گھر پہنچایا اور ایک ماہ تک یہ حس و حرکت نہ کر سکا پھر ایک ماہ کے بعد یہ آپ کے پاس لایا گیا اور اس نے آپ سے معذرت کی تو یہ اٹھ کھڑا ہوا اور اچھا ہو گیا۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا: کہ جسے ہم چاہیں وہی ہماری زیارت کر سکتا ہے۔ ایک شخص نے اس وقت اپنے جی میں کہا کہ آپ چاہیں یا نہیں چاہیں۔ میں بہر حال آپ کی زیارت کروں گا چنانچہ ایک دفعہ آپ کے دولت خانہ پر گئے تو ایک بہت مہیب صورت شیر آپ کے دروازے پر کھڑا دیکھا جس کی طرف یہ دہشت کی وجہ سے پوری طرح نظر نہیں کر سکتے تھے گو یہ شیر کے بہت بڑے شکاری تھے علاوہ ازیں شیران کی طرف حملہ آور ہوا تو وہاں سے بھاگ نکلے۔ اسی طرح سے کامل ایک ماہ تک نہیں جاسکے اور دوسرے لوگوں کو یہ برابر آتے جاتے دیکھتے۔ اس سے انہیں اصلی سبب کا پتہ لگا اور اس کے بعد یہ اپنے اس خیال سے تائب ہو کر آپ کے زاویہ پر آئے تو یہ شیر اٹھ کر ان سے پہلے اندر چلا گیا اور اندر جا کر غائب ہو گیا پھر جب یہ اندر گئے تو آپ نے ان کے تائب ہو جانے سے ان کو مبارکباد دی اور اس سے خوش ہوئے۔

مقدم ابن صالح البطاحی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ایک شخص کی عیادت کو تشریف لے گئے اس شخص کو خارش کی بیماری تھی اور اس نے اپنی اس بیماری کی آپ سے شکایت کی آپ نے اپنے خادم سے فرمایا: کہ تم ان کی بیماری اٹھا لو تو آپ کے فرمانے سے آپ کے خادم کے جسم پر مرض خارش ہو گیا اور اس شخص کے جسم سے خارش بالکل جاتی رہی اور وہ بالکل اچھا ہو گیا تو آپ اس شخص کے پاس سے واپس ہوئے اور راستے میں ایک خنزیر ملا آپ نے خادم سے فرمایا: کہ میں نے اس خنزیر پر تم سے مرض خارش کو منتقل کیا ہے چنانچہ آپ کے خادم سے بھی مرض خارش منتقل ہو کر خنزیر کے جسم پر منتقل ہو گیا۔

ایک دفعہ آپ مجلس سماع میں آئے اور جب قوال نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے تو آپ کو وجد آ گیا۔

رمانی بالصدود کما ترانی

والسنی الغرام فقد برانی

بے توجہی کے تیر مار کر اس نے میری حالت مردہ کر دی اور جلمہ محبت پہنا کر گویا اس نے مجھے پھر زندہ کر دیا۔

ووقتی کله حلو لذیذ

اذا ما کان مولائی برانی

میرے تمام اوقات شیریں اور لذیذ ہیں جبکہ میرا مولا مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور وجد میں آ کر آپ یہ شعر پڑھنے لگے۔

اذا كنت اضمرت غدرًا او همت به

یوما فلا بلغت روحی امانیها

اگر میں نے اپنے دل میں بے وفائی کو چھپایا ہو یا کبھی میں نے اس کا ارادہ بھی کیا ہو تو کبھی بھی میری روح اپنے مقاصد کو نہ پہنچے۔

او كانت العین منذ فارقتکم نظرت

شیا سواکم فخانتها امانیها

یا میری آنکھوں نے جب سے کہ میں تم سے جدا ہوا ہوں تمہارے سوا اگر کسی کی طرف ذرا بھی نظر کی ہو تو وہ ٹیڑھی ہو جائیں۔

او كانت النفس تدعوني الى مكن

سواك فاحتكمت فيها اعاديها

یا میرے نفس کو تیرے بغیر ذرا بھی قرار ہوتا ہے تو اس پر اس کے دشمنوں کا تسلط ہو۔

وما تنفست الا كنت في نفسي

تجری بك الروح مني في مجاريها

ہر سانس میں میرا یہ حال ہے کہ روح میرے تمام جسم میں تیری یاد کے ساتھ دوڑتی ہے۔

كم دمعك لي ما كنت اجريها

وليله كنت اني ليك الفئها

میں نے تیری یاد میں بہت سے آنسو بہائے ہیں اور بہت سی راتوں کو میں تیری یاد میں فنا ہوتا رہا ہوں۔

حاشا فانت محل النور في بصرى

تجری بك النفس مني في مجاريها

غرض کہ تو میری آنکھوں کی روشنی ہے اور تیرے ہی سبب سے میرے جسم میں جان باقی ہے۔

ما في جوانح صدري بعد جانحة

الا وجدتك فيها قبل ما فيها

میری ہڈیوں پسلیوں کے درمیان میں جو کچھ کہ موجود ہے تجھ کو میں نے اس کے موجود ہونے سے پہلے اس میں پالیا۔

آپ قریہ ام عبیدہ میں جو کہ بطاح کی سرزمین میں واقع ہے سکونت پذیر تھے اور یہیں

پر 609ھ میں آپ نے وفات پائی اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔ رضی اللہ عنہ
شیخ ابوالحسن بن اوریس الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوة العارفين ابوالحسن بن اوریس الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اکابرین مشائخ عراق سے تھے اور احوال و مقامات فاخرہ اور کرامات ظاہرہ رکھتے تھے آپ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین سے تھے اور حضرت شیخ علی بن اہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت سے بھی مستفید ہوئے تھے اور آپ کی صحبت بابرکت سے بھی بہت سے مستفید ہوئے اور خلق کثیر نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا آپ فرمایا کرتے تھے کہ تمام کائنات کا من اولہ الی اخرہ مجھ پر کشف ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے المل جنت والہ دوزخ کو بھی دکھا دیا ہے۔

نیز بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ہر ایک آسمان کے فرشتے اور ان کے مقامات اور ان کے لغات اور ان کی تسبیح کو بھی جانتے پہچانتے تھے مندرجہ اشعار کو بھی آپ اکثر پڑھا کرتے تھے۔

غریبت الحب غریبا فی لوادى

فلا اسلوا الی یوم التنادی

محبت کا میرے دل میں بیج بو دیا گیا ہے سواب میں اسے قیامت تک بھی نہیں بھول سکتا۔

جرحت القلب منی باتصال

لشوقی زائد والحب بادی

میں نے اپنے دل کو زخمی کر کے اتصال حقیقی سے جوڑ دیا ہے سو میرا شوق دن بدن بڑھتا ہے اور محبت زیادہ ہوتی ہے۔

سقانی شربة احی لوادى

بکاس الحب من بحر الودادى

ایک گھونٹ پلا کر اس نے مجھے زندہ دل کر دیا اور وہ گھونٹ بھی محبت کے پیالہ میں دریائے محبت سے بھر کر پلایا۔

وَلَوْلَا اللَّهُ بِحِفْظِ عَارِفِهِ

لِهَامِ الْعَارِفِينَ بِكُلِّ وَادِي

اگر خدائے تعالیٰ اپنے عارفوں کی نگہبانی نہ کرے تو وہ جنگل و بیابان میں حیران و پریشان بھرتے رہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ دس برس تک میں نے اپنے نفس کی خواہشوں سے پھر دس برس تک میں نے قلب کی نفس سے اور دس برس تک قلب کے سر سے محافظت کی اس کے بعد مجھ پر (مقام) منازل الہی (یعنی رجوع الی اللہ) وارد ہوا اور اس نے میری سر سے پیر تک حفاظت کی۔ ”وَاللَّهُ خَيْرُ الْحَافِظِينَ“ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حفاظت کرنے والا ہے۔

ایک دفعہ بعض لوگوں نے ایک ظالم حاکم کی کہ جس نے ان پر ظلم کیا تھا شکایت کی تو آپ نے ایک درخت پر اپنا قدم مار کر فرمایا: ہم نے اسے مار ڈالا چنانچہ اسی وقت معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو گیا آپ نے 619 ہجری میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابو محمد عبد اللہ الجبائی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ ابو محمد عبد اللہ الجبائی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اکابرین مشائخ عظام اور عظمائے اولیائے کرام سے تھے اور احوال و مقاماتِ فاخرہ و کراماتِ عالیہ رکھتے تھے۔

حافظ ابن التجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ اصل میں طرابلس کے رہنے والے تھے اور آپ کے والد عیسائی تھے اور خود آپ نے اپنی صغریٰ ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور اسلام قبول کر کے قرآن مجید بھی یاد کر لیا۔ اس کے بعد آپ علومِ دینیہ حاصل کرنے کے لئے بغداد آئے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت و بابرکت سے مستفید ہوئے اور آپ سے فقہ حنبلی پڑھ کر تفقہ حاصل کیا اور قاضی ابوالفضل محمد بن عمر الاموی شیخ ابوالعباس احمد بن ابی غالب بن الطلابہ شیخ ابوبکر محمد رحمۃ اللہ علیہ بن زاغونی رحمۃ اللہ علیہ و ابن النبار رحمۃ اللہ علیہ و شیخ ابوالفضل محمد بن ناصر الحافظ وغیرہ شیوخ سے آپ نے حدیث

سنی۔ بعد ازاں آپ اصہبان آئے اور یہاں آ کر بھی آپ نے شیخ ابوالخیر محمد بن الباعان رحمۃ اللہ علیہ و شیخ ابو عبد اللہ حسن الریسی رحمۃ اللہ علیہ و شیخ ابوالفرح مسعود الثقفی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شیوخ حدیث سے حدیث سنی اس کے بعد پھر آپ بغداد واپس آئے اور مدت تک یہاں حدیث شریف پڑھاتے رہے بعد ازاں پھر اصہبان آئے اور پھر تاحین حیات آپ یہیں رہے اور آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔

آپ اعلیٰ درجہ کے متدین صدوق اور صاحب خیر و برکت اور نہایت عابد و زاہد بزرگ تھے۔

شیخ ابوالحسن بن القاسمی نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ سے آپ کا نسب نامہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ ہم لوگ قریہ جتہ کے رہنے والے ہیں یہ قریہ قرآن طرابلس میں سے جبل لبنان میں واقع ہے ہم لوگ عیسائی تھے اور میرے والد علمائے نصاریٰ میں سے تھے اور ان کا میری صغریٰ میں ہی انتقال ہو چکا تھا اسی اثناء میں ہمارے اس قریہ میں کچھ معرکے ہونے لگے اور ہم یہاں سے نکل پڑے نیز ہمارے اس قریہ میں بہت سے مسلمان بھی تھے اور میں انہیں قرآن مجید پڑھتے دیکھتا اور سنتا تو میں آبدیدہ ہو جاتا تھا پھر جب میں بلاد اسلام میں داخل ہوا تو میں نے اسلام قبول کر لیا اس وقت میری عمر گیارہ سال کی تھی اس کے بعد 540ھ میں بغداد گیا۔

ذہبی نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ موفق الدین و ضیاء الدین و ابن خلیل و ابوالحسن القاسمی وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

ابن رجب نے اپنے طبقات میں بیان کیا ہے کہ ابن جوزی نے بھی اپنی کتابوں میں اکثر مقامات پر آپ سے روایت کی ہے۔ انہی

605 ہجری میں اصہبان ہی میں آپ نے وفات پائی اور خانقاہ بہاء الدین الحسن ابن ابی البیجا میں آپ مدفون ہوئے۔

(رضی اللہ عنہ)

شیخ ابوالحسن علی بن حمید المعروف بالصباغ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفين شیخ ابوالحسن علی بن حمید المعروف بالصباغ رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی مشاہیر مشائخ عظام میں سے تھے اور احوال و مقاماتِ فاخرہ اور کراماتِ عالیہ رکھتے تھے بہت سے خوارقِ عادات اللہ تعالیٰ نے آپ سے ظاہر کرائے۔

آپ شیخ عبدالرحمن بن حجون المغربی کی خدمتِ بابرکت سے مستفید ہوئے اور انہی کی طرف آپ منسوب بھی تھے۔

علاوہ ازیں شیخ محمد عبدالرزاق بن محمود المغربی وغیرہ اور دیگر مشائخ مصر سے آپ نے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔

شیخ ابوبکر بن شافع القوسی رحمۃ اللہ علیہ شیخ علوم الدین مفلوطی رحمۃ اللہ علیہ امام العارفين شیخ مجد الدین علی بن وہب المطیع القشیری المعروف بابن دقیق وغیرہ مشاہیر مشائخ مصر آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے اور کل دیار مصر میں سے خلق کثیر نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا۔ علماء و فضلاء آپ کی مجلس میں آن کر آپ کے کلام فیضِ اثر سے محفوظ و مستفید ہوتے تھے کیونکہ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے فقیہ و فاضل متواضع کریم الاخلاق اور نہایت علم دوست بزرگ تھے آپ مندرجہ ذیل شعر بہت پڑھا کرتے تھے۔

تسرمد و قتی فیک فہو سرمد

وافتیسی عنی فعدت مجرداً

میرا کل وقت تیری ہی یاد میں ہمیشہ رہے گا تو نے مجھے میری ہستی سے نابود

کر کے مقامِ تجرید میں پہنچا دیا۔

و کلی بکل الكل وصل محقق

حقائق قرب فی دوام ^{حقیقی} بخلداً

میرا کل کُل کل کے ساتھ وصلِ حقیقی حاصل کر کے قرب میں ہمیشہ باقی رہے گا۔

تفرد امری فانفردت بفردتی

فصرت غرباً فی البریة اوحداً

جب میرا تعلق کسی سے نہ رہا تو میں اپنی تنہائی میں منفرد ہو گیا اور غریب مسکین
ہو کر مخلوق سے جدا اور اکیلا ہو گیا۔ ایضاً

بقائی فنائی فی بقائی مع الهوی

فیابیح قلب فی فناہ بقائہ

میں نے بقاء میں فنا ہو کر محبت الہی کے ساتھ بقائے حقیقی حاصل کی ہے۔ سو
بڑی خوشی کی بات ہے کہ جس کی فنا میں اس کی بقا ہو۔

وجودی فنائی فی فنائی فانی

مع الانس یا تینی ہنیاً بلاتہ

میرا وجود میری فنا میں میری فنا ہے اور اب وہ انس و محبت کی میری آزمائش کرتا
رہتا ہے۔

فیامن دعی المحبوب سرّاً یسرہ

اتاک المنی یوما اتاک فناہ

جو شخص کہ اپنے دوست کو راز و نیاز سے پکارتا ہے اسے یاد رہے کہ وہ اس روز کامیاب
ہوگا جس روز کہ وہ اس کی یاد میں فنا ہو جائے گا۔

آپ کی کرامات

شیخ ابوالقاسم نصر اللہ الاسنائی بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک شخص کو اپنے ساتھ خلوت میں
بٹھایا کرتے تھے۔ اسی اثناء میں یہ شخص رمضان المبارک کے اخیر عشرے میں سے ایک شب کو
آپ کے ساتھ خلوت میں داخل ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد رونے لگا آپ نے اس سے رونے
کی وجہ دریافت کی تو اس نے بیان کیا کہ میں زمین پر تمام چیزوں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا
ہوں اور جب میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں تو میں اپنی پشت میں ایک کھم سا اڑا ہوا پاتا ہوں جس کی
وجہ سے میں سجدہ نہیں کر سکتا آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ تم اس سے نہ گھبراؤ یہ کھم جسے تم
اپنے وجود میں محسوس کرتے ہو وہ میرا سر ہے جو کہ تمہارے وجود میں رکھا گیا ہے اور یہ جو تمام
چیزوں کو تم سر بسجدہ دیکھ رہے ہو یہ سب خیال شیطانی ہے اس کے ذریعہ سے وہ تم پر فتح پانا

چاہتا ہے کہ ان سب چیزوں کو دیکھ کر تم بھی ان تمام چیزوں کی طرح سر بسجود ہو جاؤ۔
 اس شخص نے اپنے جی میں کہا کہ مجھے اس کی تصدیق کیونکر ہو؟ آپ نے فرمایا: کہ تم
 اس کی تصدیق چاہتے ہو یہ کہہ کر آپ نے اپنا داہنا ہاتھ پھیلا یا تو اس شخص نے دیکھا کہ آپ
 کا ہاتھ مشرق تک منتہی ہوا پھر آپ نے اپنا بائیں ہاتھ دراز کیا تو اس شخص نے دیکھا کہ آپ کا
 ہاتھ مغرب تک منتہی ہوا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آہستہ آہستہ ملانا شروع کیا۔ یہ
 شخص بیان کرتے ہیں کہ اس وقت یہ تمام چیزوں جو کہ مجھے سب کی سب سر بسجود معلوم ہوتی
 تھیں ایک دوسرے سے ملنے لگیں یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان صرف
 ایک گز کا فاصلہ رہ گیا تو وہ تمام چیزیں معدوم ہو کر آپ کے دونوں ہاتھوں میں بصورت
 انسان ایک روشنی سی نظر آنے لگی اور یہ صورت انسانی چلاتی ہوئی الغیاث الغیاث پکارتی تھی
 اور جب یہ صورت آپ سے قریب ہوئی تو آپ کے دہن مبارک سے ایک روشنی نکلی جس
 نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا اور یہ صورت بالکل کونکے کی طرح کالی ہو گئی اور پھر اس نے
 ایک چیخ ماری اور دھوئیں کی طرح ہوا میں اڑ گئی پھر آپ نے فرمایا: کہ فرزند من! تم نے دیکھا
 کہ ان تخائل شیطانی کا کیا حال ہو گیا۔

فاضل ابو عبد اللہ محمد بن سنان القرشی بیان کرتے ہیں کہ میں بمقامِ قنا آپ کی خدمت
 میں رہا کرتا تھا اور نو ماہ کے بعد اپنے وطن جایا کرتا ایک دفعہ مجھے اپنے عزیز واقارب کے
 دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہوا۔ اتنے میں آپ بھی مکان میں تشریف لائے اور فرمایا: کہ کیوں
 محمد تمہیں اپنے گھر جانے کا اشتیاق لگا ہوا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے اس وقت
 میرا ہاتھ پکڑ کر۔ مجھے ایک مکان میں کر دیا اور فرمایا کہ تیار ہو جاؤ میں تیار ہو گیا پھر آپ نے
 فرمایا: کہ اپنا سر اٹھاؤ میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ مصر میں اپنے مکان کے
 دروازے پر کھڑا ہوں۔ میں اپنے مکان کے اندر گیا اور میں نے اپنے والدین کو سلام علیک
 کیا اور گھر کے سب عزیز واقارب سے ملا اور ان کے ساتھ میں نے کھانا کھایا اور میرے
 پاس دس روپیہ تھے میں نے والد ماجد کو دے دیئے مغرب کی اذان سنی تو میں اپنے گھر سے
 نکلا تو میں نے اپنے آپ کو آپ کی رباط میں پایا آپ اس وقت کھڑے تھے آپ نے مجھ
 سے فرمایا: کہ کیوں محمد تم اپنا اشتیاق پورا کر چکے۔ بعد ازاں ایک ماہ تک اور میں آپ کی

خدمت میں رہا پھر میں آپ سے سفر کی اجازت لیکر سوئے وطن روانہ ہوا اور پندرہ روز میں میں اپنے شہر مصر پہنچا میرے والدین وغیرہ مجھے دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم تو تم سے ناامید ہو گئے تھے میں نے ان سے کہا: کیوں؟ تو میری والدہ ماجدہ نے میرے اس دفعہ آنے کا قصہ بیان کیا۔ اس دفعہ بھی میں نے اپنا واقعہ ان سے چھپایا اور آپ کی تازیت اسے میں نے کسی سے ظاہر نہیں کیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ساحل بحر پر وضو کر رہے تھے اسی اثناء میں آپ نے کسی شخص کے چیخنے کی آواز سنی اور آپ وضو چھوڑ کر اس طرف دوڑے گئے اور لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی ایک مگر مجھ آن کر ایک شخص کو کھینچ لے گیا اور کھینچ کر دریا کی موج میں جا گھسا تھا آپ نے اسے دیکھا اور دیکھ کر اُس پر چلائے تو وہ جوں کا توں ٹھہر گیا اور ذرا بھی حس و حرکت نہیں کر سکا اس کے بعد آپ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر پانی پر سے چلتے ہوئے وہاں پر گئے اور اس مگر مجھ سے کہا کہ تو اسے چھوڑ دے۔ اس نے چھوڑ دیا پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ تو باذن اللہ تعالیٰ مر جاتا تو وہ اسی وقت مر گیا اور اس شخص سے فرمایا: کہ تم اٹھ کر چلو تو اس نے کہا کہ میں تو ڈوبا جاتا ہوں اور میرے پیر نہیں تھمتے آپ نے فرمایا: کہ نہیں نہیں چلو یہ تو خشکی کا راستہ ہے تو اسی وقت دریا اس جگہ سے کہ جہاں پر آپ کھڑے تھے پتھر کی طرح خشک ہو گیا اور اس پر سے آپ اور یہ شخص کنارے پر آ گئے تمام لوگ اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے اس کے بعد دریا اپنی حالت پر ہو گیا اور مگر مجھ کو لوگوں نے دریا سے باہر کھینچ لیا۔

شیخ مجد الدین قشیری بیان کرتے ہیں کہ شیر اور تمام درندے اور حشرات الارض وغیرہ سب آپ سے انسیت رکھتے تھے اور آپ کے پاس آیا کرتے تھے میں نے آپ کو اپنے قدموں پر سے بارہا ان جانوروں کا لعاب دہن دھوتے ہوئے دیکھا۔

ایک دفعہ میں نے آپ کو تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا اسی وقت بہت سے رجال غیب کے بعد دیگرے آن آن کر آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ رجال غیب اور اولیاء اللہ اور جنات وغیرہ حتیٰ کہ جانور بھی آپ کا ادب کرتے تھے اور آپ کا حکم بجالاتے تھے آپ نہایت متبع شرع تھے کبھی بھی آپ آداب شریعت کی خلاف ورزی نہ کرتے بلکہ اس کے ہر ایک ادب کو بجالایا کرتے تھے۔

شیخ ابوالحجاج الاقصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے بعض

مریدین نے آپ سے دریافت کیا کہ مشاہدہ انوارِ جلالِ الہی کی کیا علامت ہے؟
 آپ نے فرمایا: کہ مشاہدہ جلالِ انوارِ الہی مقامِ سرکود دیکھتا ہے اور جب وہ کسی عاصی
 اور مردہ دل کو نظرِ توجہ سے دیکھتا ہے تو اس کے دل کو زندہ کر دیتا ہے اگر وہ کسی غافل پر توجہ کرتا
 ہے تو وہ اس کی توجہ سے متنبہ ہو جاتا ہے اور اگر ناقص پر توجہ کرتا ہے تو وہ کامل ہو جاتا ہے۔

پھر آپ سے پوچھا گیا کہ جو شخص ان صفات سے موصوف ہو اس کی کیا علامت ہے؟
 آپ نے (اپنے قریب ایک پتھر کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا: کہ اگر ایسا شخص
 (مثلاً) اس پتھر پر اپنی نظر ڈالے تو وہ اس ہیبت سے پانی کی طرح پگھل جائے گا پھر آپ
 نے اسی پتھر کی طرف نظر کی تو وہ پانی کی طرح پگھل کر ایک جگہ جمع ہو گیا۔

شیخ ابوالحجاج موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اہلِ مصر میں سے ایک شخص مفقود الحال
 ہو گیا تو یہ آپ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا: کہ میں قسمیہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ مجھ پر میرا
 حال واپس کر سکتے ہیں آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ اچھا ٹھہر جاؤ تا کہ میں تم پر تمہارا حال
 وارد کرنے کی اجازت لے لوں تین روز تک یہ شخص آپ کی خدمت میں ٹھہرا رہا چوتھے روز
 آپ نے اپنے ساتھ اس شخص کو دودھ اور شہد کھلایا اور فرمایا: کہ تمہارا میرے ساتھ دودھ
 کھانے سے تمہارا حال تم کو واپس ہو گیا اور شہد کے کھانے سے تمہارے حال میں دو گنی ترقی
 کی گئی اور تم میرے شہر سے نکلنے تک اس کی تصریح نہیں کر سکتے چنانچہ یہ شخص فائز المرام ہو کر
 اپنے شہر واپس گئے اور آپ کے شہر سے نکلنے سے پہلے کچھ بھی تصرف نہ کر سکے۔

نیز! شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کھانا کھا رہے تھے اور اپنے اسی
 کھانے میں آپ نے ساٹھ آدمیوں کو اور بھی شریک کر لیا اور اسی طرح سے قریباً سو آدمیوں
 نے اس میں سے کھایا اور کچھ بچ بھی رہا۔

آپ قریہ قنا میں جو کہ مصر کی سرزمین میں سے ایک قریہ کا نام ہے سکونت پذیر تھے اور
 612ھ میں یہیں پر آپ نے وفات بھی پائی اور مقبرہ قنا میں اپنے شیخ عبدالرحیم کے
 نزدیک آپ مدفون ہوئے آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ رضی اللہ عنہ



خاتمة الكتاب للمؤلف

اب ہم حسب وعدہ خاتمہ میں بھی آپ ہی کے کچھ اور دیگر فضائل و مناقب کا ذکر کر کے اپنی کتاب کو ختم کرتے ہیں۔

آپ نے اپنی صغریٰ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ جب میں اپنی صغریٰ میں مکتب کو جایا کرتا تھا تو اس وقت روزانہ انسانی صورت میں میرے پاس ایک فرشتہ آیا کرتا تھا یہ فرشتہ آ کر مجھے مدرسہ میں لے جاتا اور لڑکوں کے درمیان میں مجھے بٹھا دیتا اور خود بھی میرے ساتھ بیٹھا رہتا اور پھر مجھے اپنے مکان پر پہنچا کر واپس چلا جاتا میں اس کو مطلق نہیں پہچانتا تھا ایک روز میں نے اس سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: کہ میں فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے کہ میں مدرسہ میں تمہارے ساتھ رہا کروں۔

نیز آپ نے بیان کیا ہے کہ جتنا کہ اور ایک ہفتہ میں یاد کیا کرتے تھے اتنا میں روزانہ ایک دن میں یاد کیا کرتا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے احباب میں سے ایک بزرگ نے اس بات پر کہ وہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے افضل ہیں طلاق ثلاثہ کی قسم کھالی بعد ازاں انہوں نے تمام علمائے عراق سے فتویٰ دریافت کیا کہ لیکن کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ یہ بہت حیران ہوئے کہ کیا کریں؟ لوگوں نے آپ کی خدمت میں جانے کے لئے کہا چنانچہ انہوں نے آپ کی خدمت میں آ کر اپنا واقعہ بیان کیا آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہیں ایسی قسم کھانے پر کس چیز نے مجبور کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ کسی چیز نے بھی نہیں بلکہ یہ محض ایک اتفاقی بات ہے جو کہ مجھ سے سرزد ہو گئی۔ اب آپ مجھے یہ فرمائیے کہ میں کیا کروں؟ آیا میں

اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھوں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں تم اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھو کیونکہ حضرت بایزید بسطامی کے کل فضائل تم میں موجود ہیں بلکہ تم کو ان پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ تم مفتی بھی ہو اور وہ مفتی نہیں تھے تم نے نکاح کیا ہے اور انہوں نے نکاح نہیں کیا تم صاحب اولاد ہو اور وہ صاحب اولاد نہ تھے۔

ملک العلماء شیخ عزیز الدین عبدالعزیز بن عبدالسلام السلمی الشافعی نزیل القاہرہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جس درجہ کے تواتر کے ساتھ آپ کی کرامات ثبوت کو پہنچیں ہیں اس درجہ تواتر کے ساتھ دیگر اولیاء کی کرامات ثبوت کو نہیں پہنچیں علم و عمل دونوں میں جو کچھ کہ آپ کا مرتبہ و منصب تھا مشہور و معروف ہے اور محتاج بیان نہیں۔

قاضی مجیر الدین العلیمی نے اپنی تاریخ میں عزیز الدین موصوف کے حالات ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے اور زہد و عبادت اور کشف و مقامات میں رتبہ عالی رکھتے تھے اور نہایت ہی حاضر جواب تھے۔ اشعارِ نادرہ آپ کو بکثرت یاد تھے اور ملک العلماء آپ کا لقب تھا۔

علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

شیخ الاسلام علامہ شہاب احمد بن حجر الشافعی العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: کہ فقراء میں سماع کا طریقہ جو کہ آلات و مزامیر کے ساتھ مشہور و معروف ہے اس کے متعلق کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کے سماع میں کبھی شریک ہوئے ہیں یا آپ نے کسی کو اس میں شریک ہونے کے لئے فرمایا یا اس کی اباحت و تحریم کے متعلق آپ کا کوئی قول ہو تو آپ بیان فرمائیے؟ تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: کہ ہمیں اخبارِ صحیحہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک اعلیٰ درجہ کے فقیہ اور عابد و زاہد تھے اور لوگوں کو زہد و عبادت اور توبہ و استغفار کی ترغیب دیا کرتے تھے اور معصیت و گناہ اور عذابِ الہی سے ان کو ڈرایا کرتے تھے اور اس قدر خلق اللہ نے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کی کہ جس کی تعداد احاطہ شمار سے خارج ہے اور اس کثرت سے آپ کی کرامات نقل ہوئی ہیں کہ آپ کے معاصرین میں سے یا آپ کے بعد زمانہ میں

کسی کی کرامات اس کثرت سے نقل نہیں ہوئیں اور ہمیں اس قسم کے سماع کے متعلق آپ کا قول یا فعل کچھ معلوم نہیں۔

شیخ عقیف الدین ابو محمد عبداللہ کی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

قد وہ العارفین شیخ عقیف ابو محمد عبداللہ بن علی بن سلیمان بن فلاح الیافعی الیمنی ثم الہکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ قطب الاولیاء الکرام شیخ المسلمین والاسلام رکن الشریعہ و علم الطریقہ و موضح اسرار الحقیقہ حامل رایہ علماء المعارف و الفاخر شیخ الشیوخ و قدوة الاولیاء العارفین استاذ الوجود ابو محمد محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح الجبلی قدس سرہ علم شرعیہ کے لباس اور فنون دیدیہ کے تاج سے مزین تھے آپ نے کل خلائق کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کی طرف ہجرت کی اور اپنے پروردگار کی طرف جانے کے لئے سفر کا پورا سامان کیا آداب شریعت کو بجالائے اور اپنے تمام اخلاق و عادات کو شریعت غرا کے تابع کر کے اس میں کافی سے زائد حصہ لیا۔ ولایت کے جھنڈے آپ کے لئے نصب کئے گئے اور اس میں آپ کے مراتب و مناصب اعلیٰ وارفع ہوئے آپ کے قلب کے آثار و نقوش نے فتح کو کشف اسرار کے دامنوں میں اور آپ کے (مقام) سر نے معارف و حقائق کے چمکتے ہوئے تاروں کو مطلع انوار سے طلوع ہوتے دیکھا اور آپ کی بصیرت نے حقائق معارف کی دلہنوں کو غیب کے پردوں میں مشاہدہ کیا آپ کا سر پر ولایت حضرت القدس میں مقام خلوت و وصل محبوب میں جا کر ٹھہرا اور آپ کے اسرار مقامات مجدد و کمال تک رفیع ہوئے مقام عز و جلال میں حضور دائمی آپ کو حاصل ہوا یہاں علم سر آپ پر منکشف ہوا اور حقیقت حق الیقین آپ پر واضح ہوئی۔ معانی و اسرار مخفیہ سے آپ مطلع ہوئے اور مجاری قضاء و قدر اور تصریفات مشیات کا آپ نے مشاہدہ کیا اور معاون معارف و حقائق سے آپ نے حکمت و اسرار نکالے اور انہیں ظاہر کیا اور اب آپ کو مجلس و عظ منعقد کرنے کا حکم ہوا۔ اور بمقام حلبۃ النورانیہ 511 ہجری میں آپ نے مجلس و عظ جو کہ آپ کی ہیبت و عظمت سے مملو تھی اور جس میں کہ ملائکہ و اولیاء اللہ آپ کو مبارکبادی کے تحفے دے رہے تھے آپ اعلیٰ رؤس الاشہاد کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا وعظ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے اور

خلق کو حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف بلانا شروع کیا اور وہ مطیع و منقاد ہو کر آپ کی طرف دوڑی۔ ارواحِ مشتاقین نے آپ کی دعوت قبول کی اور عارفین کے دلوں نے لبیک پکاری۔ سب کو آپ نے شرابِ محبتِ الہی سے سیراب کیا اور ان کو قربِ الہی کا مشتاق بنا دیا اور معارف و حقائق کے چہروں پر سے شکوک و شبہات کے پردے اٹھادیئے اور دلوں کی پڑمردہ شاخوں کو وصفِ جمالی ازلی سے سرسبز و شاداب کر دیا اور ان پر راز و اسرار کے پرندے چھبھاتے ہوئے اپنی خوش الحانیاں سنانے لگے۔ وعظ و نصیحت کی دہنوں کو آپ نے ایسا آراستہ پیراستہ کر دیا کہ عشاقِ جس کے حسن و جمال کو دیکھ کر دہشت کھا گئے اور تمام مشتاق ان کا نظارہ کر کے ان پر آشفتہ و فریفتہ ہو گئے علوم و فنون کے ناپیدا کنار سمندروں اور اس کی کانوں سے توحید و معرفت اور فتوحاتِ روحانیہ کے بے بہا موتی و جواہر نکالے اور بساطِ الہام پر ان کو پھیلا دیا اور اہلِ بصیرت اور اربابِ فضیلت آن آن کر انہیں چننے اور اس سے مزین ہو کر مقاماتِ عالیہ میں پہنچنے لگے آپ نے ان کے دل کے باغیچوں اور اس کی کیاریوں کو حقائق و معارف کے باران سے سرسبز و شاداب کر دیا اور امراضِ نفسانی و روحانی کو ان کے جسموں سے دور کیا اور ان کے اوہام اور خیالاتِ فاسدہ کو ان سے مٹایا جس کسی نے بھی کہ آپ کے بیانِ فیضِ اثر کو سنا۔ وہی آبدیدہ ہوا اور تائب ہو کر اسی وقت اس نے رجوع الی الحق کیا غرضیکہ تمام خاص و عام آپ سے مستفید ہوئے اور بے شمار خلقت کو آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور اسے رجوع الی الحق کی توفیق دی اور اس کے مراتب و مناصب اعلیٰ و ارفع کئے۔ رحمۃ اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ

عبدلہ فوق المعالی رتبہ

ولہ المحاسن والحوار الافحر

آپ ان بندگانِ خدا سے تھے کہ جن کا مرتبہ عالی سے عالی تھا محاسنِ اخلاق اور فضائلِ عالیہ آپ کو حاصل تھے۔

ولہ الحقائق والطرائق فی الہدیٰ

ولہ المعارف کالکواکب تزہر

حقیقت و طریقت کے آپ رہنما تھے اور آپ کے حقائق و معارف تاروں کی طرح روشن اور ظاہر تھے۔

وله الفضائل و المکارم والندی

وله المناقب فی المحافل تنشر

آپ صاحب فضائل و مکارم اور صاحب جو دو سخا تھے محفلوں اور مجلسوں میں ہمیشہ آپ کے فضائل و مناقب کے ذکر کا تذکرہ رہتا تھا۔

وله التقدم والمعالي فی العلا

وله المراتب فی النہایہ تکثر

مقامِ بالا میں آپ کو مرتبہ حاصل تھا اور مقامِ انتہا میں آپ کے مراتب و مناصب بکثرت تھے۔

غوث الوری غیث الندی نور الہدیٰ

بدر الدجی شمس الضحیٰ بل انور

آپ خلق کے معین و مددگار اور اس کے حق میں بارانِ رحمت اور نورِ ہدایت تھے آپ چودھویں رات کے چاند اور روشن دن کے سورج سے بھی زیادہ روشن تھے۔

قطع العلوم مع العقول فاصبحت

اطوارها من دونہ تحیر

نہایت عقل و دانش کے ساتھ آپ نے جملہ علوم طے کئے جن کے مسائل کہ بدوں آپ کے حل کئے حیرت میں ڈال دیتے تھے۔

مافی علاہ مقالة لمخالف

فمائل الاجماع فیہ تسطر

آپ کے مقام و مرتبہ میں کسی کو چون و چرا نہیں اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ باتفاق رائے سب نے آپ کے مقام و مرتبہ کو تسلیم کیا ہے۔

الغرض! زمانہ آپ کی روشنی سے منور ہو گیا دینی عز و جلال دو بالا ہوا علمی ترقی ہوئی اور اس کے مدارج عالی ہوئے شریعت غرا کو آپ سے کافی مدد و اعانت پہنچی۔ علماء و فقراء میں سے کثیر التعداد بلکہ بے شمار لوگوں نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا اور آپ سے خرقہ پہنا اور اکابرین علمائے اعلام و مشائخ عظام آپ کی طرف منسوب ہوئے یمن کے کل شیوخ میں سے بعض نے خود آپ سے اور اکثروں نے بذریعہ قاصدوں کے آپ سے خرقہ پہنا۔

ومنہج الاشیاخ الباس خرقۃ

ومنشور فضل یرجع الفرع للاصل

چونکہ طریقہ مشائخین خرقہ (خلافت) پہننے اور اجازتِ فضیلت حاصل کرنے میں فرع کو اصل سے ملاتا ہے۔

ولبس الیمانین یرجع غالباً

الی سید سامی فخر علی الكل

لہذا اکثر یمانوں کا خرقہ (خلافت) آپ ہی سے ملتا ہے کیونکہ آپ سید سامی اور اپنے وقت کے فخر کل اولیاء تھے۔

امام الوری قطب الملاء قائللاً علی

رقاب جمیع الاولیاء قدمی علی

آپ امام اور قطب وقت اور اس قول کے قائل تھے کہ میرا قدم تمام اولیائے وقت کی گردنوں پر ہے۔

قطاطالہ کل بشرق و مغرب

زفاباً سوی فرد فعرقب بالعزل

چنانچہ مشرق سے مغرب تک کل اولیاء نے اپنی گردنیں جھکائیں اور صرف ایک فرد واحد نے اپنی گردن نہیں جھکائی تو معزول کر کے عتاب کیا گیا۔

ملیک لہ التصریف فی الکون نافذ

بشرق و غرب الارض والرعر والسہل

آپ تصریفِ تام کے مالک تھے اور آپ کی تصریفِ تام (بازنہ تعالیٰ) مشرق سے مغرب تک زمین کے ہر ایک حصہ میں نافذ ہوتی تھی۔

سراج الہدیٰ شمس علی فلك العلاء

بجیلان مبداہا علاہا بلافل

آپ شمعِ ہدایت اور مقامِ بالا کے آسمان کے آفتاب تھے وہ آفتاب جو کہ جیلان کے افق سے طلوع ہو کر پھر نہیں چھپا۔

طراز جمال مذہب فوق حلتہ

عدا الكون فیہا الدھر یختار ذافل

اس دن آپ کے حلقہ ولایت پر طرح طرح کے طلائی نقش و نگار کڑھے ہوئے تھے وہ حلقہ ولایت جس پر زمانہ ہمیشہ ناز کرتا رہے گا۔

یتیمۃ در زان عقد ولانہ

یجید علی جید الوجود بہ محل

اس دن آپ کا عقدِ ولایت مقاماتِ عالیہ کے بے بہا موتیوں سے مزین تھا وہ عقدِ ولایت جو ولایت ہی کی گردن کو بھاتا اور زیب دیتا ہے۔

تجد ذاک یابحر الندیٰ عبد قادر

ایا یافعی ذوالفتحار ذومحل

اے حضرت عبدالقادر! آپ دریائے جو دو سخا ہیں اور آپ کو سب کچھ حاصل ہے اے یافعی! (جو کہ آپ مریدوں سے تھے) صاحبِ فخر و مرتبہ عالیہ۔

قفا ہنافی راس نہر عیونہم

ملاہا ومن بحر النبوہ مستمی

اؤ ہم اور تم دونوں اس نہر کی بہاؤ دیکھیں (نہر سے شیخِ رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں) جو فیضِ نبوت جیسے شیریں چشمہ اور دریائے نبوت سے نکلی ہے۔

و سبحانک اللہم رباً مقدساً

و واسع فضل لئوری فضلہ مسولی

اور اب میں تیری حمد کرتا ہوں اے پاک پروردگار! اے وسیع فضل والے! مخلوق پر تیرا فضل بے انتہا ہے۔

اس کے بعد شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ آپ کی کرامات دائرہ حصر سے خارج ہیں اور اکابرین علمائے اعلام نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ آپ کی کرامات درجہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور باتفاق یہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ جس قدر کہ کرامات آپ سے ظہور میں آئی ہیں دیگر شیوخ آفاق سے اتنی کرامتیں ظہور میں نہیں آئیں۔

الغرض! بندے نے مندرجہ بالا اثر و نظم میں آپ کے محاسن اور فضائل و مناقب کو مختصراً بیان کیا ہے۔ انتہی کلامہ (مؤلف)

مندرجہ بالا عبارت میں حلبہ نورانیہ سے حلبہ برانیہ مراد ہے جیسا کہ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ 511 ہجری میں بمقام حلبہ برانیہ آپ نے مجلس وعظ منعقد کی۔ انتہی کلامہ

شاید شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے برانیہ کو نورانیہ سے تبدیل کر دیا کیونکہ جب آپ مجلس وعظ میں تشریف رکھتے تھے تو وہ انوار تجلیات سے خالی نہیں ہوتی تھیں اور ممکن ہے کہ کاتبوں سے اس میں تحریف ہوئی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شیخ الاسلام شیخ محی الدین النووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بستان العارفین میں بیان فرمایا ہے کہ قطب ربانی شیخ بغداد حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جس قدر کرامتیں کہ ثقہ لوگوں سے نقل کی ہوئی ہیں ہمیں نہیں معلوم کہ اس قدر کرامتیں آپ کے سوا اور کسی بزرگ کی بھی نقل ہوئی ہیں آپ شافعیہ اور حنابلہ دونوں کے شیخ تھے ریاست علمی و عملی اس وقت آپ ہی کی طرف منتہی تھی اکابرین و اعیان مشائخ عراق آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے اور کثیر التعداد صاحبان حال و احوال نے آپ سے ارادت حاصل کی اور بے شمار خلق اللہ نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا۔ جملہ مشائخ عظام و علمائے اعلام آپ کی تعظیم و تکریم اور آپ کے اقوال کی طرف رجوع کرتے تھے دور دراز سے لوگ آپ کی زیارت کرنے آتے اور آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا کرتے تھے چاروں جانب سے اہل

سلوک آپ کی خدمت میں آتے اور آپ سے مستفید ہو کر واپس جایا کرتے تھے آپ جمیل الصفات شریف الاخلاق کامل الادب و المروت وافر العلم و العقل اور نہایت متواضع تھے۔ احکام شریعت کی آپ نہایت سختی سے پیروی کرتے تھے اور اہل علم سے آپ انیت رکھتے تھے اور ان کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اہل ہوا اور اہل بدعت سے آپ کو سخت نفرت تھی اور طالبان حق و اہل مجاہدہ و مراقبہ سے بھی آپ کو نہایت محبت تھی۔ معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا شعار اللہ و احکام شریعت کی اگر کوئی ذرا بھی ہٹک کرتا تھا تو آپ نہایت غضبناک ہو جاتے تھے آپ اعلیٰ درجہ کے سخی اور کریم النفس اور یگانہ روزگار تھے اور اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔

اب ہم آپ کے حالات کو قاضی ابوبکر بن قاضی موفق الدین اسحاق بن ابراہیم المعروف بابن الفتح المصری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قصیدہ پر جو انہوں نے آپ کی مدح میں لکھا ہے ختم کرتے ہیں۔ وَهُوَ هَذَا

قصیدہ مدحیہ

ذکر الالہ حیات قلب الذاکر فامت بہ کید الغرور الغادر

معبود حقیقی کا ذکر ذاکروں کے لئے زندہ دلی ہے میں اس کے ذکر سے ہر ایک

قسم کے مکر و فریب کی بیخ کنی کرتا رہوں گا۔

واذکرہ و اشکرہ علی الہامہ ذکر اتعنت بالذکور الشاکر

اب تو خدا تعالیٰ کا ذکر و شکر کر کہ جس طرح وہ تجھے الہام کرے وہ ذکر و شکر جو

ذاکر و شاکر کی عاجزی کا مظہر ہو۔

واعد حدیثک عن الیال قدمضت بالا برقین و بالعذیب و حاجر

اور ان راتوں کی باتیں یاد کر جو تو نے مقام ابرقین مقام عذیب اور مقام حاجر

میں گزاریں۔

سقیالایام العقیق و اہلہ و بکل من ورد الحمی من زائر

ایام عتیق اور عتیق میں بسنے والوں کو مبارک ہو اور ہر ایک زائر کو جو اس کے
جنگل کی بھیڑ میں سے ہو کر نکلے۔

اخلا من الامن استبان لخائف والوصل بعد تقاطع تھا جروا
اور کیا وہ (زائر) امن و امان سے خالی ہو کر دہشت زدہ ہوتا ہے حالانکہ وصل
بعد انقطاع و ہجر بھی ممکن ہے۔

والعجز عن ادراکہ ادراکہ و کذا الہدیٰ فیہ فنون الحائر
اس کے ادراک سے عاجز ہونا اس کو پانا ہے اور اسی طرح ہدایت میں تمام
طریقوں سے واقف ہونا ہے۔

ایام لا اقمارہا محبوبہ عنا ولا غزلا نہا بنوا فر
وہ دن جن کے چاند ہم سے چھپے ہوئے نہیں اور نہ ان کے ہرن ہم سے نفرت
رکھتے ہیں۔

وتعودا عیادی بعود رضا کم عنی وتملاء بالسرور سرائری
میری عیدوں کے دن تمہاری رضامندی سے لوٹ آئیں گے اور میرے تمام
راز خوشنودی سے بھر جائیں گے۔

ولقد وقفت علی الطول سائلاً عن اهل ذاک الحیی وقفت حائر
میں مکانوں کے نشانوں پر کھڑے ہو کر ان سے اس قبیلہ کا حال پوچھتا ہوا
حیران کھڑا رہا۔

فاجابنی رسم الدیار وقد جرت فیہ دموعی کالسحاب الماطر
تو مجھے ان گھروں کی نشانیوں نے جواب دیا اور میری آنکھوں سے آنسو اس
طرح جاری ہو گئے جیسے بدلی سے پانی۔

ذهبوا جمعیا فاحتسبہم واصطبر فعاک ان تحظی باجر الصابر
وہ سب کے سب چلے گئے تو اب تم انہیں یاد کر کے صبر کرو تا کہ تم صبر کرنے
والوں کا اجر و ثواب پاؤ۔

وتزودوا التقویٰ فانتم مسافر و بغير زاد کیف حال مسافر
اور پرہیزگاری کا توشہ تیار کر لو کیونکہ تم مسافر ہو اور ظاہر ہے کہ بدوں زاوراہ
کے مسافر کا کیا حال ہوتا ہے۔

فالوقت اقصر مدة من ان تنی فیہ فسارع بالجميل وبادر
کیونکہ وقت کی مدت بہت کم ہے کہ تم اس کو پاسکو تو تمہیں نیکیوں کی طرف دوڑ
کر جلد ان کو حاصل کرنا چاہئے۔

واجعل مدیحك ان اردت تقربا من ذی الجلال بباطن و بظاہر
للمصطفى ولا له و صحابه والشیخ محی الدین عبدالقادر
(شاعر اپنی طرف خطاب کر کے کہتا ہے) اگر تو ظاہر و باطن میں اللہ جل شانہ
کے تقرب کا خواہاں ہے تو اپنی مدح کو جناب سرور کائنات ﷺ اور آپ کی
آل اور اصحاب اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام سے نامزد کر۔

بحر العلوم الحبر و القطب الذی ورث الولا یہ کابراً عن کابر
آپ علوم کے دریا اور قطب وقت تھے اور آپ نے بزرگان دین میں سے بڑے
بڑے مشائخ عظام سے ولایت حاصل کی تھی۔

شیخ الشیوخ و صدرہم و امامہم لب بلا قشر کثیر مائر
آپ شیخ الشیوخ اور ان کے امام اور ان کے صدر تھے آپ فضل و کمال کے لحاظ
سے گویا مغز بے پوست اور صاحب فضائل کثیرہ تھے۔

غوٹ الانام و غیثہم و مجیرہم بدعائہ من کل خطب جائر
آپ خلق کے معین و مددگار اور ان کے لئے باران رحمت تھے اور اس کو اپنی دعا
کی برکت سے ہر ایک مصیبت سے بچانے والے تھے۔

تاج الحقیقة فخرہا نجم الہدا یہ فجرہا نور الطلام لعائر
آپ تاج حقیقت اور اس کے فخر اور ہدایت کے روشن تارے تھے آپ ہدایت
کی صبح اور گہرے اندھیرے کے نور تھے۔

روح الولاية انسها بدر الهدا یہ شمسها لب اللباب الفاخر
 آپ ولایت کی روح اور اس کے انس اور ہدایت کے چاند اور اس کے سورج
 اور ہر ایک فخر و فضیلت کے خلاصہ تھے۔

صدر الشريعة قلبها فرد الطرى قة قطبها نخل النبی الطاهر
 آپ صدر شریعت اور اس کے دل اور طریقت کے فردِ کامل اور قطبِ وقت اور
 نبیِ طاہر کی آل تھے۔

ودليله الوقت المخاطب قلبه بسرائر و بواطن و ظواهر
 آپ کا رہبر آپ کا وقت ہوتا تھا جس وقت کہ مقامِ قلب سے ظاہری باطنی راز
 و نیاز اور اسرار کے ساتھ آپ کو خطاب ہوتا تھا۔

وهو المقرب و المكاشفه جهرة بغيوب اسرار و سر ضمائر
 آپ مقرب بارگاہِ الہی تھے اور آپ پر عالمِ غیب سے اسرارِ مخفیہ اور پوشیدہ راز
 کشف ہوتے تھے۔

وهو المنطق و المويد قوله وله الفتوح الغيب ايه قادر
 آپ کا قول مدلل اور مؤید بالصواب ہوتا تھا اور فتوحِ الغیب (آپ کی کتاب)
 اس کی کافی دلیل ہے۔

وله التجب التودد والرضاء من ربه بمعارف كجواهر
 آپ محبت و الفتِ رضائے الہی اور معارف و حقائق میں جو کہ درجے بہا
 ہیں رتبہ عالی رکھتے تھے۔

سلك الطريق فاشرفت من نوره وعلومه كضياء بدر زاهر
 آپ گویا طریقت کے موتیوں کی لڑی تھے اور طریقت آپ کی علمی روشنی سے
 چودھویں رات کی طرح روشن ہو گئی۔

وعلاه اعلى في المعالي ربه وفخاره مامله لمفاخر
 آپ کا رتبہ مقاماتِ عالیہ میں اعلیٰ و ارفع تھا اور آپ کے وہ فضائل تھے جو کسی

صاحبِ فخر کو حاصل نہیں ہو سکتے۔

خلع الاله عليه ثوب ولاية و امده من جنده بعساكر
اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلعت ولایت عطا فرمایا اور اپنے لشکروں سے اس نے
آپ کی مدد کی۔

قله الفخار على الفخار بفضله و الفی و بالنسب الشريف الباهر
فضل الہی سے آپ کو فضیلت پر فضیلت حاصل تھی اور عالیٰ نسب کا فخر بھی آپ کو
حاصل تھا۔

وله المناقب جمعت و تفرقت فی کل ناد ذا ثراء عامر
آپ کے مناقب بکثرت ہیں جو کہ قلمبند کئے گئے اور جن کا ہر ایک ذی عزت و
ذی شان محفل و مجلس میں تذکرہ رہتا تھا۔

فابن الرفاعی و ابن عبد بعده و ابو الوفاء و عدی بن مسافر
شیخ ابن الرفاعی - ابن عبد - شیخ ابو الوفاء - شیخ عدی بن مسافر

و كذا ابن قيس مع علي مع بقا معهم ضياء الدين عبد القاهر
شیخ ابن قیس - شیخ علی - شیخ بقاء بن بطو - شیخ ضیاء الدین عبد القاهر وغیرہ جملہ
مشائخ موصوف۔

شهدوا باجمعهم مشاهد مجده ما بين بادي فضلهم والحاضر
آپ کی مجالس میں حاضر ہوا کرتے تھے اور یہ وہ مشائخ ہیں کہ جن کی فضیلت و
بزرگی ہر ایک شہری اور دیہاتی کے نزدیک مسلم تھی۔

واقر كل الاولياء بانه فرد شريف ذو مقام ظاهر
الغرض! کل اولیاء اللہ نے اس بات کا اقرار کیا کہ آپ فردِ کامل اور صاحب
مقاماتِ طاہرہ ہیں۔

وبانهم لم يدركوا من قربة مع سبقهم علما غبار الغابر

اور وہ آپ کے قرب و مقامات میں سے باوجود آپ سے سبقت علمی رکھنے کے

بھی چلنے والے کے غبار کے برابر بھی نہ پاسکے۔

کلا ولا شربوا اذا من بحره مع ربهم الا کنعبه طائر
انہوں نے آپ کے دریائے وصال سے اپنے پروردگار کے ساتھ پرندے کے
گھونٹ سے زیادہ پانی نہیں پیا۔

اصحابہ نعم الصحاب و فضلہم بادلکل مناضل و مناظر
آپ کے احباب و مرید وہ بزرگ تھے کہ جن کی فضیلت و بزرگی ہر ایک مخالف
و موافق پر ظاہر تھی۔

وہم رءوس الاولیاء منہم الا قطاب بین میامن و میاسر
وہ سب کے سب رئیس الاولیاء تھے اور ان میں سے بعض اطراف و جوانب
میں رتبہ قطبیت کو بھی پہنچے ہیں۔

یامین تخصص بالکرامات التی صحت باجماع و نص تواتر
آپ ہی کو یہ خصوصیت حاصل ہوئی کہ آپ کی کرامات اجماع اور تواتر سے
ثابت ہوئی ہیں۔

وتناقل الرکیان من اخبارها سیرا الحلت لمسامر و مسافر
مسافروں نے آپ کی وہ وہ کرامات اور آپ کی سیرتیں نقل کیں کہ جن کو ہر
ایک مقیم اور مسافر سن کر محفوظ ہوا۔

لما خطرت و قلت ذا قدمی علی کل الرقاب یجد عوم باتر
جبکہ آپ نے آگے بڑھ کر ذی وقعت اور مضبوط ارادے سے فرمایا: کہ میرا یہ
قدم ہر ایک ولی کی گردن پر ہے۔

مدت لہیتک الرقاب و اذعنت من کل قطب غائب او حاضر
تو آپ کی ہیبت سے تمام اولیاء اللہ کی گردنیں آگے بڑھیں اور ہر ایک حاضر و
غائب ولی اور قطب نے آپ کے قول کی تصدیق کی۔

ونشطت حین بسطت فانقبضت کذا الاقطار بین معاضد و مناظر

جب آپ خوشی کے وقت خوشنود ہوئے۔ سب معاضد اور مناظر آپ کے فرمانبردار ہوئے۔

وعنت لك الاملاك من كل الوری ما بین مابین مامور لہم اوامر
تمام جہان کے ملوک و سلاطین اور حاکم و محکوم بھی آپ کے سامنے سر جھکائے ہوئے تھے۔

وظہرت فضلاً و احتجت جلالہ و علوت مجداً فوق کل معاصر
آپ کی فضیلت و بزرگی عیاں تھی اور آپ کا مقام و مرتبہ مخفی تھا کیونکہ مقام و مرتبہ میں آپ اپنے تمام ہم عصروں سے آگے تھے۔

وعظمت قدر افاقت مکانہ حتی دنوت من الکریم الغافر
آپ قدر و منزلت کی سیڑھیوں پر چڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ آپ اپنے پروردگار سے قریب ہوئے۔

ورقت غایات الولا مستبشراً من ربك الاعلیٰ بخیر بشائر
اور مقامِ ولایت کے انتہا درجہ تک پہنچ کر اپنے پروردگار سے بہتر سے بہتر خوشخبریاں سنیں۔

وبقیق لمان قنیت مجرداً و حضرت لما غیت حضرة ناظر
آپ اپنی ہستی سے فنا ہو کر مقامِ تجرید میں آئے اور اپنی ہستی سے غائب ہو کر مقامِ حضرت القدس میں پہنچے۔

فشهدت حقا اذدہشت مہابہ و کذا شہود الحق کشف بصائر
پھر آپ نے حق کا مشاہدہ کیا جبکہ آپ خوفزدہ ہو کر متحیر ہو گئے تھے اور اسی طرح شہود حق سے کشف بصیرت ہوتی ہے۔

مدحی الطویل قصیرہ و مدیدہ عن وصف بحرك بالعطاء الوافر
میری طول و طویل مدح باوجود طویل ہونے کے بھی آپ کے دریائے وصف سے بمقابل آپ کی عطائے وافر کے بہت ہی کم ہے۔

اعددت حبك بعد حب المصطفى والال والاصحاب خير ذخائر
 وجعلت فيك المدح خير وسيلة لله لا جارة كاشاعر
 میں آپ کی محبت کو حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب کی
 محبت کے بعد بہتر ذخیرہ اور آپ کو خدائے تعالیٰ کے نزدیک بہتر وسیلہ بناتا
 ہوں اور شاعروں کی طرح میں اس کے صلہ ملنے کا ذریعہ نہیں بناتا۔

ورجوت من نفحات تربك نفحة يحيى بها في العمر ميت حاطري
 جس باد نسیم نے کہ آپ کی تربیت کی ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ باد نسیم مجھ پر ایک
 ہی دفعہ چل کر میری مردہ طبیعت کو زندہ کر دے۔

ثم الصلوة على النبي المصطفى خير السورى من اول والاخر
 اور اب میں نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجتا ہوں جو کہ خیر المخلوق اور
 خیر الاولین والآخرین ہیں۔

فلك الرسالته شمسها روح النبوة قدسها للحق اشرف ناصر
 جو کہ فلک رسالت اور اس کے سورج اور روح نبوت اور حق تعالیٰ کے بہتر
 مددگار تھے۔

في حبه قل ماتشاء فقدره فوق المقام وفوق نثر الناثر
 آپ کی محبت و شان میں جو چاہو سو کہو کیونکہ آپ کا رتبہ ارباب شعرو سخن کی
 قوت بیان سے آگے ہے۔

والعجز عن ادراكه ادراكه وكذا الهدى فيه فنون الجائر
 آپ کے مرتبہ کو نہ یافت کرنے سے قاصر رہنا اس سے واقف ہونا ہے اور اسی
 طرح سے ہدایت جس میں عقلیں حیران ہیں۔

الله انزل مدحه في ذكره يتلى فما ذا قول شعر الشاعر
 جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدح اپنے کلام پاک میں کی ہے (جو شب و روز پڑھا
 جاتا ہے) تو اب ارباب شعرو سخن کا کیا ذکر ہے۔

ما فی الوجود مقرب الابه من مرسل او من ولی شاکر
 بدوں آپ کے وسیلہ کے کوئی بھی مقرب الہی نہیں بن سکا نہ کوئی نبی و رسول اور
 نہ کوئی ولی شاکر۔

کل الخلائق و الملائک دونہ مافوقہ غیر الملک القادر
 تمام مخلوقات اور فرشتہ وغیرہ سب آپ کے رتبہ سے نیچے ہیں اور آپ کے مرتبہ
 بجز مالکِ حقیقی قادر ذوالجلال کے اور کسی کا مرتبہ بالاتر نہیں۔

صلی علیہ اللہ ما ابتسم الدجی عن جوہر الصبح المنیر السافر
 اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں اتارتا رہے جب تک کہ راتوں کی اندھیریاں صبح
 کے چمکتے ہوئے نور سے روشن ہوتی رہیں۔

یہ آپ کے اور ان اولیائے کرام کے جو کہ ہمیشہ آپ کی مدح سرائی میں رطب اللسان
 رہا کرتے تھے مختصر حالات ہیں جن سے کہ ہم واقف ہوئے اور اپنی اس تالیف میں ہمیں ان
 کے ذکر کرنے کا موقع ملا۔

فالحمد لله على ذلك اللهم ببركته وبحرمته لديك ارزقنا صدق
 اليقين ولا تجعلنا ممن ياكل الدنيا بالدين واجعلنا ممن يؤمن
 بكرامات الاولياء الصالحين . امين .

اب یہ قلیل البھاعت المعترف بالعجز والتقصیر ناظرین کی خدمت سامی میں عرض کرتا
 ہے کہ جہاں کہیں کہ اس میں کچھ سقم پائیں تو وہ اسے صرف اپنے دامنِ کرم سے چھپا ہی نہ
 لیں بلکہ اس کی اصلاح بھی کر دیں اور میں بارگاہِ الہی میں دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے فضل و
 کرم سے ہمیں اپنے عیوب دیکھنے کی بصیرت عطا فرمائے اور ہمارے آنے والے دنوں کو
 ہمارے گزشتہ ایام سے ہمارے حق میں بہتر کرے اور میرا اور جمیع اہل اسلام کا خاتمہ بالخیر
 کرے اور قبر میں سوال و جواب پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں اصحابِ یمن (نجات پانے
 والوں) میں سے کرے اور قیامت کے دن سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے کے
 نیچے ہمارا حشر کرے اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اور میرے والدین اور جن کا کہ مجھ پر کچھ

بھی حق ہے اور جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ کریں اور مؤلف و کاتب الحروف کو دعائے خیر سے یاد کریں۔ سب کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو بخش دے۔

امین یا رب العالمین۔ تم و کمل والحمد لله وحده و صلی علی
سیدنا و مولانا محمد و علی الہ و صحبہ وسلم تسلیماً کثیراً
دائمًا الی یوم الدین و رضی اللہ عن الصحابہ کلہم اجمعین۔

تمت الكتاب بعون الملك الوهاب

شعبان المعظم ۱۳۷۴ ہجری



قصیدہ غوثیہ

قصیدہ غوثیہ بحر معرفت میں ڈوبے ہوئے اشعار ہیں جو حضرت سید
 عبدالقادر جیلانیؒ کی پرواز معرفت کے ترجمان ہیں۔ یہ قصیدہ آپؒ کی زبانِ حق
 سے اس وقت جاری ہوا جب کہ آپؒ عشقِ الہی میں مستغرق تھے اور ذاتِ حق کے
 جلوہ میں جذب تھے اور مقامِ وصل میں گم تھے اور آپؒ نے وہ باتیں کہہ دیں جہاں
 بندے کی زبان پر رب بولتا ہے۔ یہ قصیدہ عرفانِ الہی کا گوہرِ نایاب ہے اس کا
 ایک ایک لفظ بحرِ حقیقت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس لیے جو شخص اس قصیدے کا ورد
 کرے گا وہ بھی اللہ کی معرفت میں رنگا جائے گا اور اسے قربِ الہی حاصل ہوگا۔
 اس کے فوائد بے پناہ ہیں۔ یہ کلام بے نظیر و پُر تاثیر قصائے حاجاتِ محلِ مشکلات
 دینی و دنیاوی اور حصولِ فیوضِ ظاہری و باطنی کے لیے اکیس صفت اور تیر ہدف
 اور خاص الخاص مجرب وردِ اولیاء اللہ ہے۔ ان کا ورد کرنے سے حُبِ الہی و
 عشقِ مصطفائی کے نورانی شعلے دل میں پیدا ہوں گے۔ عرفان و قربِ حق اور حضور
 سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وصل دیدار اس کی برکت سے نصیب ہوگا۔
 حضور غوث پاک اور تمام اولیائے عظام کی زیارتیں ہوں گی۔ نعمتِ دیدارِ مجال
 بے مثال حضور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہوگی۔ ہر قسم کی دینی و دنیاوی
 اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے جھولیاں بھریں گی۔ ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان
 میں فتحیابی حاصل ہوگی، اس کا ورد کرنے سے سرکارِ محبوبِ سبحانیؐ کی خاص النعمان
 نسبت حاصل ہوتی ہے اور طالبِ حق بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے
 اور منزلِ مقصود پر پہنچتا ہے۔

منازلِ طریقت میں ترقی اور پرواز کی خاطر قصیدہ غوثیہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک خلوت کا مقام مقرر کیا جائے اور وہاں بعد نمازِ عشرِ با وضو قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جائے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر ۴۱ مرتبہ قصیدہ غوثیہ پڑھے اور چالیس روز تک اسی طرح وظیفہ کرے اس کے بعد سات دن کا ناغہ کرے پھر پہلے کی طرح چالیس روز تک دوبارہ قصیدہ غوثیہ پڑھے اس طرح گیارہ چلتے مکمل کرے ان شاء اللہ اس کلام کی برکت اور تاثر سے اس پر معرفتِ الہی کے دروازے کھل جائیں گے اور صاحبِ مشاہدہ بن جائے گا۔ اگر پہلے ہی صاحبِ مشاہدہ ہو تو اس پر بے شمار اسرارِ الہی کا ظہور ہوگا۔

اگر کوئی شخص اس کی زکوٰۃ ادا کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ چلتے پانی کے کنارے جائے با وضو ہو کر دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اس کے بعد کھڑے ہو کر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے بعد ۲۱ مرتبہ یہ قصیدہ پڑھے اس کے بعد پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اس طرح چالیس دن تک کرے یہ وظیفہ زوالِ آفتاب کے بعد اور غروبِ آفتاب سے پہلے کسی وقت کر سکتا ہے۔ اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے اور بعد میں روزانہ ایک مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے ان شاء اللہ قصیدہ غوثیہ کے فیوضِ برکات اور انوارات ہمیشہ حاصل رہیں گے۔

اس قصیدہ کو روزانہ وظیفہ کے طور پر ایک مرتبہ پڑھ لینا دینی و دنیوی فیوض و برکات کے لیے بہت مفید ہے۔ قصیدہ کو ہمیشہ پڑھنے والا اپنی ہر دلی مراد کو پائے گا، مخلوق پر تسخیر حاصل ہوگی، عزت میں اضافہ ہوگا بے پناہ سکون قلب حاصل ہوگا۔ بارگاہِ رب العزت میں مقبول ہوگا۔ قوتِ حانظہ میں اضافہ ہوگا۔ ناگہانی آفات سے محفوظ رہے گا گویا کہ اس قصیدہ کی بدولت دینی و

اخروی انعامات سے مالا مال ہو جائے گا۔

قَصِيدَةُ غوثِيَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

سَقَانِي الْحُبَّ كَأَسَاتِ الْوَصَالِ فَقُلْتُ لِحَدْرَتِي نَحْوِي تَعَالِ

محبت نے وصل کا جام پلایا میں نے غمار سے کہا میری طرف آ جا

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِي فِي كُوْسٍ فَهَمَّتْ بِسُكْرَتِي بَيْنَ الْمُوَالِي

شرابِ محبت تیزی سے آئی پس میں نے غمارِ محبت کو اپنے غلاموں سے سمجھا

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْأَقْطَابِ لَمُّوْا بِحَاوِي وَادْخُلُوا أَنْتُمْ جَالِي

میں نے تمام قطبوں سے کہا کہ تم میرے ساتھیوں میں شامل ہو جاؤ

وَهَمُّوْا وَاشْرَبُوا أَنْتُمْ جُنُوْدِي فَسَاقِي الْقَوْمِ بِالْوَالِي مَلَالِي

ہمت کرو اور پی لو کہ تم میرا لشکر ہو قوم کا ساقی مجھے بہت سے رہا ہے

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِي مِنْ بَعْدِ سُكْرِي وَلَا تَنْتَوِ عَلْوِي وَابْتِصَالِي

تم نے میری بچی ہوئی شراب پی لی لیکن میرے رتبے اور مقام کو نہ پہنچ سکے

مَقَامِكُمْ الْعُلَى جَمْعًا وَلَكِنْ مَقَامِي فَوْقَكُمْ قَا زَالَ عَالِ

تم سب کا مقام بلند ہے لیکن میرا مقام تم سب کے اوپر ہے

أَنَا فِي حَضْرَةِ التَّقْرِيبِ وَحَدِي يُصَرِّفُنِي وَحَسْبِي وَالْجَلَالِ

میں قربِ الہی میں اکیلا ہوں میں تصرف والا ہوں اور میرے لیے ذوالجلال کافی ہے

أَنَا الْبَازِيُّ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ اعْطَى مِثْلِي

میں تمام مشائخ میں سفید باز ہوں اور میرے جیسا کس کو مرتبہ ملا ہے

كَسَانِي خَلْعَةً بِطَرَازِ عَزْمٍ وَتَوَجَّجَنِي بِبَيْجَانِ الْكَمَالِ

اللہ تعالیٰ نے مجھے پختہ عزم والی خلعت پہنائی اور مجھے کمال کا تاج پہنایا

وَأُطْلَعَنِي عَلَى سِرِّ قَدِيمٍ وَقَدَدَنِي وَأَعْطَانِي سُؤَالِي

اللہ نے مجھے راز قدیم سے مطلع کیا اور میری قدر کی جو مانگا عطا کر دیا

وَوَلَّانِي عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا وَحُكْمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالٍ

مجھے تمام قطبوں پر بالا کیا پس میرا حکم ہر حال میں جاری ہے

فَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فِي بَحَارٍ لَصَارَ الْكُلُّ غُورًا فِي الزُّوَالِ

اگر میں راز کو دریاؤں پر ڈال دوں تو وہ سب خشک ہو جائیں

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فِي جِبَالٍ لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتَ بَيْنَ الرِّجَالِ

اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ظاہر کروں تو وہ ٹوٹ کر دُڑے ہو جائیں

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ نَارٍ لَخِدَّتْ وَأَنْطَفَتَ مِنْ رِجَالِي

اگر میں اپنے راز کو آگ پر ڈال دوں تو وہ میرے راز حال سے بجھ کر خاکستر ہو جائے

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ مَيْتٍ لَقَامَ بِقُدْرَةِ السُّوَالِ تَعَالِ

اگر میں اپنا راز مڑے پر ڈالوں تو وہ اللہ کی قدرت سے کھڑا ہو جائے

وَمَا مِنْهَا شَهْرٌ أَوْ دَهْرٌ تَسْرُ وَتَنْقِضِي الْأَثَالِي

ہر مہینہ اور زمانہ جو گزرنے کے لیے آتا ہے وہ پہلے میرے پاس آتا ہے

وَتُخَيِّرُنِي بِمَا يَأْتِي وَيُخَيِّرُنِي
وَتُعَلِّمُنِي فَأَقْصِرُ عَنْ خَدَائِلِ

آنے والی بات کی مجھے خبر مل جاتی ہے یہ مجھے اللہ کی طرف سے بلا جھگڑے سے باز آ

مُرِيدِي هُمْ وَطَبَّ فَاسْطَحْ وَعَنِي
وَأَفْعَلُ مَا تَشَاءُ فَإِلْسُو عَالِ

اے میرے مرید بلند ہمت ہو خوش ہو غنی رہ جو چاہے کر میرا نام بہت بڑا ہے

مُرِيدِي لَا تَخَفْ اللَّهُ رَبِّي
عَطَانِي رَفَعَتْكَ السَّمَاءُ لِي

اے مرید مت ڈر اللہ میرا رب ہے مجھے رفعت ملی اور میں مُرَاد کو پہنچ گیا

طُوبَى فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ دَقَّتْ
فِي وَسَاوِسِ السَّعَادَةِ قَدِيدِي

میرزی شہرت آسمان اور زمین میں ہے اور سعادت کے نقیب مجھ پر ظاہر ہو رہے ہیں

بِلَادِ اللَّهِ مُلْكِي تَحْتَ حُكْمِي
وَوَقْتِي قَبْلَ قَبْلِي قَدِ صَفَلِي

اللہ کا تمام ملک میرے حکم کے تحت ہے اور میرا وقت میرے دل سے پہلے میرے لیے صف ہو گیا

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا
كَخَرْدَلَةٍ عَلَى حُكْمِ الْإِصْبَالِ

میں نے تمام ملکوں کی طرف دیکھا تو وہ سب مجھے رائے کے دانے کے برابر نظر آئے

وَكُلُّ وِلِيٍّ لَهُ قَدَمٌ قَرَانِي
عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

ہر ولی کا مقام ہے میرا تمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے جو بدرِ کامل میں

مُرِيدِي لَا تَخَفْ أَشْقَانِي
عَزُومُ قَاتِلٍ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید دشمن سے نہ ڈر میں قتل کا ارادہ کرنے والا ہوں

أَنَا الْجِيلِيُّ مُحَمَّدِي الدِّينِ اسْمِي
وَأَعْلَامِي عَلَى رَأْسِ الْجِبَالِ

میں جیلانی ہوں محی الدین میرا نام ہے اور میرے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہیں

أَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِي وَأَقْدَامِي عَلَى عُنُقِ الرِّجَالِ

میں حسنی ہوں میرا مقام مخدع ہے اور میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الشَّهْرِ اسْمِي وَجَدِّي صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

اور میرا نام عبدالقادر جیلانی مشہور ہے اور میرے جد پاک صاحب کمال تھے

تہذیب اللعین

تہذیب اقلین

مصنف
امام ابو نعیم ابو ایوب رضی اللہ عنہما
نصر بن محمد بن ابراہیم شرقندی

مترجم
ابو ثوبان سید محمد ارسطو
خان طبرکات دہلی

پتہ: سٹریٹ نمبر 11، بازار لاہور
فون: 042-7246006

شبیر برادرز

شبیر
برادرز

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا كَمَا

مَعَارِفِ دَرُودِ

جَلَالِهَا

فَضْلِ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ
عَلَيَّ وَعَلَىٰ آلِيَّ

توضیح الافہام فی مسائل الصلوٰۃ والسلام

محمد محی الدین

شیخ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ

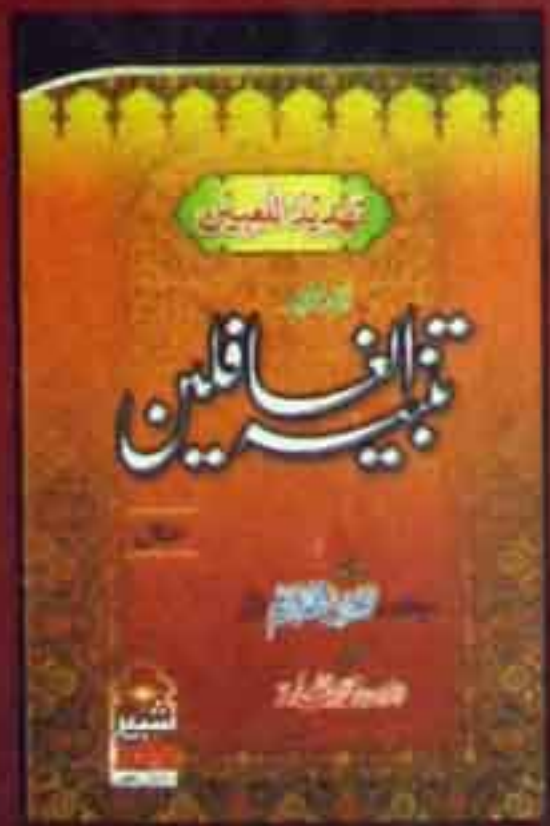
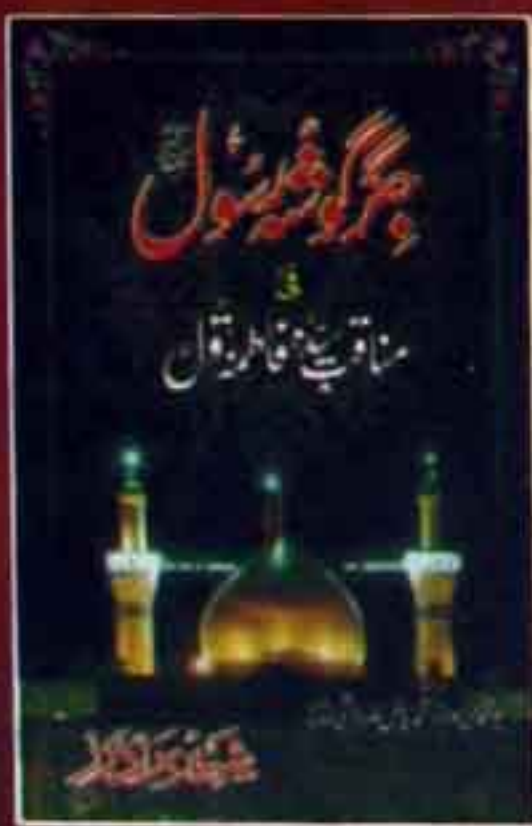
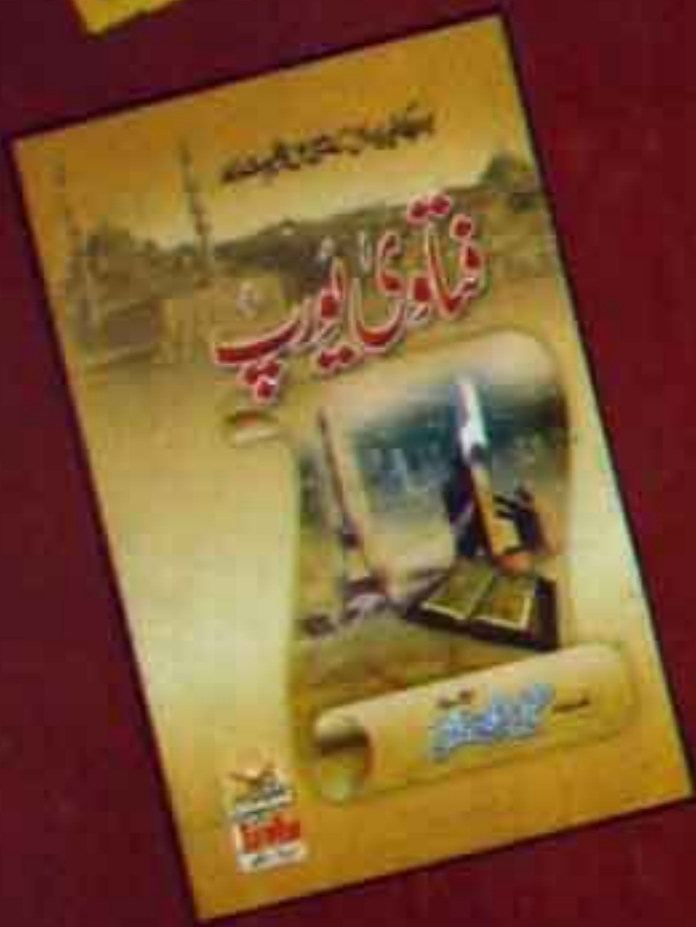
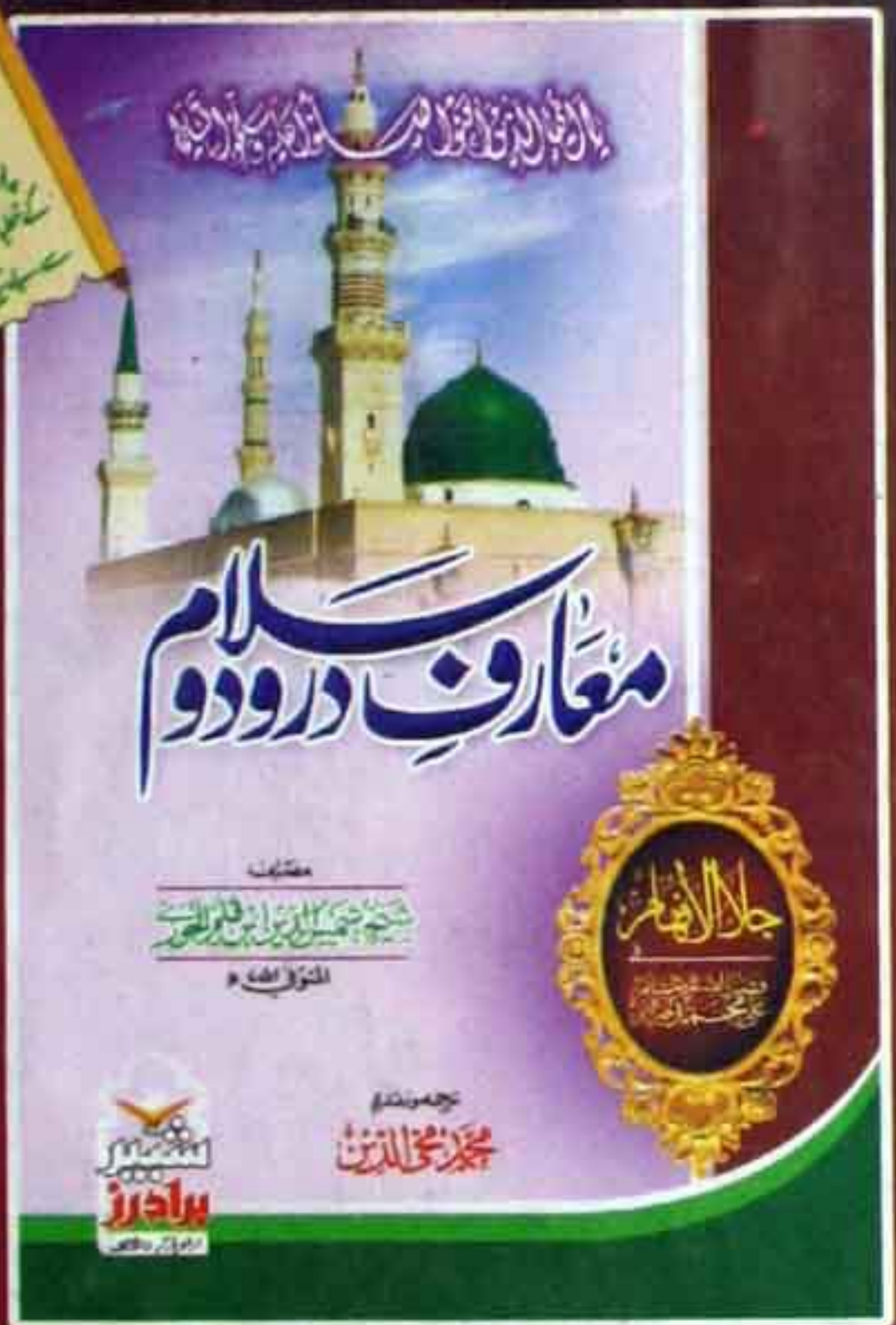
صوفی ۱۵۱ ج ۱



زبیہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

شبیر برادرز



زیریںڈسٹریبیوٹرز اسلام ماڈل ہائی سکول ۴۰، اربو بازار لاہور
 فون: 042-7246006

